پیر صاحب پگارا

حقیقی سیاست کے امین

مرتب فقیر شاہنواز نظامانی



بسم الله الرحمن الرحيم

پیر صاحب پگارا

حقیقی سیاست کے امین

پیر صاحب پگارا

حقیقی سیاست کے امین

مرتب: فقیر شاہنواز نظامانی

فکشن ہاؤس
لاہور • حیدر آباد • کراچی •

نام کتاب : پیر صاحب پگارا حقیقی سیاست کے امین

مرتب : فقیر شاہنواز نظامانی

اہتمام : ظہور احمد خاں

پبلشرز : فکشن ہاؤس لاہور

کمپوزنگ : فکشن کمپوزنگ اینڈ گرافکس، لاہور

پرنٹرز : سید محمد شاہ پرنٹرز، لاہور

سرورق : ریاض ظہور

اشاعت اول: 2011ء حُر ہسٹاریکل سوسائٹی، سانگھڑ

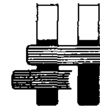
اشاعت دوم: 2012ء

تقسیم کنندہ:

فکشن ہاؤس: بک سٹریٹ 39- مزنگ روڈ لاہور،فون:042-37249218-37237430

فکشن ہاؤس: 52,53 رابعہ سکوائر حیدر چوک حیدر آباد،فون:022-2780608

فکشن ہاؤس: نوشین سنٹر، فرسٹ فلور دوکان نمبر 5 اردو بازار کراچی



فکشن ہاؤس

● لاہور ● حیدر آباد ● کراچی

e-mail: fictionhouse2004@hotmail.com

انتساب

✤ میرے مرشد، مربی، اعلیٰ حضرت پیر سائیں شاہ مردان شاہ (ثانی) ''چھٹ دھنی'' کے نام جن کے فیوضات اور برکات سے غمزدہ اسیروں کو رہائی کی نوید ملی، جنہوں نے حروں کے فراق کے زخموں کو وصل کے مرہم سے بھردیا، جن کی آمد سے خانقاہ راشدیہ کی رونقیں لوٹ آئیں، جنہوں نے اپنی ساری زندگی اس وطن عزیز کی فلاح و بہبود کیلئے وقف کردی۔

✤ ان شہیدوں کے نام جنہوں نے اپنے مرشد کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

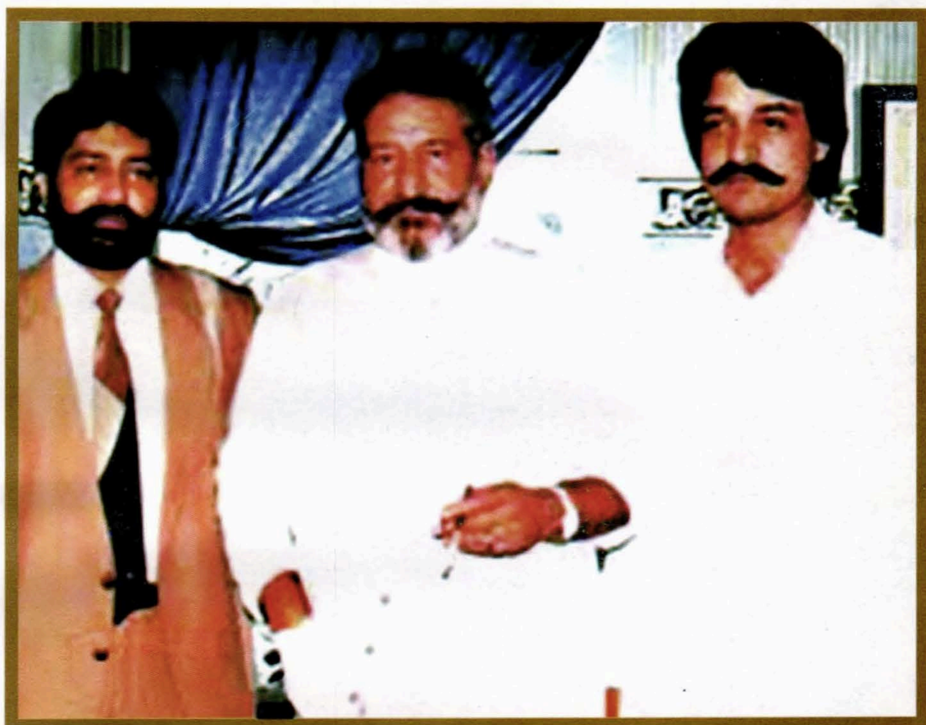
✤ ان غازیوں کے نام جنہوں نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ اسیری میں گزارا اور پھر بھی شکر الحمدللہ پڑھتے رہے۔

✤ میرے والد مرحوم حاجی علی نواز نظامانی کے نام جس نے اس ناچیز کی انگلی پکڑ کر خانقاہ راشدیہ کی چوکھٹ کو چومنے کا شرف عطا کیا۔

فقیر شاہنواز نظامانی، سانگھڑ



امامِ انقلاب حضرت پیر سید محمد صبغت اللہ شاہ قدس سرہٗ شہید سورھیہ بادشاہ



صاحبزادوں صدرالدین شاہ اور صبغت اللہ راشدی کے ساتھ



حضرت پیر سید میاں نادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ موجودہ پیر صاحب کے چھوٹے بھائی



پیر صاحب پگارا کی جوانی میں اپنے بھائی کے ساتھ ایک یادگار تصویر

فہرست

پیر صاحب پگارو......کلام و بیان کے آئینہ میں

پیران پگارو کی داستاں حریت ایک صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہے۔ ان جلیل القدر مجاہدین کے حوالے سے بہت کم لکھا گیا۔ فقیر شاہ نواز نظامانی نے اپنے مرشد حضرت شاہ مردان شاہ ثانی پیر پگارو ہفتم کے انٹرویوز اور بیانات کو یکجا کر کے کتابی صورت دینے کی سعادت کی جسارت کی ہے جو کہ یقیناً باعث تعریف عمل ہے۔ شاہ نواز کی یہ خدمت صرف ان کی ذات تک محدود نہیں بلکہ متعلقہ تصنیف ایک اہم دستاویز ہوگی جو ایک جانب حر جماعت کے لئے سرمایہ حیات تو دوسری طرف سیاست، ادب اور تاریخ کے طالب علموں کے لئے تحقیق کا منبع ثابت ہوگی۔ حضرت پیر صاحب کا منفرد انداز تکلم سیاست کی مشکل گتھیوں کو سلجھانے کے علاوہ آئندہ رونما ہونے والے واقعات کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔ آپ کی سیاست میں پیش گوئیاں ہر خاص و عام کے لئے ہر دور میں توجہ کا مرکز رہی ہیں۔ پھر ان کے بارے میں پیر صاحب کا دعویٰ کہ یہ باتیں روحانی تجلیات کا حصہ نہیں بلکہ انسانی احساسات کی بنیاد سے کرتے ہیں۔ بقول پیر صاحب کامن سینس Common Sense کی بات کرتا ہوں۔ پیر صاحب پگارو کے چار عشروں پر محیط سیاست کے متعلق بیانات پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ آپ کی گفتگو علامتی ذو معنی ہونے کے ساتھ ساتھ مختصر ترین جملوں کے اندر پوری تاریخ پنہاں ہوتی ہے۔ اس مخصوص انداز کی کئی دیگر سیاسی رہنماؤں نے پیروی کرنے کی کوشش کی مگر تخلیل کی انتہا اور بات کی وسعت میں وہ مقام حاصل نہ کر سکے۔

راقم کو حضرت پیر صاحب پگارو کی کسی بڑے اجتماع میں تقریر 1976ء حضرت قائد اعظم کی صد سالہ یوم ولادت پر مسلم لیگ ہاؤس آغا خان روڈ لاہور سننے کا موقع ملا۔ یہ دور وہ تھا جب بھٹو آمریت نے اپنے پورے فرعونی غیض و غضب اور قیامت خیزیوں سے قوم کا جینا حرام کر رکھا تھا۔

مخالف پناہ کے لئے پیپلز پارٹی میں شامل ہو رہے تھے۔ پیپلز پارٹی کی مخالفت والے جیلوں عقوبت خانوں اور دلائی کیمپوں میں جا رہے تھے۔ ایسے خوفناک حالات میں اتنے بڑے اجلاس کا انعقاد ہونا بھی حضرت پیر صاحب پگارو کی جری اور پرعزم شخصیت کی بدولت ممکن تھا ورنہ کسی دوسرے میں ہمت ہی نہ تھی کہ بھٹو کے خلاف بات کر پائے۔ حضرت قائد اعظم کی صد سالہ ولادت کی کانفرنس میں تمام لوگ مطالبہ کر رہے تھے کہ باہر نکلیں اور احتجاج کا پروگرام مرتب کیا جائے کچھ ہی دیر میں پولیس پنڈال کے اندر داخل ہوگئی۔ لاٹھی

چارج اور آنسو گیس کا استعمال عام ہوا۔ کافی لوگ زخمی ہوئے مگر حضرت پیر پگارو کرسی صدارت پر براجمان رہے۔ پنڈال خالی تھا لوگ اندر جا چکے تھے مگر حروں کا رہنما اپنی مسند پر ڈٹا رہا۔ اس بلند ہمتی کے نتیجہ میں اجلاس دوبارہ شروع ہوگیا مقررین نے فسطانیت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے اور سڑکوں پر آنے کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں حضرت پیر صاحب نے اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا" ابھی وقت باہر نکلنے کا نہیں ہے: پیر صاحب نے طنزیہ انداز میں کہا کہ پولیس ابھی پنڈال میں داخل ہوئی تو جو سمجھدار تھے وہ اندر بھاگ گئے میں تو لنگڑا تھا بیٹھا رہا سنو یہ وقت باہر نکلنے کے لئے موزوں نہیں ہے ابھی ہم کو ان حالات کا تجزیہ کرنا ہے جس کی بھٹو پیداوار ہے۔ جب باہر نکلنے کا وقت ہوگا تو پگارو کا پیر سب سے آگے نظر آئے گا۔

1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں قومی اتحاد کے قائدین نے نیلا گنبد لاہور مسجد سے گرفتاری دینی تھی وہاں قبلہ پیر صاحب بھی موجود تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ گرفتاری کب دیں گے؟ پیر صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ پگارو کے پیر گرفتاری دیا نہیں کرتے بلکہ انہیں گرفتار کیا جاتا ہے اور تاریخ بتاتی ہے جب پگارو کا پیر گرفتار ہو تو انقلاب آجاتا ہے۔ 1977ء ہی میں قومی اتحاد کی تمام قیادت گرفتار ہوگئی تو پیر صاحب پگارو نے اسلام آباد لانگ مارچ کی کال دے دی۔ پیر صاحب اس دن پی سی ہوٹل میں تھے لہذا آپ کو وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے حکم پر نظر بند کر دیا گیا پھر وزیراعظم بھٹو ملاقات کی خاطر ہوٹل آیا کچھ دیر بعد وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو پیر پگارو کے کمرے سے باہر آئے تو پریس کے پوچھنے پر یہ کہہ کر قوم کو گمراہ کرنے کی کوشش کی کہ حضرت پیر پگارو سے ہمارے خاندانی تعلقات ہیں لہذا آج سیاسی بات نہیں ذاتی باتیں ہوتی رہیں۔ جونہی پیر صاحب کی نظر بندی ختم ہوئی اخبار نویسوں کا جھرمٹ تھا اور بھٹو کے بتائے ہوئے تعلق پر تبصرہ مانگ رہے تھے۔ ان کے جواب میں پیر پگارو نے نہایت پر شکوہ انداز میں جواب دیا کہ بھٹو خاندان سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا مگر ہاں ایک رشتہ یاد ہے جو بڑا تاریخی اہمیت کا حامل ہے جب میرے والد کا سر کٹا تھا تو بھٹو کے باپ کو سر لگا تھا (یعنی سر کا خطاب ملا) ایک موقع پر سرخ پوشوں کے رہنما خان عبدالولی خان نے کالا باغ ڈیم کو بم سے اڑانے کی دھمکی دی تو پیر صاحب سے مسلم لیگ کا ردعمل لیا گیا۔ حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ ولی خان ایسی بات نہیں کر سکتے وہ اس قماش کے لوگ نہیں ہیں۔ اخبار نویسوں نے اصرار کیا کہ سرخ پوش رہنما نے یہ دھمکی دی ہے تو پیر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا کہ بابا کیسی بات کرتے ہو وہ تو چارسدہ کے چقندر اگانے والے لوگ ہیں ان کا بم سے کیا تعلق؟ یہ ایک مختصر جملہ میں سرخ پوشوں کا سارا خاندانی پس منظر اور تاریخ کس شائستگی سے بیان کیا گویا کوزے میں سمندر بند کرنے والی مثال۔ اسی طرح تحریک استقلال کے رہبر ایئر مارشل اصغر خان کے بارے میں ایک موقع پر بڑے بے تکلم انداز میں فرمایا کہ اصغر خان کے پاس سب کچھ ہے بس استقلال اور تحریک نہیں۔ مسلم لیگ ن کے رہبر میاں نواز شریف کی سیاسی زندگی کو ایک مرتبہ یوں بیان کرتے ہوئے تاریخ ساز جملہ کہا۔ حضرت پیر صاحب فرماتے ہیں نواز شریف گرتا ہے تو پاؤں

پکڑ لیتا ہے کھڑا ہوتا ہے تو گریبان پکڑ لیتا ہے یقیناً اس فیصلہ کن جملے سے کچھ لوگ اختلاف بھی رکھتے ہو نگے ۔ رانا نعیم محمود جونیجو کابینہ میں وزیر دفاع تھے اور عارف والا کی معروف اس راجپوت فیملی سے تعلق جو ہمیشہ پیر صاحب کی معاون اور ساتھی رہی ۔ 1988ء میں جانے کس وجہ سے پیپلز پارٹی میں چلے گئے جو اہم خبر تھی۔ اخبار نویسوں نے پوچھا کہ پیر صاحب آپ کا رانا پیپلز پارٹی میں چلا گیا کیوں ؟ تو پیر پگارو نے برجستہ جواب دیا بابا یہ ساہیوال کا رانا ہے چتوڑ کا نہیں ۔غور فرمایئے کہ کس مختصر ترین الفاظ میں راجپوتوں کی وسیع تاریخ بیان کرڈالی۔

امیر جماعت اسلامی محترم قاضی حسین احمد نے اپنے ہیڈ کوارٹر منصورہ میں حضرت پیر صاحب کو صبح کے ناشتے پر مدعو فرمایا تو پیر صاحب نے دعوت بڑی خوشی اور رغبت سے قبول کرتے ہوئے منصورہ تشریف لے گئے ۔ ناشتے سے فراغت اور ملاقات کے بعد جب صحافی حضرات سے آمنا سامنا ہوا تو سنجیدہ ترین ماحول تھا مگر ایک بزرگ صحافی نے پیر صاحب کو چھیڑنے کے لئے عجب سوال کرڈالا اور کہا کہ پیر صاحب آج آپ نے جماعت اسلامی کا نمک کھایا ہے اب کبھی جماعت کو 1947ء کے حوالے سے طعنہ نہیں دیں گے۔ پیر پگارو مسکرائے اور بڑی عاجزی اور انکساری سے فرمایا بابا قاضی صاحب سے پوچھئے یہ نمک ان کا ہے یا قوم کا (ان کا اشارہ جماعت کے چندہ کی جانب تھا) جس پر ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا۔ پیر صاحب کے جواب میں مزاح اور سچائی کے علاوہ تاریخ اور پیر صاحب کی علم دوستی بھی سامنے آتی ہے۔

جن حالات میں حضرت پیر صاحب پگارو کا بچپن گزرا ۔جس اذیتوں مصیبتوں اور مشکلوں کے بعد ایک آزاد مملکت نصیب ہوئی شاید ہی کوئی دوسرا گھرانہ یا فرد پاکستان کا اس قدر خیر خواہ ہوگا جیسا کہ پیر پگارو کو پایا گیا آپ نے ہر دور میں وفاق پاکستان کا ایک مضبوط حامی و ناصر ہونے کا ثبوت دیا۔آپ نے مسلم لیگ کا صدر ہونے کے باوجود جی ایچ کیو سے اپنے رشتے کا بانگ دہل اعلان متعدد مرتبہ کیا۔آپ نے بارہا کہا کہ ہم جی ایچ کیو کے ساتھ ہیں یاد رہے حضرت پیر صاحب پگارو اپنی درگاہ عالیہ پیر جو گوٹھ کو بھی حروں کا جی ایچ کیو فرماتے ہیں دوسرے آپ کا کہنا ہے کہ مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے میں نظریاتی سرحدوں کا محافظ ہوں اور جی ایچ کیو جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے لہٰذا پاکستان کے دونوں محافظوں کا یکجا ہونا فطرت کے عین مطابق ہے ۔ یہ عمل بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت پیر صاحب پگارو کو کبھی کسی نے جی ایچ کیو جاتے دیکھا نہ سنا۔ دوسری جانب جمہوریت کے بڑے بڑے علمبردار یا تو جی ایچ کیو کے گملوں سے حاصل شدہ پنیری ہیں یا کسی فوجی کے حصے دار اور رشتہ دار ہونے کے سبب سیاست پر مسلط ہوئے پھر یہ جمہوری چمپئن رات کے اندھیروں میں رابطے کرتے پکڑے گئے ۔ جمہوریت کا ایک ہیرو پہلے ڈکٹیٹر کو ڈیڈی کہتا تھا دوسرا ایک جمہوری چمپئن کو ڈکٹیٹر نے اپنی زندگی دان کی کچھ کو وکی لیکس نے ننگا کر دیا یہ تمام فوج سے رابطے کو گناہ کہتے ہیں مگر حضرت پیر پگارو اس ملک کی

واحد سیاسی شخصیت ہیں جو جی ایچ کیو کے ساتھ ہونے کا بڑی خوش دلی سے اعلان کرتے ہیں۔ پیر صاحب کے ایک مرید خاص سانگھڑ سے کاشف نظامانی کا دعویٰ ہے کہ پیر صاحب جی ایچ کیو سے رابطے واسطے کا اعلان دراصل سرحد پار قوتوں کو پیغام ہے جو پاکستانی سرحدی علاقوں سے منسلک چند بے ایمان اور وطن فروشوں کو خرید کر ارض پاک کو نقصان پہنچانے کی سازش کرتے ہیں۔ حضرت پیر صاحب ان قوتوں کو انتباہ کرتے ہیں کہ صوبہ سندھ میں اصل طاقت حر مجاہدین ہیں اور حروں کا روحانی پیشوا اور سپہ سالار جی ایچ کیو کے ساتھ کندھے سے کندھا ملائے کھڑا ہے۔

حضرت پیر صاحب پگارو نے ایک موقع پر جی ایم سید مرحوم جو اپنے آپ کو سندھ دھرتی کا بیٹا بتاتے تھے سے کہا آپ اور میں تو سید ہونے کے ناطے عرب النسل ہیں لہٰذا ہم سندھ کے Son of soil نہیں۔ پیر پگارو نے کبھی کسی سطح اور برے سے برے حالات میں بھی اپنے آپ کو صوبائی لسانی یا علاقائی تعصبات میں مبتلا نہیں ہونے دیا۔ آپ کی اپنی شادی پنجاب کے معزز مخدوم گھرانے میں ہوئی اسی طرح آپ نے اپنے بچوں اور پوتی پوتا کے رشتے دوسرے صوبوں میں طے کئے۔ آپ کی ساری زندگی پاکستان کی مضبوطی اور خوشحالی کے لئے وقف رہی۔ پیپلز پارٹی نے ملک گیر جماعت ہونے کا دعوی تو کیا مگر ہر دور میں ایک ہاتھ میں سندھ کارڈ ضرور تھامے رکھا اور سیاسی ضروریات کے حصول کی خاطر پنجاب میں نعرہ کچھ ہوتا اور سندھ جا کر بیان کچھ دیا جاتا۔ موجودہ دور میں بھی سندھی ٹوپی اور اجرک کے دن منا کر محب وطن اور سادہ لوح سندھیوں کے دلوں میں پاکستان کے خلاف دراڑیں ڈالنے کی خودغرضانہ کوشش کرتے دکھائی دے رہے ہیں مگر صد حیرت کا عمل ملاحظہ فرمایئے کہ قبلہ پیر صاحب کا کوئی مرید کوئی حر مجاہد سندھی ٹوپی اپنے سر پر نہیں سجاتا کیونکہ یہ ملک ان کے بزرگوں نے بڑی جدوجہد اور مشکلوں سے حاصل کیا یہ ریاست بزرگوں کی قربانیوں کا ثمر ہے۔ اس مملکت کو اپنے ذاتی اقتدار اور مفادات کے لئے نقصان پہچانا ایسا سوچنا یا دیکھنا گناہ تصور کرتے ہیں۔ حر مجاہدین میں سفید پگڑی اور ٹوپی کا استعمال عام ہے۔ حضرت پیر پگارو تینوں چھوٹے صوبوں میں واحد سیاسی اور مذہبی شخصیت ہیں جو کالا باغ ڈیم کے پرزور حامی ہیں آپ نے متعدد بار فرمایا کہ کالا باغ ڈیم کی مخالف وہ لوگ کرتے ہیں جو زرعی زمین نہیں رکھتے اور زمینداروں کے دشمن ہیں۔ آپ کا فرمان ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے بعد سب سے زیادہ فائدہ صوبہ سندھ کو ہوگا لہٰذا یہ ڈیم ملکی فلاح اور خوشحالی کا اہم منصوبہ ہے جو تعمیر ہو کر رہے گا۔

حضرت پیر پگارو نے ایم کیو ایم کو ہمیشہ دھتکارنے سے پرہیز کرتے ہوئے انہیں مسلم لیگیوں کی بگڑی اور گمراہ اولاد قرار دیا ہے۔ ایک موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ مسلم لیگ کے اصل وارث ایم کیو ایم کے نوجوان ہیں ہم قبضہ دینے کو تیار ہیں وہ اپنے بزرگوں کی امانت مسلم لیگ ہم سے حاصل کرلیں۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ مہاجر میرے محسن ہیں کیونکہ وزیر اعظم لیاقت علی خان ہم دونوں بھائیوں کو لندن سے لیکر آئے اور یہاں

عزت و آبرو سے آباد کیا۔ پیپلز پارٹی اور بھٹو کے پہلے دور حکومت ممتاز بھٹو کی قیادت میں سندھی مہاجر لسانی فساد کرائے گئے جس سے صوبے کے دونوں قومیتوں میں منافرت اور کدورت کی بنیاد ڈالی گئی۔ مہاجرین کی آبادیوں پر مسلح غنڈے حملہ آور ہوتے۔ ریاستی انتظامیہ انہیں روکنے میں ناکام رہی تو اس دوران حضرت پیر صاحب پگارو کے حر مجاہدوں نے مہاجرین کی حفاظت کے لئے بے مثال کارنامے رقم کیے جس کی داستانیں سندھ کے ہر بڑے چھوٹے ضلع شہر اور قصبہ میں لوگوں کو زبانی یاد ہیں۔ مہاجرین کی اکثریت صوبہ سندھ میں خصوصاً اور پورے ملک میں عموماً پیر صاحب کو اپنا رہبر اور رہنما تصور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پیر پگارو نے مسلم لیگ کا پرچم تھاما تو سندھ میں مقیم مہاجرین کے بڑے بڑے ناموں کے علاوہ پورے ملک سے مہاجرین آپ کی قیادت میں یکجاہ ہو گئے۔ مجھے یہ بھی تحریر کرتے ہوئے ذرا برابر ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہو رہی کہ حضرت پیر صاحب پگارو صوبہ سندھ اور وفاق پاکستان کے درمیان ایک لازوال اور مضبوط پل کی حیثیت رکھتے ہیں اور پورے پاکستان میں اتنا جرات مند وفاق پاکستان کا محافظ کوئی دوسرا قائد نہیں۔ بلاشبہ پاکستانی عوام کی خصوصاً اور امت مسلمہ کی عموماً بدنصیبی ہے کہ مسلمانوں میں اتنی دور اندیش مستقبل شناس بے غرض اور مخلص قیادت کی صلاحیتوں سے استفادہ حاصل نہ کر سکیں۔ قوموں میں ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوا کرتے ایسے باکمال لوگ جو شدید حرص و ہوس کی آندھیوں اور خود غرضی اور عصبیت کے سیلابوں میں ثابت قدم رہے۔ جب وطن کے جغرافیہ کو خطرہ ہو تو اپنے حر مجاہدوں کے ہمراہ سرحدوں پر سرفروشی کی داستانیں اپنے بیٹوں کے خون سے لکھیں جب نظریاتی سرحدیں مسمار ہونے لگیں تو مسلم لیگ کی بکھری ہوئی فوج کو اپنے حسن تدبر اور مشاق طرز سیاست سے بازی کو پلٹ کر رکھ دیں سب سے بڑی اور بے مثال خوبی خود غرض اور اقتدار پرست ماحول میں کسی بھی منصب طلبی سے بے نیازی شاید صدیوں میں ایسا کردار دریافت نہ ہو سکے اتنی بڑی افرادی قوت جو آپ کے ادنیٰ سے اشارے پر جان لڑا دیں سب کچھ لٹا دیں اسی کی فلاح کیلئے حضرت پیر صاحب اپنی زندگی وقف کر دی جس کے نتیجے میں حر جماعت استحکام پاکستان کا ایک اہم اور مضبوط ستون ثابت ہوتی ہے۔ جناب پیر صاحب پگارو سید شاہ مردان شاہ ثانی نے حکومتوں سے اختلاف اور ذاتی نقصانات اٹھانے کے باجود حر مجاہدوں کی طاقت کو اپنے مفاد کے لئے کبھی سڑکوں پر نہیں لائے نہ ہی کسی اور طریقے سے غلط استعمال کیا یہ بات دور حاضر میں کسی معجزے سے کم نہیں۔

عزیز ظفر آزاد

03004135561

تقریظ

یہ وہ وقت ہے کہ ہرکوئی اپنی خویش پروری اور دنیا داری میں اتنا مصروف ہوگیا ہے کہ اس یہ بھی ہوش نہیں رہا کہ اس کا مقصد حیات کیا ہے؟ اس دوَر میں اگرکوئی جہاد بالقلم کرتا ہے تو میری نظر میں دور حاضر میں وہ سب سے افضل جہاد ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں میرے مرحوم بھائی کے فرزند فقیر شاہنواز نظامانی کو جس نے نہایت ہی محنت ولگن سے یہ کتاب مرتب کیا ہے۔ میرا یہ پیغام ہے ہماری نوجوان نسل کو کہ وہ ہمارے مرشد کریم کے ہر فرمان پر عمل کرنے کیلئے کوشاں رہیں، بزرگوں کا ادب کریں اور ہمیشہ تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کریں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو شاد وآباد رکھے جس نے اس کتاب کو پایائے تکمیل تک پہنچایا۔ آمین۔

خلیفہ علی غلام نظامانی سانگھڑ

31 جولائی 2011

سخن ہائے گفتنی

یہ بارہویں صدی کا وہ وقت تھا جب ایک سید صاحب اپنے بیل چرا رہا تھا کہ وہاں سے ایک اور سید صاحب کا گزر ہوا جس کے پیچھے کچھ لوگ جا رہے تھے۔ پہلے والے صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ جناب! خلق خدا کو کیوں اپنے پیچھے لگایا ہوا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ، میں نے تو یہ چند ایک اپنے پیچھے لگائے ہوئے ہیں آپ کی اولاد تو مجھ سے بھی زیادہ خلق خدا کو اپنے پیچھے لگائے گی، یہ فرمان تھا سندھ کے مشہور صوفی بزرگ و شاعر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کا اور جن سے آپ مخاطب تھے وہ تھے حضرت پیر سید محمد بقا شاہ شہید قدس سرہٗ۔ بھٹائی صاحب کی یہ بات عین 4 یا 6 رمضان المبارک 1170ھ ثابت ہوئی، جب امام العارفین، سید السالکین حضرت پیر سید محمد راشد ''روضے دھنی'' کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کی کرامات کا آغاز آپ کی پیدائش سے ہی شروع ہوگیا۔ جیسا کہ آپ کی ولادت رمضان المبارک میں ہوئی، تو آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دن کے وقت اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔ اس لیے آپ کا لقب ''روزے دھنی'' پڑ گیا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی دین کی تبلیغ میں گزار دی اور آپ کے مریدوں کے تعداد لاکھوں میں ہوگئی۔ آپ کے گیارہ سو خلفاء ایسے بھی تھے جو سب ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ جن میں حضرت خلیفہ محمود نظامانی، خلیفہ محمد حسین مہیسر، خلیفہ امید علی، خلیفہ لقمان، خلیفہ سعید خان، خلیفہ سید محمد حسن سوئی شریف رحمہم اللہ وغیرہ۔

آپ نے دین کی ترویج و اشاعت کیلئے مختلف مقامات کا سفر کیا، جن علاقوں میں آپ نے فیض کے دریا بہائے ان میں، سندھ، پنجاب، بلوچستان، افغانستان اور راجھستان وغیرہ ہیں۔

آپ نے ساری زندگی سنت نبوی میں گزاری حتیٰ کہ آپ کا وصال پُر انوار بھی 63 برس کی عمر میں یکم شعبان 1234ھ میں ہوا۔ آپ کی مکمل سوانح عمری اس کتاب کا موضوع نہیں، اگر قارئین کو آپ کی مکمل سوانح عمری کا مطالعہ کرنا ہے تو آپ کی سوانح پر کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں جن میں ملفوظات شریف کبیر، ''صحبت سپرین جی'' ملفوظات شریف صغیر، مکتوبات شریف روزے دھنیقدس سرہٗ، راشد رہنما اور آپ کی علمی لیاقت کا اندازہ لغت فارسی پر آپ کی تالیف کردہ ''جمع الجوامع'' سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی کافی کتابیں ہیں جن میں آپ کی کرامات و خدمات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ کے بعد جو بھی آپ کی گدی پر جلوہ افروز ہوا اس کو ''پگارا'' کا لقب دیا گیا۔اس خانقاہ کے پگارا اول آپ کے فرزند حضرت پیر سید صبغۃ اللہ شاہ قدس سرہ ''اول'' تجر دھنی تھے ،آپ کی ملفوظات شریف ''خزانۃ المعرفت'' تصوف کا ایک بڑا گران مایہ خزینہ ہے۔

آپ کے بعد حضرت پیر سید علی گوہر شاہ قدس سرہ ''اول'' بنگلے دھنی پگارا دوئم سجادہ نشین ہوئے ،آپ کا ''کلام اصغر'' اہل دل کیلئے ایک انمول خزانہ ہے۔آپ نے اپنا تخلص اصغر رکھا ،آپ کو اس وقت کے حاکموں نے زہر دلا کر شہید کر دیا۔

آپ کے بعد آپ کے اکلوتے فرزند حضرت پیر سید حزب اللہ شاہ قدس سرہ مسند دھنی پگارا سوئم سجادہ نشین ہوئے۔آپ کا فارسی کلام ''دیوان مسکین'' جو فارسی شاعری میں دیوان حافظ کی یاد دلاتا ہے۔آپ نے اپنا تخلص مسکین رکھا۔آپ کو بھی انگریز حکومت نے دھوکے سے زہر دلا کر شہید کر دیا۔

آپ کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند حضرت پیر سید علی گوہر شاہ قدس سرہ ''ثانی'' محافے دھنی پگارا چہارم سجادہ نشین ہوئے ،آپ لاولد وصال فرما گئے۔

آپ کے بعد آپ کے بھائی حضرت پیر سید شاہ مردان شاہ قدس سرہ ''اول'' کوٹ دھنی پگارا پنجم سجادہ نشین ہوئے ،آپ نے اس وقت میں علم کے جو دریا بہائے ان کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔آپ کا تفسیر کوثر ایک نہایت نایاب تفسیر ہے۔جو موجودہ پیر سائیں کے حکم پر مفتی عبدالرحیم سکندری صاحب (شاہ پور چاکر) نے محنت کر کے نئے دو خوبصورت جلدوں میں شائع کروایا ہے۔آپ کے متعلق بھی جماعت میں یہ روایات ملتی ہیں کہ آپ کو بھی زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند حضرت پیر سید صبغۃ اللہ شاہ شہید قدس سرہ ''ثانی'' المعروف سورہیہ بادشاہ پگ دھنی پگارا ششم سجادہ نشین ہوئے ،آپ امام انقلاب بھی ہیں۔آپ نے برٹش حکومت کے ساتھ مسلح جدوجہد کی ،آپ کو انگریز سرکار نے 20 مارچ 1943ء کو حیدرآباد جیل میں پھانسی دے کر شہید کر دیا۔

مذکورہ تمام شخصیات کا اگر تفصیلی تذکرہ کیا جائے تو ہر ایک شخصیت کیلئے ایک الگ کتاب بن سکتی ہے۔یہاں صرف اختصار سے آپ کی معلومات کیلئے ذکر کر دیا ہے۔تاکہ آپ کو علم ہو جائے کہ جن کے آباؤ اجداد ایسی صفات کے حامل ہوں تو ان کے سپوت بھی موجودہ پیر صاحب پگارا جیسے جوان ہوتے ہیں۔

آپ کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند حضرت پیر سائیں شاہ مردان شاہ ''ثانی'' المعروف سکندر علی شاہ چھپٹ دھنی پگارا ہفتم سجادہ نشین ہوئے۔یہ کتاب جیسا کہ آپ کے انٹرویوز پر مشتمل ہے اس لیے آپ کی سوانح عمری کا مختصر خاکہ قارئین کی نظر کر رہا ہوں۔

آپ کی ولادت 22 نومبر 1928ء کو ہوئی۔آپ کی عمر ابھی ڈھائی برس کی تھی تو آپ کے والد سورہیہ بادشاہؒ کو انگریز سرکار جھوٹے مقدمے میں گرفتار کر کے بنگال لے گئی۔

آپ بچپن میں شفقت پدری سے محروم رہے۔ آپ بچپن ہی سے خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے، جس کا ذکر آپ نے ایک انٹرویو میں اس طرح کیا ہے کہ ''میں پیدائشی پیر ہوں کوئی سند یافتہ پیر نہیں ہوں۔'' جب آپ کے والد کو شہید کر دیا گیا، اس وقت آپ کراچی میں نظر بند تھے۔ ظلم کی انتہا یہ تھی کہ آپ کو آپ کے والد کی شہادت کی خبر بھی نہیں دی گئی۔ جس کا ذکر آپ نے اخبار جہاں، جولائی 2006ء کے انٹرویو میں کچھ یوں فرمایا کہ ''اس واقعے کی اطلاع ہمیں اس وقت ملی جب ہم کراچی میں نظر بند تھے۔ تو ہمارے پاس بازار سے کچھ سودا ایک اخبار میں بندھ کر آیا تھا جس میں پیر سید صبغۃ اللہ راشدی قدس سرہٗ کی شہادت کے بارے میں خبر چھپی ہوئی تھی۔'' اس کے بعد آپ کو علی گڑھ کالج میں تین، چار برس رکھا گیا اس کے بعد آپ کو برطانیہ بھیج دیا گیا، جس کا مفصل تذکرہ آپ لیل و نہار کے انٹرویو میں دیکھ سکتے ہیں۔

یہ تھا آپ کا بچپن جو کافی تکلیفوں اور صعوبتوں میں گزرا، آخر کار کوٹ سدھانا درگاہ چناہ شریف کے بزرگ سید محمد افضل شاہ گیلانیؒ نے اس گدی کی بحالی کیلئے عملی کوشش کی، اس وقت کے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان نے بھی اس گدی کی بحالی کیلئے کوشش کی تھی جن کا تذکرہ آپ نے متعدد انٹرویوز میں کیا ہے۔ بالآخر 4 فروری 1952ء میں آپ پیر پگارو ہفتم بنے اور اس خانقاہ کے سجادہ نشین ہوئے۔

جب آپ پگارو بنے تو جماعت کے کیا حالات تھے قارئین اس پر غور کریں تو، جو لوگ طریقت کے طالب علم ہوں گے وہ یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ مرشد اور مرید کا تعلق کیا ہے؟ اور کیا ہونا چاہئے؟ مرشد حقیقی محبوب ہوتا ہے، مرشد حقیقی رہنما ہوتا ہے، مرشد حقیقی معشوق ہوتا ہے، مرید وہ جس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو، مرید وہ جس کا سب کچھ اپنے مرشد کا فرمان ہوتا ہے، مرید وہ جب مرشد حکم کرے تو اس پر بغیر غور و فکر کے عمل کرے۔ لیکن! آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو اس خانقاہ کا مرید ہے اس کا لقب بھی فقیر ہے۔ فقیر کے تو کافی معنی اور مفہوم ہیں۔ لیکن! ہمارے مرشد کریم پیر سائیں روزے دھنی قدس سرہٗ نے جو بیان کیا ہے وہ آپ کے سامنے عرض ہے کہ، آپ نے فرمایا کہ فقیر میں چار حروف ہیں۔ ف: سے مراد فاقہ نکالنا، ق: سے مراد قیام شب، ی: مراد یقین اور، ر: سے مراد رحمت، خداوند کریم کی رحمت سے امید رکھنا۔

اب ہم واپس اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں مذکورہ ذکر اس لیے کیا کہ قارئین کو یہ بات سمجھ میں آجائے کہ مرشد اور مرید کا کیا تعلق ہے؟

جب آپ وطن واپس پہنچے تو آپ کو ایسی جماعت کی پیشوائی کرنی تھی، جو اسیر تھی، ایسی جماعت جن کا محبوب ان سے جبراً چھین لیا گیا تھا محبوب کے فراق کا غم وہی سمجھ سکتا جس کو یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ میرے ذہن میں یہ بات آرہی ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ زخموں سے چور چور تھے اور آقا دو جہاں ﷺ نے پوچھا اے بلال! رضی اللہ عنہ کیسے ہو؟ آپ زخموں کی پراوہ نہ کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوں۔ جب آقا دو جہاں ﷺ نے ظاہری پردہ فرمایا تو وہی بلال رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ کر

شام کی طرف چلے گئے اوراس فراق کے غم کی وجہ سے آپ نے اذان دینا بھی چھوڑدی۔فراق کا غم پوچھنا ہے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے سے پوچھئے جو اندر ہی اندر جل گیا اور جب سانس لیتے تھے تو جگر کے جلنے کی بو آتی تھی۔

ایسے ہی کچھ حالات ان فقیروں کے ساتھ تھے، ہمارے بزرگ فقیر گل محمد نظامانی جو کے دستار بندی کے واقعے کے چشم دید گواہ ہیں انہوں نے بتایا کہ جب دستار بندی کا پہلا بل دیا گیا تو مسجد کے اندر جو بھی جماعت موجود تھی ان کی آواز صرف سسکیوں میں تھی، یہ کیا تھا؟انسان کے آنسوخوشی میں بھی نکلتے ہیں اور غم میں بھی لیکن! یہاں تو ایک عجب قسم کا ماجرا تھا خوشی تھی محبوب کے ملنے کی اور غم بھی تھا محبوب کے بچھڑنے کا۔ جب خوشی اور غم یکجا ہو گئے تو آنسو بھی نہ نکلے صرف سسکیاں ہی سسکیاں فقیروں کا حال بیان کر رہی تھیں۔

جب آپ کی دستار بندی ہوگئی تو آپ کو ایک ایسی جماعت کو منظم کرنا تھا، جن کے ساتھ تو اتنی زیادتیاں اور ظلم کئے گئے جس کیلئے ظلم کا لفظ بھی ادنیٰ سا محسوس ہوتا ہے۔ جب 41ء میں پیر سائیں سورہیہ بادشاہ کو گرفتار کیا گیا اور آپ کی کوئی خبر نہ ملی تو جماعت پر ایک قیامت کا سماں تھا۔لیکن ! بڑی قیامت تو ان پر گزرنی تھی 42ء کے دوران جب حروں کی نسل کشی کی گئی۔ جو بچہ بیمار ہوتا تو اس کو دوائی ایسی پلائی جاتی کہ وہ صبح ہونے سے پہلے ہی اپنی ماں کی آغوش میں دم توڑ دیتا۔ سلام ہو اس ماں پر جو اپنے ہاتھوں سے اس کو دفن کرتی (کیوں کہ مرد حضرات تو تھے نہیں یا تو بوڑھے تھے یا پھر عورتیں) لیکن! ان کے لبوں پر یہ دعا ہوتی تھی پیر سائیں کی خیر، جماعت کی خیر وہ اس لیے کہ اس جماعت کو علم تھا کہ ہمیں بھی آج اس انصار صحابیہ کی سنت کو زندہ کرنا تھا جن کے بھائی بیٹے سب احد میں شہید ہو گئے، لیکن ان کے لبوں پر ایک ہی سوال تھا کہ میرے آقا ﷺ کیسے ہیں۔ جب وہ آپ کے دیدار سے فیض یاب ہوئیں تو کہنے لگی کہ آپ ﷺ صحیح سلامت ہیں تو دنیا کے سارے غم میری نظر میں ہیچ ہیں۔لیکن! جب ان پلیتوں نے سورہیہ بادشاہؒ کو شہید کر دیا تو اس سے جماعت کی کمر ہی ٹوٹ گئی ان کے جینے کا مقصد چھین لیا گیا۔اپنے اہل وعیال کی قربانی تو انہوں نے دی ہی اسی ذات پر تھی، جب ان کو ہی ظالموں نے چھین لیا تو یہ ایک ایسی قیامت بن کر حروں پر گزری جس کے آثار میں نے آج بھی ان فقیروں کے چہروں پر دیکھے جو سورہیہ بادشاہ قدس سرہ' کہ چہرہ انور کے دیدار سے مشرف ہوئے ہیں۔ جب وہ اپنی یادیں بیان کرتے ہیں تو 68 سال گزرنے کے باوجود ان کی زبانیں خاموش ہو جاتی ہیں اور ان کی آنکھیں داستان بیان کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ جب آپ (موجودہ پیر صاحب پگارا) آئے تو آپ کا بنگلہ شریف تو ڈائنامائٹ سے اڑا دیا گیا تھا، آپ ایک خیمے میں تشریف فرما ہوئے۔ سب سے پہلے آپ نے حروں کو کنسنٹریشن کیمپس میں سے آزادی دلائی۔ یاد رہے کہ پاکستان 1947ء میں آزاد ہوا لیکن حر کیم اپریل 1952ء میں آزاد ہوئے اور وہ بھی اس موجودہ پیر صاحب کی مہربانیوں اور کوششوں سے۔ایک فقیر نے بتایا کہ جب ہمیں ان کیمپس سے نکلنے کا حکم ملا تو ہم نے کہا کہ ہم کہاں جائیں

گے؟ تو جواب ملا جہاں بھی جانا ہے جاؤ لیکن! ابھی یہاں سے نکلو۔ تو ہم اس رات نکل کر صبح پھر اسی جگہ پر اپنا مستقل بسیرا کر دیا اس لیے کہ باہر تو کچھ بچا ہی نہ تھا۔ خانقاہ عالیہ راشدیہ کے حالات کچھ یوں تھے وہاں کی لائبریری کو بڑی بے دردی سے تباہ کر دیا گیا تھا اس میں بیش قیمت قلمی نسخے بھی تھے۔ آپ نے ازسرنو لائبریری کی ایک بڑی عمارت بنوائی ہے جو آج ہر خاص و عام کیلئے توجہ کا مرکز ہے۔ آپ نے مدرسہ جامعہ راشدیہ کی عمارت کی بھی تجدید کروائی۔ یعنی ایک ایسی جماعت کو آپ نے اٹھایا جو اس وقت کہیں سے جماعت تو نظر نہیں آ رہی تھی۔ ہاں، ایک دکھیاروں، اسیروں، یتیموں اور اپنوں سے بچھڑوں کا ایسا گروہ تھا جس کو آپ نے ملا کر ایک ایسی منظم جماعت بنا دیا جس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ آپ کی جماعت کے جو بھی لوگ روپوش تھے ان سب کو پیش کیا اور وہ سب باعزت رہا ہوئے کیوں کہ انہوں نے تو جنگ کا اعلان انگریز سے کیا تھا اور ان کا یہی قصور تھا کہ انہوں نے آزادی مانگی تھی۔ ایک فقیر نے بتایا کہ جب ہم انڈیا کے کچھ علاقوں میں روپوش تھے اور جب ہمیں پتہ چلا کا پاکستان آزاد ہو چکا ہے تو ہم سب خوشی سے جیسے ہی اپنے گھروں کی طرف لوٹ رہے تھے تو ہمیں پاکستان میں گرفتار کر لیا گیا، اس عمل کا ذکر پیر سائیں نے خود 23 مارچ 1999ء کو کنگری ہاؤس کی ایک تقریب میں کچھ یوں فرمایا کہ ’’پاکستان بننے کے بعد اس وقت کی حکومت مہاجروں کی تو مدد کر رہی تھی، لیکن! ہم سے اور ہمارے حروں سے انگریزوں جیسا سلوک ہوتا رہا۔ مہاجروں سے زیادہ ہم نے اور ہمارے حروں نے تکلیفیں دیکھیں۔ انگریزوں نے ہماری اور ہمارے حروں کی املاک لوٹیں اور حروں کو کنسنٹریشن کیمپس میں قید کیا۔ پاکستان بننے کے بعد جب ہم انگلینڈ سے پاکستان پہنچے تو اس وقت ہمیں اپنے والد پیر سید صبغۃ اللہ شاہ راشدی قدس سرہٗ کی لاش اٹھانے کا پیغام ملا مگر اس بات پر فوج کی طرف سے اعتراض کیا گیا۔ ہمارے خلاف کچھ سندھی لوگ اور رہنما انگریزوں کے ہمدرد اور پٹھو بن کر ان کی حاضری بھرتے رہے اور سر اور خان بہادر کے لقب لیتے رہے۔‘‘

اس بات سے خود قارئین اندازہ لگا لیں کہ کیا حر پاکستانی نہیں تھے؟ کیا انگریزوں سے جہاد کرنا اتنا بڑا قصور تھا کہ اس کی پاداش میں پاکستان حکومت نے بھی ان کو پانچ سال قید میں رکھا۔ ان تمام باتوں کے باوجود ہمارے مرشد کریم کا اعلیٰ ظرف یہ کہ آپ نے ان سب باتوں کو بھلا کر سب کو عام معافی دے دی اور ان کو بھی معاف کر دیا جنہوں نے انگریزوں کے دورِ حکومت میں آپ کے حروں کو ہر قسم کی اذیتیں دیں، یہ مثال بالکل ہمارے آقا دو جہاں ﷺ کی ذات پاک سے ملتی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو آپ نے بھی عام معافی کا اعلان کر دیا۔ ان کو بھی معاف کر دیا جنہوں نے آپ کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ہمارے مرشد کریم کی حب الوطنی کی کوئی مثال ہی نہیں ملتی۔ جب بھارت نے ہمارے پیارے ملک پاکستان پر حملہ کیا تو آپ نے اپنے حر پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کیلئے بھیجے یہاں تک کہ سن 1965ء میں آپ خود عمر کوٹ تشریف فرما ہوئے اور وہاں آپ نے ایک تاریخ ساز خطبہ دیا جو قارئین کی نظر ہے جس

میں آپ نے فرمایا کہ ''اسلام علیکم ؛ میرے پیارے حر مجاہدو ! آپ اور ہم خوش نصیب ہیں کہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کا موقع فراہم کیا ہے۔ ایسے مواقع روز ،روز نہیں ملتے۔آج کافروں نے اپنے جدید اسلحے اور فوجی طاقت کے زور پر ہمارے ملک پاکستان پر حملہ کیا ہے، کہ ہمارے ملک اور ہم سب کو تباہ و برباد کردے، اس لیے آپ آگے بڑھو ملک ،اسلام اور وقوم کی عزت و ناموس کیلیئے مردانہ وار مقابلہ کرو۔ دیکھنا! آپ کے قدم پیچھے نہ ہٹنے پائیں۔ دشمن پر بھرپور حملہ کرو اور اس وقت تک لڑتے رہو جب تک آپ کو فتح حاصل نہ ہو جائے۔ بوڑھوں ،عورتوں ،مظلوموں اور بچوں پر کبھی بھی ہاتھ نہ اٹھانا۔ میں آپ کے ساتھ ہوں، اللہ آپ کا محافظ ہے، اللہ آمین۔''

آپ کے اس ولولہ انگیز خطاب پر حر جماعت کے سفید ریش بوڑھے بھی اپنی داڑھیوں پر خضاب لگا کر مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوئے اور ملک وملت کی ناموس کیلیئے جانثاری کا بے مثال مظاہرہ پیش کیا۔

سن 1971ء میں بھی آپ کے حروں نے سرحدوں پر اپنے فرائض سرانجام دیئے، ایک انٹرویو میں آپ سے پوچھا گیا کہ، آپ کے حروں نے جو جنگیں لڑیں کیا اس عمل پر آپ کو کوئی اعزاز دیا گیا، آپ نے فرمایا کہ ''جب کوئی اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو کیا اس کو کوئی انعام یا اعزاز دیا جاتا ہے؟'' اس بات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ محب وطن ایسے ہوتے ہیں۔ لیکن! بھٹو دوَر حکومت میں جھوٹے لندن پلان کیس میں آپ کو نامزد کیا گیا۔ آپ کے چھ بے قصور حروں کو بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا ، پاکستان کے حکمرانوں نے یہ سلا دیا ملک کی حفاظت کرنے کا۔ لیکن! ہمارے مرشد کریم کی تحمل و بردباری کی مثال اس ملک کے اندر کہیں نہیں ملے گی ،بھٹو نے جو کیا وہ آپ نے ملاحظہ کیا، مگر جب بھٹو دوَر میں سیلاب آیا تو آپ نے پھر دریا کے بندوں کی حفاظت کیلیئے اپنے حروں کو بھیجا۔

آپ کی سیاست کیا ہے؟ تو میں قارئین حضرات کو عرض کروں گا کہ وہ غور سے اس کتاب کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کی سیاست کیا ہے؟ اور سیاست ہوتی کیا ہے؟

اب آتے ہیں اس کتاب کی طرف کہ یہ کس طرح آپ کے ہاتھوں میں پہنچی۔ مجھے یاد ہے یہ 2000ء کے وسط کی بات ہے جب میں اپنے قابل دوست فقیر خیر محمد نظامانی کی پرچون کی دکان پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک رجسٹر پڑا ہوا ہے۔ میں نے فقیر سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہم (فقیر خیر محمد اور فقیر کاشف انور) نے ایک کاوش کی تھی کہ پیر صاحب کے اخباری بیان اس میں محفوظ کر لیے جائیں لیکن کیا کریں مصروفیت کی وجہ سے یہ کام شروع کرنے سے پہلے ہی ختم کر بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا بھائی اگر آپ اجازت دیں تو اس کام کو میں آگے بڑھاتا ہوں۔ اس پر فقیر نے کہا کیوں نہیں۔ وہ رجسٹر ڈلیکر میں اپنے گھر پہنچا دل میں یہی ارادہ تھا کہ کوشش کریں گے اب جو بھی پیر صاحب کا بیان اخبار میں آیگا اس میں پیسٹ کرتا جاؤں گا۔ لیکن! اچانک میری فکر وسوچ نے کروٹ لی کہ کیوں نہ آپ کہ پرانے اخباری بیان بھی

اکٹھے کیے جائیں اس سوچ کو لیکر میں فقیر میر محمد نظامانی کے پاس گیا جو ہمارے ادارے (حر ہسٹاریکل سوسائٹی سانگھڑ) کے صدر بھی ہیں تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس اخباریں تو ہیں مگر ان میں پیر صاحب کہ بیانوں کی تلاش آپ کو خود کرنی پڑے گی، میں نے کہا ٹھیک ہے۔ فقیر میر محمد کے پاس کافی اخباریں تھیں جن کی تعداد مجھے یاد نہیں۔ ان میں کافی مواد ملا، جو میں رجسٹرڈ میں پیسٹ کرتا گیا دریں اثنا مجھے کچھ انٹرویوز ملے جو میں نے ایک علیحدہ رجسٹرڈ میں پیسٹ کیے۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اور مواد ملتا رہا میں نے دیکھا کہ جب انٹرویوز کافی ہو گئے ہیں تو کچھ دوستوں نے مشورہ دیا کہ اس وقت ملکی حالات کچھ ایسے ہیں کہ پیر سائیں کے انٹرویوز کی کتاب شائع ہونی چاہئے۔ پھر میں نے انٹرویوز الگ کر کے ترتیب دے کر کمپوز کرنا شروع کر دیئے۔ جو اخباری انٹرویوز تھے ان کے لکھنے میں اتنی تکلیف نہیں ہوئی۔ لیکن! جب باری آئی وڈیو انٹرویوز کی تو اس میں کافی مشکلات درپیش آئیں اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے پاس کچھ انٹرویوز ایسے تھے جن کی ریکارڈنگ اچھی نہیں تھی۔ ان انٹرویوز میں سب سے زیادہ وقت ''کیوانیڈ اے وتھ پی جے میر'' نے لیا، تقریباً اس ایک انٹرویو کو لکھنے میں بیس سے پچیس دن لگے پھر بھی میں صحیح طور پر نہ لکھ سکا، پھر اس انٹرویوز کی تصحیح کرنے میں اور بھی جو وڈیو انٹرویوز تھے ان میں میرے قابل دوست ڈاکٹر علی حسن نظامانی نے اپنی ذاتی مصروفیات سے وقت نکال کر میری کافی مدد کی اور پھر ہم دونوں کی کوشش سے یہ انٹرویوز مکمل ہوئے۔ اسی دوران کچھ انٹرویوز ایسے بھی تھے جن کی بقیہ وغیرہ غائب تھی۔ میں نے اپنے دوست استاد نظامانی سے جب مشورہ کیا تو انہوں نے فوراً کہا کہ یہ مسئلہ آپ کا سندھالاجی جامشورو میں حل ہو سکتا ہے آپ صرف ان انٹرویوز کی تاریخیں لیکر چلیں۔ پھر ہم جب سندھالاجی پہنچے تو وہاں کے عملے نے بڑا کوآپریٹ کیا۔ جب اخباروں کے رجسٹرڈ کھلتے گئے تو ہمیں جو چاہئے تھا وہ تو مل گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی کافی مواد ملتا گیا کم و بیش سات سے آٹھ نئے انٹرویوز ملے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے ہم وہ پہلے سفر میں حاصل نہ کر سکے۔ پھر میں نے استاد سے کہا اب سندھالاجی تب تک جاتے رہیں گے جب تک یہ سارے مکمل نہیں ہوتے۔ میں نے اپنے ایک اور دوست فقیر مشتاق احمد نظامانی کو بھی اپنے ساتھ لے لیا کہ وہ بھی کچھ مدد کر سکے۔ جب جامشورو کے کافی سفر ہے اور مواد ملتا رہا تو پھر استاد نظامانی نے مجھے مشورہ دیا کہ جو بھی مل گیا ہے اس کو غنیمت سمجھ کر پریس میں دے دو، کیوں کہ مجھے یہ لگتا ہے کہ مواد کا یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، پہلے میرا ارادہ یہ تھا کہ پیر سائیں کے انٹرویوز کے ساتھ آپ کی شخصیت پر جو مضمون وغیرہ لکھے گئے ہیں وہ بھی اس میں شامل کر دوں، مگر جب مضمون علیحدہ کیے تو دیکھا کہ یہ تو پوری ایک الگ کتاب ہے اور موجودہ کتاب بھی چار سو صفحات سے اوپر ہو گئی تھی میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان مضامین کی کتاب الگ تیار کروں گا۔

جن دوستوں اور بزرگوں نے اپنی تمام کاوشیں میرے حوالے کر دیں میں اس کتاب کے توسل سے ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ ان میں سب سے زیادہ شکر گزار ہوں فقیر قربان علی سکندری کا جنھوں نے

انٹرویوز، اخباری بیان اور مضامین سب میرے گھر پر بذات خود آ کر پہنچائے۔ آپ اصل میں پنوعاقل کے ہیں۔ پنوعاقل اور سانگھڑ کا راستہ کم از کم اپنی گاڑی پر بھی چھ گھنٹے کا ہے۔ فقیر سائیں قربان علی نے تو بسوں اور وینوں میں سفر کر کے اپنی محنت میرے حوالے کی۔ فقیر محمد علی مہر (پیر جو گوٹھ) انہوں نے بھی اپنی ساری پونجی میرے حوالے کر دی اور کہا کہ فقیر آج میں اپنی روح آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ فقیر کا بھی نہایت شکر گزار ہوں اس کے ساتھ فقیر عبدالرسول شر کا بھی نہایت شکر گزار ہوں جن کی معرفت سے میں فقیر محمد علی مہر سے ملا۔ فقیر فیض محمد لغاری بلوچ (مرحوم) جس کی محنت اللہ تعالیٰ نے رائیگاں ہونے سے بچالی اور وہ فائلوں کی گٹھڑی جس میں پیر سائیں کے بیان اور انٹرویوز تھے وہ مجھے فقیر شفیع محمد لغاری اور فقیر میر محمد نظامانی کے توسل سے ملی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ فقیر محمد عظیم نظامانی (گوٹھ کٹھری نظامانی) انہوں نے بھی اپنی محنت میرے حوالے کر دی جس میں کافی انٹرویوز تھے۔ مذکورہ فقیر میرے وہ محسن ہیں جن کا میں احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ میں نہایت شکر گزار ہوں جناب محترم عزیز ظفر آزاد کا کہ آپ نے اپنی ذاتی مصروفیات کو ترک کر کے پیر صاحب کی شخصیت پر ایک پُر اثر مضمون لکھا ہے جس کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے ان کے ساتھ فقیر کامران علی نظامانی، فقیر مشتاق احمد نظامانی، فقیر چنگیز خان نظامانی اور ڈاکٹر علی حسن نظامانی کا جنہوں نے پروف چیک کرنے میں میری مدد کی۔ نہایت ہی شکر گزار ہوں علی شاد منگریو جس نے کمپوزنگ کے سلسلے میں میری کافی مدد کی، آخر میں احسان مند ہوں میرے استاذی فقیر سائیں عبدالرزاق مہران سکندری کا اور فقیر سائیں محمد اسماعیل سکندری کا جنہوں نے ہمیشہ اپنے مفید مشوروں سے میری رہنمائی کی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ جاری رہے گا اس کے بعد ملنے والے انٹریوز دوسری جلد میں لائے جائیں گے اس کے علاوہ بھی کافی کتابیں ہیں جن کو ترتیب دینا باقی ہے۔ جن میں پیر صاحب کے 2000 سے زائد اخباری بیانات اور 200 کے قریب مضامین ہیں، اگر آپ قارئین حضرات کی دعائیں شامل حال رہیں تو وہ بھی جلد آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ میں نہ کوئی رائٹر ہوں اور نہ میری اردو یا سندھی ادب سے کوئی واقفیت ہے میں تو اس خانقاہ راشدیہ کا ایک ادنیٰ سا فقیر ہوں بس عقیدت میں لکھا ہے جو کچھ ہے آپ قارئین کی نذر ہے۔

آخر میں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ میرے مرشد مربی کو صحت و عافیت سے خضری حیاتی عطا فرمائے۔ آمین

فقیر شاہنواز نظامانی، سانگھڑ 2011ء

03332917887

ہم اُن دنوں چھوٹے بچے تھے

پیر صاحب پگارا کا نام پاکستان کی تاریخ کے مختلف ادوار میں قومی منظر پر ابھرتا رہا۔ 1965ء اور 1971ء میں ہندوستان کی انسانیت دشمن جارحیت کے مقابلے اور 1972ء میں سرزمین سندھ پر پیپلز پارٹی کے اٹھائے ہوئے لسانی خلفشار کو زیر کرنے میں پیر صاحب پگارا کا کردار نا قابل فراموش ہے۔ پاکستان کے خلاف بیرونی جارحیت ہو یا اندرونی، پیر صاحب کو قوم نے ہمیشہ کسی پکار سے پہلے پاکستان دشمن قوتوں کے خلاف سینہ سپر پایا ہے۔ لیکن! 1973ء کے سورج نے انہیں جس انداز میں دیکھا، وہ پہلے کبھی نہ تھا۔ اب تک وہ پاکستان کی سالمیت کی جنگ لڑتے آئے تھے، لیکن! وہ اب عوام کے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ وہ اندرونی محاذ پر فسطائیت کے خلاف اسی طرح نبرد آزما ہیں جس طرح ان کے آبا و اجداد بالخصوص ان کے والد پیر صاحب شہید صبغتہ اللہؒ بیرونی سامراج سے برسر پیکار تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے آغاز میں جب برطانوی سلطنت پر سورج غروب نہ ہوتا تھا، پیر صاحب کے والد محترم برطانوی استعمار پر کاری ضرب لگانے کیلئے مسلح جدوجہد کا مجاہدانہ منصوبہ بنایا۔ یوں تو جنگ عظیم کی ابتدا میں جب برطانوی افواج شکستوں میں گھری ہوئی تھیں۔ ہندو رہنما سبھاش چندر بوس نے جاپان کی مدد سے آزاد ہند فوج کے ذریعے مسلح جدوجہد کا اعلان کیا تھا، لیکن! یہ نام نہاد آزاد ہند فوج مشرق کے نئے استعماریوں کہ آلہ کار تھی، جب کہ سید صبغتہ اللہ شہیدؒ پیر صاحب پگارا ششم کی جدوجہد کسی نئے استعمار کے بل بوتے پر نہ تھی، یہ خالص عوامی تحریک تھی جس کی جڑیں برصغیر میں تھیں اور برصغیر کی آزادی کے متوالوں سے پیر صاحب شہید کا رابطہ تھا۔ آزادی کا یہ عظیم مجاہدانہ منصوبہ قبل از وقت انگریزوں کے علم میں آ گیا۔ یورپ، شمالی افریقہ اور مشرق بعید میں پے در پے شکستیں کھاتے ہوئے برطانوی سامراجیوں کیلئے آخری پناہ گاہ، برطانوی ہندوستان میں ایسا منصوبہ ان کیلئے آخری وار ثابت ہوسکتا ہے، جب کہ انہی دنوں جاپان کی فوجیں انڈونیشیا سے برما تک پورے جنوبی ایشیا کو روندتے ہوئے ہندوستان کے مشرقی صوبے آسام میں گھس آئی تھیں۔ برطانوی سامراجیوں نے پیر صاحب پگارا سید صبغتہ اللہؒ کی تحریک کو نہایت بے دردی سے کچل ڈالا۔ آزادی کے متوالوں مردان آزادان کے مرید جو حر کہلاتے ہیں، حریت کی اس بے مثال تحریک میں قربانیوں کی داستان اور شجاعتوں کی قصے تاریخ پر ثبت کرتے چلے گئے۔ حروں نے گوریلا جنگ لڑی۔ ان پر قابو پانے کیلئے پورے سندھ پر فوجی آپریشن ہوا،

توپخانہ اور فضائیہ تک استعمال کی گئی۔ سید صبغۃ اللہؒ کو گرفتار کیا گیا، ان کے مرکز پیر گوٹھ پر بمباری کی گئی اور پھر اسے ڈائنامائٹ لگا کر اڑا دیا گیا۔ پیر صاحب پگارا سید صبغۃ اللہؒ کو انگریز کی فوجی عدالت نے سزائے موت دی۔ مہینوں مارشل لا کے تحت مقدمہ چلتا رہا، سزا کا فیصلہ کرلیا گیا، لیکن! صرف چند گھنٹے پیشتر اس مردِ حق کو اس کی اطلاع دی گئی، کیونکہ انگریز سامراجیوں کو یقین تھا کہ اگر سزائے موت کا اعلان پہلے کر دیا گیا، تو حر مجاہدین اپنی جان کی بازی لگا کر بھی پیر صاحب شہید کو لے جائیں گے اور کسی جیل کی دیواریں بھی حر مجاہدین کیلئے ناقابل تسخیر ثابت نہ ہوں گی۔ سید صبغۃ اللہ پیر صاحب شہید کو جب بتایا گیا کہ چند گھنٹوں بعد انہوں نے پھانسی کے تختے پر جانا ہے، تو انہوں نے کسی اضطراب کا اظہار نہ کیا۔ نوافل ادا کیے۔ پھانسی کے مقررہ وقت سے ذرا پیشتر عبادت ختم کی اور جب وقت ہو گیا، تو خود سپرڈنٹ سے کہا کہ وقت ہو گیا ہے، اب چلنا چاہیے۔ سپرڈنٹ جیل نے جس کی نگرانی میں پیر صاحب شہید کو پھانسی دی گئی، بعد میں لکھا کہ اس نے پوری زندگی میں ایسا شخص نہیں دیکھا، جس نے موت کو دیکھ کر ایسی استقامت کا مظاہرہ کیا ہو اور جس کے اعصاب سزائے موت سننے کے بعد بھی اتنے مضبوط رہے ہوں۔ بلاشبہ اللہ پر مضبوط ایمان کے بغیر موت سے بے خوفی کی کیفیت ممکن نہیں۔

سید صبغۃ اللہ شہیدؒ ہو گئے، حر تحریک کچل دی گئی۔ لیکن! انہوں نے انگریز سامراج کو جھنجھوڑ دیا کہ ابھی مسلمانوں کے خاکستر میں ایسی چنگاری بھی موجود ہے۔ نہ صرف یہ، بلکہ انہوں نے سندھ کا نام روشن کیا اور انگریز سامراجیوں کے اس پروپیگنڈہ کو بھی غلط ثابت کر دیا اہل سندھ فوجی صلاحیتوں سے عاری (نان مارشل) لوگ ہیں۔ حر تحریک سندھیوں کی جنگجو، بلکہ بہترین جنگجو ہونے کا ثبوت ہے۔ یہی وجہ تھی کہ انگریز پیر صاحب پگارا ششم سید صبغۃ اللہ شاہ کو شہیدؒ کرنے پر مطمئن نہ ہوا بلکہ مرکز تحریک کو تباہ کرنے کے علاوہ گدی کو ختم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ پیر صاحب شہیدؒ کے دونوں صاحبزادوں جن میں موجودہ پیر صاحب پگارا شامل ہیں، ان کو انگلستان بھیج دیا اور انہیں وہاں اپنے خاندانی پس منظر، تاریخ اور روایات فراموش کرا دینے کی کوشش کی جاتی رہی۔ پیر صاحب شہیدؒ کی شہادت کے وقت ان دونوں صاحبزادوں کی عمریں تیرہ اور گیارہ سال تھیں۔ قیام پاکستان کے بعد گدی بحال کی گئی، ضبط شدہ جائیداد واپس کی گئی، اگر چہ بہت سے اثاثے ضائع ہو گئے، جن میں حضور پاک ﷺ کی دستار مبارک بھی شامل تھی۔ سید صبغۃ اللہ شاہ شہیدؒ پیر صاحب پگارا ششم کے بڑے صاحبزادے شاہ مردان شاہ پیر صاحب پگارا ہفتم کی حیثیت سے 23 برس کی عمر میں 4 فروری 52ء کو گدی نشین ہوئے۔ سید سکندر علی شاہ ان کا گھریلو نام ہے۔

پیران پگارا کا مرکز پیر جو گوٹھ دریائے سندھ کے بائیں کنارے پر سابق ریاست خیر پور اور دریائے سندھ کے درمیان گھرے ہوئے علاقے میں واقع ہے۔ یہ ضلع سکھر کا حصہ تھا، لیکن! ون یونٹ کے بعد اسے ضلع خیر پور میں شامل کر دیا گیا۔ یہ ضلع خیر پور کے قصبے کنگری کے قریب واقع ہے۔ پیر صاحب پگارا کا دوسرا

مرکز سانگھڑ میں ہے جو صحرائے تھر (یہی وہ ریگستان ہے جو مشرق میں ہندوستان کے شہر آگرہ سے، مغرب میں دریائے سندھ تک اور شمال میں بیکانیر اور بہاول پور سے، جنوب میں ہندوستان کے شہر مارواڑ تک محیط ہے۔ انگریز اسے ''گریٹ انڈین ڈیزرٹ'' کہتے تھے) کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ پیران پگارا کے سلسلے کا آغاز سات پشت پہلے ہوا، جب سندھ کا یہ عظیم سید گھرانہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور ایک بھائی کو حضور کا جھنڈا اور دوسرے بھائی کو حضور ﷺ کی دستار مبارک ملی۔ اسی دستار مبارک کی نسبت سے یہ سلسلہ پگارا، یعنی پگڑی والے کہلائے۔ شاہ مردان شاہ پیر صاحب پگارا ہفتم 22 نومبر 1928ء کو پیر جو گوٹھ میں پیدا ہوئے، ان کے والد پیر صاحب پگارا ششم کے خلاف فوجی اقدام ہوا، تو انہیں گرفتار کر لیا اور اہل خانہ کو کراچی لے جا کر نظر بند کر دیا۔ پیر صاحب پگارا ہفتم اور ان کے چھوٹے بھائی سید نادر علی شاہ کو پہلے علی گڑھ اور پھر برطانیہ لے جایا گیا۔ پیر صاحب وہیں تعلیم حاصل کرتے رہے اور جب ملک واپس لوٹے، تو دینی علم کی تکمیل کی۔ پیر صاحب نے اردو، سندھی، انگلش، عربی اور لاطینی کی تعلیم حاصل کی۔ انگلستان میں انہیں دیگر مضامین کے علاوہ لاطینی اور انگلش پڑھائی گئی۔ ابتدائی تعلیم سندھی میں حاصل کی، یہاں اس کے ساتھ ابتدائی درجے کی عربی اور انگلش بھی پڑھتے رہے۔ پیر صاحب شہید کی شہادت کے بعد علی گڑھ پہنچے، تو وہاں اردو پر دسترس حاصل کی اور انگلستان سے واپسی پر دینی علوم اور عربی میں درک حاصل کیا۔ انگریز نے انہیں لاطینی و لادینی کے جس پیچ میں الجھانا چاہا تھا، وہ اس میں نہ الجھے اور یہی وجہ ہے آج سے پہلے بھی اور آج بھی مسلم ملت کے جغرافیائی یا نظریاتی وجود کو خطرہ لاحق ہوا، تو وہ سینہ سپر ہو گئے۔

متحدہ جمہوری محاذ کی سربراہی قبول کرنے میں بھی یہی جذبہ کارفرما تھا۔ مارچ 1973ء میں ملک بھر کی جمہوریت پسند قوتوں نے فسطائیت اور آمریت کے خلاف جدوجہد میں انہیں سے رہنمائی کیلئے درخواست کی۔ پیر صاحب کی قیادت میں ہی دستور کو کسی نہ کسی حد تک جمہوری بنانے کا مرحلہ طے ہوا۔ یہ وہ وقت تھا، جب 23 مارچ کا سانحہ لیاقت باغ پیش آیا۔ اختیارات پسند حکمرانوں سے مذاکرات کے سلسلے بنتے، ٹوٹتے رہے۔ یہ وہ دور تھا، جب قوم خانہ جنگی اور بدترین فسطائیت کے درمیان لڑھک رہی تھی اور حالات کے ہولناک تھپیڑے اسے ادھر سے اُدھر پھینک رہے تھے۔ پیر صاحب کی ذات تمام جمہوری قوتوں کا مرکز بنی اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کی فراست اور اپنے بے مثل تحمل و تدبر سے قوم کے شکستہ جہاز کو طوفانوں سے باہر نکالا لیکن! ابھی عوام کے حقوق کا ساحل مراد نہیں آیا، آمریت اور فسطائیت کی طرف سے ظلم و ستم کے نئے طوفان اُمڈے چلے آ رہے ہیں۔ کسی وقت عوام کیلئے حقوق کے طلبگاروں کو یہ کہہ کر بدنام کرنا چاہا گیا کہ یہ ملک کہ پہلے سندھی صدر کے خلاف متعصبانہ ہنگامہ آرائی ہے، لیکن! پیر صاحب پگارا کی قیادت کے باعث آمریت پسندوں کا یہ حربہ بھی ناکام ہوا اور سندھیت کے نام پر جاگیردانہ مفادات کے محافظوں کو اپنی شکست نظر آنے لگی۔ پیر صاحب پگارا سندھ کی عوامی قوت کا نام ہے، ماضی کی تاریخ اس کی گواہ ہے۔

اپریل کے اواخر میں جب پیر صاحب پگارا کوئٹہ گئے تو انہوں نے انٹرویو کے لیے ہماری پرانی درخواست کو قبول کیا چنانچہ آغاز میں ان کے خاندان کی حیثیت موضوع گفتگو بنی پیر صاحب انکسار، شان وشوکت اور تواضع داری کا مرقع ہیں اور اسی باعث خاندان کی عظیم الشان قربانیوں کے بارے میں ایک طرح کی بے نیازی برتتے ہیں جسے باز لوگ shyness (حجاب سے تعبیر کرتے ہیں) بہر حال ہم نے انٹرویو کا آغازِ کلام انکے خاندان کی تاریخ سے کیا اور انہیں درخواست کی وہ اپنی یادوں کے جھروکوں کو وا کریں اور اپنے والدِ محترم پیر صاحب شہیدؒ کی انگریزوں کے خلاف جدوجہد پر کچھ روشنی ڈالیں؟

پیر صاحب نے فرمایا: ہم ان دونوں چھوٹے بچّے تھے! تاہم ہمیں کچھ نہ کچھ سوجھ بوجھ حاصل تھی اسی بنا پر ہمارا اندازا تھا کے کوئی نہایت اہم بات ہو رہی ہے۔آج سے بتّیس تینتیس برس پیشتر بچے آج کی طرح بڑوں کی مجلس میں نہ بیٹھتے تھے اور نہ گفتگو میں شریک ہوتے تھے،اس لیے براہ راست تو کچھ علم نہیں! البتہ اس وقت کے مشاہدات کو یاد کرتے ہیں،تو اندازہ ہوتا ہے کہ تحریک بالکل ابتدائی درجے میں تھی۔ کچھ لوگ مسلح جدوجہد کی تربیت حاصل کر رہے تھے،لیکن اس وقت نہ تحریک کا کوئی ہیڈکواٹر طے ہوا تھا اور نہ طریقہ کار کا فیصلہ ہوا تھا۔کوئی باقاعدہ کمانڈ بھی نہیں بنائی گئی تھی اور نہ جدوجہد کے لیے مقام اور وقت کا تعّین ہوا تھا اور شاید ابھی کوئی باقاعدہ تنظیم ہی نہیں بنی تھی۔ بہر حال ہمیں اپنے بھائی، والدہ اور گھر کے دوسرے افراد سمیت حراست میں لے لیا گیا، پیر گوٹھ سے کراچی لایا گیا۔ ہمیں اس وقت بندر روڈ کے ایک بنگلے میں زبردست پہرے میں نظر بند کر دیا گیا، کسی کو ہم سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ ہمارے ساتھ ہمارے چار پانچ ملازم تھے،انہیں بھی باہر جانے یا کسی سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی،یعنی وہ بھی ہمارے ساتھ ہماری طرح قید تھے۔ یہ بنگلہ ماما پارسی اسکول کے پاس ہے۔اس وقت یہ ٹنڈو باگو کے میر خدا بخش ٹالپر کی ملکیت تھا۔آج کل اسی بنگلے میں ڈاکٹر مس صدیقی کا کلینک ہے۔ ہمارے پاس دو مرد ملازم تھے۔ہم نے ان میں سے ایک کو جانے کیلیئے مجبور کیا اور اسے بمشکل راضی کیا،حقیقتاً ہمارے لیے یہ نہایت مشکل کا دور تھا۔نظر بندی کے سوا اور بہت سی تکالیف تھیں۔ہمیں کسی قسم کی طبّی امداد بھی نہ دی جاتی تھی۔ ہم اپنے بےقصور ملازمین کو اس مصیبت میں نہیں دیکھنا چاہتے تھے،لیکن انہوں نے ہمارے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔انہی دنوں ہمارے والد پیر صاحب شہیدؒ پر حیدر آباد میں بند کمرے میں خصوصی مارشل لا عدالت میں مقدّمہ چلا اور انگریز نے انہیں شہید کرنے کا فیصلہ کیا۔

سوال: جب آپ کو اپنے والد محترم کی شہادت کی اطلاع ملی تو اس وقت اور اس کے بعد آپ کے تاثرات کیا تھے؟

جواب: ہم ذہنی طور پر بہت پہلے سے اس کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ہم جانتے تھے کہ انگریز آزادی کے مجاہد کو اس سے کم کیا سزا دے گا! تمام تر پابندیوں کے باوجود ہمیں کئی باتیں معلوم ہوتی رہیں۔ ہمارے

پہرے پر مقرر سپاہیوں میں سے کئی ایک کو ہم سے اور اسے مقصد سے جس مقصد کے لیے ہمارا خاندان قربانیاں پیش کر رہا تھا، ہمدردی تھی۔ وہ ہمیں حالات سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ شہادت سے کچھ عرصہ بعد 43ء کے اواخر یا 44ء کے اوائل میں ہمیں تعلیم کے لیے علی گڑھ لے جایا گیا، اس کی صورت یہ تھی کہ ہمیں اور ہمارے چھوٹے بھائی نادر شاہ کو شام کے جھٹپٹے میں برقع اوڑھا کر ریلوے اسٹیشن لایا گیا اور گاڑی میں تمام راستے کھڑکیاں اور دروازے بند تھے اور ہم پر پولیس کا بھاری پہرہ تھا۔ دہلی کے قریب جا کر کھڑکیاں کھولی گئیں اور ہم نے برسوں کے بعد فضا کو دیکھا۔ یہ تمام کارروائی پولیس کے ایک افسر مسٹر محمود حسین کی نگرانی میں ہوئی اور وہ تمام وقت ہمارے ساتھ رہے۔ یہ وہی محمود حسین صاحب ہیں جو بعد میں اسٹنٹ انسپکٹر جنرل سی آئی ڈی ریٹائر ہوئے۔

سوال: کہا جاتا ہے تعلیم کے دوران ایک منصوبے کے تحت آپ کو اپنی خاندانی تاریخ سے بے بہرہ اور اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی گئی، تاکہ پیرانِ پگارا سے متعلق تمام روایات کا خاتمہ ہو جائے، بالخصوص اسی مقصد کے لیے آپ کو انگلستان بھی بھیج دیا گیا؟

جواب: یہ تمام واقعات تاریخ کے جز بن چکے ہیں اور اس کے متعلق بہت کچھ کہا جاتا رہا ہے۔ ہم اپنی رائے کا اظہار کر کے اس پر اثر انداز نہیں ہونا چاہتے۔ یہ واقعات تاریخ کے حوالے ہو چکے ہیں اب متعلقہ دستاویزات کو منظر عام پر آنا چاہیے، یا کم از کم تاریخ کے طالب علموں کو ان تک رسائی حاصل ہونی چاہیے۔ میں آپ کو واقعات بتا سکتا ہوں۔ نظر بندی کے دوران ہماری درخواست پر برطانوی حکومت نے پراسیکیوٹنگ (استغاثہ) انسپکٹر صدر الدین کو قرآن پاک پڑھانے پر مامور کیا جو کبھی کبھار آ کر ہمیں تھوڑا بہت قرآنِ پاک پڑھاتے اور سنتے۔ علی گڑھ میں ہمارے لیے کوئی خصوصی انتظام نہ تھا۔ جون 1946ء میں سمندری جہاز کے ذریعے مجھے اور نادر شاہ کو لِور پول پہنچایا گیا، جہاں سے کسی پبلک سکول میں داخل کرنے کے بجائے ایک سابق فوجی میجر سی ڈیوس کے پرائیوٹ سکول میں داخل کرایا گیا۔ یہ سکول ہیرد کے قریب پنر (pinner) نامی گاؤں میں تھا۔ یہ گاؤں عام راستے سے ہٹ کر تھا، وہاں سیاحوں کے لیے بھی دلچسپی کی کوئی چیز نہ تھی، اس لیے وہاں متعلقہ افراد کے علاوہ کسی کا گزر نہ ہوتا تھا۔ اس پر مزید ایک سابق فوجی کی نگرانی۔ ہم نہیں جانتے کہ ہمیں وہاں کیوں زیرِ تعلیم رکھا گیا، البتہ یہ سب کچھ برطانیہ میں برِ صغیر کے امور کے محکمے، انڈیا ہاؤس کا انتظام تھا۔ ہمیں صرف اتنا بتایا گیا تھا ہماری عمر پبلک سکول کے لیے زیادہ ہے، اس لیے یہاں رکھا جا رہا ہے، میجر ڈیوس کے سکول میں طالب علموں کی تعداد کبھی بارہ تیرہ سے زیادہ نہ رہی اور اس میں سب غیر ملکی تھے۔ ہمارے وہاں قیام کے دوران روڈیشیا، تھائی لینڈ، عراق، ایران، آئس لینڈ اور حبشہ (ایتھوپیا) کے طلبہ وہاں مقیم تھے۔ یہ تمام طالب علم ان ممالک کے نمایاں لیکن غالباً باغی خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہاں ایسی فضا تھی کہ کوئی بھی اپنے خاندان یا ملک کے بارے میں بات نہ کرتا تھا۔ ان

میں حبشہ کے ایک مسٹر زُوڈی بھی تھے جو ہمارے کچھ قریب آئے۔ زوڈی حبشہ کے بادشاہ ہیل سلاسی کے قریبی رشتے دار تھے۔ مضامین کا انتخاب بھی ہماری مرضی پر نہ تھا۔ ہمیں جس امتحانی کورس کے لیے تیاری کروائی جارہی تھی، اس میں عیسائیت کا ایک مضمون DIVINITY (خدائی) بھی تھا، میں اس کے ساتھ لاطینی پڑھتا تھا۔ چھوٹے بھائی نادرشاہ کو فرانسیسی پڑھائی جاتی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد بھی کچھ عرصہ یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ یہ پاکستان گورنمنٹ کے نوٹس میں آیا۔ حکومت پاکستان کو اس جانب متوجہ کرنے والے ڈاکٹر رحمان تھے جو سی پی (اب مدھیہ پردیش) کے مہاجر تھے۔ پاکستانی ہائی کمشنر نے اس کا سختی سے نوٹس لیا اور ہمیں عیسائیت والے کورس کے بجائے دوسرا کورس دیا گیا۔ انگریزی حکومت تمام تر فوجی آپریشن کے باوجود جب عوام میں ہمارے خاندان سے عقیدت میں کوئی کمی نہ دیکھی، تو اپنے ہاتھوں میں کھیلنے والا پیر بنانے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں بُری طرح ناکام ہوئے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح وہ حُروں کو اپنے قبضے میں لے لیں گے۔

سوال: وہ کون صاحب تھے، جنہیں انگریزوں نے اس مقصد کے لئے استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا؟

جواب: کیا ان کا نام بتانا ضروری ہے، اتنا کافی نہیں کہ وہ صاحب اور ان کے آقا اس مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے۔

سوال: تاریخ کے ریکارڈ کو درست رکھنے کے لئے ان کا نام اور دیگر متعلق واقعات کا ریکارڈ پر لانا ضروری ہے، جب کہ آپ خود بھی اس سے پیشتر تاریخ کا ریکارڈ درست رکھنے کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرچکے ہیں۔

جواب: تو لیجئے......وہ پیر علی محمد راشدی تھے جو چوتھی پُشت میں ہمارے خاندان میں آملتے ہیں انگریزوں نے پیر صاحب شہیدؒ کے خلاف مقدّمے میں بھی ان سے بہت کام لیا تھا انہیں انگلش سرکار نے سرکاری گواہوں کے بیانات تیار کرنے اور گواہوں کو مقدّمے کے لیے TRAIN (تربیت) کرنے پر لگایا تھا۔ پیر علی محمد راشدی گواہوں کے بیانات پہلے خود سنتے پھر انہیں فائنل پرفارمنس (کام) کیلئے عدالت میں بھیج دیتے۔ ہمارے والد صاحب کے وکیل نے ہمیں ان تمام واقعات سے آگاہ کیا کہ کیسے پیر علی محمد راشدی نے انگریزوں کی منشا کے مطابق گواہیاں بھگتائیں۔ انگریز اس خدمت کا صلا اُنہیں پیر پگارا کی گدّی بخش کر دینا چاہتا تھا اور علی محمد راشدی کی بھی یہی خواہش تھی، لیکن اُنہیں اور ان کے آقاؤں کو جلد ہی معلوم ہوگیا کہ ایسا کیا گیا تو، اُنہیں پھر ایک نئے طوفان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس طرح اُنہیں اس کی ہمت نہ ہوئی۔ یہ مقدمہ بند کمرے میں اور پھر مارشل لا کی خاص عدالت کے تحت ہوا، اس پر مزید پابندی یہ عائد کردی گئی کہ مارشل لاٹریبونل (کامیٹی) کے فیصلے، گواہیوں یا اس سے متعلقہ کسی چیز کو پبلک میں ڈس کس (زیرِ بحث) نہیں کیا جاسکتا۔ محمود حسین اسٹنٹ انسپکٹر جنرل سی آئی ڈی قیام پاکستان کے بعد میرے وطن آنے پر مجھے ملے

تھے۔اُنہوں نے اس زمانے کے واقعات کو ڈائریوں کی صورت میں نوٹ کر رکھا تھا۔اُنہوں نے مجھے اپنے نوٹس بھی دکھائے۔ان کا کہنا تھا کہ وہ HUR UP RISING کے عنوان سے کتاب لکھنا چاہتے تھے، مجھے معلوم نہیں اس کے بعد ان کے اس عزم کا کیا ہوا۔

سوال: آپ نے وطن واپس آ کر خود ماضی کی اس عظیم تاریخ کو مُنضبط کرنے کی کوشش کیوں نہ کی؟

جواب: میری رائے ہے کہ ہمیں آگے کی طرف دیکھنا چاہیے۔جو آج مستقبل ہے کل ماضی بن کر تاریخ کا حصہ بن جائے گا،اس لیے ماضی کی دلکش میں کھونے کے بجائے مستقبل کی فکر کرنا چاہیے اگر آج آپ نے اچھے مستقبل کی بنیاد ڈال دی تو کل مستقبل اچھا ماضی بن جائے گا۔مستقبل کو ماضی پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ایک تو یہ بات تھی کہ میں مستقبل کی طرف دیکھنے کا عادی ہوں، اس لیے آ کر ماضی کی جُستجو نہ کی دُوسرے یہ تھا کہ جو لوگ پیر صاحب شہیدؒ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف انگریزوں کے آلۂ کار بنے تھے، وہ ہماری واپسی سے انتہائی خوفزدہ تھے۔وہ ہر جگہ اس خوف کا اظہار کرتے تھے کہ ہماری واپسی ان کے لیے موت کا پیغام ہوگی اور حُر ان تمام لوگوں سے چُن چُن کے بدلہ لیں گے جنہوں نے انگریزوں سے تعاون کیا تھا۔اس لئے وطن پہنچ کر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ جب ہم ان بُزدلوں اور بے ضمیروں کو انتقام کے قابل ہی نہیں سمجھتے ،تو ان کا خوف دور کرنے کے لیے کم از کم ہم خود پیر صاحب شہیدؒ کی تحریک کے حالات معلوم کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور یہی ہم نے کیا سوائے اِن واقعات کے جو از خود لوگوں نے ہمیں آ کر بتائے۔کئی برس بیشتر مولانا غلام رسول مہر ہمارے پاس آئے تھے۔وہ اس تحریک پر کچھ لکھنا چاہتے تھے جتنا مواد اِدھر اُدھر سے مل سکتا تھا وہ ہم نے مولانا غلام رسول مہر کو دلوایا تھا۔ہمیں معلوم نہیں کہ اُنہوں نے اسے اپنے تحقیقاتی کام میں کہاں تک مفید پایا۔وطن واپسی اور گدی کی بحالی کے بعد حکومت پاکستان نے جو کچھ ہمارے حوالے سے کیا، اس میں تاریخی نوادرات اور مقدس آثارات میں سے کچھ بھی نہ تھا۔حیدر آباد کی آرموری (اسلحہ خانہ) میں محفوظ کچھ فوٹو اور لیجر ہمیں دیئے گے۔انہی لیجروں میں کہیں ہماری وہ خاندانی مُہر تھی جو آج ہمارے پاس محفوظ واحد مقدّس اور تاریخی ورثہ ہے۔ہمیں یقین ہے یہ مہر انگریزوں کی نظر میں نہیں آئی تھی، اس لیے بچ نکلی۔ورنہ ہمارے تمام تاریخی اور خاندانی اثاثے حتےٰ کے گھریلو زیورات تک حیدر آباد میں نیلام کر دیئے گئے تھے۔ان میں ہماری خاندانی لائبریری بھی تھی جس میں بیش قیمت قلمی نسخے بھی تھے۔پیر صاحب شہیدؒ کی نجی ملکیت میں آنے والی ہر چیز ضبط کر لی گئی تھی۔حکومت پاکستان جب ہماری دستار بندی کی اجازت دی، تو ہم سے یہ تحریر لی گئی کہ ہم اپنے خاندانی اثاثوں اور نقدی میں سے کسی چیز کا دعویٰ نہیں کریں گے اور نہ ہی اس کا حساب طلب کریں گے۔اس سے پیشتر 46ء میں برطانوی حکومت نے ہمارے خاندان کو کچھ جائیداد اور معمولی سی کچھ نقدی دی تھی اور باقی جائیداد کا ٹرسٹ بنا دیا تھا۔پیر صاحب شہیدؒ نے تحریک آزادی کی خاطر بہت سی دولت جمع کر رکھی تھی اور اسے مختلف مقامات پر دیگوں میں ڈال کر

زمین میں دفن کر رکھا تھا۔ ایسی ہی ایک دیگ انگریزوں نے پیر گوٹھ میں دریافت کی تھی۔ وطن واپسی پر سکھر کے ڈپٹی کمشنر نے ہمیں ایک دیگ دکھائی جس پر یہ پلیٹ لگی ہوئی تھی کہ اس دیگ سے لامحدود قیمت کے جواہرات برآمد ہوئے تھے۔ یہ سب دولت انگریز نے کیا کی کہاں گئی؟ یہ ایک دلچسپ کہانی ثابت ہوسکتی ہے اوراس طرح پیر صاحب شہیدؒ کی تحریک کے بارے میں بھی کئی معلومات منظر عام پر آسکتی ہیں۔

سوال: آپ کی گدّی بحال کرنے کا فیصلہ کیسے ہوا؟

جواب: ہم انگلستان میں زیر تعلیم تھے کہ 1949ء میں پاکستان کے پہلے وزیراعظم نواب زادہ لیاقت علی خان لندن دورے پر آئے، انہوں نے مجھے اور چھوٹے بھائی نادر شاہ کو اپنی قیام گاہ کلیرجز ہوٹل میں بلایا اورتحریک آزادی میں ہماری خاندانی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بتایا کہ حکومت پاکستان ہماری گدّی کی بحالی اپنا قومی فرض خیال کرتی ہے۔ انہوں نے اپنی زبان سے فیصلہ سنایا تھا اور یہ بات ہمارے لیے قابل فخر ہے گدّی کے احیاء کا فیصلہ تو 49ء میں کرلیا گیا لیکن اس پر عمل درآمد 52ء میں ہوا۔

سوال: اس میں تاخیر کا باعث کیا تھا؟

جواب: ہوسکتا ہے کہ ہمارے وہی مہربان جو پیر صاحب شہیدؒ کے زمانے میں انگریزوں کے دست راست اور معاون خصوصی تھے اور آج مسٹر بھٹو کہ خاص مشیر ہیں، ہماری وطن میں آمد سے پریشان ہوں اوران دنوں ایوان اقتدار میں اُنہیں جو رسائی حاصل تھی اسے خود اپنی کھال بچانے کے لیے استعمال کررہے ہوں۔

سوال: بعض حلقوں کی طرف سے یہ بات کہی جارہی ہے کہ مسٹر بھٹو سے آپ کی ذاتی مخالفت آپ کو میدان سیاست میں لے آئی ہے، کہاں تک درست ہے؟

جواب: ہمیں مسٹر بھٹو سے کیا ذاتی مخالفت ہوسکتی ہے، جب کہ وہ خود اوران کے والد ہمیں اور ہمارے بزرگوں کو جھک کر ملتے تھے ہاں ان کے ذہن میں ہماری مخالفت کا سودا سمایا ہو تو یہ دوسری بات ہے۔ اس سے پیشتر اُن سے کہیں طاقتور انگریز حکومت ہماری مخالفت کرتی رہی لیکن ہمارا کیا بگاڑ سکی ہے؟ ہم جن روایات کے امین ہیں، اس میں اپنی ذات کی خاطر جھگڑا کرنے کی کوئی جگہ نہیں ہم صرف اصولوں کے لیے جنگ کرنا جانتے ہیں اوراس کا مسٹر بھٹو کو خوب علم ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ میں آج نہیں اکیس برس پیشتر بھی قومی سیاست میں دلچسپی لیتا تھا اور 52ء کے انتخابات میں سندھ اسمبلی کے ایک سو دس 110 ارکان میں سینتیس (37) ہمارے تھے اور یہی اسمبلی کا سب سے بڑا گروپ تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے، جب مسٹر بھٹو یا ان کے خاندان کا سندھ کی سیاست میں وجود ہی نہ تھا۔ مسٹر بھٹو تو 58ء کے مارشل لا میں بعض ذریعوں سے اقتدار تک پہنچے، جن کا ذکر ہماری زبان سے غیر ضروری ہوگا، کیونکہ وہ کس و ناکس کو معلوم ہیں۔ اقتدار میں اسی نقب کی بدولت وہ 62ء کے انتخابات میں کامیاب ہوئے۔ اس دور میں بھی ہمارے ساتھی خاصی تعداد میں مرکزی اورصوبائی اسمبلیوں میں تھے۔ ان دنوں ون یونٹ تھا اور مغربی پاکستان کی اسمبلی اور قومی

اسمبلی میں خیر پور اور حیدر آباد ڈویژن کی پینتیس (35) سے چالیس کے درمیان نمائندگی تھی، اِن میں سے ہمارے ساتھی ایک تہائی کے لگ بھگ یعنی تیرہ (13) تھے۔ ایوب خان کے ہم سے پرانے تعلقات تھے، انہوں نے تعاون کے لیے درخواست کی، ہم نے قبول کیا، لیکن مسٹر بھٹو متوحش (وحشت زدہ) ہو گئے اور انہوں نے ہمارے اور ہمارے بھائی سیّد نادر شاہ کے خلاف ایّوب خان کے کان بھرنے شروع کئے۔ در حقیقت اس وقت بھی مسٹر بھٹو کے ذہن پر بے پایاں اقتدار و اختیار کے بے لگام خواہشات کا راج تھا اور سندھ میں وہ ہمیں اور ہمارے دوستوں کو اپنی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خیال کرتے تھے۔

سوال: عوام میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ایّوب خان آپ کی بہت عزت کرتے تھے، اس لیے آپ کی بات نہیں ٹال سکتے تھے۔ آخر انہی دنوں آپ نے ایوب خان کو مسٹر بھٹو کی اِن خواہشات کی طرف متوجّہ کیوں نہ کیا؟

جواب: مسٹر بھٹو ہماری مخالفت ذاتیات کی بناء پر کر رہے تھے، اگر ہم ان کے بارے میں صدرِ مملکت کے سامنے حرفِ شکایّت زبان پر لاتے، تو یہ ہمارے مرتبے سے فروتر (نیچے) بات تھی۔ ہمارا مقام یہ نہیں کہ ہم پر ذاتیات میں اُلجھنے کا شبہ ہو۔ مسٹر بھٹو 65ء اور پھر 70ء کے انتخابات میں ہمارے دوستوں کی مخالفت کرتے رہے۔ سقوطِ مشرقی پاکستان کے نتیجے میں برسرِ اقتدار آنے کے بعد بھی مسٹر بھٹو کی طرف سے ذاتی مخالفت کا یہ انداز قائم رہا، حتےٰ کہ ہمارے دوست اور نوابشاہ سے رُکن صوبائی اسمبلی مسٹر ظفر علی شاہ کو نام نہاد لندن پلان میں ملوّث کر کے انہیں اور ہمیں بدنام کرنا چاہا اِسی طرح ہم پر ملکی سلامتی سے متعلق بے بنیاد الزامات لگائے گئے۔ جب ہم نے جواب دیا، تو مسٹر بھٹو کی حکومت نے چپ سادھ لی۔ ہم مسٹر بھٹو کے ان ذاتی حملوں کو کوئی وقعت نہیں دیتے رہے اور اسے درگزر کرتے رہے۔ لیکن ہم نے دیکھنا شروع کیا کہ وہ اپنے معمولی سے سیاسی مفادات کی خاطر ملک کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ سندھ میں لسانی فسادات میں یہ بات واضح تر ہوگئی۔ پھر اس حکومت میں سیاسی کارکن تو کیا، ارکان قومی اسمبلی پر حملے ہوئے ولی خان پر قاتلانہ حملہ ہوا، ڈاکٹر نذیر شہید کئے گئے لانڈھی اور ملک بھر میں مزدوروں کو خون ارزاں ہوا، نوجوان طالب علموں نے بھارتی جارحیت کے نشان ”بنگلہ دیش“ کو نامنظور کیا، تو انہیں گولیوں سے موت کی نیند سلایا گیا، پھر لوگوں کی کمر توڑنے اور ان کے حوصلے پست کرنے کے مہنگائی کا سوچا سمجھا منصوبہ بنایا گیا۔ آئین بنانے بیٹھے تو مسٹر بھٹو عوام کے حقوق سے منکر ہو گئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آمریت کا سانپ عوام کو ڈس لے گا۔ ان حالات میں میرے لیے اس کا سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ ضمیر کے مطابق خدا ملک اور عوام کی طرف سے عائد فرائض سنبھالنے کے لیے میں خود میدان میں نکلوں اور آمریت کے عفریت (جن کا نام) کو کچل ڈالنے کی کوشش کروں۔

سوال: متحدہ جمہوری محاذ کی سربراہی قبول کرتے ہوئے آپ کے پیشِ نظر کیا مقاصد تھے اور پھر کیا

آپ کو یقین ہے کہ آپ مختلف الخیال جماعتوں کے اس اتحاد کے ان مقاصد کو حاصل کر سکیں گے؟

جواب: ہم قوم کی پکار پر نکلیں ہیں اور ہمارے سامنے واضح مقصد ہے کہ اس باقی ماندہ پاکستان کو بچانے چاہتے ہیں جس کو اب گزند پہنچا تو تحریک پاکستان کی لاکھوں قربانیاں رائیگاں جائیں گی، برصغیر میں مسلمانوں کا بارہ سو سالہ ورثہ مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا، ر ملک کے عوام برباد ہو جائیں گے۔ ان مختلف الخیال جماعتوں کا اتحاد ہی ایک طرف تو بذات خود اس مقصد میں ابتدائی کامیابی ہے۔ اعلان اسلام آباد کی صورت میں ان تمام جماعتوں نے خدا کو حاضر ناظر جان کر عوام سے ایک عہد کیا ہے۔ اعلان اسلام آباد کے ان بارہ نکات میں وہ سب کچھ ہے جس کی ملک اور عوام کو آج ضرورت ہے۔ اسی بنیاد پر ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہماری جدوجہد کا پہلا مرحلہ آئین کو اسلامی جمہوری، وفاقی اور پارلیمانی صورت دینا تھا اور اس میں عوام کے لیے زیادہ سے زیادہ حقوق کی ضمانت حاصل کرنا تھا۔ ہم بالآخر کسی حد تک اس میں کامیاب ہوئے اور مسٹر بھٹو کو آمرانہ اختیارات سے جمع کی گئی اکثریت کے باوجود ہماری گیارہ میں سے سات ترامیم ماننی پڑیں۔ کسی آمر کے لیے اس سے بڑی کیا شکست ہے کہ اسے پندرہ منٹ میں سات باتیں تسلیم کرنا پڑیں اور اس کے مطابق عمل بھی کرنا پڑے۔ اگرچہ ہم اس دستور سے پوری طرح مطمئن نہیں لیکن اب ہم اس دستور کو جلد از جلد نافذ دیکھنا چاہتے ہیں۔ شاید مسٹر بھٹو سات ترامیم منظور کرنے کی خفت مٹانے کے لیے اسے ابھی تک نافذ نہیں کر رہے ہیں، لیکن ہمارا انہیں یہی مشورہ ہے کہ وہ اس شکست کو فراموش کر دیں۔ یہ ان پر ہماری فتح نہیں، عوام کی جیت ہے۔ انہوں نے عوام کے دباؤ میں ہی ان ترامیم کو منظور کیا ورنہ ہمارے متحدہ جمہوری محاذ کے تو ایک سو دس کے مقابلے میں صرف چھتیس ووٹ تھے۔

سوال: آپ نے متحدہ جمہوری محاذ کی جدوجہد کے ایک مرحلے کا ذکر کیا ہے، دوسرے کون سے مراحل آپ کے سامنے ہیں؟

جواب: ہماری جدوجہد مرحلہ وار نہیں ہم سب مقاصد کے لیے بیک وقت نبرد آزما ہیں۔ بہر حال ہم نے ترجیحات Priorities (پہلے) رکھی ہیں۔ ابھی پہلے مرحلے تک تکمیل نہیں ہوئی کیونکہ ابھی تک آئین نافذ نہیں ہوا۔ ہمارے نزدیک دوسرا مرحلہ بلوچستان اور سرحد میں اکثریتی جماعتوں کی حکومت بحال کرنا، تیسرا مرحلہ ہنگامی حالات کا خاتمہ اور شہری آزادیوں کے قوانین کا نفاذ اور چوتھا مرحلہ مشترکہ منشور کے تحت مشترکہ امیدواران کے ذریعے ایک مکمل جمہوری اور عوامی حکومت کا قیام ہے۔ یہ آخری مرحلہ ہے، کیونکہ ہماری رائے ہے کے مسٹر بھٹو کی حکومت عوام دشمنی کا جو راستہ اختیار کر چکی ہے، وہ بار بار ہمارے ساتھ وعدے وعید اور مذاکرات کے باوجود موقع ملنے پر پھر اسی طرح پلٹ جاتی ہے۔

سوال: آپ نے صدر بھٹو کی حکومت پر عوام دشمنی کا الزام لگایا ہے، آپ کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟

جواب: سینکڑوں مزدوروں کا بے دریغ قتل، طلبہ پر تشدد، سندھ کے لسانی فسادات، کمر توڑ گرانی،

اخبارات کی بندش، صحافیوں اور سیاسی کارکنوں سے جیلوں کو بھرنا، عوام پر قابو پانے کے لیے نئی سٹرائیکنگ فورس کا قیام، پھر بلوچستان کی حکومت کی برطرفی، 23 مارچ کو لیاقت باغ میں قتل عام، دسمبر 71ء سے آج تک گنتے چلے جائیں، لیکن آپ بھٹو حکومت کے عوام دشمن اقدامات کا شمار نہیں کر سکیں گے۔ ان سب کے سوا صرف یہی بات لے لیجئے تو بھٹو حکومت کا عوام کے بارے میں رویّہ بے نقاب ہو جائے گا، کہ متحدہ جمہوری محاذ آئین میں عوام کے لیے روزگار کی آئینی ضمانت کا مطالبہ کرتا رہا، لیکن مسٹر بھٹو نے اسے آخر وقت تک تسلیم نہ کیا۔

سوال: لوگ آپ کے سلسلے وارشاد کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی کہ آپ کے سلسے سے متعلق لوگ کہاں کہاں ہیں؟

جواب: پاکستان اور ہندوستان دونوں ملکوں میں ہمارے سلسلے سے متعلق افراد موجود ہیں۔ ہندوستان میں راجھستان اور پاکستان میں سندھ اور خطہ بہاولپور میں ہمارے سلسلے کے لوگ موجود ہیں۔ ہمارے ہاں شب معراج، عید میلاد النبی ﷺ اور دونوں عیدوں پر بڑے اجتماعات ہوتے ہیں جن میں علمائے کرام کے وعظ اور تقاریر ہوتی ہیں۔ ہمارے ہاں میلے یا دنگل نہیں ہوتے بڑا خشک سا سلسلہ ہے، اسی لیے سخت جان اور بچ نکلا ہے۔

سوال: 65ء اور 71ء کی جنگ میں آپ کے مرید حُروں نے جانبازی اور جاںنثاری کی نئی سے نئی روایات قائم کیں۔ کیا آپ اس بارے میں کچھ کہنا پسند کریں گے، بالخصوص 65ء کی جنگ میں دیے ہوئے آپ کے خطبہ جہاد کے بارے میں جس کا بڑا چرچا ہے اس خطبہ میں آپ نے کیا فرمایا تھا کہ اس کے بعد حُر مجاہدین کسی کے سنبھالے نہیں سنبھلتے تھے؟

جواب: ہم نے تھرپارکر میں حُر مجاہدین کے اجتماع میں کہا تھا! ''ہمیں خوشی ہے کہ آج ہم اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ پنجاب کی مسجدوں میں کافر اودھم مچا رہا تھا اور ہم اس کی سرکوبی کی لیے پنجاب گئے تھے آج کافر صرف پنجاب نہیں ملک بھر کی مسجدوں کو مٹانے کے لیے بڑھا ہے۔ آج ہم بھی اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم چلیں گے جسے وہ مغرب سے مشرق کی طرف چلے تھے آج ہم بھی مشرق کی طرف چلیں گے اور اس وقت تک چلتے رہیں گے جب تک کے کافروں کی ساری سرزمین ہمارے قدموں کے نیچے نہیں آجائے گی۔''

حُر مجاہدین 65ء کی جنگ سے پیشتر ہی تنازعہ ''رن کچھ'' کے وقت سے اپنی بہادر افواج کی مدد کر رہے تھے۔ رن کچھ کے واقعات سے ذرا پہلے حکومت نے حُروں پر مشتمل ایک آدھ کمپنی (دستے) کھڑی کی تھی۔ رن کچھ کی لڑائی کے بعد حُر مجاہدین کی کئی کمپنیاں کھڑی (RAISE) کی گئیں، جنہیں فوج نے تربیت دی اور اسلحہ فراہم کیا۔ جنگ کے دوران فوری طرح پر حُر لشکر بھی تشکیل دیا گیا جسے فوج نے اسلحہ اور ایمونیشن (بارود)

دیا۔ یہ لشکر ''ڈھرکی'' سے رن کچھ تک سندھ کی اس پوری سرحد کی حفاظت کرتا رہا اور ریگستانی علاقے میں بہت سی پیش قدمیوں میں انہوں نے بنیادی کردار ادا کیا۔ 71ء کی جنگ میں بھی حُروں نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیے، لیکن ہمارا خیال ہے کہ جب تک حکومت یا فوج کے ذرائع انہیں خود ظاہر نہ کریں، ہمارا بیان کرنا مناسب نہیں ہوگا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دشمن اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے یا اسے بعض ایسی قیمتی معلومات حاصل ہوجائیں جو ہمارے ملک کے مفاد میں نہ ہوں۔

سوال: آپ عوام کے نام کوئی پیغام دینا پسند کریں گے؟

جواب: میں پاکستان کی عوام سے یہی گزارش کروں گا وہ آمریت اور فسطائیت (جارحیت) کے خلاف جنگ میں ہمت نہ ہاریں۔ آج حقوق کی جنگ میں ایک طرف مسٹر بھٹو کی ذات ہے جو تمام اختیارات اپنے گرد جمع کر لینا چاہتی ہے اور دوسری طرف ملک کے کروڑوں عوام ہیں۔ مسٹر بھٹو عوام سے لڑ رہے ہیں، جب کہ آج تک عوام سے لڑائی میں کوئی کامیاب نہیں ہوا ہے۔ میں بلوچستان اور سرحد کے عوام سے خاص طور پر کہتا ہوں کہ ان کے جمہوری حقوق پامال کئے گئے اور ان کی نمائندہ حکومتیں ختم کی گئیں، لیکن آج ان کے جمہوری حقوق کے لئے جدوجہد ملک بھر کے عوام کی جدوجہد بن گئی ہے۔ متحدہ جمہوری محاذ بھٹو حکومت کے خلاف ایک ایسی جنگ لڑ رہا ہے جس میں بالآخر عوام ہی کی جیت ہوگی۔ مسٹر بھٹو کو عوام کے جمہوری، معاشی اور دوسرے حقوق تسلیم کرنا ہوں گے ورنہ اقتدار سے دستبردار ہونا پڑے گا، جیسے ان سے پہلے ان تمام لوگوں کو دستبردار ہونا پڑا، جنہوں نے عوام پر ظلم کو اپنے اقتدار کی بنیاد بنایا۔

یہ انٹرویو 13 مئی 1973ء کو ہفت روزہ لیل ونہار میں شائع ہوا تھا۔ ملاقات: مختار حسن

☆☆☆☆☆

جماعتی ہوں یا غیر جماعتی

ڈاکٹر نسیم صدیقی: آپ کے خیال میں ملک غیر جماعتی بنیاد پر الیکشن سیاسی مسائل کا حل ثابت ہو سکتے ہیں؟

پیر صاحب پگارا: وہ جب مناسب سمجھے گا۔ الیکشن کرائے گا۔ جماعتی ہو یا غیر جماعتی اس میں فرق نہیں۔ لیکن اس کی جماعت تو الیکشن لڑ نہیں سکتی۔

نسیم صدیقی: کیوں جی؟

پیر صاحب پگارا: بھٹو صاحب مرحوم نے کیا کہا تھا عوامی لیگ، پیپلز پارٹی اور تیسری فوج۔ تو فوج میں الیکشن ہوتا نہیں ہے وہاں سلیکشن ہوتا ہے۔

نواب راشد: ایم آر ڈی تحریک کی ناکامی کی آپ کے نزدیک وجوہات کیا ہیں؟

پیر صاحب پگارا: یہ تحریک تو نہیں تھی۔ میں متعدد بار کہہ چکا ہوں کہ گٹھ جوڑ تھا۔ گٹھ جوڑ میں کبھی کامیابی ہوئی ہے؟

نسیم صدیقی: کس کے خلاف گٹھ جوڑ تھا؟

پیر صاحب پگارا: یہ تو آپ جنرل صاحب اور جتوئی صاحب سے پوچھیں۔

محمد علی: جتوئی صاحب سے تو آپ کی بھی ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں؟

پیر صاحب پگارا: ہماری تو چائے پانی کی دوستی ہے، گٹھ جوڑ کسی سے ہم نہیں کرتے۔ گٹھ جوڑ تو ہم آپ اپنے ساتھ کرتے ہیں۔

نسیم صدیقی: آپ کی ملاقات مخدوم آف ہالہ سے ہوئی ہے۔ کیا وہ کالعدم مسلم لیگ اور کالعدم پیپلز پارٹی کے مابین مستقبل کے اشتراک عمل کی بنیاد ہو سکتی ہے؟

پیر صاحب پگارا: یہ ذاتی نوعیت کی ملاقات تھی۔ عام گفتگو ہوئی۔ یہ رسمی بات چیت ہے۔ آپ ہم سے ملتے ہیں۔ تعلق داری ہے۔ تعلقات ہمارے ان سے ہیں اور ان کی صحت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ اور ان پر کافی ذہنی پریشانی بھی تھی۔

نسیم صدیقی: کس نوعیت کی ذہنی پریشانی تھی؟

پیر صاحب پگارا: ذہنی پریشانی تو ہونی چاہیے۔ایک بیٹا جیل میں، جماعت والے جیل میں ہیں۔آئے دن ہنگامے یہ کیا پریشانی کی بات نہیں تھی؟ تو ہم نے ان کی طبع پُرسی، مزاج پُرسی وغیرہ وغیرہ کی۔ہم نے انہیں پہلے بتایا تھا کہ ہم کھانا کھانے آرہے ہیں۔ہم نے کھانا کھایا، کافی ڈٹ کر کھایا۔

نسیم صدیقی: آپ کے خیال میں کالعدم مسلم لیگ اور کالعدم پیپلز پارٹی کا اشتراک نہیں ہوسکتا؟

پیر صاحب پگارا: پیپلز پارٹی کے لوگ مسلم لیگ سے گئے تھے، ہم انہیں اپنے ساتھ رکھیں گے۔

سیف الرحمٰن: لیکن آپ تو اپنی جماعت کی مجلس شوریٰ میں شامل افراد کو اپنے ساتھ لانے کے لئے تیار نہیں ہیں؟

پیر صاحب پگارا: مجلس شوریٰ کے باقی ارکان کو تو ہم اپنانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں، لیکن جو لوگ خود گئے تھے ہم نے جو فیصلہ کیا تھا کہ ہم میں سے جو مجلس شوریٰ میں جائے گا، وہ ہم میں سے نہیں ہوگا، وہ مسلم لیگ میں نہیں رہے گا۔وہ اپنے خود کئے ہوئے فیصلے کے خلاف شوریٰ میں گئے اور غیر سیاسی ہوگئے۔سمجھ گئے، ہم نے اُنہیں منع تو نہیں کیا۔چار آنے کے میمبر ہو جائیں، چار آنے کے میمبر کی اُنہیں اجازت ہے۔

سیف الرحمٰن: مگر وہ عہدیدار تو نہیں رہ سکیں گے؟

پیر صاحب پگارا: اگر لوگوں نے اُنہیں عہدیدار منتخب کردیا، تو مسلم لیگ ایک جمہوری پارٹی ہے۔اُنہیں روک تو نہیں سکتے۔

نسیم صدیقی: آپ نے کچھ دنوں پہلے بیان دیا تھا کہ ممتاز بھٹو اور بھٹو خاندان والوں کی مقدمے بازی چل رہی ہے۔اس کی تو تردید ہوگئی ہے؟

پیر صاحب پگارا: یہ بھی آپ اخبار والوں کے کارنامہ ہے، میں نے کہا تھا کہ ممتاز بھٹو اور بھٹو خاندان والوں کی مقدمے بازی تھی۔یہ ڈھکی چھپی بات تو نہیں ہے۔

نواب راشد: کس نوعیت کی مقدمے بازی تھی؟

پیر صاحب پگارا: یہ تو ان سے پوچھیں، خاندانی نوعیت ہمیشہ پیچیدہ ہوتی ہے اور بڑی اہم ہوتی ہے۔

محمد علی: مخدوم امین فہیم کا اس بارے میں بیان آیا ہے۔

پیر صاحب پگارا: دیکھئے نا! مخدوم امین فہیم نے فقط اس بات کی تردید کی ہے کہ اس وقت کوئی مقدمے بازی نہیں چل رہی ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس وقت کوئی مقدمہ نہ ہو اگر ہوگا تو ہمیں نہیں معلوم۔

محمد علی: اب تو اگر کوئی مقدمہ ہو تو اس کو FOLLOW UP (پیروی) کرنے والا بھی نہیں رہا۔

پیر صاحب پگارا: نہیں کیوں نہیں رہا، ان کے ملازمین ہیں، ان کے رشتے دار ہیں، واسطے دار تو موجود ہیں۔

محمد علی: کیا ایم آر ڈی کی تحریک سے پاکستان سندھ پیپلز پارٹی میں تبدیل نہیں ہوگئی ہے؟

پیر صاحب پگارا: یہ تو آپ ان سے پوچھیں۔

نسیم صدیقی: لیکن آپ کا کیا خیال ہے؟

پیر صاحب پگارا: ہمارا خیال کوئی ایسا خاص نہیں ہے۔ اب آپ پر جو چیز واضح ہو رہی ہے وہ ہم پر آج سے دو سال پہلے واضح تھی اور ہوسکتا ہے کہ چار سال پہلے واضح ہو۔ بلوچستان کے لوگوں کی سوچ اور ہے، پنجاب کی اور ہے، فرنٹیئر کی مختلف سوچ ہے، سندھ میں سوچ تقسیم ہے، سندھ میں گروپ ہیں اور وہ تین جماعتیں ہیں، یہ تینوں جماعتیں حکومت کے ساتھ بھائی بھائی ہیں۔ یہ گروپ بھی حکومت کے ساتھ تھے، لیکن بعد میں یہ گٹھ جوڑ کیسے ہوا اس کو ہم خود سمجھنا چاہتے ہیں، اس کے لئے ہم نے لاہور میں کہا تھا کہ: Running with the rabbit and hunting with the horse (بھاگنا خرگوش کے ساتھ اور شکار گھوڑے کے ساتھ یعنی دوطرفے) والی بات ہے۔

نواب راشد: بے نظیر بھٹو کے جانے کے بعد کیا ہوگا؟

پیر صاحب پگارا: بھئی کیا ہونا ہے! لوگ پڑھنے جاتے ہیں، لوگ گھومنے جاتے ہیں، لوگ علاج کرانے جاتے ہیں۔ کیا ہوتا ہے وہ جس مقصد کے لئے جاتے ہیں وہ پورا ہو جاتا ہے۔

نسیم صدیقی: کیا حکومت نے بے نظیر کو خود بھیجا ہے؟

پیر صاحب پگارا: مجھے کیا پتہ گورنمنٹ تو بیمار نہیں تھی۔ آپ بتائیں کیا گورنمنٹ بیمار تھی؟

نسیم صدیقی: اس کا مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پیپلز پارٹی کے جو دو گروپ ہیں غلام مصطفیٰ جتوئی اور ممتاز بھٹو وہ آپس میں اُلجھ جائیں اور پیپلز پارٹی کو پاش پاش کر دیں؟

پیر صاحب پگارا: میں تو پہلے کہتا ہوں کہ وہ آپس میں گروپس ہیں اور اب بھی گروپ ہیں۔

محمد علی: لیکن ان کا UNIFIED FACTOR (اتحادی عنصر) تھا۔

پیر صاحب پگارا: UNIFIED (اتحادی) تو پہلے بھی نہیں تھے ماں کے ہوتے ہوئے بھی نہیں تھے بیٹی کے جانے سے کیا فرق پڑیگا۔

محمد علی: آپ کے خیال میں مستقبل میں پیپلز پارٹی کا سیاسی کردار ہوسکتا ہے؟

پیر صاحب پگارا: کیسا سیاسی مستقبل؟

محمد علی: اگر فوج سے اس پارٹی کی مفاہمت ہو جائے؟

پیر صاحب پگارا: فوج سے کس حساب سے مفاہمت ہوگی؟

محمد علی: اس پارٹی کا کوئی گروپ مفاہمت کرلے؟

پیر صاحب پگارا: دیکھو بھئی! ایک تو حکومت پھر سے دوبارہ سے فیصلہ کرکے جماعتوں کو رجسٹرڈ کرنے اور نہ کرنے سے نفع نقصان کیا ہے، اگر رجسٹرڈ ہوتی جماعتیں اور رجسٹرڈ نہ ہوتی جماعتیں برابر ہیں تو پھر رجسٹر

کروائی کیوں گئی تھیں اور اگر رجسٹرڈ ہوتی جماعتیں رجسٹرڈ نہ ہونے والی جماعتوں سے بڑی ہیں اور قانونی حیثیت رکھتی ہیں تو پیپلز پارٹی اس وقت بھی رجسٹرڈ نہیں ہوئی تھی اور اس واسطے سے فنڈز کا حساب دینے سے انکار کر دیا تھا، جنرل صاحب دوبارہ فنڈز کا حساب مانگیں اور پیپلز پارٹی والے دے دیں تو یہ مختلف بات ہے، لیکن یہ ہمارا سر درد نہیں ہے۔ ہم تو ان جماعتوں کو Consider (خیال) کرتے ہیں جو رجسٹرڈ ہوئی ہیں الیکشن میں کھڑی ہوں لوگ ایسی جماعتوں کی حمایت کیوں کریں۔ جو انہیں کسی نہ کسی گڑھے میں گراتی ہیں کسی نہ کسی کے گھر کو آگ لگواتی ہیں۔ایسی جماعت کی کیوں حمایت کریں لوگ سمجھدار ہیں۔

نواب راشد: پیر صاحب یہ کنفیڈریشن (نیم وفاقی ،متحدہ) کی بحث چل رہی ہے،اس کے بارے میں آپ کا کیا نقطۂ نظر کیا ہے؟

پیر صاحب پگارا: کس کا کنفیڈریشن؟

نسیم صدیقی :صوبوں کے درمیان کنفیڈریشن۔

پیر صاحب پگارا: کنفیڈریشن کا لفظ تو میں نے استعمال کیا ہے، کہ رائے صاحب باتیں کر رہا ہے، وہ سیدھی بات کیوں نہیں کرتا کنفیڈریشن ہو جائے۔ یہ تو صوبوں والوں سے پوچھنا ہے کہ وہ کنفیڈریٹ کرنا بھی چاہتے یا نہیں، یہ فیصلہ آپ اور مجھے تو نہیں کرنا جب آپ کنفیڈریشن کی بات کرتے ہیں تو لوگوں کو فیصلہ کرنا ہے، ممکن ہے وہ کنفیڈریشن میں رہنا پسند کرتے ہوں۔

نسیم صدیقی: آپ بہت عرصے سے کہہ رہے ہیں کہ ہم موجودہ فوجی حکمرانوں کے پیچھے چل رہے ہیں جب وہ تھک جائیں گے تو اقتدار ہمیں مل جائے گا کیا آپکو اُن حالات میں تھکن نظر آتی ہیں؟

پیر صاحب پگارا: ہم فوجیوں کے ساتھ چلتے ہیں اُنہیں GUIDE کرنے کے لیے ہم اُنہیں مشورے دیتے ہیں اب ان کی مرضی کہ ہمارے مشورے پر عمل کرتے ہیں اب ان کی مرضی ہے کہ ہمارے مشورے پر عمل کرتے ہیں یا اپناتے ہیں، بہر حال ہر سمجھدار انسان کا کام ہے وہ حکومت کو مشورہ دے اور وہ ہمیں بلاتے ہیں، ہم اُنہیں مشورہ دیتے ہیں۔

شیخ محمد صابر: آپ کے مشورے پر کس حد تک عمل ہوتا ہے؟

پیر صاحب پگارا: وہ مشوروں پر عمل کریں یا نہ کریں یہ ان کی ذمہ داری ہے کیوں اس لئے کہ PUNISMENT (سزا) اور REWARD (انعام) ان کا ہے۔ ہمارا حصہ نہیں ہے۔ ہم کہیں بھی ان کے حصے دار نہیں ہیں ہم سے مشورہ مانگیں گے ہم صحیح رائے دیں گے، ہماری رائے پر چلتے ہیں، نہیں چلتے یہ ان کی صوابدید ہے۔حساب، انعام اور سزا ان کی ہے۔

نواب راشد: کب تک تھک جائیں گے؟

پیر صاحب پگارا: تھک رہے ہیں ہانپ تو رہے ہیں اب کانپنے لگ جائیں گے۔

سوال: ایسی صورت میں اقتدار مسلم لیگ کو سرینڈر (حوالے) ہوسکتا ہے؟

پیر صاحب پگارا: سرینڈر تو ہم نے کہا تھا کہ منتخب ایوان کے سامنے پاور سرینڈر ہوگا۔ ہمیں تو پاور ڈیلیگیٹ کیا جائیگا۔ ہم نے ڈیلیگیشن (نمائندگی، سپردگی) کی بات کی تھی، اپلیکیشن کی بات نہیں تھی۔ سرینڈر جو ہے وہ منتخب ایوان کے سامنے ہوتا ہے۔

نسیم صدیقی: پیپلز پارٹی آپ کے خیال میں سیاسی تنظیم ہے؟

پیر صاحب پگارا: پیپلز پارٹی سیاسی تنظیم نہ تھی اور نہ ہے۔ وہ تنظیم گھیراؤ اور جلاؤ کی تھی۔ سیاسی تنظیم میں لیڈر کا الیکشن ہوتا ہے، ورثے میں قیادت نہیں ملتی۔ اب جیسا کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مافیا کی تنظیم ہے ایک ایسی آرگنائزیشن ہے، دادا کے مرنے کے بعد بیٹا، بیٹے کے بعد پوتا قیادت سنبھالتا ہے۔ پیپلز پارٹی بھی مافیا جیسی تنظیم ہے۔

نسیم صدیقی: لیکن پیپلز پارٹی تو سیاسی جماعت ہے، 1970ء کے انتخابات میں بحیثیت سیاسی جماعت اسے لوگوں نے قبول کیا تھا۔

پیر صاحب پگارا: بھائی کس حساب سے سیاسی تنظیم ہے؟ سیاسی تنظیم میں جماعت کے اراکین فیصلہ کرتے ہیں، کونسل عہدیداروں کو منتخب کرتی ہے، صدر کون ہوگا؟ نائب صدر کون ہوگا؟ اراکین کونسل کو فیصلے کا حق ہوتا ہے، لیکن مافیا میں یہ نہیں ہوتا۔ گارڈ فادر نمبر 1، گارڈ فادر نمبر 2، گارڈ فادر نمبر 3، اسی طرح گاڈ فادر، گاڈ مدر اور گاڈ ڈاٹر سمجھ رہے ہیں یا نہیں۔ پیپلز پارٹی سیاسی تنظیم نہیں ہے، اگر سیاسی ہوتی تو اس کی قیادت الیکشن کے ذریعے سامنے آتی، وراثت میں قیادت مافیا کا نعم البدل ہے۔

نسیم صدیقی: غیر جماعتی بنیاد پر الیکشن تو پیپلز پارٹی کے لئے فائدہ مند ہوسکتا ہے؟

پیر صاحب پگارا: ان لوگوں کے لئے فائدہ مند ہوگا جو لوگ چاہتے ہیں یا چاہتے ہوں کہ کسی سیاسی نظام اور سیاسی پروگرام کے بغیر اسمبلی میں جائیں اور ہنگامہ کریں۔ ہمارے صدر صاحب کی خواہش یہی ہے کہ منتشر مزاج کے غیر سیاسی لوگ آئیں تاکہ مثبت نتائج برآمد ہوں، غیر سیاسی الیکشن سے مثبت نتائج نہیں نکلیں گے اور یہ ہمیشہ اقتدار میں رہیں گے۔ مثبت نتائج تو سیاسی جماعتیں، سیاسی پروگرام، سیاسی منشور دیتا ہے، ماما جان تو مذہبی نتائج نہیں دیتا۔

نواب راشد: مذہبی جماعتوں کو الیکشن میں حصہ لینا چاہیے؟

پیر صاحب پگارا: یہ طبقہ روایت کی جماعتیں ہیں، مسلم لیگ میں اور ان میں فرق ہے، مسلم لیگ کے پاس حل ہے، ان کے پاس بیل بھی نہیں ہے۔

نسیم صدیقی: جی ہاں ٹھیک ہے، جماعت اسلامی والوں کو کوئی بریلوی اور دیوبندی ووٹ نہیں دیتا؟

پیر صاحب پگارا: نہیں ان کو دیوبندی زیادہ ووٹ دیتے ہیں، بریلوی کم ووٹ دیتے ہیں، بریلوی کچھ

ان کے پاس ہیں۔ مسلم لیگ کے ساتھ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم ہی ایک مذہبی جماعت ہیں باقی سب گروہ ہیں۔

نواب راشد: مسلم لیگ کو کسی نئے سیاسی اتحاد کی قیادت کرنی چاہئے؟

پیر صاحب پگارا: مسلم لیگ کو زیر اختیار سیاسی جماعتوں کی ضرورت ہے۔ ہم ALLIANCE (معاہدہ) نہیں چاہتے، ہم خیال جماعتیں چاہتے ہیں۔ جو ہمارے ساتھ چلیں گے، ان کے مشوروں کو اگر ہم مناسب سمجھیں گے تو عمل کریں گے، لیکن انہیں تھوڑی ذمہ داری دیں گے۔

نسیم صدیقی: مسلم لیگ ایسی جماعت ہے جیسے اقوام متحدہ، جس میں سب نقطۂ نظر کے لوگ شامل ہیں۔

پیر صاحب پگارا: نہیں مسلم لیگ ایسی جماعت ہے (جس میں) ہم سب کی نمائندگی کرتے ہیں، بلا امتیاز سب کی نمائندگی کی ہم میں اہلیت موجود ہے۔

محمد علی: 1973ء کا آئین متفقہ آئینی دستاویز ہے، اب اس پر بھی قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں آپ کا کیا خیال ہے؟

پیر صاحب پگارا: دیکھو بھائی ہم تو پہلے کہہ چکے ہیں کہ P-C-O کے بعد 1973ء کا آئین ختم ہو چکا ہے، اب تو یہ لائبریری کی زینت ہے، یہ آئین تو بالکل اب ایسا ہے جیسے 1956ء کا آئین یا کوئی ماضی کا اور آئین۔

محمد علی: کیا اس آئین کو لائبریری سے باہر نکالنا چاہیے؟

پیر صاحب پگارا: آئین کو ایوان نے منظور کرنا ہے، آپ کوئی آئین نکالیں، لیکن اسے منتخب ایوان کو منظور کرنا ہے۔ اب ایوان کی مرضی ہے کہ اسے کسی وقت اور کیسے منظور کرے، کیا آئین میں ملائے کیا نکالے۔

نسیم صدیقی: 23 مارچ کو مسلم لیگی کنونشن (اجتماع) میں آپکے بقول ڈیلی ویجز کے مجلس شوریٰ کے اراکین کو بھی بلایا جا رہا ہے، یہ تو آپ کی پالیسی میں نمایاں تبدیلی ہے۔

پیر صاحب پگارا: کوئی کنونشن نہیں ہو رہا ہے۔ ہم 23 مارچ کو جو کسی زمانے میں مسلم لیگی تھے، یا اب ہیں ان کو جمع کر رہے ہیں۔ اس میں مختلف جماعتوں میں گئے ہوئے مسلم لیگیوں کو بھی دعوت نامے بھیجے جائیں گے جو اب غیر سیاسی مسلم لیگی ہیں ان کو بھی دعوت نامے ملیں گے، اب ان کی مرضی جو آتا ہے آئے جو نہیں آتا وہ نہیں آئے۔ یہ کوئی کانفرنس نہیں ہے، یہ کوئی جلسہ نہیں ہے، یہ ملنے اور ملاقات کرنے کا ایک اجتماع ہے۔ مسلم لیگی ہم خیال سب آئیں گے، مشیر احمد پیش امام بھی مسلم لیگی تھے، اُنہیں بھی بلائیں گے۔ مولانا ستار نیازی صاحب ہیں، اس قسم کے باشعور لوگ جنہوں نے کوئی کردار مثبت یا منفی ادا کیا ہے، اُنہیں دعوت دی جائے گی۔

نواب راشد: کیا صدر مملکت جنرل ضیاء الحق کو دعوت دی جائے گی؟
پیر صاحب پگارا: وہ مسلم لیگی نہیں ہیں لے دے کر متفقین میں سے تھے۔
نواب راشد: کیا مسلم لیگ کے متفقین کو اس اجتماع میں نہیں بلایا جائے گا؟
پیر صاحب پگارا: مسلم لیگ میں متفقین نہیں ہوتے، ہم خیال ہوتے ہیں۔ وہ تو مامے کے متفقین میں سے ہیں۔
نسیم صدیقی: مامے سے آپ کی کیا مراد ہے؟
پیر صاحب پگارا: ماما تو ہمارے ملک میں ایک ہی ہے۔
محمد علی: آپ کا اشارہ اگر میاں طفیل کی طرف ہے تو ان کی قیام گاہ پر کھانا تو آپ بھی کھا کر آئے ہیں۔
پیر صاحب پگارا: آپ دعوت دیں، بڑا کھانا دیں ہم آپ کے پاس بھی کھانا کھانے چلے جائیں گے۔
محمد علی: ہم تو غریب لوگ ہیں چھوٹا کھانا ہی دے سکتے ہیں۔
پیر صاحب پگارا: چھوٹا کھانا تو ہم گھر میں ہی کھاتے ہیں۔
نسیم صدیقی: فوج کا آئینی کردار کیا ہونا چاہیے؟
پیر صاحب پگارا: اب تک فوج کا آئینی کردار کیا ہے؟ بیرکوں میں رہو، پریڈیں کرو، ملک کی سرحدوں کا تحفظ کرو یہ آئینی کردار ہے۔
نسیم صدیقی: سول اقتدار میں فوج کا حصہ رکھا جا سکتا ہے؟
پیر صاحب پگارا: جب سول اقتدار میں فوج آتی ہے تو آئین ٹوٹ جاتا ہے، پھر آئینی کردار کی بحث ختم ہو جاتی ہے، پھر نئے آئین کی ضرورت پڑتی ہے۔
نسیم صدیقی: مسلح فوج بیرکوں میں کب تک جائے گی؟
پیر صاحب پگارا: اپنی مرضی سے جائے گی۔ جب آدمی تھک جاتا ہے تو اپنے گھر جاتا ہے۔ یہ جب تھکیں گے تو بیرکوں میں جائیں گے اور کہاں جائیں گے؟ جب آدمی بور ہوتا ہے تو اسے راستہ تھوڑی ملتا ہے۔
نسیم صدیقی: ترکی کی طرح آئین ہمارے ملک میں بن سکتا ہے؟
پیر صاحب پگارا: ترکی کا آئین ہمارے ملک میں نہیں بن سکتا۔ ترکی کا آئین یہاں نہیں چل پائے گا کیونکہ یہ فیڈریشن (وفاقیت) ہے، فیڈریشن میں ترکی جیسا آئین نہیں چل سکتا۔
نواب راشد: ایم آر ڈی کی تحریک کے بارے میں پنجاب کے کردار پر بحث چل رہی ہے؟
پیر صاحب پگارا: کونسی تحریک کوئی تحریک نہیں چلی۔
محمد علی: ہم نے تو آپ کے اخبار مہران میں سول نافرمانی تحریک کی شدت دیکھی تھی؟

پیر صاحب پگارا: روزنامہ مہران میں بہت کچھ چھپتا ہے وہ ہمارا اخبار ہے لیکن ہم نے اس میں لکھنے پڑھنے کی پابندی نہیں لگائی ہے، ہم نے اخبار کی لکھت پڑھت خرید تو نہیں رکھی ہے۔

نسیم صدیقی: میرا استدلال یہ ہے کے پنجاب کی تحریک سے علیحدگی سے سندھ کو تنہا ہو جانے کا احساس ہوا ہے؟

پیر صاحب پگارا: میں نے پہلے بھی کہا کہ پیپلز پارٹی ہر صوبے کی علیحدہ ہے، ابھی میں نے گفتگو اسی بارے میں کی ہے آپ ابھی بھول گئے آج سے ایک سال پہلے، دو سال پہلے، چھ سال پہلے، گیارہ سال پہلے میں نے جو کہا ہو گا وہ آپ کو یاد کہاں رہا ہو گا۔

نواب راشد: بلدیاتی انتخابات میں آپ کے گروپ کو کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کے سیاسی اثرات بھی مرتب ہوں گے عام انتخابات پر بھی یہ کامیابی اثر انداز ہو گی؟

پیر صاحب پگارا: مقامی انتخابات اور نوعیت کے ہوتے ہیں اسمبلی کے انتخابات اور نوعیت کی ہوتے ہیں۔ اسمبلی میں قومی، سیاسی، معاشی، اقتصادی پروگرام ہوں گے، مقامی انتخابات تو محلوں، گلیوں کا معاملہ ہے۔

نسیم صدیقی: لیکن سیاسی گروپوں نے تو بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیا ہے؟

پیر صاحب پگارا: گروپ ہوتے ہیں، مگر تعلقات ہمارے بہت سے لوگوں سے ہیں جو مسلم لیگ میں نہیں ہیں۔ یہ ووٹ شخصی بنیاد پر ڈالا گیا ہے، مقامی حالات کے تحت ووٹ ڈالے گئے۔ قومی اور صوبائی مسائل کو مد نظر رکھ کر ووٹ نہیں ڈالے گئے۔

نواب راشد: اگر غیر جماعتی بنیاد پر انتخابات ہوئے تو امیدوار شخصی بنیاد پر کھڑے ہوں گے؟

پیر صاحب پگارا: شخصی بنیاد پر کھڑے ہونگے لیکن قومی اور صوبائی مسائل کو سامنے رکھ کر ووٹ ڈالیں گے لیکن اس سے علاقائیت کو فروغ حاصل ہو گا۔

محمد علی: سندھ میں احساس محرومی سیاسی ہے یا معاشی؟

پیر صاحب پگارا: سیاسی احساس محرومی بھی ہے اور معاشی بھی ہے، نوکریوں میں نا انصافی ہوتی ہے، داخلوں میں نا انصافی ہوتی ہے، زمین داری میں نا انصافی ہوتی ہے اور خراب ادویات ہمارے لیے سندھ میں بھیجی جاتی ہیں۔ سندھ میں اس لیے تو فصلیں تباہ ہوتی ہیں، آمدنی کم ہوتی ہے، پانی کی کمی ہے، نوکری کی کمی ہے، یہ سارا کچھ ہے۔

محمد علی: اس سال تو کپاس کی فصل کیڑوں کی وجہ سے تباہ ہوئی ہے؟

پیر صاحب پگارا: میں نہیں سمجھتا پچھلے سال تباہ ہوئی زیریں سندھ میں جو فصل تباہ ہوئی وہ تو پرانے اسپرے اور بیجوں کی وجہ سے ہوئی اور بھاؤ میں ہمیشہ گڑبڑ ہوتی ہے۔

نسیم صدیقی: سندھ والوں کے ساتھ گڑبڑ ہوتی ہے یا دوسرے صوبوں کے ساتھ بھی یہی طرز عمل ہوتا ہے؟

پیر صاحب پگارا: میں سمجھتا ہوں کے گنے کی قیمت یہاں زیادہ ہونی چاہیے کیونکہ یہاں گنا زیادہ ہے وہاں کم ہے لیکن ہماری اوران کی قیمت برابر ہے۔

محمد علی: کچھ عناصر سندھ میں پنجاب کی سیاسی بالادستی کے متعلق شکوہ کرتے ہیں؟

پیر صاحب پگارا: کیسی سیاسی بالادستی کہاں کی بالادستی سیاست کہاں ہے؟ یہ افسر شاہی ہے پاکستان میں.... (لفظ واضح نہیں) اور ملازمین نے مغرب اور مشرق میں نفرت کا بیج بویا۔ سیاستدان قصوروار نہیں ہے۔ سندھ اور بلوچستان میں سینئر افسران ہیں ان کے گروپ ہیں غلط بات تو نہیں ہے، فائل اٹھا کر دیکھیں سب معلوم ہو جائے گا۔

نسیم صدیقی: جی ایم سید کہتے ہیں کہ مسلم لیگ کے ایک اہم عہدیداران کے پاس آئے تھے کہ میں پیر صاحب پگارا کو اقتدار میں لانے میں مدد دوں کیا یہ بات درست ہے؟

پیر صاحب پگارا: یہ جی ایم سید اور اس عہدیدار کا معاملہ ہوگا میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

محمد علی: آپ نے بھی تو جی ایم سید سے تین مرتبہ جا کر ملاقاتیں کی ہیں؟

پیر صاحب پگارا: ملاقاتیں ہوئی ہیں ہمارے ان کے خاندانی تعلقات ہیں، روابط ہیں، اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

نسیم صدیقی: وہ تو پاکستان کے مخالف ہیں۔

پیر صاحب پگارا: کونسی مخالفت کر رہے ہیں؟

نسیم صدیقی: جی ایم سید کی سالگرہ پر حمیدہ کھوڑو نے انتہا پسندانہ تقریر کی ہے۔

پیر صاحب پگارا: یہ تو INTELLECTUAL EXPRESSION (ذہنی بیان) ہیں۔

نسیم صدیقی: لیکن حمیدہ کھوڑو کو ملک اور حکومت کی مخالفت کے باوجود بیسویں گریڈ سے تیئسویں 23 گریڈ میں ترقی دی گئی ہے؟

پیر صاحب پگارا: یہ آپ جرنیل صاحب سے پوچھیں کہ وہ علمی لیاقت کی بنیاد پر کسی کو کیوں ترقی دیتے ہیں؟

شیخ محمد صابر: وفاقی وزیر دفاع نے حیدرآباد میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ حُروں کی انگریزوں کے خلاف تحریک سے سندھ کو نقصان پہنچا آپ کا کیا خیال ہے؟

پیر صاحب پگارا: میں کیا کہہ سکتا ہوں، ہمارے بڑوں نے سندھ کی بات نہیں کی تھی، ہم نے تو تمام مسلمانوں کی بات کی تھی اگر سندھ کا کوئی ذمہ دار آدمی اسے اختلاف کرتا ہے تو اسے سوچنے کا حق ہے۔ ہر شخص

کے سوچنے کا انداز جدا ہے۔ جو ہو گیا ہم اس کی تردید نہیں کرتے جو ہو رہا ہے اسے ہم دیکھ رہے ہیں۔ میر صاحب سے پوچھو سندھ کو کیا تکلیف پہنچی، نقصان تو فقط حُروں کا ہوا سندھ کا کیا ہوا۔

نسیم صدیقی: کالعدم پیپلز پارٹی کے دور میں جو حُروں کو نقصان پہنچا، آج یہ پارٹی اپنے دور کی نفرتوں کو نہیں کاٹ رہی ہے۔

پیر صاحب پگارا: نہیں ابھی نہیں، وہ حساب تو ابھی ہو گا۔

نواب راشد: آسمان پر ہو گا یا زمین پر؟

پیر صاحب پگارا: دونوں جگہوں پر ہو گا آسمان پر بھی ہو گا، زمین پر بھی ہو گا۔

نسیم صدیقی: کیا مسلم لیگ برسر اقتدار آکر حساب لے گی؟

پیر صاحب پگارا: ضروری نہیں کے مسلم لیگ کرے یہ مسئلہ مسلم لیگ کا نہیں ہے حُروں کا ہے۔ میری بات سنیئے آپ کا اور میرا حسابُ کتاب مسلم لیگ یا کسی جماعت کا نہیں ہے ہمارا حساب کتاب تو شخصی ہے، برادری کا ہے وہ طے ہونا ہے۔ (کیوں؟) اس لیے کہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو عدالتوں میں نہیں گئیں، فریادیں داخل نہیں ہوئیں، ان کا جرگہ ہوتا ہے۔

نسیم صدیقی: منصف کیا آپ خود ہوں گے؟

پیر صاحب پگارا: منصف جو یہاں کا دستور ہے معتبرین شرفا اور سمجھدار لوگ منصف ہوں گے۔

محمد علی: ایم آر ڈی کی تحریک کے دوران پیر علی محمد راشدی نے کہا تھا کہ سندھ کے نظام کو حکومت نہ چھیڑے ورنہ تباہی یقینی ہے؟

پیر صاحب پگارا: سندھ میں جاگیرداری تو 1953ء میں ختم ہو گئی، یہ کون سی جاگیرداری ہے؟ جس کے خاتمے کی بات ہو رہی ہے۔

محمد علی: وڈیروں کا سماجی نظام!

پیر صاحب پگارا: جاگیرداری کہاں ہے؟ یہ سرکاری نظام ہے۔ وڈیرے بیچارے مشکل سے سانس لے رہے ہیں۔

محمد علی: لیکن سندھ کا وڈیرہ تو مارشل لا سے لڑ رہا ہے۔

پیر صاحب پگارا: وہ تو میں کہہ رہا ہوں سب کچھ گٹھ جوڑ سے ہو رہا ہے۔

محمد علی: کیا یہ نورا کشتی ہے؟

پیر صاحب پگارا: یہ نورا کشتی نہیں ہو سکتی کیونکہ دونوں میں سے کسی کے پاس نورا نہیں ہے۔

محمد علی: سندھ کے وڈیرے حکومت کے خلاف کیوں ہو گئے ہیں؟

پیر صاحب پگارا: انہیں بہت سی شکایتیں ہیں، جو دور ہونا چاہئیں۔

نسیم صدیقی: آپ مسلم لیگ کو بحیثیت سیاسی جماعت منظم کیوں نہیں کرر ہے ہیں؟

پیر صاحب پگارا: حکومت کی طرف سے تنظیم کی اجازت نہیں ہے جب اجازت مل جائیگی تنظیم قائم ہو جائیگی۔

نسیم صدیقی: کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ مسلم لیگ کو کنونشن لیگ کی طرح سرکاری سرپرستی حاصل ہو؟

پیر صاحب پگارا: پہلے ٹھگوں کا ٹولہ اور پھر شوریٰ مسلم لیگ بنانے کی کوشش کی گئی، بات وہ نہیں بن سکی۔ لیگ وہ ہوتی ہے جسے عوام مسلم لیگ سمجھیں، دوسرا یہ کہ مسلم لیگ کا جو آئین ہے اس آئین پر عمل ہو۔ کنونشن لیگ اور دوسری لیگیں اس لیے ناکام رہی ہیں کہ ان کے پاس آئین نہیں تھا۔ عوام نے مسلم لیگیوں کو مسترد کردیا وہ سرکاری پارٹی تھی۔ جب تک اقتدار کی چھتری تھی وہ رہیں بعد میں ختم ہوگئیں، معاملہ اس طرح ختم ہوگیا۔ سرکاری لیگ اور سرکاری جماعت جب چاہے بن سکتی ہے۔ سرکاری لیگ مسلم لیگ نہیں بن سکتی، ہاں سرکاری لیگ جب چاہے بن سکتی ہے۔

محمد علی: یہ بھی تاثر ہے کہ آپ کیونکہ مضبوط گروپ کے قائد ہیں اس لیے آپ کو مسلم لیگ کی قیادت سے ہٹانے میں رکاوٹیں درپیش ہیں؟

پیر صاحب پگارا: سندھ میں، میں کسی مضبوط گروپ کی حمایت نہیں کرتا، سب اپنے اپنے ہم خیالوں کی نمائندگی کرتے ہیں سندھ میں نہیں ہیں، پورے پاکستان میں ہمارے ہم خیال ہیں۔

سیف الرحمٰن: آپ ستاروں کی باتیں کرتے ہیں، یہ کیا مسئلہ ہے؟

پیر صاحب پگارا: ایک ستارہ تو ہمارا آپ کے سامنے بھی بیٹھا ہے۔ جو باتیں لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں، وہ لوگ سمجھتے تھے کہ پیر صاحب پر الہام تو ہوتا نہیں ہے، استخارہ تو وہ جانتے نہیں ہیں، یہ یقیناً ستارے ہوں گے۔ اس لیے ستاروں کی باتیں لوگوں نے کہنی شروع کردی ہیں میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا۔

نسیم صدیقی: نوے دن کا جب الیکشن کا وعدہ کیا گیا تھا، تو آپ نے 1984ء میں انتخابات کا کہا تھا، یہ پیشنگوئی آپ نے کس بنیاد پر کی تھی؟

پیر صاحب پگارا: میں نے کہا تھا 1982ء سے پہلے الیکشن نہیں ہوں گے۔

نواب راشد: 1982ء تو گزر گیا اب کیا ہوگا؟

پیر صاحب پگارا: جب 1982ء کا سال گزر رہا تھا، تو ہم نے کہا تھا کہ دعائیں مانگو کہ 1982ء (یا 1984ء ہے لفظ واضح نہیں) تک الیکشن ہو جائے کچھ لوگوں نے دعائیں مانگیں، ہم نے اذانیں دیں تو ہم نے مدت کم کر کے 1984ء سال دیا تھا۔

نواب راشد: لیکن عوام تو الیکشن چاہتے ہیں؟

پیر صاحب پگارا: الیکشن اپنے وقت پر ہو جائیں گے، ابھی فکر کی کیا بات ہے؟ لوگ جمہوریت چاہتے

ہیں۔

محمد علی: سندھ میں انتخابات کی وجہ سے ہی ہنگامے ہوئے اور اموات ہوئیں؟

پیر صاحب پگارا: میں تسلیم کرتا ہوں کہ منتخب حکمرانی ہونی چاہیے۔عوام کے منتخب نمائندے مسائل حل کریں۔

محمد علی: اس مسئلے پر لوگ سڑکوں پر آسکتے ہیں؟

پیر صاحب پگارا: جب وقت آئے گا تو لوگ گھروں سے نکلیں گے۔ہم تو سمجھدار لوگوں کی رہنمائی کریں گے۔ہم توڑ پھوڑ کے قائل نہیں ہیں۔

نواب راشد: کیا بھٹو خاندان کا سیاسی کردار اب بھی اس ملک میں باقی ہے؟

پیر صاحب پگارا: وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو کر کے دکھائیں؟

محمد علی: آپ نے کہا ہے کہ میری مزاح وطنز کی گفتگو کی اہمیت وقت بتائے گا، اس سے آپ کی مراد کیا ہے؟

پیر صاحب پگارا: نہیں نہیں اب ہم MAN OF THE STREET (راہ گیر، عام آدمی) سے تو باتیں نہیں کرتے۔لیکن ہم جس کے متعلق گفتگو کرتے ہیں وہ سمجھ جاتا ہے اور ہمارا مطلب پورا ہو جاتا ہے۔

محمد علی: لیکن آپ کی گفتگو پر عمل بھی ہوتا ہے؟

پیر صاحب پگارا: عمل کیا قرآن شریف پر وہ کر رہا ہے۔

محمد علی: اسلامی نظام تو قائم ہو رہا ہے؟

پیر صاحب پگارا: کس نے کہا ہے کہ اسلامی نظام قائم ہو رہا ہے، کچھ حصے قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو نہیں ہو گی۔

نسیم صدیقی: سندھ اس وقت کیا سوچ رہا ہے؟

پیر صاحب پگارا: کوئی خاص بات نہیں۔

محمد علی: سندھ کے جو لوگ حالیہ تحریک میں مرے ہیں؟

پیر صاحب پگارا: کتنے لوگ مرے ہیں؟

محمد علی: کہا جا رہا ہے کہ ڈیڑھ سو سے زائد اموات ہوئی ہیں؟

پیر صاحب پگارا: جو لوگ ان گاؤں اور شہروں میں رہتے ہیں، وہ تو بات ہی دوسری کہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اتنی تعداد میں لوگ نہیں مرے ہیں جتنا سائیکلو اسٹائل (نقل نگار) کر کے بتایا جا رہا ہے۔سائیکلو اسٹائل پمفلٹ ہمیں بھی ملا تھا۔اس میں جن گاؤں اور شہروں کے نام تھے، وہاں تو ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔

محمد علی: آپ نے تحقیق کی تھی؟

پیر صاحب پگارا: ہمیں معلوم ہے کہ کتنے لوگ مرے ہیں، حقائق مسخ نہیں ہو سکتے۔ کیا لوگوں کو گھروں سے نکال کر مارا گیا۔ تین جگہ لوگ مرے ہیں، رانی پور میں پولیس اسٹیشن پر حملہ کیا گیا، سپاہی اور تھانیدار نے اپنے تحفظ میں رانی پور میں گولی چلائی، نہ حملہ کرتے نہ مرتے۔ جمہوری تحریک پر امن ہوتی ہے۔ پی این اے کی بھی تحریک تھی۔

محمد علی: پی این اے کی تحریک میں بھی لوٹ مار ہوئی تھی، توڑ پھوڑ، ہنگامہ آرائی شہروں میں ہوئی تھی۔

پیر صاحب پگارا: کس نے لوٹا اس وقت آپ کو معلوم ہے۔ پیپلز پارٹی والوں نے لوٹ مار اور توڑ پھوڑ کی تھی، پی این اے کو بدنام کرنے کے لیے۔

محمد علی: پھر یہ ممکن ہے کہ ایم آر ڈی کی تحریک میں بھی پیپلز پارٹی کے مخالفوں نے لوٹ مار کی ہو؟

پیر صاحب پگارا: میں بتاتا ہوں کہ پی این اے کے جلوس نے کسی تھانے پر حملہ نہیں کیا کوئی آتشین اسلحہ استعمال نہیں کیا تھا، اگر کچھ استعمال ہوا تو ہاکی اسٹک ہو سکتی ہے۔

محمد علی: آپ کے خیال مین ایم آر ڈی کی تحریک پُر امن ہونا چاہیے تھی؟

پیر صاحب پگارا: جی ہاں! تحریک اگر ہونی چاہیے تھی تو پُر امن ہونی چاہیے تھی۔ تحریکیں مقصد کے لیے ہوتی ہیں، ان کا جو مقصد تھا وہ بہت غلط مقصد تھا۔ پوری قوم اس مقصد کے خلاف اٹھی تھی۔ 1977ء کی دھاندلیوں کے خلاف قوم تھی۔ اب یہ جو تحریک تھی وہ 1977ء کی اسمبلی کو لانے کی تحریک تھی۔ یہ تحریک 1977ء میں پی پی کو چلانی چاہیے تھی۔ ایک مخالف تحریک ہوتی، ایک حامی تحریک۔

محمد علی: ایم آر ڈی کی تحریک سے پہلے مخدوم آف ہالہ کے صاحبزادے کی شادی میں آپ حیدر آباد تشریف لائے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت غلام مصطفیٰ جتوئی سے آپ کی ذوالفقار علی شاہ جاموٹ کے گھر پر خفیہ ملاقات ہوئی تھی، اس میں کیا حقیقت ہے؟

پیر صاحب پگارا: بالکل ملاقات ہوئی تھی۔

محمد علی: ان کے بھائی غلام مجتبیٰ جتوئی اور صاحبزادے غلام مرتضیٰ جتوئی بھی شامل تھے؟

پیر صاحب پگارا: جی ہاں۔

محمد علی: پھر خفیہ ملاقات کیوں رکھی گئی؟

پیر صاحب پگارا: کوئی خفیہ ملاقات نہیں تھی، شادی میں کوئی گپ شپ نہیں کر سکتا، جتوئی صاحب کو ہم آج سے نہیں جانتے ہمارے ان سے ان کے والد کے دور سے تعلقات ہیں۔

محمد علی: کوئی خفیہ منصوبہ بندی ہوئی تھی؟

پیر صاحب پگارا: خفیہ ان سے ہم کیوں کریں، اگر خفیہ ہمیں کرنا ہوتو ان سے منصوبہ بندی کریں جن سے راز رکھنا ہو۔ جہاں راز راز نہ ہو وہاں کیا خفیہ؟ وہاں تو کافی پیو، گپ شپ کرو۔ آپ سے جتنی کھل کر بات

کر رہا ہوں اتنی تو مین ان سے بھی نہیں کرتا۔

نواب راشد: سیاست دانوں کے مابین باہمی ملاقاتیں ہونی چاہئیں؟

پیر صاحب پگارا: ہم ملاقاتیں کرتے ہیں، لیکن کھل کر نہ وہ بات کرتے ہیں نہ ہم کرتے ہیں۔ کھل کر باتیں اگر آج یہ لوگ ہمارے ساتھ کرتے تو پھر انہیں یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔

نسیم صدیقی: غلام مصطفیٰ جتوئی اور ان کے ساتھی اس قوت مصائب میں مبتلا ہیں۔ آپ ان کی مدد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پیر صاحب پگارا: وہ تکلیف میں نہیں ہیں گھر بیٹھے ہیں۔

محمد علی: جیل میں تو ہیں؟

پیر صاحب پگارا: میں بھی گھر میں بیٹھا ہوں۔

محمد علی: غلام مصطفیٰ جتوئی جیل میں ہیں۔

پیر صاحب پگارا: جیل میں نہیں جیل کے ریسٹ ہاؤس میں ہیں، بنگلے میں ہیں۔ میں کراچی مین تین چار ماہ کے بعد گھر سے نکلتا ہوں۔

نسیم صدیقی: لوگ کہتے ہیں کہ سیاست میں آپ کو دھوکے دیے گئے ہیں اس لیے آپ نے فوٹو گرافی شروع کر دی؟

پیر صاحب پگارا: نہیں نہیں، میں فوٹو گرافی تو شروع سے کرتا تھا۔ 1946ء اور 1947ء سے فوٹو کھینچتا ہوں۔

نسیم صدیقی: اب تو آپ سیاست دانوں کے فوٹو اتار رہے ہیں؟

پیر صاحب پگارا: ہم اپنے دوستوں کے فوٹو جمع کرنا چاہتے ہیں۔ فوٹو تو دیواروں پر لگا رہتا ہے۔

محمد علی: سندھ کے سیاست دانوں کے ساتھ تعلقات کی تجدید میں آپ کی کیا حکمت عملی کارفرما ہے؟

پیر صاحب پگارا: سب سے تعلقات ہیں، مخدوم آف ہالہ سے ہمارے پرانے تعلقات ہیں، ان کے ساتھ ہم پکنک مناتے تھے، کھانا کھایا ہے۔ پہلے وہ بھی مصروف تھے، ہم بھی مصروف تھے اب وہ بھی بے کار ہیں، ہم بھی بے کار ہیں۔

محمد علی: مخدوم آف ہالہ سے آپ کی سیاسی مفاہمت ہو سکتی ہے؟

پیر صاحب پگارا: ہمارا بگاڑ اور اختلاف کب تھا؟ انکے کام سیاسی رجحان مختلف ہے، ہماری سوچ دوسری ہے اپنے اپنے سیاسی نظریے ہیں۔

نسیم صدیقی: کیا آپ تسلیم کریں گے کہ سندھ میں پی پی سیاسی جماعت کی حیثیت سے منظم نہیں ہے؟

پیر صاحب پگارا: جی ہاں منظم نہیں ہے۔

نسیم صدیقی: ایسا کیوں ہے؟

پیر صاحب پگارا: یہ ہم خیال لوگ تھے، اتفاق سے پی پی والوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا موقعہ ملا، اب اگر ان لوگوں کو یا ان جیسے لوگوں کو پھر موقعہ ملا تو یہ اکٹھے ہو جائیں گے خواہ اس کی قیادت بھٹو خاندان کرتا ہو یا جتوئی۔ یہ ہم خیال ہم طبع لوگ ہیں۔

نواب راشد: سیاست میں ہم خیالی نہیں چلتی۔

پیر صاحب پگارا: ہم خیالی نہیں تو اور کیا چلتی ہے؟

محمد علی: سیاست تو ایک رویے کا نام ہے، جہاں اختلاف رائے بھی ممکن ہے۔

پیر صاحب پگارا: ایک پارٹی جس پر گاڈ فادر، گاڈ مدر، اور گاڈ ڈاٹر ہو، وہ سیاسی نہیں ہے، جمہوری پارٹی نہیں ہے۔

نواب راشد: مسلم لیگ تو ایک جمہوری سیاسی پارٹی ہے؟

پیر صاحب پگارا: جی ہاں! یہ درست ہے۔

نسیم صدیقی: لیکن ایس ایم ظفر؟

پیر صاحب پگارا: ہر پڑھے لکھے آدمی کی اپنی سوچ اور پروگرام ہوتا ہے۔

محمد علی: آپ کی پارٹی کے سیکریٹری سیاسی اجتماعات میں بھی جاتے ہیں اور فلمی اداکاروں کے ایوارڈ کی تقسیم میں بھی پیش پیش رہتے ہیں۔ اس تضاد کی وجہ کیا ہے؟

پیر صاحب پگارا: بہر حال آدمی کو اپنے دل کے بہلانے کے لیے کچھ نہ کچھ انتظام تو کرنا پڑتا ہے۔ جو آدمی شکار نہ کرے، جو آدمی زمیندار نہ ہو، جو فقط کتاب پڑھتا ہو، لارڈ شپ (نوابی) کو فالو کرتا ہو، اپنے کو لیگ کے ساتھ ARGUE (حُجت) کرتا ہو، اسے کچھ تو کچھ کرنا ہے۔ ناشامیانے کے نیچے، کمرے کی چھت کے نیچے، ہم زمیندار لوگ ادھر تیتر کے پیچھے، بھاگ ادھر تیتر پکڑ۔ اپنا اپنا انداز ہے جو جسے راس آئے۔

محمد علی: آپ کی ایس ایم ظفر سے مفاہمت کو سراہا گیا ہے۔

پیر صاحب پگارا: کوئی معاہدہ نہیں ہوا صدر اور سیکرٹری کی حیثیت سے ہی معاہدہ ہوگا۔ آئین کے تحت وہ اور ہم چل رہے ہیں۔ صدر کا کام ہے مشوروں سے پالیسی بنانا اور سیکرٹری کا کام ہے اس پر عمل کرنا۔

محمد علی: بعض مسلم لیگی تو کہتے ہیں کہ 1973ء کے آئین کی طرح آپ نے بھی مسلم لیگ کے آئین کو الماری کی زینت بنا رکھا ہے؟

پیر صاحب پگارا: مسلم لیگ کا آئین چھپا ہوا ہے۔ وہ سرکار کے نزدیک الماری کی زینت ہوگا میرے پاس تو اس کی کاپی ہے۔

محمد علی: مسلم لیگ فنڈ کی واپسی کے لیے آپ حکومت پر دباؤ کیوں نہیں ڈالتے؟

پیر صاحب پگارا: وہ تو خرچ ہوگیا۔ فیلڈ مارشل نے کردیا، یحییٰ خان نے ختم کردیا، باقی بھٹو نے کردیا، ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اب ہم ان سے کہتے ہیں کی اتنے کروڑ کے نوٹ چھاپ کر مسلم لیگ کے حوالے کردو، تو کہتے ہیں ہم نوٹ چھاپ کر دوسروں کو دے رہے ہیں۔ جب دوسروں کو نہیں دیں گے تو آپ کو دے دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ جب ہم مسلم لیگی اقتدار میں آئیں گے تو خود چھاپ کر نوٹ مسلم لیگ کو دے دیں گے۔

محمد علی: آپ اقتدار کو پسند کیوں نہیں کرتے؟ ذاتی طور پر اقتدار کے حصول کی بات کر رہا ہوں۔

پیر صاحب پگارا: اس لیے کہ اقتدار کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ ہم نے کسی کی قیمت نہیں دینی۔

محمد علی: اندرا گاندھی نے جو ایم آر ڈی کی تحریک کی حمایت کی تھی، اس پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

پیر صاحب پگارا: اندرا نے تو جنرل صاحب کو SUPPORT کیا تھا۔ پنجاب نے ایم آر ڈی کی تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ ویسے بھی پنجاب اس تحریک میں حصہ نہیں لیتا۔ بہر حال اندرا کے بیان نے یقین کرادیا کہ پنجاب اس تحریک سے باہر رہے گا۔

نواب راشد: مسلم لیگ میں قیوم لیگ ختم ہوگئی تھی اب دوبارہ قیوم لیگ وجود میں آگئی ہے، ان گروپوں کی تشکیل میں کسی عنصر کا ہاتھ ہے؟

پیر صاحب پگارا: مسلم لیگ کے مخالفوں کا سازشی عناصر حرکت کرتے ہیں، پچاس مسلم لیگیں ہوں اس سے فرق نہیں پڑے گا۔ مسلم لیگ ہماری ہے خواجہ خیرالدین کو بھی لوگ مسلم لیگی کہتے ہیں، ان کی پالیسی تو نہیں تھی، بیگم نصرت بھٹو کی پالیسی تھی۔ اس کی ظلم کی داستانیں کہاں گئیں کوئی خواجہ سے پوچھے تو؟

محمد علی: اقتدار سے ہٹنے کے بعد بھٹو صاحب سے آپ کا رابطہ ہوا تھا؟

پیر صاحب پگارا: ان کا پیغام آیا تھا۔

محمد علی: کس نوعیت کا پیغام؟

پیر صاحب پگارا: یہ راز کی بات ہے۔

محمد علی: صدر سے ملاقات کا دوسرا راؤنڈ کب ہوگا؟

پیر صاحب پگارا: جب وہ بلائیں گے ہم چلے جائیں گے۔

نسیم صدیقی: آپ وفد میں اہم عہدیداروں کو کیوں نہیں لیکر گئے؟

پیر صاحب پگارا: ہمیں مشاورت کرنی تھی، چار وکلاء ساتھ ہم اسی لیے لے گئے تھے۔

نسیم صدیقی: لیکن ایس ایم ظفر تو بڑے وکیل ہیں؟

پیر صاحب پگارا: LAWYER (وکیل) اور LIER (جھوٹے) میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

محمد علی: آپ قائداعظم کی کرسی کے وارث ہیں تو پھر آپ غیر وفادار سیکرٹری جنرل کو اپنے ساتھ کیوں

رکھے ہوئے ہیں؟

پیر صاحب پگارا: دیکھو بھائی ہماری اور آپ کی ملاقات مسلم لیگ میں ہوئی۔ وہ میرے سیکریٹری جنرل نہیں ہیں مسلم لیگ کے ہیں۔ ان کی وفاداری مسلم لیگ کے ساتھ ہونی چاہیے، اگر وہ جماعت سے وفادار ہیں تو کون بگاڑ سکتا ہے انہیں کونسل نے منتخب کیا تھا، وہ میرے نامزد تو نہیں ہیں۔

نسیم صدیقی: سنا ہے مسلم لیگ کی مرکزی ورکنگ کمیٹی کی تطہیر ہو رہی ہے؟

پیر صاحب پگارا: یہ مسلم لیگ کے صدر کا PLEASURE (خوش کن) ہے، وہ جس کو نہ رکھے، جس کو رکھے۔ سیاست پر پابندی ہے ہم تبدیل کر سکتے ہیں، ہم نے تبدیلی نہیں کی۔ ہم پہلے پونے دوسو لوگوں کو کھانے پر بلاتے تھے، اب بچت کے لیے نوّے، سو لوگوں کو بلائیں گے۔ یہ ہم نے سوچا ہے کھانا کھلانے میں تکلیف ہوتی ہے۔

محمد علی: آپ نے ایم آر ڈی کی تحریک کے متعلق کہا تھا کہ یہ اتحاد باتھ روم میں تحریک چلائے گا۔ تحریک اور باتھ روم کا کیا تعلق ہے؟

پیر صاحب پگارا: تحریک اور باتھ روم کا گہرا تعلق ہے اور ان سے پوچھیں میرے اس جملے کا مقصد، جنہوں نے یہ تحریک چلائی تھی۔ زیادہ تر تحریک باتھ روم میں چلی ہے۔

نسیم صدیقی: 1970ء میں اقتدار پی پی کو سرینڈر کیا گیا تھا لیکن مسلم لیگ کو اقتدار سرینڈر ہو سکتا ہے؟

پیر صاحب پگارا: گل حسن اور اس کے ساتھیوں نے یحییٰ خان سے اقتدار لے کر بھٹو پر تھوپا تھا۔ یحییٰ نے سرینڈر نہیں کیا تھا، یہ اقتدار بھٹو کے سر پر تھاپا گیا تھا، رحیم بھی شریک تھے۔

نسیم صدیقی: اس کا مقصد ہے کہ بھٹو اقتدار نہیں چاہتا تھا؟

پیر صاحب پگارا: بھٹو صاحب اختیار کے لیے برسوں سے یحییٰ کا پاور ٹرانسفر کراتا رہا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح سے جنرل ضیاء پاور ٹرانسفر کرائے گا۔ آپ سمجھ رہے ہیں میں کیا کہہ رہا ہوں۔

نسیم صدیقی: یہ جملہ ہم نہیں سمجھ سکے؟

پیر صاحب پگارا: آپ نہیں سمجھ سکے جو یہ جملہ پڑھیں گے، وہ سمجھ جائیں گے۔

نسیم صدیقی: آپ کو اگر ذاتی طور پر وزیراعظم بننے کی پیش کش ہو تو آپ اسے منظور کر لیں گے؟

پیر صاحب پگارا: نہیں کبھی نہیں اس کا جواب آپ رامے صاحب سے پوچھیں۔

نسیم صدیقی: کیا پوچھیں؟

پیر صاحب پگارا: ان سے پوچھیں کہ وزیراعظم بننے کے متعلق جب آپ نے بات کی تھی تو پیر صاحب نے کیا جواب دیا تھا۔

نسیم صدیقی: رامے صاحب بڑے آدمی ہیں، ان سے کیا پوچھیں؟

پیر صاحب پگارا: میں بھی تو بہت بڑا آدمی ہوں، خدا نے مجھے بڑی عزت دی ہے، میں چھوٹا آدمی نہیں۔ آپ نوائے وقت والوں سے کہیں وہ پوچھیں۔ رائے صاحب کا حافظہ کمزور نہیں ہے۔

محمد علی: آپ جی ایچ کیو سے وابستگی کا کھلے عام اظہار کرتے ہیں، کیا بحیثیت سیاستدان اس قسم کے بیانات آپ کے خلاف نہیں جاتے؟

پیر صاحب پگارا: ہم جی ایچ کیو سے وابستہ تھے، ہیں اور رہیں گے۔ جی ایچ کیو میں حکم کی تعمیل ہوتی ہے وفاداری نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ ہم کل حکم دیں اور وہ ہماری تعمیل کریں۔

نواب راشد: ہم سے کیا مراد ہے؟

پیر صاحب پگارا: ''پاکستان مسلم لیگ''۔

یہ انٹرویو 03 فروری 1984ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا جو پیر گوٹھ میں لیا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

جعلی نبی پنجاب میں پیدا ہوئے ہیں

خیر پور سے بیس میل دور پیر جو گوٹھ دور افتادہ قصبہ ہے۔ پیر صاحب پگارا سے ان کی حویلی پر ملاقات کی جو درگاہ شریف سے متصل ہے۔ بعد میں پیر صاحب پگارا نے اندرون سندھ کا تفصیلی دورہ کیا اور دورے کے اختتام پر وہ سانگھڑ پہنچے تو شہداد پور میں ان سے ڈسٹرکٹ کونسل سانگھڑ کے سابق چیئر مین مٹھا خان جونیجو کی قیام گاہ اور بعد میں گوٹھ کامل لغاری شہداد پور میں جمال فقیر کے مکان پر ملاقات ہوئی۔ اس وقت گوٹھ کامل لغاری میں ہزاروں مریدوں کا ہجوم تھا جو ننگے پاؤں اپنے پیشوا کے استقبال کیلئے آئے تھے۔ جس وقت پیر صاحب پگارا آئے تو فضا ''بھیج پگارا'' کے نعروں سے گونج اٹھی اور جس راستے سے پیر صاحب پگارا کی کار گزری وہاں عقیدتوں کا ہجوم الفاظ کا پیرہن قبول نہیں کر سکتا۔

سوال: اندرون سندھ کے حالیہ دورے میں مخدوم آف ہالہ کے چیف خلیفہ سائیں فتح الدین شاہ نے آپ کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کیا۔ سندھ کے سیاسی حلقے اس دعوت کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: دعوتیں تو ہوتی رہتی ہیں یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ لیکن! مسلم لیگ میں پیری تو ایک ہی کی چلے گی۔ مقام اور ڈیرہ تو ہمارا ہی رہے گا۔ سمجھ گئے نا۔

سوال: سندھ میں تمام سیاسی جماعتوں بشمول پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے سرکردہ سیاستدانوں نے سید ایسوسی ایشن قائم کی ہے۔ یہ سیاسی جماعتوں سے باہر اقتدار حاصل کرنے کے لئے کوئی مشترکہ اتحاد تو نہیں ہے؟

جواب: برادری والی بات ہے۔ جنہوں نے یہ انجمن بنائی ہے۔ اگر انہیں مدد کی ضرورت ہوگی تو ہم ضرور دیں گے۔ ہم انہیں گائیڈ لائنس فراہم کریں گے۔ جب میمن، کھوجے، بوہری اپنی تنظیمیں قائم کرتے ہیں تو سیّدوں نے ایسا کر لیا تو کیا بات ہے یہ زیادہ اہمیت کی تو بات نہیں ہے۔

سوال: اس سال صدر مملکت نے ایک ''بڑے انتخابات کے انعقاد کی خوشخبری سنائی ہے۔ کیا آپ کی جماعت اس میں حصہ لے گی؟

جواب: کون سے انتخابات؟ بھائی ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ ''مناسب وقت'' اور ''مثبت نتائج'' کے

لئے الیکشن کرائے جائیں گے۔ ان دونوں الفاظ کے پہلے حرف کا آغاز ''م'' سے ہوتا ہے اور منافقت کی ابتدا بھی حرف ''م'' سے ہوتی ہے۔ جہاں بائیکاٹ کا تعلق ہے تو ہم کسی انتخابات کے بائیکاٹ پر یقین نہیں رکھتے۔ مسلم لیگ کی ڈکشنری میں بائیکاٹ کا لفظ نہیں ہے، جمہوری عمل میں بائیکاٹ نہیں ہوتا. لیکن! جنرل صاحب الیکشن کرانے کا ارادہ نہیں رکھتے وہ پیچیدہ گفتگو میں قوم کو الجھائے ہوئے ہیں۔

سوال: سندھ میں کہا جا رہا ہے کہ آپ کو حروں کے قائد کی حیثیت سے حر رجمنٹ میں اعزازی جنرل کا عہدہ دیا جا رہا ہے اس میں کس حد تک صداقت ہے؟

جواب: جو لوگ جمہوریت کو قتل کر رہے ہیں، پاکستان کو فوجستان بنا رہے ہیں۔ ان سے میں عہدہ تو نہیں لے سکتا۔ حر سپاہی ہیں۔ وہ پاکستان کے نظریاتی سپاہی ہیں۔ اس ملک کی حفاظت ان کی ذمہ داری ہے وہ اقتدار کے مزے نہیں لے رہے ہیں۔ بلکہ اسلام اور پاکستان کیلئے اپنی تمام صلاحیتیں استعمال کر رہے ہیں۔ حر میجر کے رینک تک ہی پہنچیں گے۔ اعزازی جنرل کی خبریں افواہیں ہیں اور آج کل ملک میں افواہوں کی سیاست کا راج ہے۔

سوال: لیکن اگر جی ایچ کیو نے آپ کی وفاداری پر آپ کو کوئی انعام دیا تو آپ قبول کر لیں گے؟

جواب: میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہم جی ایچ کیو کے ساتھ تھے، ہیں اور رہیں گے۔ ہم سرکاری ملازم نہیں ہیں کہ جی ایچ کیو سے ریٹائرمنٹ لے لیں۔ مسلم لیگ میں خواجہ لیگ، شوریٰ لیگ اور ٹائیگر لیگ بنانے والا جی ایچ کیو ہے۔ اس کے باوجود یہ ہمارا ظرف ہے کہ ہم جی ایچ کیو کے ساتھ ہیں۔ اس سے زیادہ ہم سے وفاداری کی کیا توقع رکھی جا سکتی ہے۔ ہم انعام واکرام کیلئے جی ایچ کیو کی حمایت نہیں کر رہے ہیں، لیکن! جی ایچ کیو میں بیٹھے ہوئے جنرل صاحب ہم سے تیز دوڑ سکتے ہیں۔

سوال: تیز دوڑنے سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جواب: آپ ابھی تک نہیں سمجھے۔ دیکھو! جنرل صاحب عمر میں ہم سے بڑے ہیں۔ میری پیدائش 1928ء کی ہے اور جنرل صاحب کی پیدائش 1924ء کی ہے۔ لیکن! مجھ سے چار سال زیادہ بوڑھے ہونے کے باوجود وہ مجھ سے زیادہ تیز دوڑ سکتے ہیں۔

سوال: جنرل صاحب سے آپ کی اسلام آباد میں ملاقات کا ارادہ ہے؟

جواب: اسلام آباد ضرور جانا ہے۔ پہلی مارچ کو دوستوں کو کھانا دیا ہے۔ اس میں جنرل صاحب کو ہم نے دعوت نہیں دی۔ وہ بڑے آدمی ہیں۔ دس پندرہ ہزار کے اجتماع میں آتے ہیں۔ دو ڈھائی کے اجتماع میں کیسے آ سکتے ہیں۔ آج کل جنرل صاحب بھی مصروف ہیں اور ہم بھی مصروف ہیں۔

سوال: کیا آپ پہلے کی طرح پھر اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کا پروگرام بنا رہے ہیں؟

جواب: ہم لانگ مارچ پر یقین نہیں رکھتے۔ یہ فیصلہ قومی اتحاد کے زمانے میں غلط لوگوں نے کیا تھا۔

لیکن ہم نے اس غلط فیصلے کو درست کر دیا تھا۔ ہماری اس مسئلہ میں بھٹو نے بڑی مدد کی تھی۔ پورے اسلام آباد کو اسکاؤٹس، فرنٹیئر کانسٹیبلری سے بھر دیا تھا، تمام راستے بند کر دیئے تھے۔ لوگ سندھ بلوچستان، سرحد اور پنجاب کے مختلف علاقوں سے پہنچے تھے۔

سوال: امپیکٹ انٹرنیشنل میں صدر ضیاء الحق نے اپنے انٹرویو میں کہا ہے کہ ایم آر ڈی کی تحریک کا مقصد فقط مارشل لا کی قیادت کو تبدیل کرنا تھا۔ آپ اس مؤقف سے متفق ہیں؟

جواب: یہ بات تو پی پی والوں نے کبھی نہیں چھپائی ہے، وہ تو ہمیشہ کہتے ہیں کہ مارشل لا کی قیادت تبدیل کی جائے۔ جنرل صاحب نے کوئی یہ نیا انکشاف نہیں کیا ہے۔ لیکن ہم انہیں لیز دینے کیلئے تیار ہیں۔

سوال: لیز سے آپ کی مراد کیا ہے؟

جواب: ہم جنرل صاحب کو لمبی لیز دینے کیلئے تیار ہیں۔ وہ لوگوں سے معلوم کراتے ہیں، خود ہم سے کیوں بات نہیں کرتے ہیں۔

سوال: فار ایسٹرن اکنامک ریویو نے اطلاع دی ہے کہ غلام مصطفیٰ جتوئی اپنے ساتھیوں سمیت مسلم لیگ میں شامل ہو رہے ہیں۔ کیا یہ اطلاع حقائق پر مبنی ہے؟

جواب: ہم نے کہا ہے کہ چھتری ہمارے پاس ہے جو جلدی آئے گا وہ آرام سے بیٹھے گا۔ جو دیر سے آئے گا وہ چکر لگائے گا۔ دھوپ کی نذر ہو جائے گا۔

سوال: ممتاز مسلم لیگی ممتاز دولتانہ نے کہا ہے کہ حمیدہ کھوڑو کو سندھ کے گورنر بنانے سے مسائل حل ہو جائیں گے؟

جواب: سندھ کا احساس محرومی کب سے شروع ہوئی اس کا تاریخ کے ساتھ تجزیہ کرنا ہوگا۔ جہاں سے حاالات بگڑے انہیں سنوارنا ہوگا۔ اگر دولتانہ کو پنجاب گورنر بنایا جائے، تو کیا پنجاب کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ کسی آدمی کو کسی عہدے پر بٹھانے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ جو غلطیاں ہوئی ہیں مزید غلطیاں کر کے ان غلطیوں کی اصلاح نہیں کی جاسکتی، اصل برائی کا پتہ لگانا ہوگا اور مسائل حل کرنے ہونگے۔

سوال: اب تو پروفیسر غفور احمد بھی پی پی سے سیاسی اتحاد کی اہمیت کو تسلیم کرنے لگے ہیں؟

جواب: غفور احمد منشی تھے پی این اے کے اور میں پی این اے کا صدر تھا، یہ سمجھ کی بات ہے۔ پروفیسر صاحب میاں طفیل صاحب شوریٰ لیگ ایک ہی بات کر رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان حلقے میں پی پی کا اثر بڑھ گیا ہو۔ لیکن! غفور صاحب نے یہ نہیں بتایا ہے کہ وہ کونسی پی پی پی سے اتحاد کریں گے۔ پنجاب پیپلز پارٹی سے، بلوچستان پیپلز پارٹی سے، سرحد پیپلز پارٹی سے، سندھ میں پی پی کئی گروہوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ وہ کون سے صوبے کی بات کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کون سے گروپ کی بات کرتے ہیں۔ انہیں کھل کر بات کرنی چاہئے۔

سوال: کچھ عرصہ قبل آپ نے Loud thinking (اونچے بچار) کی بات کی تھی؟

جواب: Loud thinking باشعور لوگ کرتے ہیں۔ آپ دیکھئے اب ہمارا مشورہ سب مان رہے ہیں۔ اخبارات، اجتماعات اور مشاعرہ تک میں Loud thinking ہورہی ہے۔ ہر چوراہے اور ہر گلی میں یہ کام ہورہا ہے۔

سوال: قیوم لیگ کے ایک لیڈر نے آپ پر الزام لگایا ہے کہ، آپ کبھی قائداعظم کے مزار پر نہیں گئے، جب کہ آپ مسلم لیگ کے سربراہ ہیں؟

جواب: یہ الزام قیوم لیگ والوں نے نہیں لگایا ہوگا۔ وہ تو کب کہ ہمارے میں ضم ہوچکے ہیں۔ یہ جی ایچ کیو، ٹائیگر لیگ کا پروپیگنڈہ ہے۔ ویسے خاتم النبین پیغمبر اسلام ﷺ کی قبر پر ہم مسلمان کتنی مرتبہ جاتے ہیں۔ قائداعظم مسلم لیگ کے سربراہ تھے پیغمبر نہیں تھے۔ ہم کئی مرتبہ قائداعظم کی قبر پر جاچکے ہیں۔ دوچار مرتبہ مسلم لیگیوں کے ساتھ گئے ہیں۔ ہم روز روز تو حاضری نہیں دے سکتے۔

سوال: کالعدم پیپلز پارٹی میں (بھٹو کے قاتل کون؟) کی بحث کا آغاز ہوا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: بھٹو کا قاتل کوئی نہیں ہے۔ اس کا اپنے اعمال تھے۔ پیپلز پارٹی کا لیڈر کوئی بھی بھٹو کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

سوال: میری نظر سے خطوط کا مجموعہ گزرا ہے جو ہندوستان ''لے جسلیٹو'' اسمبلی کے ایک سابق رکن امین کھوسہ مرحوم کے خطوط پر مشتمل ہے۔ اس میں 1973ء میں امین کھوسو کی طرف سے لندن میں حمیدہ کھوڑو کو لکھا گیا ایک خط بھی شامل ہے۔ جوانہوں نے اسلام آباد کی سلور گرل ہوٹل سے لکھا تھا۔ اس خط کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ امین کھوسو آپ کے اور بھٹو مرحوم کے درمیان تعلقات قائم کرنے کیلئے ملاقاتیں کررہے تھے؟

جواب: اس زمانے میں امین کھوسہ مرحوم میرے پاس آئے تھے لیکن ہمارے درمیان کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔

سوال: اگر چیف مارشل لاایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے بھٹو آپ کو ٹیلیفون پر دھمکیاں نہیں دیتے، تو آپ کا کیا ان کے ساتھ اتحاد ہوسکتا تھا؟

جواب: ہماری اور ان کی سیاسی فکر میں ابتدا سے اختلاف تھا۔ 1970ء میں ہم نے ہر حلقہ انتخاب میں پیپلز پارٹی کے خلاف امیدوار کھڑے کئے تھے۔

سوال: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ خیرپور کا نوٹس بھی تنازعے کا باعث بنا؟

جواب: سرکاری ریکارڈ میں اس نوٹس کا جواب مل جائیگا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تو غریب سرکاری ملازم تھا۔ اس نے وہ ہی کیا تھا، جس کی اسے ہدایت دی گئی تھی۔

سوال: جب سندھ کہ وزارت اعلیٰ سے ممتاز بھٹو کو علیحدہ کیا گیا تھا تو ان سے آپ کی ملاقات کی افواہیں پھیلی تھیں، کیا یہ حقیقت ہے؟

جواب: وہ سردار پیر بخش بھٹو کے ساتھ مجھ سے ملنے کیلئے آئے تھے۔ وہ ''ٹیلنٹ کزن'' تھے۔ ممکن ہے کہ ان کے دماغ کے۔۔۔ Cell میں کوئی بات ہو۔

سوال: ملاقات کا مقصد کیا تھا؟

جواب: گمبٹ میں انہوں نے کچھ ہمارے بارے میں گوہرافشانی کی تھی۔ ہوسکتا وہ خود اپنے کہے پر شرمندہ ہوکر ہمارے پاس آئے ہوں۔ انہوں نے کوئی اہم گفتگو ہم سے نہیں کی۔ باقی ان سے پوچھیں.

سوال: میں نے ممتاز بھٹو سے یہی سوال کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ وہ وزیراعظم بھٹو کی ایماء پر آپ سے ملے تھے؟

جواب: ہاں، ان سے ہی حقیقت پوچھئے۔

سوال: کیا آپ کی پیپلز پارٹی سے مفاہمت ممکن ہے؟

جواب: حروں کے ساتھ ظلم کئے گئے ہیں۔ ہمارا حساب کتاب سو دو سو سال تک چلتا ہے اور میں تو اب کہتا ہوں کہ اس کتاب کا ''انٹریسٹ'' بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ تاریخ ظلم کبھی برداشت نہیں کرتی اور نہ ہی ہم معاف کردینے کے قائل ہیں۔

سوال: آپ پریس کانفرنسوں کے دوران الٹی کرسی پر کیوں بیٹھتے ہیں؟

جواب: ہم پلاسٹک کی کرسی پر اس طرح بیٹھتے ہیں۔ آپ دیکھئے اب بھی میں اس طرح کرسی پر بیٹھا ہوں۔ میاں طفیل نے کراچی کی پی این اے کی ایک میٹنگ میں بھی یہی کہا تھا۔ تو میں نے انہیں جواب دیا تھا کہ کرسی الٹی ہے۔ گر میں الٹا نہیں سیدھا بیٹھا ہوں۔

سوال: صحافیوں کے ساتھ آپ کا طرز عمل بہتر کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: میرا صحافیوں کے ساتھ اچھا رویہ ہوتا ہے۔ لیکن! صحافی مسخروں کے ساتھ طرز عمل اچھا نہیں ہوتا۔ کراچی پنجاب کے صحافی سرحد والے بلوچستان والے ہم سب کو عزت دیتے ہیں۔ لیکن ادھر ادھر کے مسخرہ ٹائپ ''ہلا گلا'' کرنیوالے صحافیوں کے ساتھ خوش اخلاقی ہم نہیں کرتے۔ اب آپ ہی بتائیں آپ پیر جو گوٹھ میں بھی کئی دن پہلے ملے تھے اور آج یہاں بھی مل رہے ہیں۔ میں نے آپ کے ساتھ برا سلوک کیا ہے۔

سوال: آپ تواتر کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ 1973ء کا آئین لائبریری کی زینت بن چکا ہے اور عملی طور پر منسوخ ہو چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو آپ کے نزدیک نیا آئین بنانے کے لئے انتخابات ہونا چاہئیں؟

جواب: 1973ء کا آئین بوسیدہ کتاب ہے۔ اب اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

سوال: پھر تو اس ''سرزمین بے آئین'' کو آئین ملنا چاہئے؟

جواب: میں اس بارے میں کیا کر سکتا ہوں۔

سوال: 1973ء کو تو ایم آر ڈی بھی تسلیم کرتی ہے؟

جواب: ایم آر ڈی اور اس کی تحریک باتھ روم میں ہی ''واش آؤٹ'' ہوگئی ہے۔ اس کی کیا حیثیت ہے۔

سوال: 1973ء کا آئین اگر بحال ہو جائے تو اس سے سیاسی بحران ختم ہو سکتا ہے؟

جواب: میرا ذاتی نقطہ نظر ہے کہ اگر انتخاب ہو، تو آنے والی اسمبلی بھی 1973ء کے آئین کو تسلیم اور منظور نہیں کرے گی۔ کیونکہ ایک غلطی ہو چکی ہے اور جب تک اس کی اصلاح نہ ہو۔ صورت حال تبدیل نہیں کی جا سکتی۔

سوال: کونسی ایک غلطی ہے؟

جواب: سمجھنے والے خود سمجھ جائیں گے۔

سوال: 1973ء کے آئین کی بنیاد پر عام انتخابات اگر ہوں۔ تو پھر اقتدار منتقل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اس ملک کے حکمرانوں کو آئین کی نہیں آئینے کی ضرورت ہے اور آئینے ان کے چاروں حرف موجود ہیں۔ جنہیں دیکھنے سے یہ گریز کر رہے ہیں۔ لیکن وقت آیا تو انہیں سیاسی حقائق تسلیم کرنے ہوں گے۔ آئین پر اس ملک میں عمل کیا جاتا تو ہمیں یہ دن نہیں دیکھنے پڑتے۔ اب انہیں آئینہ دیکھنا چاہئے۔ وگرنہ وقت اور حالات انہیں خود آئینہ دکھا دیں گے جنرل صاحب مزید غلطی کر کے غلطی کو درست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ خیر کرے۔

سوال: بہت دنوں سے آپ نے کوئی نئی پیشنگوئی نہیں کی ہے؟

جواب: میں پیغمبر نہیں ہوں۔ جو پیشنگوئی کروں اور ویسے بھی جعلی نبی پنجاب میں پیدا ہوئے ہیں۔

سوال: کیا صوبہ پنجاب کی سوچ میں بھی نمایاں تبدیلی آئی ہے؟

جواب: پنجاب نے تاریخ میں کبھی جمہوریت کی بات نہیں کی ہے۔ جب پاکستان متحد تھا۔ تو بنگال والے ہی جمہوریت کی بات کرتے تھے۔ لیکن جس روز پنجاب نے جمہوریت کی بات کی ہمارے تمام سیاسی مسائل حل ہو جائیں گے۔ لیکن! پنجاب سے میری مراد پنجاب کے غریب عوام نہیں ہیں۔ بلکہ وہ طبقہ ہے جو کسی نہ کسی طرح اقتدار پر قابض رہا ہے۔

سوال: آپ شوریٰ لیگ کی مخالفت کرتے ہیں لیکن! مجلس شوریٰ کے رکن نواب یامین خاں آپ کی دائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ تضاد نہیں ہے؟

جواب: نواب یامین خاں میرے ''رائٹ ہینڈ'' ہیں۔ اس لئے میری دائیں طرف بیٹھے ہیں۔ یہ

میرے قابل اعتماد رفیق اور ساتھی ہیں۔ یہ میری اجازت سے شوریٰ لیگ میں گئے ہیں۔ یہ مہران کے ایڈیٹر ہیں۔ہم نے سرحد کے یونس سیٹھی اور پنجاب کے چودھری رحمت علی کو شوریٰ لیگ میں جانے کی خصوصی اجازت دے رکھی ہے۔ ویسے نواب یامین خاں ہمارے صوبے کہ جنرل سیکرٹری ہیں۔آپ مجھے مرکز اور صوبے کہ جنرل سیکرٹری سے لڑانا چاہتے ہیں۔ میں نے ایس ایم ظفر کو جھوٹا نہیں کہا تھا۔ بلکہ ''وفادار'' کا لفظ استعمال کیا تھا۔لیکن چھپ LIAR (جھوٹا) گیا۔آپ نے لفظ کا تلفظ غلط سمجھا ہوگا۔

سوال: مسلم لیگ وکلاء کی جدوجہد کے بارے میں کیا نقطۂ نظر رکھتی ہے؟

جواب: ہم بنیادی حقوق عدلیہ کی آزادی کے قائل ہیں۔لیکن! وکلاء اگر پیپلز پارٹی گے کاندھوں پرسوار ہوکر ہم سے ہمدردی کی توقع رکھتے ہیں۔تو یہ ان کی سنگین غلطی ہے۔ ہم جمہوریت کی جدوجہد گی قیادت جمہوریت کے قاتلوں کونہیں دے سکتے۔ وکلاء ہمارے ساتھ ہیں۔ ہماری پارٹی کے سیکرٹری جنرل بھی وکیل ہیں۔ میں نے جنرل صاحب سے جب ملاقات کی تھی تو میرے ساتھ جانے والے بھی وکیل تھے، وکلاء کے ہم ساتھ ہیں۔

سوال: آپ جماعت اسلامی کو ''مامے'' کی جماعت کہتے ہیں۔مگر سندھ میں بلدیاتی قیادت کے انتخابات میں آپ نے ان کے ساتھ تعاون کیا ہے؟

جواب: نہیں بول چال بند ہوگئی تھی۔اب چونچیں لڑانے کا موقع مل گیا ہے۔ یہ فیصلے غلط نہیں تھے۔ سارے فیصلے درست تھے۔

سوال: کراچی میں حسین ہارون کی آپ نے کیوں مخالفت کی تھی؟

جواب: حسین ہارون اپنے نام سے آگے چل رہا تھا وہ مسلم لیگ کی ہم خیالی میں تو بڑھ نہیں رہا تھا اور وہ پھر ایسے گروہوں کی لیڈر شپ کر رہا تھا جو مخصوص نشستوں کیلئے مشترکہ پینل نہیں کھڑا کر سکے تو اس کی حمایت کرنا بے وقوفی کی بات تھی اور اس کے نتائج بھی خاطر خواہ نہیں ہوتے۔ حسین ہارون اور اس کے نتائج بھی خاطر خواہ نہیں ہوتے۔ حسین ہارون کے سیاسی اور خاندانی مفادات اس میں ہیں کہ وہ مسلم لیگ کا ہم خیال ہو جائے۔ ہماری مسلم لیگ کا شوریٰ مسلم لیگ کا نہیں۔

سوال: آپ قومی حکومت کے قیام میں دلچسپی رکھتے ہیں یا مسلم لیگی حکومت کی تشکیل کے خواہشمند ہیں؟

جواب: جب ایسے حالات آئیں گے۔اس وقت سوچا جائے۔ابھی کیا کہا جا سکتا ہے۔اس ذمہ داری کو سنبھالنے کی ہم صلاحیت رکھتے ہیں اور ہم خیال لوگوں کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔ بہرحال مسلم لیگ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ سیاسی قومی حکومت قائم کر سکے اور جماعتوں کے ساتھ مل کر ذمہ داری سنبھال سکتی ہے۔ میں نے سیاسی حکومت کی ہمیشہ بات کی ہے۔

سوال: شیڈو گورنمنٹ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب: شیڈو گورنمنٹ اس وقت غیر سیاسی ہوسکتی ہے اور غیر سیاسی کے نتائج بھی غیر سیاسی ہوتے ہیں۔

سوال: کاسابلانکا کانفرنس میں صدر مملکت کی تقریر آپ نے سنی ہے؟

جواب: نہیں میں نے نہیں سنی۔

سوال: اس تقریر کی تعریف تو آپ نے سنی ہوگی؟

جواب: بے وقوف لوگ تو بہت سی چیزوں کی تعریف کرتے ہیں۔

سوال: افغانستان کے مہاجرین کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: مہاجرین آئے ہیں۔ انہیں روک تو نہیں سکتے۔

سوال: لیکن! کہا جا رہا ہے کہ مہاجرین کی آمد معیشت پر بوجھ ہوگا؟

جواب: ان کی کھلائی پلائی تو عرب ممالک اور امریکہ کرر رہے ہیں۔ اب تو خود اس میں سے بٹوارہ کر رہے ہیں۔ پیسے، دولت، امیونیشن (اسلحہ) سب مل رہا ہے۔

سوال: آپ ملک کے سابقہ فوجی حکمرانوں اور موجودہ صدر ضیاء کا اگر شرافت اور دیانتداری کے ساتھ موازنہ کریں۔ تو جنرل ضیاء الحق کی آپ کے نزدیک پوزیشن کیا ہوگی؟

جواب: ہر ایک اپنی اپنی خوبی کا مالک رہا ہے۔ ایک نے بیٹا بنایا۔ دوسرے نے پرائے بیٹے کو پالا۔ تیسرا پرائے بیٹے کے دوستوں کو نواز رہا ہے۔ سمجھ گئے نہ۔ یہ فرق ہے۔

سوال: عابد زبیری نے کہا ہے کہ ایم آر ڈی کی تحریک امریکی سفارت کاروں کی شہ پر چلائی گئی تھی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: میرا اس بارے میں کوئی خیال نہیں ہے کیونکہ میری کسی سے راز و نیاز کی باتیں نہیں ہوئی ہیں۔ جب ہوں گی تو آپ کو ضرور بتاؤں گا۔

سوال: جنرل ضیاء الحق سے اسلام آباد میں آپ کی حالیہ ملاقات میں کس موضوعات پر گفتگو ہوئی؟

جواب: کون سی ملاقات۔ اگر میں سکھر جاؤں تو آپ یہ کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ میں ضرور ڈی ایم ایل اے سے ملنے گیا ہوں۔ اسلام آباد تو میں جاتا رہا ہوں۔ وہ اتنے پہرے میں ہے کہ بن بلائے تو کوئی جا بھی نہیں سکتا۔ اندر پہرا، باہر پہرا، اس کے باہر پہرا۔

سوال: دنیا میں اقتدار کی منتقلی آسانی سے ہو جاتی ہے جبکہ ہمارے یہاں ایسا نہیں ہے؟

جواب: ابھی ان کے جانے کا ارداہ نہیں ہے۔ آنے جانے اور بھیجنے والے دوسرے ہیں۔ آپ اور میں نہیں ہیں۔ آپ صرف اپنے ان ہم خیالوں کے ساتھ ہوں، جن کا فائدہ پہنچے۔

سوال: آپ نے مولانا شاہ احمد نورانی کی گول میز کانفرنس کیوں سبوتاژ کرائی تھی؟

جواب: نہیں، وہ کانفرنس خود نورانی میاں نے سبوتاژ کی تھی۔ نورانی میاں اور ہم نے جو فیصلہ کیا تھا۔ اس میں تو یہ تھا۔ کہ تمام رجسٹرڈ جماعتوں کو بلایا جائے گا اور پرنسپل جماعتوں کو دعوت دی جائی گی۔ انہوں نے دعوت نامے نہیں بھیجے صرف ایم آرڈی کی جماعتیں اور وہ اور ہم۔ کانفرنس ملتوی کی گئی ہے۔ منسوخ نہیں ہوئی۔ تاکہ رجسٹرڈ جماعتوں کے پتے مل سکیں اور انہیں دعوت نامے بھیجے جائیں۔ جس دن پتے مل گئے نورانی میاں دعوت نامہ بھیجیں گے۔ نورانی میاں بڑے اچھے میزبان ہیں۔

سوال: کیا مسلم لیگ گول میز کانفرنس بلانے کا ارادہ نہیں رکھتی؟

جواب: ہم کیوں کانفرنس بلائیں۔ ہم تو قہوہ، کافی پلا دیں گے۔ کھانا نورانی میاں کھلائیں گے۔

سوال: مسلم لیگ کا 23 مارچ کو اجتماع ہو رہا ہے۔ اس میں متحدہ مسلم لیگ کے نمائندے جمع ہوں گے؟

جواب: جو مسلم لیگی تھا، یا اب ہے، یا جواب ہم خیال ہوا ہے۔ مشیر احمد پیش امام کو بلائیں گے۔ وہ کراچی مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے۔ ہم سب مسلم لیگی ذہن رکھنے والوں کو بلائیں گے۔

سوال: ''جنرلز ان پالیٹکس'' کتاب آپ نے پڑھی ہے؟

جواب: سنا ہے کہ کسی نہ کسی سے کتاب لکھوا کر شائع کی ہے۔

سوال: غلام مصطفیٰ جتوئی نے حکومت سے مفاہمت اور رواداری کی بات کی ہے۔ آپ اس سمجھوتے کو ملک اور قوم کے مفاد میں سمجھتے ہیں؟

جواب: ابھی سمجھوتہ نہیں ہوا ہے۔ یہ سمجھوتہ تو پہلے سے تھا۔

سوال: بظاہر ایسی بات نظر نہیں آتی۔ غلام مصطفیٰ جتوئی کے حامیوں نے تحریک چلائی۔ ان کا بیٹا مفرور ہے، بھائی جیل میں ہے، خود نظر بند ہیں۔ ان کے گاؤں میں لوگ مارے گئے؟

جواب: کون سے گاؤں میں؟

سوال: لاکھات گاؤں میں؟

جواب: لاکھات گاؤں کا جتوئی سے کیا تعلق ہے اور اس گاؤں میں ابھی ایک آدمی مارا گیا ہے اور وہ بھی گولی سے نہیں مرا ہے۔

سوال: خواجہ خیر الدین کا سیاسی مسئلہ، مستقبل کیا ہے؟

جواب: ظلم کی داستانیں سنانے والوں کا مستقبل کیا ہوتا ہے۔ اس کے ماضی سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

سوال: بھٹو کے دور میں خواجہ خیر الدین نے مسلم لیگ کیلئے قربانیاں دی تھیں؟

جواب: پھر وہ آج پیپلز پارٹی کے ساتھ کیوں بیٹھتا ہے؟ اگر وہ ظلم کی داستان جو ہم کو سنائی جاتی تھی۔ اگر درست ہوتی تو پھر خواجہ پیپلز پارٹی کا دیوانہ کیسے بنتا۔ لوگوں کو بار بار بیوقوف بنایا جاتا ہے اور وہ خوشی

سے بنتے ہیں۔ بے وقوف لوگ ہی بے وقوف بنتے ہیں۔ جس کے پاس اپنی سوچ نہیں ہے۔

سوال: اکبر بگٹی سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے۔ انہوں نے اردو زبان کا بائیکاٹ کیوں کر رکھا ہے؟

جواب: میں نے پوچھا نہیں جو اردو زبان کا بائیکاٹ کرے۔ وہ سیاستدان تو نہیں ہے۔ میں نے اکبر بگٹی سے اسی زبان میں بات کی۔ جس میں ہمیشہ کرتا ہوں۔ سندھی اور انگریزی۔

سوال: ہمارے سیاستدان بیرون ملک تفریح و علاج کیلئے جاتے ہیں۔ آپ سندھ کے دیہاتوں میں جاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہ دارومدار ہے کہ آپ کس قسم کی تفریح چاہتے ہیں، اور کس قسم کا علاج۔ تفریح سے آپ کی (مراد) کیا ہے وہ مجھے پتہ نہیں۔

سوال: جام صادق بیرون ملک پیپلز پارٹی کے ہیں۔ بھٹو اور آپ کو لڑانے میں جام صادق کا اہم کردار کہا جاتا ہے۔ کیا یہ حقیقت ہے؟

جواب: میں نے بھٹو سے کبھی پوچھا نہیں۔ ہماری اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ ہم نے بھٹو سے کچھ نہیں پوچھا۔

سوال: ایشیا کے پورے خطے میں روایتی سیاست کا رواج ہے، مثلاً بھارت میں راجیو گاندھی اور بنگلہ دیش میں حسینہ واجد اور پاکستان میں بھٹو خاندان؟

جواب: یہ تو آپ ان کے حامیوں سے پوچھیں سیاسی جماعت جمہوری عمل سے بنتی ہے۔ وہ مافیا تنظیم نہیں، سیاسی جماعت میں الیکشن کا عمل دخل ہوتا ہے۔

سوال: ہمارے ملک میں ایک انتہا پسندانہ سرتیح پیدا ہو گئی ہے کہ کچھ عناصر جمہوریت کی بحالی کیلئے سرحد سے باہر دیکھ رہے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: جمہوریت مسلط نہیں کی جاتی۔ بلکہ انتخابی عمل کے ذریعے وجود میں آتی ہے۔ جس طرح جمہوریت ضروری ہے اسی طرح فوج بھی ضروری ہے۔ جو لوگ فوج کو تیار کر کے جمہوریت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔

سوال: ہندوستان میں جمہوریت کیوں قائم رہی۔ یہاں ملک میں مارشل لا ابھی تک کس طرح قائم ہے؟

جواب: وہاں کی سیاسی جماعتوں کے کردار میں جمہوری اصول اور عمل کو برقرار رکھا گیا ہے۔ ہمارے میں ایسا نہیں ہے۔ ہندوستان کی جو فوج ہے وہ بہت سے علاقوں سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ بھی بات ہو سکتی ہے۔

سوال: ہندوستان میں قیادت کا تسلسل بھی برقرار ہے؟

جواب: یہ بات بھی درست ہے۔

سوال: پاکستانی سیاست کی پہلی غلطی کون سی تھی؟

جواب: قائد ملت کی شہادت اصل بنیاد بنی۔

سوال: قائد ملت کے قاتل کون تھے؟

جواب: دولتانہ سے پوچھیں۔ وہ زیادہ اطلاعات رکھتے ہوں گے۔ جب ہی تو وہ اس موضوع پر بولے ہیں حکومت کو اس بارے میں کہنا چاہئے۔

سوال: آپ نے مسلم لیگ میں اپنے ''مناسب جانشین'' کا انتخاب کر رکھا ہے؟

جواب: یہ میرا دردسر نہیں ہے۔ مسلم لیگ جمہوری جماعت ہے۔ مسلم لیگ کے کونسل ہی اس بارے میں حتمی فیصلے کی مجاز ہے۔ مجھے ابھی تک یہ نہیں معلوم کہ آئندہ مجھے کونسل مسلم لیگ کا صدر منتخب کرتے ہیں یا نہیں۔ یہ تو کونسل نے فیصلہ کرنا ہے۔

سوال: آپ کے صاحبزادے کی شادی میں ایک میز پر صدر ضیاء الحق، مخدوم طالب المولیٰ اور آپ نے کھانا کھایا تھا۔ اب ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں؟

جواب: میں نے تو شادی نہیں کرنی، بچوں سے فارغ ہو چکا ہوں۔

سوال: آپ کے ''ہینری کسنجر'' (نام) محمد خان جونیجو اسلام آباد یاترا کرتے رہے ہیں ان کا مشن کیا تھا؟

جواب: محمد خان کا اسلام آباد میں اپنا گھر ہے۔ میری طرح کرائے کا مکان نہیں ہے۔

سوال: غلام مصطفیٰ جتوئی کیلئے آپ کے ذہن میں ''سافٹ کارنر'' کیوں ہے؟

جواب: ان ـ کے ساتھ ہمارے قریبی تعلقات ہیں اور ہم ان کے بہی خواہ ہیں۔

سوال: ایم آر ڈی کا کہنا ہے کہ مارشل لا حکومت کی آپ حمایت نہ کریں تو وہ جمہوریت بحال کرا سکتے ہیں اور جنرل ضیاء الحق کو ہٹا سکتے ہیں؟

جواب: ان جماعتوں کو مجھ سے شاید تکلیف پہنچی ہے جب ہی ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ جنرل ضیاء الحق تو بہر حال ایک آدمی ہیں۔ انہیں تو دو چار آدمی ہٹا سکتے ہیں۔ لیکن! فوج کو کون ہٹائے گا۔ یہ لوگ ہٹائیں گے۔ ان میں اتنی جرأت ہے۔ معافی مانگنے والوں میں۔ جنرل صاحب نمازیں زیادہ پڑھتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں۔ ہمارے سیاسی دشمن غیر سیاسی ہیں۔ اس لئے ہم ایم آر ڈی کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ یہ لوگ ہی جمہوریت کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ لوگ گھروں میں بیٹھے ہیں۔ باہر جا رہے ہیں۔ ہم ہی ایک ہیں جو باہر نہیں جاتے۔ جیل میں جانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ کھل کر حکومت پر تنقید کر رہے ہیں۔

سوال: حر آپ کی سیاسی قوت ہیں یا فقط مرید؟

جواب: میں حر بھی ہوں۔ مسلم لیگی بھی ہوں۔ اس طرح (حر) مسلم لیگی ہیں۔ یہ واحد خانقاہ ہے جس

نے سیاست کو مذہب سے ملا کر رکھا ہے اور ہماری چالیں سیاسی رہی ہیں۔اس واسطے اس خانقاہ کے پیر کی مخالفت حکومت کرتی ہے۔ پڑوسی زمیندار نہیں کرتا۔ ہماری امیروں نے مخالفت کی،انگریزوں نے اور بعد میں حکومتیں ہماری مخالف رہیں۔اس لیے منتظر ہیں کہ کب ذمہ داریاں سنبھالنے کا موقعہ آتا ہے۔ایک تنہا غلام اسحاق خان تو سب کچھ لیکر نہیں چلے گا۔

یہ انٹرویو یکم مارچ 1984ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

مسلم لیگ میں شامل ہر فرد میرا قابل اعتماد رفیق ہے

سوال: کہا جاتا ہے کہ سندھ کی نئی کابینہ میں مسلم لیگی شامل ہو رہے ہیں؟

جواب: اس ملک میں نوے فیصد مسلم لیگی ہیں۔ اس لئے جو بھی وزیر لئے جائیں گے وہ مسلم لیگی ہونگے۔

سوال: کیا جماعتی بنیاد پر مسلم لیگی اپنے اراکین کو وزارتی ذمہ داریاں سونپنے کے حق میں ہیں؟

جواب: جو پرانے وزیر تھے۔ وہ اب ہمارے ساتھ ہیں۔ اس لئے نئے وزیروں کے خلاف کیا کارروائی کی جاسکتی ہے۔

سوال: ذوالفقار علی شاہ جاموٹ، بوستان علی ہوتی، نواب محمد یامین خان نئی کابینہ میں شامل ہونگے؟

جواب: مجھے معلوم نہیں مجھ سے کسی نے مشورہ نہیں لیا ہے۔ ویسے نواب محمد یامین خان بے ریاست کے نواب ہیں۔ ان کے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ اس لئے بے رباست کے نواب سے ہر عمل کی توقع کی جاسکتی ہے۔

سوال: لیکن! آپ کا نقطہ نظر یہ رہا ہے کہ نواب محمد یامین خان آپ کے قابل اعتماد رفیق ہیں؟

جواب: مسلم لیگ میں شامل ہر فرد میرا قابل اعتماد رفیق ہے۔ ویسے نواب محمد یامین خان ہمارے اخبار کے ایڈیٹر تھے اور ہیں۔

سوال: کیا سیاسی حکومت کے قیام کے امکانات ہیں؟

جواب: سیاسی حکومت ابھی قائم ہوتی نظر نہیں آرہی ہے۔ لیکن سیاسی حکومت ہی موجودہ سیاسی بحران کو ختم کرسکتی ہے۔

سوال: کیا کابینہ کی از سر نو تشکیل میں آپ سے مشاورت کی جارہی ہے؟

جواب: ہم صوبائی کابینہ ہی نہیں، وفاقی کابینہ بنانے کی بھی اہلیت رکھتے ہیں۔ لیکن! انہیں ہمارے مشوروں کی ابھی ضرورت نہیں ہے اور ہم مسلم لیگ کو مضبوط بنارہے ہیں۔ دونوں مصروف ہیں اور اپنے اپنے کام کررہے ہیں۔

سوال: ممتاز دولتانہ اور سردار شوکت حیات سے آپ کے اختلافات کی بنیاد کیا ہے؟

جواب: میرے کوئی اختلافات نہیں ہیں، بعض عناصر ایسے ہیں۔ جن کی خواہش ہے کہ مسلم لیگ متحد اور منظم نہ ہو۔ اس قسم کے لوگ بیان بازی کرتے رہتے ہیں۔ ان کی باتوں پر نہ پہلے کبھی مسلم لیگیوں نے توجہ دی تھی اور نہ آئندہ دیں گے۔

سوال: لاہور میں مسلم لیگ کا 23 مارچ کا کنونشن کامیاب رہا ہے۔ اس پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

جواب: سیاست پر پابندی ہے اس لیے 23 مارچ کو مسلم لیگ کا کنونشن نہیں ہوا تھا۔ یہ ایک مل بیٹھنے کی تقریب تھی۔ جو 23 مارچ کے حوالے سے ہم نے منعقد کی تھی۔

سوال: آپ نے حال ہی میں صدر جنرل ضیاء الحق سے ملاقات کی ہے؟

جواب: نہیں۔ جب وہ بلائیں گے ہم چلے جائیں گے۔ ابھی تک ان کا بلاوہ نہیں آیا ہے۔

سوال: ملتان میں اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا تھا کہ پاکستان ہندوؤں اور انگریزوں کی مشترکہ سازش کا نتیجہ تھا آپ کے اس مؤقف کا جواب کیا ہے؟

جواب: میں نے کبھی یہ نہیں کہا تھا۔ یہ بیان غلط رپورٹ کیا گیا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ انگریز برصغیر اپنی کمزوریوں کی وجہ سے چھوڑ کر گئے تھے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے یہ مسلمانوں کی تاریخ ساز سیاسی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ پاکستان مسلم لیگ کی رہنمائی میں قائم ہوا تھا اور برصغیر کے مسلمانوں نے قربانیوں دے کر اس مملکت کو حاصل کیا تھا۔ ہمارے اسلاف نے تحریک آزادی میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

سوال: کالعدم جماعت اسلامی نے بھی حکومت کے خلاف محاذ آرائی کا آغاز کر دیا ہے کیا یہ ان کی نورا کشتی ہے؟

جواب: نورا کشتی ہے یا نہیں۔ اس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم۔ آپ جماعت اسلامی کے کسی مولانا سے پوچھئے۔

سوال: ملک میں وسیع تر سیاسی اتحاد کے قیام کیلئے کوششیں ہو رہی ہیں۔ کیا مسلم لیگ اس اتحاد میں شامل ہوگی؟

جواب: میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ تمام جماعتوں کو مسلم لیگ کی قیادت قبول کر لینا چاہئے۔ فقط مسلم لیگ کی قیادت میں قائم ہونے والا اتحاد پائیدار و مستحکم ہوگا اور اس کے مثبت نتیجے نکلیں گے سیاسی جماعتوں کا اتحاد اگر ضروری ہے تو سیاسی جماعتیں آئیں اور ہمارے پیچھے چلیں۔ مسلم لیگ کی رہنمائی میں انہیں جمہوریت بھی مل جائے گی اور عوام کی حکمرانی کا حق بھی مل سکتا ہے۔ اگر وہ ادھر ادھر گھومتے رہے تو پھر انہیں منزل نہیں مل سکے گی اور وہ مار کھاتے رہیں گے۔ آج نہیں تو کل سب کو تسلیم کرنا ہوگا کہ پاکستان میں مسلم لیگ ہی وہ واحد سیاسی جماعت ہے۔ عوام کی حمایت حاصل ہے اور جو اس ملک پر حکمرانی کا حق رکھتی ہے۔

سوال: 4 اپریل کو گڑھی خدابخش میں بھٹو نے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے بعد اب آپ کو تنقید کا نشانہ

بنایا گیا ہے۔آپ کا کیا ردعمل ہے؟

جواب: پیپلز پارٹی والے ہمیں یاد رکھتے ہیں یہ ان کی مہربانی ہے۔

سوال: کیا چھ حروں کے قتل کے متعلق آپ کی جماعت اپیل کرے گی؟

جواب: جو عدالتی فیصلہ ہوا ہے ہم اسے Obey (تعمیل) کرتے ہیں۔ عدالتی فیصلے کو تسلیم کر لینا چاہئے۔اپیل کرنا استغاثہ کا کام ہے۔

سوال: کیا سابقہ دورِ حکومت میں حروں پر ہونے والے مظالم کا ارتکاب کرنے والے معافی کے مستحق ہیں؟

جواب: انتقام پیپلز پارٹی کی پالیسی ہے۔ ہمارا انتقام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسلم لیگ کی ڈکشنری میں لفظ انتقام نہیں ہے۔اس لئے ہم انتقام پسندوں کے ساتھ مفاہمت پر یقین نہیں رکھتے ہم نے اپنا مقدمہ خدا کی عدالت میں پیش کر رکھا ہے۔ زمین پر بھی انصاف ہوگا اور آسمان پر عدل ہوگا۔ظلم کرنے والی طاقتیں احتساب خداوندی سے بچ نہیں سکتیں۔

سوال: صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے بے نظیر بھٹو کو ''ذہین طالبہ'' قرار دیا ہے۔آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: صدر صاحب نے کہا ہے تو درست کہا ہے۔ بے نظیر بھٹو کو آکسفورڈ یونیورسٹی والوں نے اپنا صدر بنایا تھا۔وہ ذہین اور قابل طالبہ تھیں اسی لیے تو غیر ملکیوں نے انہیں منتخب کیا تھا۔

سوال: سندھ کے سابق گورنر لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی نے کہا ہے کہ ایم آر ڈی کی تحریک بحالی جمہوریت کی جدوجہد تھی آپ کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

جواب: یہ تحریک ختم ہو چکی ہے یہ توڑ پھوڑ دہشت گردی اور لوٹ مار کی تحریک تھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ اب اس تحریک کا کیوں پوسٹ مارٹم کیا جا رہا ہے۔

سوال: امریکی سینیٹر چارلس پرسی نے یہ تاثر دیا ہے کہ امریکی امداد برائے پاکستان کا فیصلہ بے نظیر بھٹو سے مشاورت کے بعد کیا گیا ہے۔آپ اس بارے میں کچھ فرمائیں گے؟

جواب: میں نے اس کا جواب مکمل طور پر انور قدوائی کو دیا ہے۔آپ ان سے میرے بیان کے متعلق معلوم کر لیں۔

سوال: لیکن! وہ تو لاہور میں ہیں؟

جواب: ٹیلی فون پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: ایبٹ آباد میں اصغر خان کے پاس ٹیلی فون ہے۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ گفتگو کر لیں۔ تاکہ یہ بات چیت ''نوائے وقت'' کے قارئین کیلئے پیش کی جائے۔آپ نے کہا تھا کہ ایبٹ آباد کی کال بہت

مہنگی ہے۔اسی طرح لاہور کی کال بھی بڑی مہنگی ہے۔ برائے کرم آپ ابھی جواب دیں تو مناسب ہوگا؟

جواب: میں قدوائی کو ٹیلیفون کر دوں گا وہ آپ کو جواب بتا دے گا۔

سوال: مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ سے آپ ملاقات کریں گے؟

جواب: سنا ہے وہ کراچی میں میری قیام گاہ کے قریب مقیم ہے۔ان سے ملاقات ہوگی۔وہ ہمارے دوست ہیں۔

سوال: کیا دوستی سیاسی رفاقت میں تبدیل ہوسکتی ہے؟

جواب: ان کی سیاست علیحدہ ہے، ہماری علیحدہ۔لیکن! تعلقات گہرے ہیں۔ یہ دوری بھی محبت اور مفاہمت کا پُل ہے۔سمجھ گئے نا۔

سوال: انتظامی تبدیلیوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: یہ حکومت کی اندرون خانہ تبدیلی ہے۔ ہر حکومت میں اس طرح تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ انتظامی تبدیلیاں ایک مسلسل عمل ہیں۔ان سے سیاسی نتائج اخذ نہیں کئے جا سکتے۔ یہ تو ایک حکومتی اقدام ہے جو حکمرانوں نے اپنی سہولت کے مطابق اٹھایا ہے۔

سوال: سردار قیوم کا اندرون سندھ کا مشن آپ کے مشورے سے شروع کیا گیا ہے؟

جواب: وہ ہمارے دوست اور بہی خواہ ہیں لیکن! ان کے اندرون سندھ کا دورہ میرے مشورے سے نہیں ہوا تھا۔ وہ یہاں آئے تھے۔لوگوں سے ملے ہیں اور سیاسی رہنماؤں کے اس نوعیت کے دورے عمومی حیثیت کے حامل ہیں۔

سوال: سیاسی حلقوں میں قیاس کیا جاتا ہے کہ سردار قیوم نے آپ کے نمائندے کی حیثیت سے سندھ کے سیاستدانوں سے ملاقاتیں کی تھیں؟

جواب: مجھے کسی کو نمائندہ بنانے کی ضرورت کیا تھی اگر نمائندگی کرنا مقصود ہوتی۔تو یہ ذمہ داری میں ذوالفقار علی شاہ جاموٹ کے سپرد کرتا جو سندھ کے حالات کو جانتے ہیں۔سب لوگوں سے واقف ہیں۔ویسے میں براہ راست بھی مل سکتا تھا۔رابطے کے بہت سے ذریعے ہیں۔آج کل ''لو'' بھی بغیر ٹیلی فون کے نہیں ہوسکتا۔ٹھیک ہے نا میری بات۔

سوال: کئی وفاقی وزراء 23 مارچ کو مسلم لیگ کی تقریب میں شرکت کیلئے کیوں نہیں آئے؟

جواب: یہ ان کی مرضی ہے۔ویسے سندھ کے جو پہلے وزراء تھے وہ بے چارے اپنے گھروں میں بیٹھ کر خیالوں میں گھنٹی بجا رہے ہوں گے، سوائے تین کے۔

سوال: تین کون؟

جواب: ایک جج، ایک میئر اور ایک ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئر مین۔

سوال: سندھ میں بڑھتی ہوئی لاقانونیت کی وجوہات کیا ہیں؟

جواب: سندھ میں اغوا، ڈکیتی کی وارداتیں ہورہی ہیں۔ عوام میں عدم تحفظ کا احساس ہے۔ اس لاقانونیت کو سیاسی حکومت کے قیام سے ہی ختم کیا جاسکتا ہے۔ سیاسی افراد ہی لاقانونیت سے نمٹ سکتے ہیں۔ اگر مسلم لیگ کی سیاسی حکومت قائم ہوگئی تو سندھ میں لاقانونیت کا قلع قمع کردیا جائیگا اور ڈاکوؤں کے خلاف سخت کارروائی ہوگی۔ لیکن! سب سے پہلا مسئلہ سیاسی حکومت کی تشکیل ہے۔ کیونکہ حکومت میں جب تک اثر ورسوخ رکھنے والی شخصیات شامل نہ ہوں اس حکومت کا دائرہ کار محدود رہتا ہے۔ اس لئے میں مسلسل کہہ رہا ہوں کہ مسلم لیگ کی رہنمائی میں سیاسی حکومت قائم کی جائے۔

سوال: کیا مسلم لیگ کی تنظیم کیلئے قومی سطح پر آپ کے دورے کا پروگرام ہے؟

جواب: سیاسی سرگرمیوں پر پابندی ہے۔ میں مسلم لیگ کے ہم خیالوں کی تعداد میں اضافے کیلئے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہوں۔ اگر دورہ کرنا پڑا تو لوگوں سے ملیں گے ویسے بھی دورے کرتا رہتا ہوں۔

سوال: مسلم لیگ میں اگر اکثریت نے ایم آر ڈی میں شمولیت کا فیصلہ کیا تو آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟

جواب: کونسی ایم آر ڈی؟ وہ ایم آر ڈی جو فقط باتھ روم میں تحریک چلا چکی ہے اور ناکام رہی ہے۔ ہم اس میں کیوں شامل ہوں گے۔ مسلم لیگ باشعور افراد پر مشتمل ہے۔ میرے رفقاء اور ساتھی اس قسم کا فیصلہ نہیں کرسکتے۔ ہاں، اگر تمام سیاسی جماعتیں ہمارے پیچھے چلنے پر تیار ہوجائیں تو یہ ملک اور قوم کیلئے بہتر ہوگا۔ مسلم لیگ ہی جمہوریت بحال کراسکتی ہے اور مارشل لا کو ختم کراسکتی ہے۔

سوال: کالعدم جمعیت علمائے پاکستان سے آپ کے تعلقات کیسے ہیں؟

جواب: ہم نورانی میاں کے بڑے بھائی ہیں اور رہیں گے وہ ہمارے چھوٹے بھائی ہیں اور ہماری بڑائی کو مانتے ہیں۔ وہ ہم سے کوشش بھی کریں تو علیحدہ نہیں ہوسکتے۔ ہمارے راستے ایک ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ ہیں وہ کھانے پر بلائیں ہم چلے جائیں گے۔ کیونکہ نورانی میاں کا کھانا کھلانے کا پرانا وعدہ ہے۔

سوال: گول میز والا کھانا؟

جواب: کسی بھی کانفرنس کا کھانا۔ کھانا تو آخر کھانا ہوتا ہے۔

یہ انٹرویو 16 اپریل 1984ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

حُر ملک وقوم کے خادم

سوال: سندھ میں ڈاکوؤں کی پشت پناہی کون کر رہا ہے؟

جواب: جو لوگ پہلے تحریک چلا رہے تھے، اب وہ ہی ڈاکوؤں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ یہ ایم آر ڈی کی تحریک کا تسلسل ہے۔

سوال: کیا ان ڈاکوؤں کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جب تک ڈاکوؤں کی گٹھ جوڑ رکھنے والے آفیسروں کو ختم نہیں کیا جائے گا، ڈاکو پیدا ہوتے رہیں گے۔

سوال: کیا ڈاکوؤں کے لئے حُر مجاہدین کی کارروائیاں نتیجہ خیز ثابت ہوں گی؟

جواب: حُروں کو پولیس میں ملازمتیں ملی ہیں۔ وہ بے روزگار تھے، اب حر برسر روزگار ہیں۔ میں تو فقط اُنہیں روزگار دلانے میں معاون رہوں گا۔ ایوب خان کے دور میں حروں نے ڈاکوؤں کو ختم کیا تھا۔ اب بھی پولیس میں شامل حر حکومت کی ہدایات کے تحت ڈاکوؤں کا مقابلہ کریں گے، لیکن یہ پولیس میں شامل حروں اور حکومت کا معاملہ ہے، میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال: آپ کی گورنر سندھ لیفٹیننٹ جنرل جہانداد خان سے ملاقات ہوئی تھی۔ جس کی آپ نے تردید کردی تھی اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب: میں نے تردید نہیں وضاحت کی تھی کہ گورنر سندھ سے حر فورس کے موضوع پر میری کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ گورنر سندھ سے ہمارے تعلقات نواب آف کالا باغ کے دور سے ہیں، ہم پہلے بھی ملتے تھے اور اب بھی ملتے ہیں آپ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہیں میری گورنر سندھ سے ملاقات ہوئی تھی جو شخص اپنے مؤقف پر ڈٹا رہتا ہے وہی سچا ہوتا ہے سمجھ گئے ہیں نا۔

سوال: کیا سندھ کے ڈاکوؤں دہشت گرد ہیں؟

جواب: لیڈر شپ گناہ گار ہے گناہ گاروں کی پارٹی کا لیڈر بھی گناہ گار ہوتا ہے، ایک ڈاکو مارا گیا اب اس کی قبر پر مقبرہ بنے گا، وہ قبر سے نکل کر اپنے حامیوں کو فیض یاب کرے گا۔

سوال: اگر حر ڈاکوؤں کا قلع قمع کرنے میں کامیاب ہوئے تو کیا آپ کو حکومت سے تعاون کرنے پر

کوئی اعزاز ملے گا؟

جواب: حر ملک قوم کے خادم ہیں انہیں انعام اکرام کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم عوام کی عزت و مال آبرو کا تحفظ چاہتے ہیں۔ اگر چند ڈاکو لوگوں کو لوٹیں قتل و غارت گری کریں، پاکستانی نظریاتی محافظ ہونے کی وجہ سے حروں کا حق ہے کہ وہ لاقانونیت پھیلانے والوں کا مقابلہ کریں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو کیا کوئی گھر میں رہنے والا اپنے مکان کی حفاظت کرے تو اسے بھی انعام دیا جاتا ہے۔

سوال: کہا جا رہا کہ سندھ کابینہ کی تشکیل میں آپ کی مشاورت بھی شامل تھی؟

جواب: چند لوگ بیچارے بے روزگار تھے ان کا روزگار لگ گیا ہے وزارت سے باہر کماتے تھے، اب وزیر ہونے کے بعد کم کمائیں گے۔ یہ وزراء خود اپنے بیوی بچوں کی نمائندگی کرتے ہیں ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بوستان علی ہوتی بھی اپنے خاندان کی نمائندگی کرتا ہے۔

سوال: بعض عناصر سندھ کے ڈاکوؤں کو اپنا ہیرو سمجھنے لگے ہیں۔ اس طرز عمل کا جواز کیا ہے؟

جواب: ہر سمجھدار آدمی اپنے سے زیادہ سمجھدار آدمی کو اپنا مربی، ہر ڈاکو اپنے سے بڑے ڈاکو کو اپنا قائد اور ہر چور اپنے بڑے چور کو اپنا رہنما سمجھتا ہے۔ یہ تو کوئی نئی بات نہیں۔

سوال: کیا حر مجاہدین مستقل محکمہ پولیس میں شامل رہیں گے؟

جواب: جس کا دانہ پانی جہاں لکھا ہے وہاں اسے رہنا پڑتا ہے۔ پہلے پنجاب سے پولیس میں لوگ آتے تھے اور ملازمتیں کرتے تھے۔ اب سندھ کے حروں کو ملازمتیں مل گئیں تو اس پر اتنی قیاس آرائیاں کیوں ہیں۔ حروں نے درخواستیں دے کر ملازمتیں حاصل کی ہیں۔ صوبائی باشندے ہیں ملازمتیں حاصل کرنا ان کا حق ہے۔

سوال: پیر صاحب! آج کل آپ کیا کر رہے ہیں؟

جواب: تماشہ دیکھ رہے ہیں۔

سوال: کب تک تماشہ دیکھیں گے؟

جواب: پہلے ہمارے مشورے فقط سنے جاتے تھے اب سمجھا جا رہا ہے اور مشوروں پر عمل بھی کیا جا رہا ہے، ہم ان کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔

سوال: بھارت میں امرتسر کے گوردوارہ دربار صاحب پر فوج کشی پر آپ کا تبصرہ کیا ہے؟

جواب: چودھری ظہور الٰہی کے بیٹوں (چودھری شجاعت اور وجاہت) سے پوچھیں اس بارے میں وہی بتا سکیں گے۔

سوال: کیوں چودھری ظہور الٰہی کے بیٹوں کا اس اقدام سے کیا تعلق؟

جواب: وہی سکھ یاتریوں کو دعوت دیتے ہیں، مرغ پلاؤ کھلاتے ہیں ہماری تو سکھوں سے بھی کبھی نہیں

بنی۔ ہمارے بزرگوں نے بھی سید احمد شہید کے ساتھ مل کر سکھوں کا مقابلہ کیا تھا۔ مذہبی مقامات میں بیٹھ کر تشدد کی تحریک چلانے کا میں اصولی طور پر مخالف ہوں۔

سوال: آزاد کشمیر کا آج کل موسم کیا ہے؟

جواب: میں آزاد کشمیر گیا تھا۔ وہ مقام نیلا بٹ بھی دیکھا جہاں سے کشمیروں نے جہاد شروع کیا تھا۔

سوال: خلیج میں عالمی طاقتوں کے عزائم کیا ہیں؟

جواب: بڑی طاقتیں اپنے مفاد کے تحت کام کرتی ہیں۔ خلیج کا تیل جدید دنیا کی شہ رگ ہے اور بڑی طاقتیں خلیج کے تحفظ کے نام پر مفادات کا تحفظ کر رہی ہیں۔

یہ انٹرویو 3 اکتوبر 1984ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا، جو ذوالفقار علی شاہ جاموٹ کی قیام گاہ پر لیا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

اصغر خان کو کون سیاستدان کہتا ہے

سوال: آج کل سیاسی موسم کیسا ہے؟

جواب: کونسی سیاست؟ کہاں ہے سیاست؟ سیاست کا تو وجود ہی نہیں ہے اس لئے سیاست کا موسم کیسے ہوسکتا ہے؟

سوال: سیاستدان تو موجود ہیں؟

جواب: کہاں ہیں سیاستدان؟ اس ملک میں اب بھی سیاست دان ہیں؟ مجھے ایک، دو کے نام تو بتائے جائیں۔ میرا خیال ہے کہ اس قسم کی سیاسی مخلوق اپنا وجود کھو بیٹھی ہے۔

سوال: اصغر خان سیاست دان ہیں آپ بھی تو سیاستدان ہیں؟

جواب: اصغر خان کو کون سیاستدان کہتا ہے۔ وہ ریٹائرڈ فوجی ہیں اور فوجی سیاستدان نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ فوج میں حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اصغر خان کی ابتدائی ٹریننگ سیاسی نہیں ہے وہ فقط جہاز اڑا سکتے ہیں۔ میں تو سیاستدان کے ساتھ پیر بھی ہوں۔

سوال: پانچ سال بعد اصغر خان نظر بندی سے رہا ہوئے ہیں۔ آپ نے انہیں مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے؟

جواب: پانچ سال سے وہ کسی جیل میں نہیں تھے اپنے گھر میں آرام کر رہے تھے، ریڈیو سن رہے تھے، ٹیلیویژن دیکھ رہے تھے، کتابیں پڑھ رہے تھے اور اپنے مضامین لکھوا رہے تھے۔ اب اگر وہ گھر سے باہر آگئے ہیں تو انہیں کیوں مبارکباد دی جائے! ویسے بھی اپنے ملک کی جیل میں رہنا کوئی خوش بختی اور اچھائی نہیں ہے۔ دشمن کی قید برداشت کرنا ہمت کا کام ہے گھر پانچ سال بیٹھے رہنا کوئی قید نہیں ہے۔ میں بھی تو اپنے گھر میں رہتا ہوں مجھے کس نے مبارکباد دی ہے۔

سوال: آپ کے اور اصغر خان کے مابین اختلافات کی بنیاد کیا ہے؟

جواب: میرے کسی شخص سے اختلافات نہیں ہیں۔ میں کسی کا مخالف نہیں ہوں۔ لیکن! یہ بات ہے کہ میں جس سیاسی جماعت کا سربراہ ہوں اس نے پاکستان بنایا ہے۔ میں غیر سیاسی لوگوں سے روابط کا قائل نہیں ہوں۔ ایک انگریزی کہاوت ہے کہ ایک مربی و رہنما اپنے سے بڑے بے وقوف کو Admire (پسند) کرتا

ہے۔لیکن! ایسے حالات نہیں ہیں۔

سوال: صدر مملکت آپ کی قیام گاہ پر تشریف لا رہے تھے۔ آپ کس طرح اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس ان سے ملنے چلے گئے؟

جواب: آپ صحافی لوگ سراغ رساں ہیں، آپ خود تحقیق کریں کہ میزبان کس طرح مہمان بن بیٹھا۔ مجھے بھی علاقے کے تھانیدار کے ذریعے معلوم ہوا تھا جنرل صاحب میرے یہاں آرہے تھے۔

سوال: صدر مملکت سے آپ کی گفتگو کس موضوعات پر ہوئی؟

جواب: چھوٹا کھانا ہو یا بڑا کھانا جب وہ بلاتے ہیں، ہم چلے جاتے ہیں، کھانا کھاتے ہیں اور آجاتے ہیں۔ یہ راویت بن گئی ہے نتیجہ تو صفر ہی نکلے گا، ویسے بھی کھانا کھانے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ انہیں بھی معلوم ہے کہ میرا موٴقف کیا ہے اور میں بھی ان کے ارادوں سے واقف ہوں۔ بس کھانے میں گپ شپ ہی ہوتی ہے۔ یوں سمجھئے صفر جمع صفر مساوی صفر ہی ہے۔

سوال: آپ نے اپنے ساتھیوں کا اجلاس کب طلب کر رہے ہیں؟

جواب: سیاست نہیں ہے اس لئے اجلاس بھی نہیں ہے۔ دوست احباب کھانے پر جمع ہوتے ہیں اب شاید میری ''برتھ ڈے'' پر اکٹھے ہوں پھر مجھے مبارکباد دیں گے۔ وہ کھانا کھائیں گے اور اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ لیکن میرے کھانے کا نتیجہ صفر نہیں نکلے گا۔ سمجھ گئے نا۔

سوال: اس سال کا کیک کتنے پونڈ کا ہوگا؟

جواب: غالباً چھتیس پونڈ کا۔

سوال: غالباً کا لفظ آپ نے کیوں استعمال کیا ہے؟

جواب: آج کل اندازوں کا دور ہے۔ اس لئے اندازے سے ہی بات کی جاسکتی ہے۔

سوال: مولانا شاہ احمد نورانی سے آپ کی بات چیت کیسی رہی؟

جواب: وہ میرے چھوٹے بھائی ہیں، بڑے سعادت مند بھائی ہیں۔ ہمارے ہم خیال ہیں۔ ان کی طبیعت خراب تھی، میں نے مزاج پرسی کی ہے اور گپ شپ ہوئی ہے۔ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ اب وہ کہتے ہیں میرے ساتھ ہر جگہ جاسکتے ہیں۔ اسلام آباد نہیں جاسکتے اسلام آباد اچھا شہر ہے وہاں کوئی نہیں جانا چاہتا وہ پہلے بھی اسلام آباد جاتے رہے ہیں۔ اب ہمارے ساتھ اسلام آباد چلیں تو ان کا کونسا نقصان ہوگا۔ ویسے سعادت مندی کا تقاضا یہی ہے کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی باتوں کو مان لیا کرے۔

سوال: سنا ہے آپ پتنگ بازی چھوڑ کر کالم نگاری شروع کر رہے ہیں؟

جواب: جب سے قاضی عدالتیں وجود میں آئی ہیں ہمارے ایس ایم ظفر نے کالم نگاری شروع کر دی ہے۔ میری اس بارے میں نیک تمنائیں ان کے ساتھ ہیں، لیکن! یہ بھی حقیقت ہے کہ میں ان کا کبھی

کلائنٹ (مؤکل) نہیں رہا ہوں۔ میری پتنگ بازی کی بڑی شہرت ہے اس ملک میں لوگ افواہ اڑاتے ہیں، دوسروں کا نام اور کام اڑاتے ہیں، F16 اڑاتے ہیں۔ان اڑانوں پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ میں نے اگر پتنگ اڑائی ہے تو ہر طرف چرچا ہے ویسے بھی پتنگ ہمیشہ ہماری ہی اونچی اڑے گی۔

سوال: سندھ میں امن امان کی صورتحال کے متعلق آپ کا کیا نقطۂ نظر ہے؟

جواب: اس کا جواب آئی جی سندھ پولیس ہی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ جنرل صاحب انہیں لائے ہیں اور ان کے اعتماد کے آدمی ہیں۔

سوال: عبداللہ روکڑی نے کہا ہے کہ آپ نے مسلم لیگ کے اتحاد کیلئے صدارت سے علیحدگی کی تجویز پیش کی ہے؟

جواب: مسلم لیگ تو میری قیادت میں پہلے ہی متحد ہے۔ روکڑی صاحب کس مسلم لیگ کے اتحاد کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ مسلم لیگ کا کوئی گروپ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دھڑا ہے۔ تمام گروپوں کا انضمام بہت پہلے ہو چکا ہے۔

سوال: ملک میں انتخابات کے بارے میں آپ پر امید ہیں؟

جواب: میں نے پہلے بھی کہا ہے اور پھر دہراتا ہوں کہ بیوروکریسی الیکشن کیلئے انتظامات کر رہی ہے اور جنرل صاحب حالات کو ناسازگار بتا رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ جنرل صاحب سازگار حالات کی تلاش تک الیکشن کو ملتوی رکھیں گے۔

سوال: مسلم لیگ سندھ میں کتنی نشستیں حاصل کرے گی؟

جواب: جب بھی الیکشن ہوں گے۔ ہر نشست پر مسلم لیگ کامیاب ہوگی۔ کیونکہ سندھ میں مسلم لیگ کے علاوہ کوئی جماعت نہیں ہے۔ ساری کی ساری نشستیں مسلم لیگ جیتے گی اور ہم ہی اقتدار میں آئیں گے۔

سوال: آپ کے لہجے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل جی ایچ کیو سے آپ کے روابط خوشگوار نہیں ہیں؟

جواب: جی ایچ کیو سے ہمارے تعلقات ہمیشہ اچھے رہے ہیں۔ لیکن! جی ایچ کیو میں الیکشن نہیں سلیکشن ہوتا ہے۔ اس لئے نہ وہ میرا سلیکشن کر سکتے ہیں اور نہ میں انہیں الیکٹ کرا سکتا ہوں۔

سوال: بھارت کے جنگی عزائم کی وجہ سے سیاسی مفاہمت کے بارے میں آپ کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: آج کل بھارتی کرکٹ ٹیم پاکستان کے دورے پر آئی ہوئی ہے۔ ٹیم کا پرتپاک استقبال ہوا ہے۔ ہزاروں لوگ کرکٹ میچ دیکھ رہے ہیں اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے تعلقات اچھے ہیں۔ سیاسی مفاہمت تو وہاں ہوتی ہے جہاں سیاست ہو۔ ہمارے یہاں تو سیاست پر ہی پابندی عائد ہوگئی ہے۔

سوال: صحافت پر پابندیوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: غلط خبروں کو تو شائع کرنے کی تو کبھی پابندی نہیں رہی ہے۔ غلط خبریں پہلے بھی شائع ہوئی تھیں اور آج بھی شائع کی جا رہی ہیں۔ غلط خبریں شائع کرنے سے آپ کو کب روکا گیا ہے۔

سوال: اخبارات آزاد تو نہیں ہیں؟

جواب: اخبارات کے علاوہ اور کونسی شے آزاد ہے؟ آزادی تو مجھے نظر نہیں آتی۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اخبارات آزاد نہیں ہیں۔ اخبارات کی آزادی تو اس وقت ہوگی کہ جب سیاست آزاد ہوگی۔ سیاست خود قید میں ہیں آپ کو اخبارات کی آزادی سے کیا ملے گا۔

سوال: ہر معاشرے کیلئے آزادی صحافت تو ایک لازمی عنصر ہے؟

جواب: میرا مشورہ ہے کہ صحافی لوگ کم سچ بولا کریں اور کم سچ لکھا کریں کیونکہ مکمل سچ بولنے اور لکھنے کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے اور یہ ایک مہنگا سودا ہے۔

سوال: کیا ایم آر ڈی سے آپ کا اتحاد ممکن ہے؟

جواب: ایم آر ڈی کہاں ہے؟ وہ تو سرکاری جماعتیں ہیں پہلے جلوس نکالتے تھے، نعرے لگاتے تھے، توڑ پھوڑ کرتے تھے اور اب جلوس کی صورت میں جنرل صاحب سے ملنے جا رہے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ سب ہی مسلم لیگی تھے۔ اس ملک میں جماعتیں لوگ تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ ایم آر ڈی اب جنرل صاحب کی بھی ٹیم بن گئی ہے۔

سوال: اور کالعدم پیپلز پارٹی؟

جواب: وہ بھی حکومت کی پارٹی ہے۔ یہ لوگ آج کل حاکموں سے مل کر خبریں بنوا رہے ہیں۔

سوال: خواجہ خیر الدین لندن سے آپ کیلئے بھی کوئی پیغام لائے ہیں؟

جواب: خواجہ خیر الدین پرائے خرچ پر سفر کرتے ہیں۔ جب وہ اپنی جیب سے سفر کریں گے تب ممکن ہے کہ وہ پیغام رسائی کر سکیں خدا خواجہ کو خیر میں رکھے۔

سوال: کیا آپ خود انتخابات میں امیدوار ہوں گے؟

جواب: بھئی، انتخابات ہی دور ہیں۔ میں کیسے بن سکتا ہوں۔ ویسے کراچی جیم خانہ کے علاوہ کوئی الیکشن ہوتے نظر نہیں آتے۔ میں اپنی امیدواری کا فیصلہ اسی وقت کروں گا، جب الیکشن ہوں گے۔

سوال: آپ کے ستارے 1987ء کو الیکشن کا سال قرار دے رہے ہیں؟

جواب: دیکھیں جنرل صاحب کامیاب ہیں یا بیوروکریسی دونوں اپنی اپنی تیاری کر رہے ہیں اور ہم تو حالات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

سوال: مجلس شوریٰ کے تمام اراکین کو ہم نے مسلم لیگ میں شامل کر لیا ہے۔ جب کہ آپ تو انہیں ''بروٹس'' سمجھتے تھے کہ جس نے سیزر کی پشت میں خنجر کو گھونپا تھا؟

جواب: شوریٰ والے ہم خیال ہیں۔ ہم ان کی ہم خیالی کے مخالف نہیں ہیں۔

سوال: آپ اسلام آباد کب جا رہے ہیں؟

جواب: اسلام آباد سے بلاوہ آیا تو چلیں جائیں گے۔ ابھی تو میں بائیس، تیئس تاریخ تک پیر جو گوٹھ میں رہوں گا۔

سوال: مجموعی ملکی حالات کے متعلق آپ کا جائزہ کیا ہے؟

جواب: ملکی حالات بہتر ہیں۔ لوگ کرکٹ کمنٹری سن رہے ہیں۔ غیر سیاسی حالات میں غیر سیاسی لوگ بول رہے ہیں اور ایم آر ڈی والوں میں حکومت سے رابطہ قائم کرنے کی دوڑ ہو رہی ہے۔ ہر شخص پہلے ہاتھ ملانا چاہتا ہے۔ ملکی حالات اب بھی بہتر نہ ہونگے تو کب ہونگے۔

یہ انٹرویو 24 اکتوبر 1984ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

جنرل ضیاء ہماری طرح

سوال: حکومت نے کتنی ہی کامیٹیاں قائم کی ہیں جو نئے سیاسی نظام کے بارے میں اپنی سفارشات تیار کریں گی، آپ کے خیال میں ان کامیٹیوں میں سے کس کی سفارشات کامیاب ہوں گی، کابینہ کمیٹی کی، انصاری کمیشن کی، یا ملٹری کونسل کی؟

جواب: خبر نہیں کہ کس کی سفارشات قبول ہوتیں ہیں۔ ویسے تو حکومت نے ساری سیاسی پارٹیوں سے نئے نظام کے متعلق 21 سوال پوچھے تھے۔ ہم نے ان کے تفصیل سے جواب دیئے تھے ان میں ہی حکومت کی بناوٹ کے متعلق ہم نے اپنی رائے دیدی تھی۔

سوال: کیا آپ کو امید ہے کہ آپ کی بھیجی ہوئی سفارشات قبول ہوں گی؟

جواب: ہم نے ان سفارشات پر عمل کرنے کے لئے نہیں کہا ہے، پر ہم نے حکومت کو یہ بتا دیا ہے کہ جب ہماری حکومت قائم ہوگی تو ہم اسی مطابق عمل کریں گے۔

سوال: کیا آپ کا مقصد ہے کہ نئے سیاسی نظام آنے کے بعد حکومت آپ کو مل جائے گی؟

جواب: جنرل ضیاء ہماری طرح اچھا بھلا گھوم رہا ہے پھر بلا وجہ ڈھانچے کی بات کیوں کرتے ہو؟ ویسے بھی یہ سب باتیں سیاسی تو نہیں ہیں، جب سیاسی باتیں چلیں گی تب یہ حالتیں نہیں ہوں گی جو اس وقت ہیں پھر تو بیل کو گاڑی چھوڑنی پڑے گی، آپ بھی بڑے بادشاہ ہو، اگر اتنی جلدی سیاست آنی ہوتی تو پھر چوھدری محمد علی بھی نہ ہارتا وہ تو زیادہ تجربے کار بھی تھا اور ہوشیار بھی۔

سوال: کیا چھ سال کوئی کم عرصہ ہے؟

جواب: تھوڑا احساب کریں چودھری محمد علی کو کتنا وقت لگا ہوگا، پر وہ 1956ء میں بھی ہار گئے۔

سوال: ڈھانچوں کی باتیں تو قبرستاں میں ہوتی ہیں یہ تو زندہ انسانوں کی زمین ہے؟

جواب: کیا پتہ جو لوگ ڈھانچے کی بات کرتے ہیں وہ قبرستان سمجھ کر کرتے ہوں؟

سوال: حکومتی ڈھانچے سے مراد بناوٹ ہے؟

جواب: نظام اور ڈھانچے میں فرق ہے۔ کیا خبر ڈھانچہ بکری کا ہے یا گائے کا جو کارٹون آپ کی اخبار میں چھپا ہے اس میں ڈھانچے کی ٹانگیں تو نظر آرہی ہیں پر لوگوں کو کیا پتہ کے سر کس چیز کیا ہے؟

سوال: نئے نظام آنے کے بعد مسلم لیگ کا کیا ردعمل ہوگا، ایم آر ڈی والوں نے تو تحریک چلانے کا اعلان کر دیا ہے؟

جواب: ہماری تحریک تو چل رہی ہے، اذانیں چل رہی ہیں ہم نے تو ملائکوں کو بھی مصروف کر دیا ہے، باقی ایم آر ڈی والے بھلے تحریک چلائیں، اگر وہ تحریک نہ چلا سکے تو پھر ان کو اپنا ڈرائیور بدلنا پڑے گا۔

سوال: کیا آپ ڈرائیور بننا قبول کریں گے؟

جواب: ہم تو بہت کچھ کرنے کو تیار ہیں آخر تو سالوں کا حساب کتاب چکانا ہے۔

سوال: سندھ کے سابقہ وزیراعلیٰ ممتاز علی بھٹو نے کہا ہے کہ، وہ آپ کی سرپرستی میں تحریک چلانے کو تیار ہے؟

جواب: ہم ضرور تحریک چلائیں گے میں نے کہا نا! ہم کو سالوں کا حساب کتاب لینا ہے۔

سوال: آپ کون سے حساب کی بات کر رہے ہیں؟

جواب: سیاسی حساب کتاب کی بات کر رہاں ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم غلط لوگوں کے غلط کاموں کی مذمت کریں گے تاکہ عوام ان کو ووٹ نہ دیں۔ باقی رہا سوال ممتاز بھٹو کا، تو میرا فرزند گزشتہ روز ممتاز بھٹو کے پاس تعزیت کے لیے اس کے گھر گیا تھا۔

سوال: ممتاز بھٹو کہتا ہے کہ ہر سندھی کہ دل پر ''جیئے سندھ'' لکھا ہوا ہے؟

جواب: ہر آدمی کے ساتھ ناانصافیاں ہوتیں ہیں، اسی لیے وہ روئیں گے پیٹیں گے ضرور، کسی کو یہ رونا پیٹنا ''جیئے سندھ'' نظر آتا ہوگا۔

سوال: یہ ناانصافیاں تو پنجاب اور دوسرے صوبوں میں بھی ہوتی ہیں پھر ان کے دلوں پے کیا لکھا ہوا نظر آتا ہے؟

جواب: یہ جواب ممتاز بھٹو دے سکتا ہے۔

سوال: آپ کے دل پہ کیا لکھا ہوا ہے؟

جواب: ہم تو پاکستانی ہیں ہمارے دلوں پر پاکستان لکھا ہے باقی اوروں کی مرضی۔

سوال: نئے نظام کے تحت ہونے والے الیکشن میں آپ حصہ لیں گے؟

جواب: غیر سیاسی الیکشن میں ہم مجبوراً حصہ لیں گے، الیکشن کے بعد ہم 1947ء سے لیکر اب تک کا حساب لیں گے۔

سوال: آپ کو الیکشن میں مسلم لیگ کی کامیابی کا یقین ہے؟

جواب: ہم نے بہت پہلے کہہ دیا تھا کہ الیکشن میں مسلم لیگ اور قوم کامیاب ہوگی۔

سوال: سیاسی ڈھانچے کی صورت میں عارضی حکومت قائم کی جائے تو پھر آپ اس میں شامل ہوں

گے؟

جواب: اس شرط پر کہ وہ حکومت مسلم لیگ کی سرپرستی میں بنائی جائے۔

سوال: ہوسکتا ہے کہ آپ کی پارٹی کو وزیراعظم کا عہدہ دیا جائے؟

جواب: ہم نے کہہ دیا ہے کہ حکومت ہمیں ملے گی۔

سوال: کیا آپ کو پکا یقین ہے؟

جواب: جی! باری تعالیٰ نے چاہا تو پھر ہماری ساری باتیں سچی ہوں گی، آپ صرف انتظار کریں۔

اس انٹرویو کی تاریخ نہ مل سکی، غالباً یہ انٹرویو 1984 کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

خانقاہیں قیامت تک آباد رہیں گی

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ انتخابات ہمارے سیاسی بحران کا حل ہیں؟
جواب: ''بحران'' کی اصطلاح ایم آر ڈی والے استعمال کرتے ہیں۔ وہ خود بحران کا شکار ہیں، اس لیے انہوں نے انتخابات میں حصہ نہیں لیا۔ اگر سیاسی بحران ہوتا تو وہ انتخابات میں ضرور شرکت کرتے۔ ایم آر ڈی کے عناصر باہمی عدم اعتماد کا شکار ہیں۔ ان کی صفیں غیر منظّم ہیں اور اب ایم آر ڈی ہالا کے علاوہ پورے ملک میں ختم ہو چکی ہے۔
سوال: ہالہ سے آپ کی کیا مراد ہے؟
جواب: مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ ہالا میں رہتے ہیں۔ ان سے ہمارے سیاسی نہیں ذاتی تعلقات ہیں۔ ان کے گاؤں ہالہ میں بائیکاٹ نسبتاً مؤثر رہا ہے جب کہ پورے سندھ میں ووٹ ڈالے گئے اور عوام پولنگ اسٹیشن تک پہنچے۔ دوسرے صوبوں میں بھی ووٹ ڈالے گئے ایم آر ڈی ہالا کے علاوہ اب کہاں باقی رہی ہے۔ لیکن! خانقاہیں قیامت تک آباد رہیں گی۔
سوال: کیا موجودہ انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے والے اراکین پر مشتمل قومی اسمبلی آئین سازی کا استحقاق رکھتی ہے؟
جواب: قومی اسمبلی! کونسی قومی اسمبلی؟ اصل قومی اسمبلی تو 1987ء کے انتخاب کے بعد قائم ہوگی۔ یہ انتخابات مسلم لیگ کرائے گی۔ باشعور اراکین کا انتخاب ہوگا۔ انہیں اپنی اہلیت اور سیاسی طاقت کا احساس ہوگا۔ بے شعور انتخابات مسلم لیگ کے نظریے سے مطابقت نہیں رکھتے۔
سوال: بعض حلقوں کا تاثر یہ ہے کہ 1973ء کے آئین میں صوبائی خود مختیاری پر چاروں کے نمائندوں نے اتفاق کیا تھا، اب اس موضوع پر اتفاق رائے مشکل ہوگا؟
جواب: ہم مرکز و صوبوں کے مابین وسائل کی تیسری مشترکہ فہرست کو تلاش کر رہے ہیں جو گم کر دی گئی ہے۔ صوبوں کے اختیارات سے سب متفق ہیں۔ ان پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔
سوال: کیا آپ کے خیال میں نیا آئین بننا ضروری ہے؟
جواب: ہمیں نیا آئین بنانا ہوگا۔ ایسا آئین جس کے ذریعے ہم قومی یک جہتی کے تقاضوں کی تکمیل

کر سکیں اور ایک نظریاتی مسلم مملکت کو استحکام حاصل ہو سکے۔لیکن! 1973ء کا آئین اس وقت کی حزب اختلاف کی جماعتوں کی تائید سے بنایا گیا تھا۔

سوال: لیکن! 1973ء کا آئین اس وقت کی حزب اختلاف کی جماعتوں کی تائید سے بنایا گیا تھا؟

جواب: 1973ء کا آئین ایک فرد واحد کے اقتدار کو مستحکم کرنے کیلئے بنایا گیا تھا۔یہ آئین غیر جمہوری تھا اس آئین کی موجودگی میں بلوچستان کی منتخب حکومت کو ختم کیا گیا۔سرحد کی حکومت مستعفی ہوئی۔ سیاستدانوں کے ساتھ ظلم کیا گیا۔ جہاں طفیل محمد اور ملک قاسم کے ساتھ وغیرہ وغیرہ ظلم کیے گئے۔قابل احترام سیاسی رہنماؤں کی تصاویر کھینچ کر انہیں بلیک میل کیا گیا۔عدلیہ کے اختیارات سلب کیے گئے۔ اخبارات پر پابندیاں عائد کی گئیں۔گولیوں سے اپنی جماعت کا راستہ نکالا گیا۔سانگھڑ میں میرے مریدوں کو جیل سے نکال کر گولی ماردی گئی۔سیاسی جماعتوں کو سیاسی عمل سے روکا گیا اور جمہوریت کے نام پر آمریت کو مسلط کیا گیا۔اس وقت 1973ء کا آئین کہاں تھا؟ جو آئین اپنے دائرہ اختیار میں رہنے والے انسانوں کو تحفظ کا احساس نہ دلا سکے اور جو آئین ایک آمرانہ ذہن کی پیداوار ہو، وہ آئین بھٹو کا آئین تھا،قوم کا آئین نہیں تھا۔ 1973ء کے آئین پر مارشل لا سے نجات حاصل کرنے کیلئے سیاسی جماعتوں نے باعث مجبوری میں دستخط کیے تھے۔لیکن! بھٹو حکومت نے اس آئین میں بھی ترامیم کیں۔

سوال: وزارت عظمیٰ کیلئے آپ کی محمد خان جونیجو کو ادھار دینے کی پیش کش بدستور برقرار ہے؟

جواب: کوئی مانگے تو اسے ادھار دیا جاسکتا ہے ہم تو منتظر ہیں۔لیکن! وزیراعظم کا انتخاب ہمارا نہیں جنرل ضیاءالحق کا دردسر ہے وہ اس انتخاب کے بارے میں بہتر سمجھتے ہیں۔

سوال: 1970ء میں آپ کے بھائی صوبائی اسمبلی انتخاب میں کامیاب ہوئے تھے اور 1977ء میں آپ قومی اتحاد کے امیدوار تھے۔لیکن! موجودہ انتخابات میں آپ نے حصہ نہیں لیا۔اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: یہ نوجوانوں کا دور ہے۔ میرے صاحبزادوں کا خیال تھا کہ انہیں انتخاب میں حصہ لینا چاہئے۔دوسری بات یہ ہے کہ بائیکاٹ کرنے والے سیاست دانوں میں میرے دوست بھی شامل ہیں جن سے ابھی تک اچھے تعلقات رہے ہیں، میں امیدوار بھی نہیں بنا اور نہ ہی ریفرنڈم اور انتخابات میں ووٹ کا حق استعمال کیا۔پرانے دوستوں کا کہیں نہ کہیں تو دل رکھنا چاہئے اور رفاقت نبھانی چاہئے۔

سوال: آپ کے چھوٹے صاحبزادے علی گوہر شاہ راشدی قومی اسمبلی اور بڑے صاحبزادے صبغۃ اللہ شاہ راشدی نے صوبائی اسمبلی کا انتخاب لڑا۔اس امر میں کیا مصلحت تھی؟

جواب: صوبائی اسمبلی کی بہ نسبت قومی اسمبلی کا انتخاب لڑنا زیادہ آسان تھا۔

سوال: بیگم گلزار انڑ کا تعلق آپ کے گروپ سے رہا ہے پھر انہوں نے آپ کے صاحبزادوں کے خلاف انتخاب میں کیوں حصہ لیا؟

جواب: وہ میرے دوست کی تعلیم یافتہ بیوی ہیں، ہم انہیں آگے لانا چاہتے تھے تاکہ دیہی علاقوں کی خواتین نمائندگی ہو سکے۔ بعد میں انہوں نے اپنے لیے علیحدہ راستے کا انتخاب کیا۔

سوال: کالعدم جماعت اسلامی کا سیاسی مستقبل کیا ہے؟

جواب: یہ جماعت ہمارے ملک کیلئے دیمک کی طرح ہے، اسے مزید ایک دھکے کی ضرورت ہے۔

سوال: سندھ میں کالعدم مسلم لیگ کے ہم خیال اراکین کی کامیابی میں کیا عوامل کارفرما ہیں؟

جواب: پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور (کالعدم) مسلم لیگ ایک نظریاتی جماعت ہے۔ 1987ء میں پاکستان کے قیام کے چالیس سال مکمل ہو جائیں گے اور قرآن شریف کے فرمان کے مطابق بنی اسرائیل اور سنہا کے چالیس سال کا عرصہ یاد کیجئے، 1987ء میں ہم انتخابات کرائیں گے اور (کالعدم) مسلم لیگ مکمل طور پر سیاسی اقتدار سنبھالے گی۔ (کالعدم) مسلم لیگ اقتدار میں آنے کے بعد ایک ایسا نظام قائم کرے گی جو قائداعظم کے نظریات کا مظہر ہوگا اور جس کا مقصد اسلامی معاشرے کا قیام ہوگا۔

یہ انٹرویو 4 مارچ 1985ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

پٹھان جب قرض دیتا ہے

سوال: سنا ہے آئندہ ماہ کے وسط تک سرکاری سیاسی جماعت بن رہی ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟

پیر صاحب: سنا تو میں نے بھی ہے مگر اصل بات کا پتہ چلے تو میں کچھ عرض کروں۔

سوال: اگر سیاسی پارٹی بن جائے اور آپ کے ادھار دیے ہوئے بندے ادھر ادھر ہو جائیں تو آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟

پیر صاحب: جب سرکار ہی کامیاب نہیں ہو رہی تو، سرکاری پارٹی کہاں کامیاب ہوگی۔ آٹھ سال ہو گئے ہیں مگر ہم کہیں نہیں پہنچے۔ اسی رفتار سے آٹھ سال اور گزر جائیں گے اور ہم کہیں نہیں پہنچ پائیں گے۔

سوال: نقصان کا کوئی خطرہ تو نہیں ہے؟

پیر صاحب: مجھے تو نقصان کا کوئی خطرہ نہیں، مجھے تو بس منافع کی فکر رہتی ہے۔

سوال: سنا ہے صدر صاحب کے ساتھ آپ کا معاملہ کچھ ایسا درست نہیں رہا؟

پیر صاحب: پہلے کونسے تعلقات ٹھیک تھے جو اب خراب ہوں گے۔

سوال: آپ صدر کی واپسی کا انتظار تو نہیں کر رہے؟

پیر صاحب: نہیں مجھے کسی کا انتظار نہیں۔ وہ ہوسکتا ہے وہیں ٹھر جائیں۔

سوال: محمد خان جونیجو کو آپ نے اسی طرح پایا جیسا آپ نے ادھار دیا تھا؟

پیر صاحب: جس طریقے سے آپ اس کی خبریں چھاپ رہے ہیں، اس سے وہ کچھ زیادہ معتبر ہو گیا ہے۔ جوں جوں اس پر سود چڑھتا جا رہا ہے، قیمت بھی بڑھتی جا رہی ہے۔

سوال: وزن تو کچھ زیادہ نہیں ہو گیا؟

پیر صاحب: میں نے تول کر تو دیا نہیں البتہ جسے دیا تھا اس نے ضرور تولا ہوگا۔

سوال: سنا ہے آپ نے واپسی کا کوئی تقاضا کیا تھا جو پورا نہیں ہوا؟

پیر صاحب: نہیں میں نے کوئی تقاضا نہیں کیا۔ پٹھان جب قرض دیتا ہے تو اصل رقم سے زیادہ منافع کا خواہشمند ہوتا ہے اور اسی کا مطالبہ کرتا ہے۔

سوال: منافع مل رہا ہے؟

پیر صاحب: ابھی ہم نے مانگا نہیں مگر حساب کتاب میں جمع ہو رہا ہے۔

سوال: موجودہ کابینہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

پیر صاحب: میں تو پہلے ہی کہا تھا کہ یہ جنرل صاحب کی کابینہ ہے۔ اس سے مسلم لیگ کا یا کسی اور کا کوئی واسطہ نہیں، نہ کوئی آدمی میرے قرضے کا ہے۔ ہم نے تو وقت سے پہلے بتا دیا تھا کہ ہم ادھار پر دینے کے لیے تیار ہیں۔

سوال: آپ نے گزشتہ رات کی گفتگو میں جو کچھ فرمایا تھا اس پر قومی اسمبلی کے بعض اراکین کا مؤقف یہ ہے کے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے؟

پیر صاحب: بھئی یہ بات میں نے کوئی پہلی بار نہیں کہی، انتخابات سے پہلے میں نے کہا تھا یہ قومی بلدیاتی ادارہ بن رہا ہے یہ ایک غیر نظریاتی ایوان ہوگا۔ اس وقت تو کوئی بولا نہیں۔ اگر استحقاق مجروح ہو رہا تھا تو انہوں نے انتخابات میں حصہ کیوں لیا؟ اور یہ تو ایسا استحقاق ہے جو آئے دن مجروح ہوتا رہے گا۔ ہمیں تو جب آپ تنگ کریں گے ہم یہی بولیں گے کہ یہ محض بلدیاتی ادارہ ہے۔

سوال: آپ سمجھتے ہیں کہ اس ادارے کے پاس کوئی طاقت نہیں؟

پیر صاحب: کون سی طاقت ہے، اس کے پاس کہاں ہیں۔ اس کے رولز آف بزنس۔

سوال: اگر آپ سے کچھ اور مسلم لیگی حضرات قرضے پر مانگیں تو آپ دے دیں گے؟

پیر صاحب: اگر غیر منتخب شدہ افراد طلب کئے گئے تو ضرور سوچیں گے۔

سوال: مگر پھر ان کا کیا ہوگا جو منتخب ہو کر آئے ہیں، کیونکہ منتخب ہو کر آنے والے تو غیر سیاسی، غیر نظریاتی لوگ ہیں۔

پیر صاحب: پہلے تو فیصلہ ہونا ہے کہ جماعتیں ہوں گی یا نہیں اور نئی جماعت۔

سوال: غیر نظریاتی ایوان کے خلاف آپ کی مہم سے ایک نئے مارشل لا کی طرف اشارہ ملا رہا ہے۔ آپ کی اس مہم کے نتیجہ میں مارشل لا تو نہیں آجائے گا؟

پیر صاحب: بھئی یہ تو ان سے پوچھیں جو نیا مارشل لا لگانے والے ہیں۔ میں ایئر مارشل کی طرح دعوت نامہ تو نہیں دے رہا ہوں۔ میں تو اپنی سمجھ کے مطابق بات کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جب ایوان نے حلف لے لیا ہے تو اسے خود مختار جماعتی اور جمہوری ہونا چاہیے، کیونکہ اس حلف برداری کے بعد مارشل لا تو ختم ہو چکا۔ اگر مارشل لا رہے گا تو یہ ایون نہیں رہے گا اور اگر ایوان نہ رہا تو پھر مارشل لا ہی ہوگا نا کیونکہ یہ تو ختم ہو گیا۔

سوال: اگر مارشل لا ختم ہو چکا تو اب جو کچھ چل رہا ہے کیا آپ اسی کو چوتھا مارشل لا قرار دیتے ہیں؟

پیر صاحب: مارشل لا تو ختم ہو چکا، مگر اس کی دُم پھنس گئی اور دروازہ بند ہو گیا ہے۔

سوال: یہ ہے کہ اس دروازے کو کھولے گا کون؟

پیر صاحب: یہ دروازہ کوئی اور ہی کھولے گا، وہ جو بھی ہو۔

سوال: اچھا یہ بتایئے کہ پارٹیاں جو بنائی جا رہی ہیں، ان کی کیا صورت ہے۔ایک پارٹی ہے یا زیادہ پارٹیاں ہیں؟

پیر صاحب: میں نے کچھ سنا نہیں۔

سوال: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نئی پارٹی محض اس لئے تشکیل دی جا رہی ہے کہ اراکین اسمبلی کی اکثریت مسلم لیگ میں شمولیت پر تیار نہیں، خاص طور پے آپ کی قیادت پر بعض لوگوں کو اعتراض ہے، اگر ہو تو کیسی ہو؟

پیر صاحب: جب تک یہ معاملہ سرکاری طور پر سامنے نہ آجائے میں کیا بتا سکتا ہوں، اگر کوئی فیصلہ ہو تو ہم بھی بیٹھ کر فیصلہ کریں اور آپ کو اپنا مؤقف بتائیں۔ باقی رہا میری قیادت پر اعتراض تو جب کوئی سامنے آکر بات کرے گا ہم جواب بھی دیں گے، آپ کی بات کا کیا بھروسہ؟ کسی اور نے تو یہ کہا نہیں۔

سوال: وزیراعظم نے بھی نئی جماعت کی بات کی ہے۔

پیر صاحب: بات یہ ہے کہ سیاست پر آپ لوگ جتنی باتیں شائع کر رہے ہیں، وہ سب غلط ہیں، یہ آرہا ہے، وہ جا رہا ہے، یہ جی رہا ہے، وہ مر رہا ہے۔آپ خود ہی ایک بات شائع کرنے کے بعد ہمارے پاس تبصرے کے لیے آجاتے ہیں۔تو بھئی جب کسی بات مین حقیقت ہوگی تو ہم جواب دیں گے۔

سوال: تو آپ بتائیں کہ حقیقت کیا ہے؟

پیر صاحب: مجھے تو ابھی تک خود یہ معلوم نہیں، کہ حقیقت کیا ہے؟

سوال: آپ اب کی بار کس مشن پر آئے تھے سیاسی یا نجی؟

پیر صاحب: میرا کوئی سیاسی مشن ہے یا نہیں، یہ شہر اور اس کے لوگ غیر سیاسی ہیں اور میں بھی ابھی تک غیر سیاسی ہوں، ہم نے تو اپنے ووٹر کے ساتھ کوئی وعدہ نہیں کیا، مگر یہ تو وعدے کر کے آئے ہیں، نالیاں بنوانے کے، گٹر صاف کروانے کے۔

سوال: اگر مسلم لیگ اور ملک کی بہتری کے لئے آپ کو مسلم لیگ کی صدارت چھوڑنی پڑے تو آپ چھوڑ دیں گے؟

پیر صاحب: صدارت مجھے ورثے میں نہیں ملی، جماعت کے ممبر جب کہیں گے کہ چلے جایئے، میں چلا جاؤں گا، کیونکہ مجھے انہی نے منتخب کیا ہے۔ مجھے صدارت سے چمٹے رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو اپنی جیب سے خرچ کر رہا ہوں۔

سوال: آپ نے صدر ضیاءالحق کو اس عہدے کی پیش کش کی تھی؟

پیر صاحب: وہ تو میں نے آپ کو بھی کی تھی لیکن اگر لوگ خود کو اس عہدے کے مقابلے میں بہت زیادہ

حقیر سمجھتے ہیں تو میں کیا کروں۔ میں تو کہتا ہوں آ جائیں مسلم لیگ میں۔

سوال: آپ نے انہیں اپنی جماعت میں آنے کی پیشکش کی تھی اب سنا ہے کہ انہوں نے بھی آپ کو اسی قسم کی پیش کش کی ہے؟

پیر صاحب: مجھے ایسی کوئی پیش کش موصول نہیں ہوئی اور وہ اتنے بے وقوف نہیں ہیں کہ ایسے لوگوں کو پیشکش کریں جو ان کے لئے سر درد بن جائیں گے۔ میں ہر اس آدمی کے لئے سر درد ثابت ہوں جو غیر سیاسی بات کرتا ہو یا جن کا نتیجہ گلے میں پڑتا ہو۔ میں خدا کے فضل سے بہت کم اُلٹے کام کرتا ہوں اور جو کوئی ہو بھی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے درست کر دیتے ہیں۔ وہ خود کہتا ہے کہ میں غیر سیاسی آدمی ہوں۔ تو کیا وہ جھوٹ بولتا ہے، بھئی وہ نمازی پرہیزگار آدمی ہیں ہمیں ان کی بات مان لینا چاہیے۔ مگر یہ بات طے ہے کہ ہم ہر اُلٹا کام کرنے والے کے لئے سر درد بنیں رہیں گے۔

سوال: اس درد سر بننے سے آپ کی جان کب تک چھوٹے گی؟

پیر صاحب: ہماری جان تو خیر چھوٹے گی سو چھوٹے گی مگر جس کے سر میں درد ہے پہلے اس کی درد سے جان چھوٹے نا؟ ہمیں تو کوئی تکلیف نہیں اگر ہم کسی کے لئے درد سر ہیں ہم نے تو نہیں کہا کہ تم ضرور سر درد میں مبتلا ہو۔

سوال: آپ کے خیال میں صدر صاحب کو ریفرنڈم کے ذریعے آئین میں ترامیم کا حق بھی حاصل ہو گیا ہے؟

پیر صاحب: بھئی ہم تو پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ عوام نے اُنہیں یہ حق دیا ہے اور یہ جو اسمبلی میں بیٹھے ہیں یہ تو بے معنیٰ سے لوگ ہیں نالیاں اور گٹر صاف کرنے والے کیونکہ انہیں تو کہہ دیا گیا کہ پانچ سال جیسا چاہے قانون بناتے رہو۔ مگر جو کچھ ہو چکا ہے وہ عین اسلامی تھا۔ ہم نے تو کہہ دیا ہے کہ ہم ان کی اسلامائزیشن کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ صرف ہاؤس کا حق ہے۔

سوال: آپ نے مارشل لا کے خاتمہ کا وعدہ بھی تو کیا تھا؟

پیر صاحب: مارشل لا تو اسی روز کا ختم ہو گیا ہے، جب مشترکہ اجلاس کے دوران چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر نے صدر کا حلف لیا۔ مگر کیا کریں دُم پھنسی ہوئی ہے۔

سوال: اب اس دُم کو نکالنا بھی تو آپ کی ذمہ داری ہے؟

پیر صاحب: نہیں! ہماری ذمہ داری کوئی نہیں گیٹ کیوں بند کیا تھا جلدی میں اب تو دُم کٹوانی پڑے گی، کیونکہ دروازہ تو بند ہے کھولے گا کون؟ ظاہر ہے کہ دُم ہی کٹے گی۔

سوال: مگر یہ دُم کیسے کٹے گی؟

پیر صاحب: اس سے پوچھو جس کی دُم پھنسی ہوئی ہے، میری تو پھنسی نہیں۔ اب یا تو وہ کٹ جائے گی یا

پچک جائے گی۔ دراصل دُم ذرا لمبی ہے۔ دیکھیں نا راستے میں ایکسیڈنٹ ہو جائے تو دُم کچل بھی جاتی ہے۔

سوال: پیر صاحب! اب کی بار ہم نے عجیب بات دیکھی ہے اور وہ یہ کہ آپ کے مرید محمد خان جونیجو آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ کچھ اور لوگ پیغام لیکر آ رہے ہیں؟

پیر صاحب: (اقبال احمد خان، رانا نعیم محمود اور دوسرے شرکاء سے استفسار کرتے ہوئے) بھئی کس نے بھیجا آپ کو محمد خان نے بھیجا ہے؟

اقبال احمد خان اور رانا نعیم محمود: نہیں نہیں، ہم تو خود ہی آپ سے ملنے آئے ہیں۔

پیر صاحب: دیکھو بھئی جب کوئی شخص قرضے پر پیسے دیتا ہے تو وہ ہر جمعہ جا کر حساب نہیں کرتا۔ ہم نے بھی کہا ہے کہ اسے دو، چار، پانچ سال رکھو، مگر منافع دیتے رہو، وہی پٹھان کے قرضے والی بات ہے، حساب ہم بعد میں لے لیں گے۔

سوال: منافع آپ کیا مانگتے ہیں؟

پیر صاحب: ارے بھائی جب بیٹھیں گے تو بات کریں گے منافع تو بہت بڑا ہے۔ جمہوریت کا احیاء سیاسی جماعتوں کا احیاء، مسلم لیگ کی حکومت، بنیادی حقوق، منافع تو ہم لیکر رہیں گے۔ ہم نے جب قرضہ دیا تھا تو سوچا تھا کہ منافع بھی ملے گا۔ کمپاؤنڈ انٹرسٹ بھی اور پھر یہ کہ جسے قرضہ دیا ہے وہ شکر گزار بھی رہے گا۔

سوال: تو کیا وہ شکر گزار ہیں؟

پیر صاحب: خدا ترس، نمازی پرہیز گار آدمی ہے، شکر گزار تو ہونا چاہیے۔ جتنا اللہ اللہ کرتا ہے اُس سے توقع تو یہی ہونا چاہیے، ہماری ملاقاتیں ہوتی ہیں تو کھانا کھلاتے ہیں ایک دوسرے کو جب کوئی قرضہ دیتا ہے تو کم سے کم ایک سال تو دیتا ہے ہم بھی سال کے بعد حساب کریں گے۔

سوال: اگر منافع بھی نہ مل سکا تو آپ کا رویہ کیا ہوگا؟

پیر صاحب: ہم نے کئی ادھار دیئے، کئی آئے، کئی گئے۔

سوال: موجودہ وزیر اعظم کی آپ کے ساتھ وفاداری ایک بار پہلے بھی ڈسٹرب ہوئی تھی اب دوبارہ ایسا خطرہ تو نہیں؟

پیر صاحب: ڈسٹرب نہیں ہوئی تھی، یوں کہیئے کہ جان بوجھ کر اسے ڈسٹرب کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس کے سترہ واٹر کورسز بند ہو رہے تھے تو ہم نے اسے جان بوجھ کر ڈسٹرب کیا تھا۔

سوال: گویا یہ نورا کشتی تھی؟

پیر صاحب: نورا کشتی نہیں، بلکہ بے وقوف کو مزید بے وقوف بنایا گیا تھا۔

سوال: اب تو ایسا خطرہ نہیں؟

پیر صاحب: اب ایسی کوئی بات نہیں۔ دریاؤں ہی میں پانی کم ہے تو واٹر کورسز کہاں بند ہوں گے؟ کہ ایسا خطرہ پیدا ہو۔

سوال: پانی کے مسئلے پر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

پیر صاحب: میرے پاس ایک کاغذ ہے اسے لاہور جا کر گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کروں گا۔

سوال: تب تک یہی گورنر ہوں گے؟

پیر صاحب: بھئی جو بھی ہو، ہم تو کرسی سے بات کرنے والے ہیں۔ آدمی تو آتے جاتے رہتے ہیں۔

سوال: گورنر کی اسامی کے لئے بھی آپ کے پاس آدمی ہیں؟

پیر صاحب: ہر کام کے لئے ہمارے پاس آدمی موجود ہیں۔

سوال: مانگے تو نہیں گئے آپ سے؟

پیر صاحب: بھئی ہمارے پاس کوئی جنرل تو ہے نہیں کہ مارشل لا میں گورنر بنوا دیں۔ وہ تو جی ایچ کیو سے آئے گا۔ ہم سے سیاسی لوگ غیر سیاسی کروا کے ضرور ادھار لئے گئے ہیں، مگر جنرل کوئی نہیں لیا گیا۔

سوال: آپ کے پاس ڈوبا ہوا قرضہ وصول کرنے والا کوئی آدمی بھی ہے؟

پیر صاحب: ارے بھائی جب وقت آئے گا دیکھا جائے گا، آپ دیکھئے گا ہم کیسے وصول کرتے ہیں۔

سوال: اچھا یہ فرمایئے کہ قرضہ لینے اور دینے والے میں تصادم کا کوئی خطرہ تو نہیں؟

پیر صاحب: تصادم تو خیر نہیں مگر ہم کلامی ضرور ہوتی ہے۔

سوال: ہم کلامی یا تلخ کلامی؟

پیر صاحب: نہیں سائیں! ہم کلامی، مگر اس ہم کلامی کے لہجے حالات کے ساتھ بدلتے چلے جاتے ہیں جب حالات ہوں گے تو ہم بات کریں گے۔

سوال: سنا ہے بے نظیر بھٹو واپس آ رہی ہے؟

پیر صاحب: اچھا ہوا آ رہی ہے۔

سوال: کیا محسوس کرتے ہیں اس کے آنے سے؟

پیر صاحب: کچھ بھی نہیں۔

سوال: آپ کے قرضے کی رقم پر اس کی آمد کا اثر تو نہیں ہو گا؟

پیر صاحب: بھائی یہ قرضہ میں نے اس کی والدہ کو تو نہیں دیا۔ جی ایچ کیو کو دیا ہے کیا خامی ہے چھوڑ کر بھاگ جائیں گے یہ لوگ؟ آپ تو ان کے قریب رہتے ہیں۔ بتائیں؟

سوال: اب تو آپ کی بھیجی ہوئی شخصیت بھی جی ایچ کیو کے قریب رہتی ہے؟

پیر صاحب: آپ لوگ عقل سے پیدل ہیں اگر ان خواتین کی اتنی ہی حیثیت ہوتی تو وہ ملک سے باہر

کیوں جاتی یہاں بیٹھتیں آخر ہم بھی تو یہاں بیٹھ کران کے والدین کا مقابلہ کرتے رہے۔

سوال: کیا آپ ایم آر ڈی میں شمولیت کے بارے میں سوچ رہے ہیں؟

پیر صاحب: میں نے اسے تسلیم ہی نہیں کیا جس کا وجود ہی نہیں اس کے ساتھ شمولیت کیسی؟

سوال: آپ تو موجودہ ایوان اسمبلی کو بھی تسلیم نہیں کرتے؟

پیر صاحب: بھئی وہ دوسری بات ہے میں کہتا ہوں کہ یہ ایک بلدیاتی ادارہ ہے جو غیر سیاسی اور غیر نظریاتی ہے۔ یہ نظریاتی محض اس طرح بن سکتا ہے کہ اس کے ممبران نظریاتی انتخابات میں سیاسی جماعتوں کے علم تلے حصہ لیں ابھی تو یہ نظریاتی ملک میں غیر نظریاتی ایوان ہے۔ ہم نے مسلم لیگ کے لوگوں کو اس میں آنے کی اجازت اس لئے دی کہ جو پیدائشی حاکم ہو وہ حکومت میں نہیں جائے گا تو کہاں جائے۔ مسلم لیگ واحد جماعت ہے جو باشعور لوگوں پر مشتمل ہے اور حکومت اسی نے کرنی ہے۔ یہ میرا ایمان ہے اور اب تک میری اکثر باتیں صحیح ثابت ہوتی رہی ہیں۔

سوال: مارشل لا کا جن بوتل میں کیسے بند ہوگا؟

پیر صاحب: اب تو بس دُم بوتل سے باہر ہے ہمارا مؤقف تو یہ ہے کہ مارشل لا ختم ہو چکا ہے۔ موجودہ اسمبلی تیسرا مارشل لا ختم کرنے میں کامیاب ہوگئی مگر دُم بہر حال رہ گئی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس ایوان کے پیش نظر کوئی واضح سمت موجود نہیں، محمد خان بھی اس لئے کامیاب نہیں ہو پا رہا کہ وہ اسی بے سمت اسمبلی کا لیڈر ہے وہ مسلم لیگ کا آدمی تھا۔ اس کی سوچ وہی ہونی چاہئے تھی جو مسلم لیگ کی ہے، مگر وہ بھی قائد ایوان بننے کے بعد ایوان کے رنگ میں رنگا گیا چونکہ اس ایوان اور صدر مملکت کے درمیان معاملات واضح نہیں ہیں اس لئے وہ بھی کوئی واضح بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں کیونکہ وہ اس ایوان کا لیڈر رہے۔

سوال: کیا وہ اب بھی مسلم لیگی ہیں؟

پیر صاحب: مسلم لیگی، ہمیشہ مسلم لیگی ہی رہتے ہیں۔ غیر سیاسی ایوان میں جا کر اس کا کردار بھی غیر سیاسی ہوگیا ہے۔

سوال: اگر کوئی نئی جماعت بن جائے اور وہ اس میں چلے جائیں تو کیا ہوگا؟

پیر صاحب: یہ جماعت کیسے بنے گی؟ ہاؤس کے اندر تو ہوسکتا ہے کہ بن جائے مگر باہر نہیں بن سکتی۔ یہ جماعت چل ہی نہیں سکتی، لوگ اسے چلنے ہی نہیں دیں گے کیونکہ سیاسی شعور رکھنے والے بالغ نظر لوگ ایک غیر نظریاتی جماعت کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔

سوال: آنے والے دنوں میں سیاسی اُفق پر کسی طوفان کا خطرہ تو نہیں؟

پیر صاحب: سیاست تو اس وقت ہے ہی نہیں۔ مگر ایک بات یاد رکھیئے اور وہ یہ کہ ایک بحران ختم ہو چکا مگر دوسرا چل رہا ہے۔ یہ جو ایوان کے اندر عقل کل آئے ہیں یہ اکیلے کوئی حل نہیں نکال سکتے۔ آپ اخبار

والے اور قوم سب مل کر اس لئے کام کریں ورنہ ظاہراً مارشل لا اور ایوان دونوں میں سے ایک ہی بچے گا۔

سوال: چوتھے مارشل لا میں بھی چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق ہی ہوں گے یا کوئی اور آئے گا؟

پیر صاحب: یہ تو اب منتخب صدر ہو گئے اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کو کوئی منتخب تو نہیں کرتا جو آدمی وردی کھول کر ووٹ کے پیچھے چلا گیا وہ واپس تو نہیں آسکتا۔

سوال: سنا ہے کہ آپ کے گزشتہ انٹرویو کے حوالے سے قومی اسمبلی مین کوئی تحریک استحقاق پیش کی جارہی ہے؟

پیر صاحب: اچھا ہے کہ قومی مسائل کی بجائے وہ ہم پر گفتگو کریں تو اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہو سکتی ہے چلو سیاست نہ سہی سیاستدان ہی سہی مگر اسمبلی میں ذکر تو آئے گا۔

سوال: قومی اسمبلی کی سیاسی کمیٹی جو سیاسی خاکہ بنا رہی ہے آپ کے خیال میں اس حوالے سے سیاستدانوں کو اعتماد میں لیا جانا چاہئے یا نہیں؟

پیر صاحب: بھئی سیاست تو سیاستدان لاتے ہیں سیاست کار نہیں اور یہ اسمبلی تو غیر سیاسی ہے یہ سیاست کیسے لائیں گے یہ تو سیاست کار بھی نہیں غیر سیاسی، غیر نظریاتی لوگ ہیں۔ یہ ہاؤس نہ لیفٹ ہے نہ رائٹ بلکہ درمیان والی چیز ہے۔اصل فیصلہ تو جی ایچ کیو نے کرنا ہے۔ یہ کمیٹیاں تو اس ایوان کے لوگوں کو مصروف رکھنے کے لئے بنائی جارہی ہیں وہ اس ایوان کو بالکل کوئی اختیار دینے پر تیار نہیں اور اختیارات کے بغیر اسمبلی چلتی نہیں اب وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے خوف کی بات کرتے ہیں، مگر پاکستان پیپلز پارٹی انہی نے بنائی ہے،ہم نے تو بنائی نہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں موجودہ حالات کب بدلیں گے اور یہ کہ موجودہ صورت حال سے ملک کہ کوئی خطرہ تو نہیں؟

پیر صاحب: کچھ حالات بدلیں گے سیاست کے نہ ہونے سے اور کچھ حالات بدلیں گے ملک کے نہ ہونے سے تو بھائی اگر ملک رہے گا تو ہم بھی اپنا پروگرام لے آئیں گے۔ اگر ملک نہ رہا تو تب جو ہوں گے وہ فیصلہ کریں گے۔

سوال: آج کل صدر صاحب کے ساتھ آپ کے تعلقات کیسے ہیں؟

پیر صاحب: نہ زیادہ بگڑے ہوئے ہیں نہ بنے ہوئے ہیں۔ ہم کھانے کی چیز پر ملتے ہیں خدا کے فضل سے باقی حاکم کے پاس دوستی نہیں ہوتی میٹر آف پالیسی ہوتا ہے۔ اب جو اسے ملنے جائیں انہیں چاہئے کہ وہ بھی میٹر آف پالیسی لے کر جائیں ذاتی تعلقات کوئی نہیں ہوتے۔ اس ملک میں 1954ء کے بعد جتنے بھی آئین بنے وہ افراد کے لئے بنے قومی نقطۂ نظر سامنے نہیں رکھا گیا اب بھی اگر قومی مسائل کو سامنے رکھ کر

فیصلہ نہ کیا گیا تو کوئی ہمارے مستقبل کی ضمانت نہیں دے گا اب جوئی جماعت کا شوشہ چھوڑا جا رہا ہے یہ بھی تو محض ذاتی مفاد کا شاخسانہ (جھگڑا) ہے۔

سوال: آپ کے نزدیک فوج ہماری سیاست میں بطور ادارہ ملوث ہے یا محض چند افراد ہیں؟

پیر صاحب: نہیں بھائی فوج تو بطور ادارہ ملوث ہے۔

سوال: تو پھر چوتھے مارشل لا کا کوئی امکان نہیں ہونا چاہیۓ؟

پیر صاحب: دُم تو ابھی باقی ہے اور اب سائنس نے بتایا ہے کے کٹے ہوئے کیچو (دلدل، غلیظ مٹی) سے دوبارہ پودے ہو جاتے ہیں۔ ہم اس کے خلاف اپنے طریقے سے کام کریں گے مگر جیل نہیں جائیں گے کیونکہ میرے نزدیک خود اپنے ملک میں جیل جانا گھٹیا پن ہے، مگر میں کابینہ اور پارلیمنٹ کے کم تر اختیارات پر غیر مطمئن ہوں اختیارات نہ ان کے پاس ہیں نہ ان کے وزیر اعظم کے پاس، اختیارات تو جنرل صاحب کے پاس ہیں مگر ہم مسائل کو پیش کرنے اور حل کرنے کے لئے آئے ہیں ہم اگر آئیں گے تو خود استعفیٰ دینے کے بجائے ان کو نکال کر رہیں گے اور بھٹو کی طرح اب بھی مذاق ہی مذاق میں سارا کچھ ہو جائے گا۔

یہ انٹرویو 17 جون 1985ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

وزیراعظم تو رعب دار ہوتا ہے

سوال: پیر صاحب! یہ فرمائیے کہ تازہ صورت حالات کیا ہے اور آپ کے سابق وزیر ریلوے بطور وزیر اعظم کیسے جا رہے ہیں؟

جواب: ریلوے بابو (ہنستے ہوئے) اب تو وہ بھی ہمارے پاس نہیں رہا (اسلام الدین اور مقبول احمد خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ دیکھیں دو وزیر بیٹھے ہیں ان سے پوچھئے صورت حال کیا ہے؟

(دونوں وزیر بیک زبان پیر سائیں! آپ کے سامنے کوئی وزیر نہیں۔)

سوال: پیر صاحب! کیا واقعی آپ کے گھر میں بھی لوگ وزیر کی حیثیت میں آتے ہیں؟

اسلام الدین: جب آپ بیٹھے ہیں تو نہ کوئی وزیر ہے اور نہ وزیراعظم ہے سورج کے سامنے چراغ کیا ہوتا ہے؟

جواب: بھئی، ہم تو خود ان سے پوچھتے آئے ہیں کہ حالات کیا ہیں؟

سوال: سنا ہے حکومت سیاسی جماعتوں کی تشکیل کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ آپ بھی گزشتہ رات وزیراعظم سے ملے؟

جواب: وزیراعظم؟

سوال: ہمارے تو وہ وزیراعظم ہی، ہیں نا۔

جواب: بھئی۔ وزیراعظم تو رعب دار ہوتا ہے۔ میں تو کسی رعب دار آدمی سے ملا ہی نہیں۔ اس گھر میں کسی رعب دار آدمی کا کیا کام؟ رعب داب کی بات تو جماعت اسلامی والوں سے پوچھو جو ہیلمٹ فورس تیار کر کے ہر حکومت کو دیتے رہے ہیں جنرل اکبر یاد ہے؟ وہ بھی تو جماعت اسلامی کا آدمی تھا۔

سوال: آپ بھی ان سے کوئی فورس تیار کرا رہے ہیں؟

جواب: نہیں بھئی نہیں۔ ہم تو قومی فورس کو استعمال کریں گے یہ موجود ہے تو ہم اپنے خرچے پر فورس کیوں بنائیں۔

سوال: اب جو یہ پارلیمانی گروپ بن گیا ہے، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، کیا مسلم لیگ کو اس سے کوئی خطرہ ہے؟

جواب: کیا یہ گروپ ایم آر ڈی سے بھی زیادہ بھیانک ہے۔ایک ایم آر ڈی کو بھی تو آپ بڑا بھیانک قرار دیتے ہیں اور آپ لوگ کہتے تھے کہ وہ یہ کریں گے، وہ کریں گے، مسلم لیگ اس سے نہیں ڈری تو اس گروپ سے کیا ڈرے گی۔ البتہ آپ نے اسے بھی بھوت بنانے کی کوشش کی تو اسے بھی دیکھ لیں گے کہ اس سے کوئی خطرہ ہے۔

سوال: اس پارلیمانی گروپ کے بھوت بننے کا بھی کوئی خطرہ ہے؟

جواب: مجھے کیا پتہ ہے، میں تو ابھی اسے جانتا ہی نہیں، بس آپ ہی سے سنا ہے ویسے ہر آدمی کے ساتھ ایک گروپ ہوتا ہے۔ جہاں پچاس پارلیمانی سیکرٹری ہوں گے، منسٹر ہوں گے، منسٹر آف اسٹیٹ ہوں گے، تو پارلیمانی گروپ تو ایسے ہی اکٹھے ہو جاتے ہے۔ ڈیڑھ، دوسو آدمی تو یہی اکٹھے ہو جاتے ہیں، یہ تو وزیروں اور مشیروں کا گروپ ہے۔ پارلیمانی گروپ کیسا؟ یہ تو کرسیوں کا گروپ ہے۔

سوال: وزیروں اور کرسیوں کا یہ گروپ مسلم لیگ پر کیا اثرات مرتب کرے گا؟

جواب: کچھ نہیں ہم تو سب کو اپنانے کیلئے تیار ہیں (ہاتھ دراز کرتے ہوئے) بخت والے وہی ہیں جو دستگیری والا ہاتھ پکڑے۔

سوال: اگر یہ گروپ مسلم لیگ کے مدمقابل آ کھڑا ہوا تو کیا ہوگا؟

جواب: مدمقابل؟ یہ کانگریسی تھوڑے ہیں بن سکتے ہیں۔ ایوان کے بہت سے گروپ ہو سکتے نہیں، یہ بھی ایسا ہی گروپ ہے۔

سوال: اور ایوان کے باہر؟

جواب: ایوان کے باہر؟ بھئی، یہ تو غیر سیاسی لوگ ہیں انہوں نے کونسا قومی پروگرام دیا ہے، مسلم لیگ کے پاس تو ایک نظریہ ہے، عالمگیر نظریہ، رہے یہ لوگ تو ان کے پاس تو اپنے گھر کا نظریہ مشکل سے ہوگا۔ لہٰذا کوئی مقابلہ ہی نہیں ''نو کمپیریزن''!

سوال: کیا قومی اسمبلی کے 237 اراکین مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں گے؟

جواب: دوسوسینتیس اراکین مسلم لیگ پروگرام کے ہم خیال ضرور ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس وقت مسلم لیگ کا مطلب ہے اتحاد، جمہوریت کی بحالی اور بنیادی حقوق کا احیاء اگر وہ ایوان میں مسلم کے ہم خیال ہو جائیں تو پھر وہ جو بھی کہیں ہم ان کے ساتھ ہوں گے۔ مارشل لا کا خاتمہ ہو یا عوام اور اخبارات کے حقوق کی بحالی ہو۔

سوال: آپ نے جمہوریت کی بحالی کا ذکر کیا تو جمہوریت میں سیاسی جماعتیں بھی ہوتی ہیں؟

جواب: بھئی، جب جمہوریت کا احیاء ہوگا تو سیاسی جماعتیں بھی آ جائیں گی۔ جب جمہوریت ہی نہیں تو کیسا احیاء اور کیسی سیاسی جماعتیں۔

سوال: آپ کے خیال میں جمہوریت کی احیاء کا کوئی خطرہ موجود ہے؟

جواب: (قہقہہ لگاتے ہوئے) احیاء کا خطرہ (دوبارہ قہقہہ) فی الحال تو جنرل لوگوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے کہ جمہوریت بحال ہو جائے گی اور پریڈ گراؤنڈ میں چلے جائیں گے۔

سوال: کیا آپ سال رواں کے دوران مارشل لا کے خاتمے کی توقع رکھتے ہیں؟

جواب: میں تو چوتھے مارشل لا کے انتظار میں ہوں اور صبح اٹھتے ہی کھڑکی کھول کے دیکھتا ہوں کہ کوئی ہمیں پکڑنے تو نہیں آیا۔ تیسرے مارشل لا میں بھی تو ایسے ہی آدھی رات کو پکڑ کر لے گئے تھے۔ نیند سے اٹھا کر لے گئے تھے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ وہ ہمیں آرام سے لیکر جائیں کہ، بے ضرر لوگ ہیں۔

سوال: آپ نے ایک بڑی حساس بات کہی ہے۔ اس وقت قومی اسمبلی کے بعض اراکین آئینی بحران پیدا کرنے کی جو کوششیں کر رہے ہیں ان کے نتیجے میں کیا ایک نئے مارشل لا کا امکان ہے؟

جواب: آئینی بحران تو اسی دن پیدا ہو گیا تھا جس دن مارشل لا نافذ ہوا، اب اس بحران کو ختم کرنے کیلئے لوگ دیواروں میں ٹکریں مار کر کھڑکیاں بنا رہے ہیں۔

سوال: گویا آپ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ صورتِ حالات کافی گھمبیر ہو چکی ہے؟

جواب: سائیں، ہمارے لئے تو گھمبیر نہیں ہوئی ہم یہاں چند دوستوں سے ملنے کیلئے ایک آدھ دن کیلئے آئے ہیں۔ اگر صورت حال گھمبیر ہوتی تو ہم بھی یہاں بیٹھے ہوتے، روز اجلاس ہوتے، گفتگوئیں ہوتیں، فون کھڑک رہے ہوتے۔

سوال: چوتھے مارشل لا کی صورت میں تو سیاسی پارٹیوں کے ساتھ ساتھ موجودہ ایوان بھی ختم ہو جائے گا؟

جواب: اس ایوان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ کسی بھی نظریاتی ملک میں غیر نظریاتی ایوان ہوتا ہی نہیں ہے۔ کوئی نہ کوئی نقطۂ نظر ہوتا ہے۔ نظریہ ہوتا ہے۔ مگر یہ تو چوں چوں کا مربہ ہے کسی کی کوئی رائے ہی نہیں۔

سوال: تو پھر چوتھا مارشل لا کب آ رہا ہے؟

جواب: ہمیں کیا معلوم؟ ہم تو کھڑکی سے دیکھتے ہیں کہ خیر تو ہے؟ اور ہماری خواہش یہ ہے کہ اب کی بار وہ ہمیں نیند سے نہ جگائیں۔ بلکہ ہم انہیں دروازے پر انتظار کرتے ہوئے ملیں۔

سوال: آپ 1987ء میں عام انتخابات کی جو بات کرتے رہے ہیں؟

جواب: تو جب میں نے یہ کہا تھا آپ اس وقت پوچھتے نا۔

سوال: سوال یہ ہے کہ کیا 1987ء کے انتخابات بھی موجودہ مارشل لا ہی کے تحت ہوں گے؟

جواب: دیکھئے پوزیشن یہ ہے کہ جس روز قومی اسمبلی میں حلف برادری ہوگئی مارشل لا ٹیکنکلی طور پر تو اسی دن ختم ہو گیا۔ مگر اب کایا پلٹ ہوگئی ہے۔ ہاؤس ڈی جیورو ہو گیا ہے، مارشل لا ڈی فیکٹر رہ گیا ہے۔ جب کہ

ہونا اس کے برعکس چاہئے۔ اب تو یہ حلف غلط اٹھایا گیا تھا، یا مارشل لا غلط ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ موجودہ صورتحال کیا ہے۔ بروہی صاحب یا پیرزادہ صاحب ہی بتائیں تو بتائیں۔

سوال: آپ سینٹ میں مارشل لا کے متعلق کوئی تحریک لائیں گے؟

جواب: سینٹ میں رحمت الٰہی کے ہوتے ہوئے اور کیا آ سکتا ہے۔ (قہقہہ)

سوال: ملک کی سب سے بڑی پارٹی کی معیت میں مارشل لا کے بارے میں کیا محسوس کر رہے ہیں؟

جواب: میں سمجھتا ہوں کہ لوگ یعنی اراکین اسمبلی منتشر مزاج ہیں۔ اگر وہ ہمارے خیال اور ہم خیال ہو جاتے تو کچھ اور ہوتا۔ یا مارشل لا رہتا یا یہ ایوان رہتا۔

سوال: کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ اسمبلی کا ایوان آپ کے ساتھ نہیں؟

جواب: بالکل ساتھ ہے۔ ان کے اور ہمارے راہ عمل میں فرق ہے۔ مگر رجحان ایک ہی ہے۔ نقطۂ نظر ایک ہی ہے۔ صرف راہ عمل کا فرق ہے۔ اب جو مریض ہوتا ہے وہی ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے۔ ہم نے تو پہلے ہی کہا ہے کہ جسے رہنمائی چاہئے۔ دستگیری ہمیں (ہم ہی) کریں گے۔

سوال: یہ راہ عمل کا تفرقہ کتنے لوگوں نے پیدا کیا ہے؟

جواب: اب میں گنتی کیا گنوں۔

سوال: سنا ہے کابینہ میں سیاسی جماعتوں کے متعلق فیصلہ ہو گیا ہے؟

جواب: یہ کیسی کابینہ ہے۔ جس کے راز آپ کو معلوم ہو جاتے ہیں۔

سوال: سنا ہے جونیجو صاحب وسیع تر قومی مفاد کی خاطر نئی پارٹی میں شرکت پر آمادہ ہیں؟

جواب: یہ آپ محمد خان سے پوچھئے۔ مجھے ان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ جو خود پیروکار ہو، اس نے پارٹی کی رہنمائی کیا کرنی ہے۔ وہ مسلم لیگ کا عہدیدار اور مسلم لیگ کے صدر کا ماتحت بھی۔ اب جو خود ماتحت ہو وہ حکم کیا دے سکتا ہے۔

سوال: آپ تو انہیں جنرل صاحب کی متابعت میں دے چکے؟

جواب: ہم نے تو قرضے پر دیا ہوا ہے۔ ہم نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ سب کے سامنے، ریفرنڈم سے بھی پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ہم قرضے پر دیں گے۔ بعد میں تو یہ بات ہی نہیں ہوئی۔ کیونکہ معاملہ پہلے ہی طے تھا۔

سوال: یہ قرضہ خورد برد تو نہیں ہو جائے گا؟

جواب: کیسے خورد برد ہو جائے گا سائیں۔ سندھ کیلئے دو ہی لاشیں کافی ہیں۔ اب سندھ سے آنے والا وزیراعظم صحیح و سالم واپس کرنا پڑے گا۔ تیسری لاش نہیں جائے گی۔ ہمیں وہ زندہ سلامت چاہئے۔

قرضے پر دیا ہے۔ خورد برد کرنے کیلئے نہیں دیا۔

سوال: یہ قرضہ کتنے عرصے کا ہے عندالطلب یا محدود مدت کیلئے؟

جواب: یہ حساب کتاب۔ جی ایچ کیو سے ہم حساب کتاب کرتے ہی نہیں جو دے سو دے دے۔ جب تک چاہو استعمال کرو، مگر زندہ سلامت واپس بھیج دو۔ اور پوچھو۔ (قہقہہ)

سوال: پیر صاحب! کیا آپ اپنے جوابات سے مطمئن ہیں؟

جواب: دراصل بات یہ ہے کہ آپ دوسرے سیاستدانوں کے پاس جاتے ہیں تو اپنی مرضی کا جواب حاصل کر لیتے ہیں، اس لئے میں انہیں سیاستدان نہیں سیاست کار کہتا ہوں۔ میں تو بھائی اپنی مرضی کا جواب دیتا ہوں اگر آپ اپنی مرضی کا جواب چاہتے ہیں۔ تو وہ مجھے پہلے سے بتا دیں مجھے جو کچھ پتہ ہے میں تو وہ بتا تا ہوں۔

سوال: آپ یہ بتائیے کہ کیا مسلم لیگ کا مستقبل محفوظ ہے؟

جواب: اللہ کے فضل کرم سے محفوظ ہے۔

سوال: اگر کوئی وزیر یا سفیر نئی پارٹی بنائے تو؟

جواب: پارٹیاں تو بنتی بگڑتی رہتی ہیں۔ کئی آئیں، کئی گئیں۔ لیکن ! مسلم لیگ قائم رہے گی۔

سوال: آپ مستقبل کا کیا نقشہ دیکھ رہے ہیں؟ کیا صورت حال بنے گی؟

جواب: بات یہ ہے کہ نظریاتی قوم کے نظریاتی ایوان بھی ہوتے ہیں۔ آپ نے ایک قومی بلدیاتی ادارہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ پنجاب میں ڈپٹی کمشنر خود مختار ہے، وہ جو چاہے کرتا ہے۔ ایسے اداروں میں جب کوئی بلدیاتی ممبر شور کرے تو اسے یا تو نکال دیتے ہیں یا پھر خوش کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی یہاں بھی ہو رہا ہے کہ کسی کو پرمٹ دے دو، کسی کو ہیروئن کا شپ منٹ دے دو، کسی کو فیکٹری دے دو، کسی کو وزارت دے دو۔ (قہقہہ)

سوال: پیر صاحب! یہ فرمائیے کہ گورنروں کا کیا ہوگا؟

جواب: فوجی گورنر ہیں اور جب تک مارشل لا ہے، یہی رہیں گے اور گورنر کوئی بھی ہو ہمیں کیا تکلیف ہے۔ اصل بات تو رولز آف بزنس کی ہے۔ اگر ان میں یہ لکھا ہے کہ فائل سیکرٹری سے سیدھی گورنر کے پاس جائے تو وہاں کوئی بھی بٹھا دیں وہ فوجی ہو یا اخبار نویس، فائل سیدھی سیکرٹری سے گورنر کے پاس جائے گی۔

سوال: پانی کا مسئلہ پر ایک ہی حکومت کے دو وزراء اعلیٰ کا موقف مختلف ہے؟

جواب: ایک تو اپنی بات کرتا ہے، دوسرا پرائی بات کرتا ہے۔ نواز شریف پرائی بات کرتا ہے معلوم نہیں وہ کس کو نوازتا ہے، شرافت اسے نوازتی ہے یا وہ شرافت کو نوازتا ہے یہ تو پتہ ہی نہیں چلتا اب دیکھیں نا، کام کرنے والا جیلانی صاحب جواب دینے والا نواز شریف صاحب۔

سوال: کیا اس وفاقی حکومت کی بدانتظامی ظاہر نہیں ہوئی؟

جواب: وفاق کا اس سے کیا واسطہ اس کی اپنی حدود ہیں۔ یہ تو صوبوں کا معاملہ ہے۔ معاملہ تو گورنر صاحب نے خراب کرایا اور جان بوجھ کر کرایا ہے اگر ہمارے کسی پنجابی بھائی کے کھیت سیراب ہو جاتے تو ہم

کہتے کہ چلو کسی کا تو بھلا ہوا۔ مگر انہوں نے تو معاملہ جان بوجھ کر خراب کیا ہے انہوں نے پانی ضائع کر دیا سوکھے ہوئے راجباہوں (چھوٹی نہر) اور نہروں میں پانی چھوڑ کر اسے ضائع کرنا غلط نہیں تو اور کیا ہے یہ تو ان کی بدنیتی ہے۔

سوال: اس بدنیتی سے ان کا مقصد کیا ہے؟

جواب: یہ تو جیلانی صاحب سے پوچھیں اس کا مقصد بھی وہی بتا سکتے ہیں۔ میں عالم الغیب تو نہیں ہوں۔

سوال: آپ انہیں بدنیت کہتے ہیں حالانکہ جیلانی صاحب اور فضل الحق صاحب نے تو مارشل لا کے خاتمہ کی قرار دادیں بھی منظور کروادیں؟

جواب: یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ کس کیلئے مسائل پیدا کر رہے ہیں۔ جرنل ضیاء الحق کیلئے کر رہے ہیں یا سندھ پنجاب کیلئے کر رہے ہیں۔ اسی لئے تو سندھ والے کہتے ہیں کہ بھئی اوپر قرآن کچھ اور ہے نیچے قرآن کچھ اور ہے اگر کوئی بتیسواں سپارہ رہ گیا ہے تو وہ بھی ہمیں بھیج دو تا کہ ہم دیکھ لیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

سوال: سینٹ کا کیا پروگرام ہے؟

جواب: میاں جہاں خزانے خالی ہو گئے وہاں سینٹ بھی خالی ہو جائے گی مگر سنا ہے کہ ٹکٹ بھی دیتے ہیں اس لئے کیوں نہیں آئیں گے ضرور آئیں گے۔

سوال: پیر صاحب! یہ جو کھیل اس وقت چل رہا ہے اس کا انجام کیا ہوگا؟

جواب: دیکھو بھئی! فاؤل پلے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

سوال: اس میں کچھ بچ جائے گا؟

جواب: کیا بچے گا۔ فاؤل پلے میں جو لوگ کرتے ہیں کیا کوئی اسے تسلیم کرتا ہے۔

سوال: آپ کا مطلب ہے آپ کے ساتھ کئے گئے وعدے پورے نہیں ہوئے؟

جواب: میرے ساتھ کوئی وعدہ تھا ہی نہیں کس کا کوئی وعدہ تھا میرے ساتھ۔ ہم کاروبار نہیں کرتے قرضہ دیا ہے تو جی ایچ کیو سے حساب کتاب بھی لے لیں گے۔ مگر ابھی نہیں۔ ابھی تو ہم صرف جمہوری اور بنیادی حقوق کی واپسی چاہتے ہیں۔

سوال: آپ سیاسی جماعتوں کی بحالی 1962ء کے ایکٹ کے تحت چاہتے ہیں؟

جواب: مارشل لا کا تو اپنا ہی ایکٹ ہوتا ہے۔

یہ انٹرویو 20 جون 1985ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

مسلم لیگی کی مسلم لیگ میں کیا حیثیت

سوال: پیر صاحب! سنائیں کیا حال چال ہے۔ آپ کی صحت کیسی ہے اور مسلم لیگ کی صحت کیسی ہے؟

پیر صاحب: بھئی مسلم لیگیوں کی صحت ٹھیک ہے تو ہماری بھی ٹھیک ہوگی۔ میں دیکھ رہا ہوں یہاں مسلم لیگی ماشاءاللہ خوب صحت مند ہیں تگڑے ہیں باقی ایک بات آپ کو بتاؤں جماعتیں افراد کو نہیں بناتیں بلکہ افراد جماعتوں کو بناتے ہیں۔ سو ہم بھی مسلم لیگ کو خود بنا رہے ہیں۔

سوال: آپ کی پیش گوئیوں کا کیا حال ہے؟

پیر صاحب: ہماری پچھلی پیش گوئیاں تو سب پوری ہوگئیں جو باقی رہ گئی ہیں وہ بھی انشاءاللہ پوری ہوں گی اور آئندہ انتخابات ہم ہی کرائیں گے۔

سوال: نئی مسلم لیگ کو آپ کی آشیرباد حاصل ہے؟

پیر صاحب: اسے سب مسلم لیگیوں کا آشیرباد حاصل ہے اور وہ سب مل کر اس کی بہبود کے لئے کوشش کریں گے۔

سوال: سنا ہے آپ آزاد گروپ کے سربراہ بن رہے ہیں؟

پیر صاحب: آزاد گروپ کیا ہے اگر آپکی مراد انڈیپنڈنٹ (آزاد) گروپ سے ہے تو بھائی میاں ہم تو پہلے ہی کسی پر ڈیپنڈ نہیں کرتے اگر وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں تو ہم ان کے ایک گروہ کی مسلم لیگ میں قیادت سنبھال لیں گے۔

سوال: موجودہ مسلم لیگ میں آپ کی حیثیت کیا ہے؟

پیر صاحب: کسی مسلم لیگی کی مسلم لیگ میں کیا حیثیت ہوسکتی ہے۔ سابق صدور کی اب مسلم لیگ میں کیا حیثیت ہے، ہم صدر نہیں بس ذرا سابق کا لاحقہ (ملحق) لگ گیا ہے۔

سوال: لیکن باقی صدر تو ابھی تک خود کو صدر ہی سمجھتے ہیں؟

پیر صاحب: اپنے گھر میں تو ہر ایک صدر ہوتا ہے .... (لفظ واضح نہیں) ہے کہ میں اپنے گھر میں نہیں (قہقہہ لگاتے ہوئے) کیونکہ وہاں حکومت کسی اور کی ہے۔

سوال: نئی کابینہ کی تشکیل میں آپ کا مشورہ بھی شامل ہوگا؟

پیر صاحب: مشورہ ان کا ہوتا ہے جو شامل ہوتے ہیں ہماری طرف سے مشورہ دینے کے لیے تو بس ہمارا ایک ہی نمائندہ کافی ہے جسے ہم ان کے حوالے کر چکے ہیں۔

سوال: آپ مسلم لیگیوں کی کونسل کے اجلاس میں شریک نہیں ہوئے؟

پیر صاحب: کونسی کونسل بھئی اس میں تو بہت سے لوگ شریک ہوئے۔

سوال: صدر ضیاء الحق نے کہا کہ موجودہ منتخب ایوانوں نے اسلام کی ترویج اور بہبود کے لیے کچھ بھی نہیں کیا؟

پیر صاحب: تو انہوں نے کونسا کام کیا ہے انہوں نے تو اسلام کے لیے ایک آنے کا کام بھی کر کے نہیں دیا۔

اسلام الدین شیخ: ہمیں تو صرف ساڑھے آٹھ ماہ ملے ہیں ان کے پاس تو آٹھ سال تھے۔

پیر صاحب: دیکھ لیں یہ بات ان کا اپنا وزیر کہہ رہا ہے۔

سوال: یہ بتائیے کہ سندھ میں مسلم لیگ کی کیا حالت ہے؟

پیر صاحب: برصغیر میں اسلام سندھ سے پھیلا۔ مسلم لیگ اور پاکستان بھی سندھ ہی سے چلے۔ آج بھی ہم مسلم لیگ کا ہراول دستہ ہیں۔

سوال: سنا ہے آپ رانا نعیم محمود کو مسلم لیگ کا سیکرٹری جنرل بنانا چاہتے ہیں؟

پیر صاحب: مجھے اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں میں نے بھی سنا ہی سنا ہے دیکھا نہیں اور میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ صدر کو اس سلسلے میں مکمل اختیار دیدیا گیا ہے۔

سوال: آئندہ انتخابات کب ہوں گے؟

پیر صاحب: یہ تو ان سے پوچھیں ہم نے تو اذانوں اور دعاؤں کا ذکر کیا تھا اب بہتر ہے اُنہیں سے پوچھیں کہ مُڈ (درمیان) کہاں آتا ہے۔

سوال: ایم آر ڈی والے لاہور میں جلسہ عام کر رہے ہیں اس میں سب ہی شریک ہوں گے، ولی خان بھی ہوں گے آپ کوئی جوابی کارروائی نہیں کریں گے؟

پیر صاحب: ہم جوابی کارروائی کیوں کریں ہم منفی نہیں مثبت طریقے سے کام کرتے ہیں۔ اب دیکھئے نا وہ نسوار کھاتے ہیں ہم تو نہیں کھا سکتے اور اگر کھائیں تو (قہقہہ لگاتے ہوئے) کیسے کھائیں۔

سوال: جو لوگ مسلم لیگ چھوڑ کر دوسری جماعتیں میں چلے آئے تھے اگر وہ واپس آئیں تو کیا آپ انہیں اپنا لیں گے؟

پیر صاحب: ضرور اپنائیں گے لیکن فیصلہ مسلم لیگ کے صدر کا ہوگا۔ میں تو بس یہ کہوں گا کہ ان کا سیاسی حدود اربعہ مجھ سے ضرور پوچھ لیں۔

سوال: لوگ کہتے ہیں مسلم لیگ اور الکحل ہر چیز میں حل ہو جاتے ہیں؟

پیر صاحب: بھئی وہ تو انڈسٹریل الکحل بھی ہوتی ہے اور مسلم لیگ کے پاس کوئی انڈسٹری نہیں مسلم لیگ کا نشہ ایک بار چڑھ جائے تو اترتا ہی نہیں۔

سوال: وزیر اعظم محمد خان جونیجو کی حادثاتی ملاقات کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

پیر صاحب: بھائی میاں! حادثاتی ملاقاتوں کا کیا پوچھتے ہو۔ میری اور بھٹو صاحب کی بھی ایک حادثاتی ملاقات ہوئی تھی۔ مگر ہم آخر وقت تک ایک نہ ہو سکے۔ اس قسم کی حادثاتی ملاقاتوں کے نتیجہ میں تو صرف حادثہ ہی ہو سکتا ہے اور کچھ نہیں۔

سوال: سنا ہے غلام مصطفیٰ جتوئی سے آپ کی رات کے اندھیرے میں ملاقاتیں ہوتیں ہیں؟

پیر صاحب: غلام مصطفیٰ اگر رات کو ملا تو کیا ملا مزہ تو جب ہے کہ دن دہاڑے ملاقات ہو ویسے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چاہے جس وقت بھی آئے۔

سوال: صدر کے علاوہ مسلم لیگ کے نئے عہدیداروں کو تو کوئی جانتا بھی نہیں؟

پیر صاحب: آپ اگر آج کسی کو نہیں جانتے تو کل اس کے واقف اور پرسوں دوست بن جائیں گے۔ ہر آدمی جو داخل ہوتا ہے شروع میں نیا ہی ہوتا ہے۔

سوال: سنا ہے صدر مملکت مسلم لیگ بنانے سے خوش نہیں؟

پیر صاحب: صدر صاحب تو کسی کے بنانے میں بھی خوش نہیں وہ چاہتے تھے کہ سب علیحدہ علیحدہ رہیں مگر ہم نے اکٹھے ہونا مناسب سمجھا۔

سوال: کیا آپ ایس ایم ظفر کو سینٹر بنوا رہے ہیں؟

پیر صاحب: یہ فیصلہ ووٹروں نے کرنا ہے، البتہ اگر میں ووٹر ہوتا تو ایسے شخص کو ہرگز ووٹ نہ دیتا جسے سیاست کا کچھ پتہ نہ ہوتی کہ اسے اپنے آئین کا بھی پتہ نہیں۔

سوال: پرانے مسلم لیگی حضرات نئی مسلم لیگ کو چیلنج کر رہے ہیں؟

پیر صاحب: چیلنج تو عدالت میں آپ بھی کر سکتے ہیں۔ مگر آپ کو فیس دینی پڑے گی۔ وہ لوگ کیونکہ وکیل ہیں اس لئے بغیر فیس کے مزے لے رہے ہیں۔

سوال: ایک خیال یہ ہے کہ مسلم لیگ کے موجودہ عہدیداروں کے طور پر کمزور افراد کا انتخابات اس لئے کیا گیا ہے کہ آپ ایس ایم ظفر والا تجربہ دہرانا نہیں چاہتے؟

پیر صاحب: بھائی مسلم لیگ کے آئین میں معتبری صرف صدر کی ہوتی ہے، بالکل ایسے ہی جیسے کمیونسٹ پارٹی میں سیکرٹری معتبر سمجھا جاتا ہے۔ اب جب ہم صدر تھے تو ہماری معتبری آپ نے دیکھی اور کچھ اور لوگوں نے بھی جن کی اولاد بھی اسے یاد رکھے گی۔ ہم پیدائشی پیر ہیں کوئی سند یافتہ پیر نہیں۔

سوال: آپ کا اشارہ کس طرف ہے؟

پیر صاحب: اس وقت تو سب کا اشارہ ایک ہی طرف ہے۔

سوال: جماعت اسلامی اگر مسلم لیگ سے تعاون کرے تو کیسا رہے گا، کیا مخلوط حکومت بن سکے گی؟

پیر صاحب: اس طرح سے اسے دیمک لگ جائے گی۔ دیمک والا لطیفہ یاد ہے نا (قہقہہ)۔

سوال: آج کل آپ جی ایچ کیو کے کھانوں مین کم جاتے ہیں؟

پیر صاحب: اصل میں وہاں کھانے والوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ پہلے تو کالعدم جماعتوں کے کالعدم لیڈر ہی جایا کرتے تھے، جن کی تعداد آٹھ دس سے زیادہ نہ تھی۔ اس لئے جلدی جلدی باری آجاتی تھی۔ اب خیر سے افراد بڑھ گئے ہیں۔ 237 تو قومی اسمبلی کے اراکین ہوئے، 90 کے قریب سینٹر ہیں۔ اب تو یہ باری کے لئے انتظار کرنا پڑے گا۔

سوال: پشاور کے دھماکوں پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

پیر صاحب: میں تو انہیں غور سے دیکھ رہا ہوں سن رہا ہوں اور اندازہ لگا رہا ہوں کہ ان دھماکوں سے کس کو فائدہ پہنچ رہا ہے، فضل حق خان کو، ولی خان کو، یا کامل خان کو، ہم نے تو چنگیز خان کا ذکر کم اور فضل حق کا زیادہ سنا ہے۔ اس موقع پر کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک تاجر نے پیر صاحب کو بتایا کہ تاجر حضرات بھی مسلم لیگ میں شامل ہو رہے ہیں۔

پیر صاحب: انہوں نے درست فیصلہ کیا ہے بلکہ انہیں یہ فیصلہ بہت پہلے کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ ہم مسلم لیگ والے کامن سینس سے چلتے ہیں۔ دوسرے سیاستدان تو پتہ نہیں کس سینس سے چلتے ہیں۔

یہ انٹرویو 28 جنوری 1986ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

چھوٹے بھائی کو گرجنے کا پورا حق ہے

سوال: پیر صاحب! آپ کا چوہا بلی والا مکالمہ کافی مشہور ہوا۔ قومی اسمبلی میں بھی اس کی بازگشت سنی گئی؟

پیر صاحب: جب لوگوں میں کامن سینس نہ ہو یہی ہوتا ہے۔

سوال: آج کل صدر صاحب ایک بار پھر صدر مملکت کے سیاسی منظر نامے پر دکھائی دینے لگے ہیں۔ بلکہ آج تو انہوں نے قومیائی گئی صنعتوں کے بارے میں ایک پالیسی بیان بھی دیا ہے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی گورنمنٹ ہمیشہ صدر کی ہوتی ہے۔ وزیراعظم تو محض پالیسی کا اعلان کرتا ہے، جہاں تک فائنل منظوری کا تعلق ہے وہ تو ظاہر ہے صدر کی ہوتی ہے گورنمنٹ اسی کی ہوتی ہے جو آخری دستخط کرے۔ باقی رہا پالیسی بیان دینے کا معاملہ تو یہ کسی اخبار نویس کے سوال کا کرشمہ ہوگا۔ آپ لوگ اُلٹے سیدھے سوال کریں تو جواب دینا ہی پڑتا ہے۔

سوال: پہلے بھی صدر صاحب اخبار نویسوں سے ملتے تھے؟

پیر صاحب: پہلے وہ چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر تھے اس لئے آپ ان سے گھبراتے تھے، اب وہ صدر بھی ہیں اور فوجی بھی اس لئے آپ لوگوں نے زیادہ مُنہ لگانا شروع کر دیا ہوگا۔

سوال: مردان میں آپ کا آدمی ہار گیا؟

پیر صاحب: ہمارا آدمی کہاں ہارا۔ ارے بھائی دونوں مسلم لیگی تھے اور ایک خاندان سے متعلق تھے۔ اب جیت تو اسی خاندان کی ہے، چاہے کوئی بھی جیتا ہو۔

سوال: آپ کے چھوٹے بھائی نورانی میاں نے کراچی میں جلسہ لگایا؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی چھوٹے بھائی کو گرجنے کا پورا حق ہے۔ مگر جہاں تک برسنے کا تعلق ہے تو وہ برسوں گا، یعنی مسلم برسے گی کیونکہ رحمت الٰہی ہمارے ساتھ ہے۔

سوال: چودھری رحمت الٰہی تو جماعت اسلامی میں ہیں؟

پیر صاحب: نہیں نہیں، وہ رحمت الٰہی نہیں، وہ تو چودھری ہیں ہم تو صرف رحمت الٰہی کی بات کرتے ہیں اور سنایئے کیا خبریں؟

سوال: شیخ لیاقت علی خان نے آپ کے نام سے ایک مسلم لیگ کی درخواست کی ہے کہ اسے رجسٹر کر دیا جائے گا؟

پیر صاحب: میری جماعت تو پہلے ہی رجسٹر ہے اور اس کے سربراہ محمد خان ہیں۔ لیاقت علی تو ہماری جماعت میں کام کا ایک ہی تھا۔ وہ شہید ہو گیا باقی جعلی ہی لیاقت ہو سکتے ہیں۔

سوال: ملک قاسم نے کہا ہے کہ انہیں سرکاری جماعت میں نمبر دو بنایا جا رہا ہے؟

پیر صاحب: میرے خیال میں انہیں یہ پیش کش صدر صاحب نے کی ہوگی، آپ بھی انہی سے پوچھ لیں؟

سوال: پیر صاحب: بلی چوہے کا کھیل کہاں تک پہنچا ہے؟

پیر صاحب: آپ خود آنکھیں کھلی رکھیں اور کمپیوٹر آن رکھیں۔ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ بلا کون ہے اور چوہا کون ہے تو بھائی نہ محمد خان چوہا ہے اور نہ جنرل صاحب بلا ہیں۔ یہ تو سیاست کا کھیل ہے اور اصولوں کی لڑائی ہے۔ کچھ لوگ اپنے مفادات کی خاطر یہ چاہتے ہیں کہ پارٹی مضبوط نہ ہو حکومت کمزور رہے۔ امن امان کا مسئلہ بنا رہے ہیں۔

سوال: مگر یہ لوگ کون ہیں؟

پیر صاحب: مگر، مجھے نہیں پتا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ یہ تو آخر میں پتا چلے گا کہ بلا کون ہیں اور چوہا کون؟ اب دیکھئے نا قوم نے جن لوگوں کو منتخب کر کے ایوان میں بھیجا ہے، وہ بھی بلی چوہے کے اس کھیل کو بند کرانے کی بجائے اس مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

سوال: تو بلی چوہے کا معاملہ کیا ہوا؟

پیر صاحب: آپ اسے لالی پاپ یا چیونگم کی طرح سیاسی مناظر میں دیکھیں تو بہتر ہے۔ یہ جو کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یا تو جماعتی بنیادوں پر انتخابات کی ضرورت میں نکلے گا یا پھر چوتھا مارشل لا لگ جائے گا۔ ہم نے تو بھئی ریفرنڈم کے دوران ہی ہر بات کہہ دی تھی، مگر کھل کر اس لئے نہیں کہی کہ اس صورت میں بند دیئے جاتے۔

سوال: صدر صاحب وردی کب اتار رہے ہیں؟

پیر صاحب: میں تو یہ جانتا ہوں کہ جب وہ وردی پہنتا ہے تو اتارتا بھی ہے۔ ظاہر ہے روزانہ وردی اتار کر سوتا ہے۔ اب ضروری تو نہیں کہ ایک رات اتارنے کے بعد دوسرے روز بھی پہنے۔ کیونکہ کبھی وہ شیروانی پہنتا ہے۔ میری طرح واسکٹ پہن لیتا ہے۔

سوال: آپ واسکٹ بدل بھائی تو نہیں؟

پیر صاحب: اس کے اور میرے سائز میں فرق ہے۔

سوال: پنجاب میں تو مسلم لیگ ہی حکومت اور مسلم لیگ ہی اپوزیشن ہے۔ اس پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

پیر صاحب: مسلم لیگ ہر اس شخص کو تسلیم کرے گی۔ جو مسلم لیگی ہے۔ میں تو آنے اور جانے والے دونوں کا شکر گزار رہا کرتا تھا۔ اب یہ موجودہ مسلم لیگیوں سے پوچھیں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟

سوال: آپ نے باہر جانے کے لیے دس اپریل کا ٹارگٹ کیوں دیا؟

پیر صاحب: دراصل 27 رجب المرجب کی تاریخ ہماری خانقاہ میں منائی جاتی ہے۔ یہ تاریخ 5 یا 7 اپریل کو آ رہی ہے۔ اس کے بعد دس ہی آتی ہے۔

سوال: 4 اپریل کو بھی تو ایک برسی منائی جائے گی؟

پیر صاحب: پھر تو آپ فرسٹ اپریل سے شروع کریں اس روز بھی تو کچھ منایا جاتا ہے۔

سوال: کیا بے نظیر آپ کی بھتیجی نہیں؟

پیر صاحب: اللہ مجھے بھٹو جیسا بھائی نہ دے۔

سوال: صدر اور وزیر اعظم کے درمیان افہام تفہیم کی کیفیت کیا ہے؟

پیر صاحب: یہ تو آپ صدر صاحب سے پوچھیں کہ وہ وزیر اعظم سے پوچھ کر تقریر کرتے ہیں یا وزیر اعظم ان سے پوچھ کر کرتا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو آدمی دوسرے کے کام میں مداخلت کرتا ہے وہ ہمیشہ غلط فہمی کا شکار رہتا ہے۔ میں تو ہمیشہ اپنے کام سے کام رکھتا ہوں۔

سوال: آپ کا ادھار کا آدمی کیسا جا رہا ہے؟

پیر صاحب: بھئی اب تو وہ مسلم لیگ اور حکومت دونوں کا انچارج ہے۔ آپ اسے بھی تو کچھ پوچھیں۔

سوال: اس سے تو جناب اب ملاقات ہی نہیں ہوئی؟

پیر صاحب: آپ سے نہیں ملتا تو مجھے کہاں ملے گا۔ میری تو اب وہ گلی سے بھی نہیں گزرتا۔ پہلے اسے صرف اپنا کام تھا اب پرایا بھی اپنا ہو گیا ہے۔ اسی سے پوچھیں کہ وہ کتنا مصروف ہے۔

سوال: مختلف سیاست دانوں سے آپ کی بات چیت چل رہی ہے؟

پیر صاحب: قہقہہ۔

سوال: اب تو جی ایچ کیو بھی مسلم لیگ کے ماتحت آ گیا ہے؟

پیر صاحب: ہر ایک کی ذمہ داریاں اپنی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ جی ایچ کیو ایسا زبردست ہے جو جب چاہے سرپرست کو بھگا دے مگر سرپرست اس زبردست کو نہیں نکال سکتا۔

سوال: امریکی سفیر ڈین ہنٹن نے بھی جماعتی انتخابات کی حمایت کی ہے؟

پیر صاحب: اس نے کون سی نئی بات کی ہم بھی ہمیشہ سے صدر صاحب کو یہی مشورہ دیتے رہے ہیں۔ دیکھ بھئی ہم تو شروع ہی سے سیدھی بات کرتے رہے مگر آپ لوگ خود کو دھوکہ دیتے رہے اور ہمیں مسخرہ قرار

دیتے رہے دیکھ لو ہم نے کچھ بھی کہا آخر پورا ہو گیا۔

سوال: اگر بے نظیر یہاں آ کر ایسی صورت حال پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئی کہ اپنی شرائط منوا سکے تو کیا ہو گا؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی فوج سے شرائط منوائی نہیں جاتیں بلکہ یہ محض اسے پیش کی جاتی ہیں، جب کہ مسلم لیگ یہ شرائط پیش کرنے کے لئے ادب احترام بھی لازم ہے، کیونکہ یہ ایک دستوری اور نظریاتی جماعت ہے جب تک ان کے پاس بھی نظریہ نہ ہو کام نہیں چلے گا۔

سوال: پیپلز پارٹی میں تو اب نوجوان قیادت کو آگے لایا جا رہا ہے؟

پیر صاحب: ہر جماعت کی اپنی ضروریات اور نظریات ہوتے ہیں۔ ویسے مسائل بازوؤں کی طاقت و مسل پاور سے حل نہیں ہوتے بلکہ یہ ذہنی صلاحیت و برین پاور سے حل ہوتے ہیں اس وقت وہی کرنا پڑیگا جو پہلے کہہ چکے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! میں دیر سے آیا ہوں مجھے بتا دیں اب تک بات ہوئی ورنہ مجھے سیکنڈ ہینڈ اطلاع ملے گی؟

پیر صاحب: بھئی سیکنڈ ہینڈ ہی کام ہوتا ہے (قہقہہ)۔

سوال: آج تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے آپ صدر صاحب کا کیس بیان کر رہے ہیں؟

پیر صاحب: میں تو محض اپنا کیس بیان کر رہا ہوں، میں اس کا کیوں بیان کروں میں نے ہمیشہ کھل کر کہا کہ ہم ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

سوال: میاں طفیل محمد کہتے ہیں کہ صدر صاحب انہیں دروازے تک چھوڑنے آتے ہیں؟

پیر صاحب: جو بڑوں کی جتنی عزت کرے گا اتنا ہی ثواب پائے گا۔ ہم جیسا کوئی سر پھرا صدر آ گیا تو انہیں ایوان صدر کے سامنے بھی نہیں گھومنے دے گا۔

سوال: بائیں بازو کے اتحاد کے مقابلے میں آپ دائیں بازو کا کوئی اتحاد بنائیں گے؟

پیر صاحب: دیکھو یہاں، یہاں کوئی لیفٹینٹ نہیں یہ محض شعبدے بازی ہے۔ میں نے بھی کہہ دیا ہے کہ میں کاغذی کمیونسٹ ہوں اور میں تو یہ بات پارٹی بنانے سے پہلے کہہ رہا ہوں۔ رہا نئے اتحاد کا سوال تو اتحاد اقلیت بناتی ہے اکثریت نہیں۔ اگر میں بھی واقعی کاغذی کمیونسٹ بن جاؤں تو پھر دائیں بازو والوں کو اتحاد کی ضرورت پڑے گی۔

سوال: میر ظفر اللہ خان جمالی کے بارے میں کیا خیال ہے؟

پیر صاحب: بھئی وہ جو بھی بولے درست بولتا ہے۔ بعض پیغمبروں کی اولاد بھی ایسی تھی جوان کے کہنے میں نہیں تھی۔ یہ تو صرف جعفر خان جمالی کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں اب وہ جہاں ہے

وہیں قائم رہے اور اسے اپنے مؤقف پھر سے تبدیل نہ کرنا پڑے ہم ایک دوسرے کو دور سے ہاتھ ہلا کر ''وش'' تو کر سکتے ہیں۔

سوال: بعض ارا کین نے مسلم لیگ یا پارلیمانی کے اجلاس میں اپنے فارم واپس طلب کئے تھے آپ کی کیا رائے ہے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی، یہ صدر کا استحقاق ہے۔ وہ کسے لیتے ہیں کسے نہیں لیتے میرا خیال ہے ان کی بعد میں گفتگو بھی ہوگئی ہوگی جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے تو کوئی شخص جب چاہے مذہب تبدیل کر کے دوسرا مذہب اختیار کر سکتا ہے۔

سوال: اور رکنیت سے محرومی کا معاملہ؟

پیر صاحب: یہ آپ وزیر قانون سے پوچھیں قانون سب کے لئے برابر ہے۔ ویسے ایک بات بتا دوں۔ یہ بھی چوہے بلی کے کھیل کا حصہ ہے۔

سوال: بلی چوہے کے اس کھیل میں کہیں برتن ہی تو نہیں ٹوٹ جائے گا؟

پیر صاحب: بلا بھی سمجھدار ہے اور چوہا بھی۔ کھانے کی چیز کبھی نہیں توڑیں گے۔ کیونکہ یہ برتن تو دونوں کے کام آتا ہے۔

سوال: لگتا ہے آج آپ پر کافی دباؤ ہے؟

پیر صاحب: دباؤ کیسا ہم تو خاموش تماشائی ہیں۔ نہ ننچ بجا کر داد دیتے ہیں۔

سوال: ممتاز بھٹو کی کنفیڈریشن کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

پیر صاحب: بھئی یہ میرا کام نہیں پاکستان سب کے لئے ایک سا ہے۔

سوال: اور سنایئے خبر کیا ہے؟

پیر صاحب: دراصل آپ لوگ اپنے ذہن میں جوابات لے کر آتے ہیں، کہ یہی حاصل کرنے ہیں۔ وہ نہ ملیں تو آپ کو مایوسی ہوئی ہے۔ ایسے میں بس آپ کے لئے دعا ہی کر سکتا ہوں۔

سوال: سندھ کی صورتحال کیسی ہے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی میری تو وہاں جائیداد ہے۔ زمینیں ہیں، میں اس کے بارے میں آپ سے زیادہ متعلق ہوں۔ اگر خدانخواستہ وہاں کچھ ہو گیا تو آپ مجھے صرف چائے کی پیالی پلا کر محض دعا ہی دے سکتے ہیں جبکہ میرا وہاں سے ایک واضح تعلق ہے۔

یہ انٹرویو 4 مارچ 1986ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

بلی اور چوہا دونوں پھدک رہے ہیں

سوال: یہ تاثر کس حد تک درست ہے کہ مسلم لیگ کی قیادت ایک مرتبہ پھر آپ سنبھالنے والے ہیں؟

پیر صاحب: نہیں بھائی، مسلم لیگ کے معاملات بہت بہتر طور پر چل رہے ہیں ابھی اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے تو آرام ہی کرنے دیں۔

سوال: آپ کا آرام کب تک مکمل ہو گا؟

پیر صاحب: جب تک بلی اور چوہے کے کھیل میں بلی ہانپ کر ایک طرف نہیں ہو جاتی میں آرام میں رہوں گا۔

سوال: بلی کس طرح ایک طرف ہو گی؟

پیر صاحب: بلی اور چوہا دونوں پھدک رہے ہیں ذرا زیادہ ہی پھدک رہے ہیں وہ ویسے بھی عمر رسیدہ ہو گئی ہے اور اچھل کود کر کے جلدی تھک جانے والی ہے پھر میدان میں چوہا ہی رہ جائے گا۔ آخر بلی کب تک یونہی کرتب دکھاتی رہے گی۔ چوہا تو آخری جیت تک میدان میں رہے گا اور بلی قابو میں آجائے گی۔

سوال: یہ مرحلہ کب تک آنے کی امید ہے؟

پیر صاحب: آجائے گا جلد ہی یہ مرحلہ آن وارد ہو گا آپ گھبرائیں نہیں اپنے وقت پر یہ مرحلہ آنے والا ہے۔

سوال: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ کھیل آپ کی منصوبہ بندی کے مطابق چل رہا ہے؟

پیر صاحب: فی الحال تو معاملات جس طرح میں سوچتا ہوں اسی طرح چل رہے ہیں اب یہ کہنا درست نہیں ہو گا کہ معاملے کا انجام اور اس کے نتائج بھی وہی ہوں گے جن کی ہم خواہش رکھتے ہیں کیونکہ ہر چیز پر قادر مطلق تو اللہ تعالیٰ ہے۔

سوال: کیا آپ نے کوئی نظام الاوقات بھی مرتب کر رکھا ہے؟

پیر صاحب: اب انحصار تو آپ پر ہے کہ آپ کس قدر تیز روی کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں جس تیزی کے ساتھ آگے نکلنے کی کوشش کریں گے اسی سرعت سے آپ کھڈے میں گریں گے اب آپ پر ہے کہ آپ کس رفتار سے چلتے ہیں۔ اگر رفتار دھیمی رکھیں گے تو ممکن ہے آپ ایک کی بجائے دو مہینے لیں گے۔

سوال: کیا آپ رفتار کا مشاہدہ کر رہے ہیں؟

پیر صاحب: ہم رفتار کو دیکھنے کے بعد ہی اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ آپ ''عنقریب'' کھڈے میں گرنے والے ہیں۔عنقریب کتنا ہے اسے آپ چاہیں تو کھینچ کر لمبا کرلیں اور چاہیں تو اسے اپنے قیاس کے مطابق مختصر کرلیں۔گھڑی تو اپنی رفتار ہی سے چلتی ہے۔

سوال: کیا ان دنوں بلی کی رفتار تیز ہے؟

پیر صاحب: نہیں بلی کی رفتار معمول کے مطابق ہے آخر بلی ہوتی تو سیانی ہے۔

سوال: آپ نے چوہے بلی کے کھیل کا پھر اچانک ذکر کیوں شروع کر دیا ہے؟

جواب: ہر کھیل کا ایک دوَر ہوتا ہے۔جب ایک کھیل ختم ہوتا ہے تو دوسرا شروع ہوتا ہے، جب دوسرا ختم ہوتا ہے تو پھر تیسرا شروع ہوتا ہے۔ان دونوں بلی چوہے کے کھیل کے دن ہیں۔

سوال: آپ نے مائٹی ماؤس (طاقتور چوہا) کا ذکر کیا تھا؟

پیر صاحب: جی ہاں! میں نے مائٹی ماؤس کا ذکر کیا تھا لیکن آپ لوگوں نے اسے سمجھا نہیں دراصل چوہا اپنی برتر ذہانت سے کھیل میں غالب آ رہا ہے۔فی الحقیقت چوہے کی قوت میں اضافہ ہوا ہے اور اس کی دم کو اس قدر دراز ہونا ہے کہ اس میں بلی نہ صرف چھپ کر رہ جائے بلکہ وہ صاف طور پر اس سے خوفزدہ دکھائی دے۔ویسے آپ ایسے سوالات دریافت نہ کیا کریں جس سے نہ صرف دوسرے بلکہ آپ خود بھی الجھ کر رہ جائیں۔اس معاملے کو اس کی حد تک ہی رہنے دیں۔

سوال: بے نظیر بھٹو اور نوابزادہ نصر اللہ خان نے نئے انتخابات کے سوال پر حکومت سے مذاکرات پر رضامندی کا اظہار کیا ہے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! جب انتخابات ہوئے تو ان لوگوں نے بائیکاٹ کیا اب یہ لوگ اپنی غلطی کو چھپانے کے لئے نئے انتخابات کا نام لے رہے ہیں حالانکہ اب جمہوریت آ رہی ہے پہلے ان لوگوں نے بلدیاتی انتخابات، ریفرنڈم اور پھر عام انتخابات کی مخالفت کی اب یہ کس منہ سے دوبارہ انتخابات کا نام لے رہے ہیں۔ان حضرات نے تو وہ راستہ ہی اختیار نہیں کیا جو جمہوریت اور انتخابات کا راستہ ہوتا ہے۔

سوال: کیا ان حضرات نے اپنے راستے کو ترک کر دیا ہے؟

پیر صاحب: مجھے کیا علم ہے کہ ان لوگوں نے اپنا راستہ چھوڑ دیا ہے یا نہیں یہ تو آپ ان سے پوچھیں مجھے تو صرف اتنا علم ہے کہ یہ لوگوں کو انتخابات کی مخالفت پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن کسی نے ان کی آواز پر کان نہیں دھرا۔لوگ انکی بات سمجھنے کے لئے بھی تیار نہیں تھے۔

سوال: ان حضرات کا انتخابات کا راستہ اختیار نہ کرنا کسی طرح ملک کے لئے نقصان دہ تو ثابت نہیں ہوا؟

پیر صاحب: دیکھیں بھائی! ان کے راستے کو اختیار کرنے سے ان کا اپنا نقصان ہوا ہے اس سے بلی کو فائدہ ضرور پہنچا ہے۔

سوال: کیا انتخابات سے عوام کی توقعات پوری ہوئی ہیں؟

پیر صاحب: لوگوں کی توقعات آہستہ آہستہ پوری ہوں گی یہ راستہ بند تھا جسے ہم نے کھول دیا ہے۔ ملک میں جمہوریت آ رہی ہے۔

سوال: مارشل لا حکومت نے احتساب کی بات کی تھی، کیا موجودہ حکومت واقعتاً پچھلی حکومت سمیت سب کا احتساب کرے گی؟

پیر صاحب: ابھی تک حکومت نے احتساب کیا ہی نہیں ہے صرف اس کی بات کی ہے تاکہ لوگوں کو مطمئن کیا جا سکے اور انہیں بے وقوف بنایا جا سکے۔ جن لوگوں کے نام وائٹ پیپر میں تھے انہیں ترقیاں دی گئیں اور ساڑھے آٹھ سال تک ان مراعات کا مینہ برستا رہا اس پورے عرصے انہیں وائٹ پیپر دکھا کر ڈرایا جاتا رہا اور کام وہ کیے گئے۔ دوسرے سیاسی لوگ بھی انہیں استعمال کرتے رہے اب جمہوریت آ رہی ہے اور حکومت مستحکم ہو رہی ہے۔ وہ احتساب کے وعدے کو پورا کرے گی کیونکہ قومی اتحاد نے احتساب کرنے کا وعدہ کیا تھا، اب صرف مسلم لیگ ہی قومی اتحاد میں رہ گئی ہے اور وہ قومی اتحاد کے تمام ترکے (جائیداد) کی وارث ہے جس میں احتساب بھی شامل ہے۔ دوسری جماعتوں نے قومی اتحاد کو چھوڑ دیا تھا لیکن مسلم لیگ آج بھی اس کے نظریات کے ہم رکاب کھڑی ہے۔ اس وقت مسلم لیگیوں کی حکومت ہے جب مسلم لیگ کی حکومت آئے گی تو وہ اپنے تمام پیشروں کا ہر سطح پر مکمل احتساب کرے گی۔ کیونکہ اس کے بغیر جمہوریت پروان نہیں چڑھ سکتی۔ اس احتساب میں وہ بھی شامل ہوں گے جو آج حکومت میں ہیں یا ساڑھے آٹھ سال سے حکومت میں شامل ہیں۔

سوال: گزشتہ ساڑھے آٹھ سال کے دوران آپ کے خیال میں پیپلز پارٹی کو کوئی گزند پہنچا ہے؟

پیر صاحب: پیپلز پارٹی کو اس عرصے میں کیا نقصان پہنچا ہے یہ تو آپ پیپلز پارٹی والوں سے پوچھیں۔ اس کی بنیاد سندھ میں نہیں بلکہ یہ پنجاب کی پارٹی ہے، سندھ سے تو انتخابات میں وہی حضرات کامیاب ہوئے تھے جو ہمیشہ سے اپنی نشستوں پر منتخب ہوتے آئے تھے۔ روٹی، کپڑا اور مکان کا طوفان بدتمیزی تو پنجاب میں برپا ہوا تھا، اس نے کسی دوسرے صوبے میں سر نہیں اٹھایا۔

سوال: کیا روٹی، کپڑا اور مکان کی آواز پھر بلند ہونے والی ہے؟

پیر صاحب: اگر اس کا طوفان دوبارہ برپا کرنے کی کوشش کی گئی تو رہا سہا روٹی، کپڑا بھی چھن جائے گا اور پھر یہ حضرات ایک دوسرے کو کاٹ کاٹ کر نگلنا شروع کر دیں گے اور پھر کہیں روٹی، کپڑا اور مکان دکھائی نہ دے گا۔

سوال: کیا یہ ممکن نہیں کے آپ ملک میں صحیح اسلام نافذ کرسکیں جو سرور کائناتﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا اسلام تھا؟

پیر صاحب: اسلام تو آتا رہے گا، اسلام تو موجود ہے اس پر عمل ہوتا رہے گا جب لوگوں میں شعور بلند ہوگا، جیسے آپ تربیت دیتے رہیں گے ایسا ہی اسلام آئے گا، اگر آپ کی تربیت آپ کا موجودہ نظام ہی برقرار رکھیں گے تو اس سے نہ صرف شعور بلند نہیں ہوگا بلکہ اچھے کلرک بھی پیدا نہیں ہوں گے، نقل سے پاس ہونے والے لوگ کیا تیر چلائیں گے ہماری ڈگریاں تو پہلے ہی بیرون ملک مسترد ہورہی ہیں اگر نالائق لوگوں کی حوصلہ شکنی ہوگی تو وہ دل لگا کر پڑھیں گے جس سے کم از کم اچھے کلرک تو پیدا ہوں گے۔

سوال: 1970ء میں بھاشانی نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کسان کانفرنس کرائی اب وہی کانفرنس بے نظیر کررہی ہیں کیا ایسی کانفرنس اسلامی نظام کی بجائے طبقاتی کشمکش کی طرف ہمیں نہیں لے جائیگی؟

پیر صاحب: نہیں ایسا تو کوئی احتمال نہیں ہے، یہ تو اپنی اپنی ضروریات ہیں جنہیں متاثرین اجاگر کرتے ہیں اس سے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہوسکتا۔ اسلام لوگوں کی مشکلات اور مسائل حل کرنے کی ترکیب بتاتا ہے اگر وہ لوگ اسلام کے مطابق زندگی گزاریں تو ان کے مسائل کا سدباب ہوسکتا ہے۔ جب ہم زمانے کی رفتار اور حال کے مطابق چلیں گے تو ہماری مشکلات بھی زمانے کے حالات و مسائل کی روشنی ہی میں حل ہوں گی آپ انہیں ان کے مسائل کے حل میں مدد دیں ان کی رہنمائی کریں خواہ ان کی قیادت بے نظیر کرے یا پنجاب کا نیا لیڈر جہانگیر بدر۔

سوال: پیپلز پارٹی کی اوور ہالنگ سے مسلم لیگیوں کی حکومت کو کوئی خطرہ درپیش تو نہیں؟

پیر صاحب: نہیں، ہرگز نہیں تاہم خود پیپلز پارٹی اس اوور ہالنگ (جانچ پڑتال) کے نتیجے میں خطرات اور الجھنوں میں گھر کررہ گئی ہے اور پیپلز پارٹی کا وجود خطرے میں پڑ گیا ہے۔

سوال: کیا غلام مصطفیٰ کھر کے لئے معافی کی کوئی گنجائش موجود ہے؟

پیر صاحب: ایسی پوزیشن کی وضاحت عدالت میں ہوسکتی ہے وہ عدالت میں اپنا مؤقف بیان کریں اس کے لئے تو انہیں عدالت سے رجوع کرنا پڑے گا جب معاملہ مکمل ہوکر وزیراعظم کے پاس جائے تو وہ سیاسی معاملہ کو پیش نظر رکھ کر کوئی فیصلہ کریں گے ایسے فیصلے قانونی نہیں سیاسی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں ان فیصلوں میں ترمیم سربراہ حکومت ہی کرسکتا ہے۔

سوال: جاوید ہاشمی صاحب نے تجویز پیش کی ہے کہ مارشل لا اٹھنے سے اسمبلیوں کے قیام کا مقصد پورا ہوگیا ہے اب انہیں باقی رکھنے کے سوال پر ریفرنڈم کرایا جائے؟

پیر صاحب: اسمبلیوں کا کام وہ تھا جو اس کے خالق نے مقرر کیا تھا اسمبلیوں کا کوئی دوسرا کام نہیں تھا۔ اسمبلیاں اپنا ذاتی مقصد لے کر قائم نہیں ہوئی تھی لیکن یہ جو بے بلی کا دور تھا اور یہ کھیل کھیلا گیا یہ اسمبلیاں عوام

کے ووٹ سے منتخب ہو کر آئی ہیں، عوام نے انہیں پانچ سال کے لئے ووٹ دیا ہے یہ پانچ سال قائم رہیں گی۔

سوال: اسمبلیوں کے ارکان آزاد منتخب ہو کر آئے تھے وہ کیونکر پارٹیوں میں تقسیم ہوئے؟

پیر صاحب: لوگوں نے امیدواروں کو ووٹ دیئے تھے حالات میں تبدیلی ہوتی ہی رہتی ہے، ضروری نہیں کہ حالات خراب ہی ہوں حالات بہتر بھی ہو سکتے ہیں ان اسمبلیوں نے اپنی مدت پوری کرنا ہے۔

سوال: آزاد ارکان اسمبلی اپنے ووٹروں کی اجازت کے بغیر کس طرح کسی پارٹی میں شامل ہو سکتے ہیں؟

پیر صاحب: رائے دہندگان نے اراکان اسمبلی کو ووٹ دیتے ہوئے اس امر کی ممانعت نہیں کی تھی کہ وہ کسی گروہ یا پارٹی کے ساتھ ناطہ نہیں قائم کر سکیں گے، یا وہ آزاد رہنے کے پابند ہوں گے۔ ہر ووٹر نے اپنے مسائل اور مقاصد کی نگہبانی کے لئے ووٹ دیا تھا ان ارکان اسمبلی کو اپنے رائے دہندگان کے مسائل حل کرنے کے لئے جہاں سے مدد ملے گی وہ اسی جگہ جائیں گے۔

سوال: سندھ میں اسمبلی کے اسپیکر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک آ رہی ہے؟

پیر صاحب: مجھے اس کا علم نہیں ہے، میں تو پونے دو ماہ سے سندھ سے باہر ادھر ادھر گھوم رہا ہوں وہاں جا کر ہی اس کا معلوم کروں گا، ویسے میں پرسوں ہی کراچی جا رہا ہوں۔

سوال: سندھ میں پنجابی اور غیر سندھی گورنر بنایا گیا ہے اس پر آپ کیا کہیں گے؟

پیر صاحب: آپ نے پنجاب میں تو سندھی گورنر نہیں لگایا۔ سندھ میں پنجابی گورنر مقرر کیا ہے اس سے اندازہ لگائیں کہ سندھ میں پنجابیوں کو ناپسند نہیں کیا جاتا۔

سوال: راجہ سائیں (صبغۃ اللہ شاہ راشدی) جو آپ کے صاحبزادے ہیں ان کے وزیر اعلیٰ سندھ بننے کے کس قدر امکانات ہیں؟

پیر صاحب: راجہ سائیں کو وزیر اعلیٰ بنائے جانے کی چنداں (اتنی، ایسی) ضرورت نہیں ہے۔

سوال: کیا آپ سندھ کی کابینہ کی کارکردگی سے مطمئن ہیں؟

پیر صاحب: آپ یہ سوال گورنر، وزیر اعلیٰ سے پوچھیں، ہمارا کام تو کوئی بھی صوبائی یا وفاقی کابینہ نہیں کرتی اور نہ ہی ہمیں ان سے کوئی مطلب ہے، ہمیں تو معلوم نہیں کہ سندھ میں کیا ہو رہا ہے۔

سوال: سندھ میں امن وامان اور معاملات کی صورتحال کیا ہے؟

پیر صاحب: امن وامان اور معاملات کی حد بندی آپ کس طرح کریں گے ویسے معاملات ہمارے تو اوپر والوں سے ہیں جو ملازمتوں اور پانی سے تعلق رکھتے ہیں جہاں تک امن وامان کا تعلق ہے جب بلی بند ہو جائے گی تو معاملات درست ہو جائیں گے اور جرائم کا قلع قمع ہو جائے گا۔

سوال: نوابزادہ نصر اللہ خان سے آپ کی ملاقات اب کڑاہی گوشت پر ہونے لگی ہے اب آپ

انہیں دعوت دینے والے ہیں، یہ معاملہ کیا ہے؟

پیر صاحب: یہ تو ہمارا معمول کا طریقہ ہے، کبھی وہ کھلاتے ہیں اور کبھی ہم کھلاتے ہیں اس طرح کھانے پر گپ شپ ہوتی رہتی ہے۔

سوال: کہیں آپ ایک دوسرے کو پھانسنے پر تو نہیں لگے ہوئے؟

پیر صاحب: (قہقہہ لگا کر) وہ 85 سال کے بڈھے ہیں اب انہیں کوئی پھانس کر کرے گا کیا۔

سوال: تحریک استقلال کے خدائے نور نے کہا ہے کہ نصر اللہ خاں کے جی ایچ کیو کے بڑے آدمی سے مراسم ہیں، وہ بڑا آدمی کون ہیں؟

پیر صاحب: وہ تو نور کا عذاب اگر وہ خدا کا نور ہوتا تو ہم بات کرتے، جی ایچ کیو سے ہر پاکستانی کے تعلقات ہیں، جو جتنا حساب کرے، ویسے جی ایچ کیو حکومت زیادہ کرتا ہے اور تحفظ کم کرتا ہے، حالانکہ لوگ اس میں ملک کے دفاع کے لئے بھرتی ہوتے ہیں، اب وہ دفاع کی طرف جائے گا کیونکہ حکومت تو اب مسلم لیگیوں کی ہوگی اور مسلم لیگیوں کا بڑا آدمی محمد خان جونیجو ہے۔

سوال: جی ایچ کیو کا بڑا آدمی کون ہے؟

پیر صاحب: یہ تو آپ ان سے پوچھیں میں تو مسلم لیگی ہوں۔ مسلم لیگ کا بڑا آدمی آپ کو بتا چکا ہوں کہ وہ محمد خان ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں اس ملک کا بڑا آدمی کون ہے؟

پیر صاحب: ہم عوامی ہیں اور مسلم لیگی ہیں عوام کا بڑا آدمی تو محمد خان جونیجو ہے۔

سوال: چانڈکا میڈیکل کالج میں قائداعظم کی تصویر اور قومی پرچم کی بے حرمتی ہوئی ہے؟

پیر صاحب: اس کا جواب تو دے چکا ہوں کہ بلی بند ہونے کے ساتھ ہی ایسے واقعات بھی بند ہو جائیں گے۔

سوال: پنجاب یونیورسٹی پر جہاں ہمیشہ قومی پرچم لہراتا تھا وہاں اب اسلامی جمعیت طلبہ کا جھنڈا بھی لہرا رہا ہے؟

پیر صاحب: کسی جمعیت کا جھنڈا نہیں اور نہ ہی کسی کی ذہنیت ہے بلکہ اسلامی جمعیت کا جھنڈا بلی کی میاؤں ہے۔

سوال: بزنجو نے کہا ہے کہ قومیتوں کے مسائل حل کئے بغیر مسائل حل نہیں ہو سکتے ہیں؟

پیر صاحب: ون یونٹ سے پہلے کی طرف چلے جایئے یعنی معاملات کی تقسیم 54ء سے پہلے تک لے جائیں۔ قومیتوں کا نام لینے والوں کی خاطر خواہ تسلی ہو جائے گی لوگوں کے مسائل حل ہو جائیں گے بڑی بڑی کارپوریشن (جماعتیں) صوبوں میں چلی جائیں گی ملازمتوں کی تقسیم بھی درست ہو جائے گی۔

سوال: ولی خان اور معراج محمد خان ریت کی بوری کا حوالہ دے رہے ہیں جبکہ بعض سیاستدان وزیر اعظم اور موجودہ حکومت سے بات چیت کا ذکر کرنے لگے ہیں۔

پیر صاحب: یہ مسلم لیگ کے استحکام اور کامیابی کی علامت ہے جن لوگوں نے ووٹ دیا ہے وہ تو حکومت 136 کو شروع سے ہی تسلیم کر رہے ہیں جنہوں نے بائیکاٹ کی غلطی کی ہے تو انہیں اپنی غلطیوں کا احساس ہو گیا ہے۔ وہ حقیقت کو تسلیم کرنے پر تیزی کے ساتھ مائل ہو رہے ہیں اس میں میرے سلسلہ جذباتی کو کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔

سوال: بائیں بازو کے ایک سیاستدان نے کہا ہے کہ اگر ریفرنڈم اور انتخابات کو مان لیا گیا تو آئین کے تحفظ کی کوئی ضمانت باقی نہیں رہے گی؟

پیر صاحب: ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ لوگ انتخابات کیلئے اذانیں اور دعائیں کریں گے۔

سوال: شیخ رشید (پیپلز پارٹی) نے پروفیسر غفور احمد (جماعت اسلامی) کے مطالبے کی تائید کی ہے کہ ٹکا خان اور اصغر خان کی زمینیں ہاریوں میں تقسیم کر دی جائیں؟

پیر صاحب: یہ حضرات اگر خود جائیدا سے محروم ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسروں کی زمینوں کا بٹوارہ کرتے پھریں اگر یہ اراضی ناجائز ہے تو محاسبہ ہوگا اور پورا پورا انصاف کیا جائیگا۔ غیر قانونی ثابت ہوا تو یقیناً جائیدادوں کا بٹوارہ ہوگا۔

سوال: کھر کا کہنا ہے کہ انہیں بھٹو نے بیرون ملک بھجوایا تھا، ٹکا خان کا اسرار ہے کہ ایسا نہیں تھا کھر از خود بیرون ملک گئے تھے؟

پیر صاحب: یہ ان کا اپنا کارخانہ ہے مجھے نہ تو بھٹو نے اس کے بارے میں کچھ بتایا اور نہ ہی ٹکا خان سے ایسی کوئی معلومات ملی ہیں، آپ آئندہ حالات کے بارے میں مجھ سے بات کریں۔

سوال: کھر نے کہا کہ خلیج کی ریاست کے ایک امیر انہیں رقم دیتے رہے ہیں؟

پیر صاحب: دیکھنا یہ ہے کہ یہ رقم انہیں دانے پانی کیلئے ملتی تھی یا ملک میں کارروائی کرنے کیلئے یہ رقم ملتی تھی۔ یہ خلیج کی ریاستیں پاکستان کی دوست ہیں وہ یقیناً رقم پاکستان میں کسی گڑ بڑ کیلئے نہیں دیں گی اس لئے گزراوقات کیلئے اگر کھر صاحب کو کوئی رقم ملتی ہے تو انہیں عیش کرنے دیں۔

سوال: جماعت اسلامی نے کہا کہ مسلم لیگ سمیت دائیں بازو کی تمام جماعتوں کو شریعت اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کیلئے ایک پلیٹ فارم پر یکجا ہو جانا چاہئے کیا یہ قابل عمل ہے؟

پیر صاحب: ہم اس وقت معاملے کے قابل عمل ہونے کا جائزہ نہیں لے رہے انسان چاہے تو اللہ مل سکتا ہے ویسے یہ اسلام مسلمانوں کا ہے یا جماعت اسلامی کا؟ جس کے لئے جماعت اسلامی بے چین ہو رہی ہے۔ مسلم لیگ تو مسلمانوں کا اسلام یہاں لانا چاہتی ہے وہ اس پر عمل کرانے کا پروگرام تیاری کر رہی ہے وہ

مسلمانوں کے شعور کے بڑھنے کی رفتار کے ساتھ ساتھ اس کے مواقع فراہم کرتی رہے گی۔اس پر عمل کراتی جائیگی۔ پہلے ضرورت ہے اخلاقی اقدار کوفروغ دینے کی بہتر ہوگا کہ ان اخلاقی اقدار کو یہاں جاری وساری کیا جائے۔

سوال: کالا باغ ڈیم کے بارے میں ایک قومی رہنما کی حیثیت سے آپ کا کیا مؤقف ہے؟

پیر صاحب: ہم نے کہا تھا کہ جتنے ڈیم جی چاہے بناتے جائیں لیکن ہمیں یعنی سندھ والوں کو ہمارے پانی کا حصہ ملتے رہنا چاہئے۔اب یہ ڈیم سرحد میں بننا ہے آپ سرحد والوں سے پوچھیں کہ وہ کہاں اور کس علاقے میں پانی کی سیم بنانا چاہتے اور کس حصے کی اراضی کو برباد کرانا چاہتے ہیں۔ہمیں تو پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے میں دلچسپی ہے اب یہ صوبہ سرحد والوں سے پوچھیں کہ وہ کالا باغ ڈیم اسی جگہ یا اوپر بنانا چاہیں گے۔

سوال: ریفرنڈم کے سائے میں توسیع کا کوئی امکان تونہیں؟

پیر صاحب: ریفرنڈم کا سایہ تو موجود ہے اب تو لوگ دعائیں مانگیں گے اور اذانیں دیں گے کہ سائے کا یہ سیاہ بادل چھٹ جائے۔

سوال: لوگ کب اذانیں دیں گے اور دعائیں مانگیں گے؟

پیر صاحب: یہ تو آپ لوگوں سے پوچھیں وہ تو اپنی مجبوری کے باعث ہی اذانوں اور دعاؤں پر آتے ہیں اگر لوگ خوش ہوں گے تو کیوں اذانیں دیں گے۔ایسا تو نہیں ہوگا کہ ہم تو خوش نہیں اور لوگ خوش ہوں اور وہ اذانیں دینا شروع کردیں گے۔

سوال: آپ کب سے عام جلسوں کو خطاب کرنا شروع کررہے ہیں؟

پیر صاحب: میں تو جلسوں سے خطاب نہ کروں گا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے محمد خان جلسے کریں گے۔ہم تو حروں کے لیڈر ہیں۔حروں کے جلسے کریں گے اور ضرور کریں گے حروں کا جلسہ 27 رجب کو ہورہا ہے۔

سوال: یہ کس حد تک درست ہے کہ صوبائی کابینہ کی تشکیل میں آپ کی اجازت کو فیصلہ کن دخل حاصل تھا؟

پیر صاحب: یہ بالکل غلط ہے ویسے کابینہ کی تشکیل کی اجازت گورنر صدر یا وزیر اعظم سے حاصل کی گئی ہوگی میں تو کسی صوبے کا حاکم نہیں ہوں۔یہ الگ بات ہے کہ میرا سسرال پنجاب میں ہے۔

سوال: 27 رجب کے حروں کے جلسے میں عام داخلے کی اجازت ہوگی؟

پیر صاحب: اس میں صرف علماء کو دعوت دی جاتی ہے اور جسے مدرسے والے مناسب سمجھیں انہیں بلایا جائیگا۔

سوال: آپ کے خیال میں پنجاب میں بڑے بڑے لوگ پیدا ہونا بند ہوگئے ہیں یہاں کوئی مسلمہ

قیادت سامنے نہیں آ رہی؟

پیر صاحب: قیادت کے پیدا ہونے کا عمل تو 1958ء سے بند ہو گیا ہے صرف پنجاب میں نہیں بلکہ پورے ملک میں نئی قیادت کا راستہ روک دیا گیا تھا یہ راستہ اب کھلنے والا ہے اب قیادت ہر جگہ سے ابھر کر سامنے آئیگی۔ لوگوں کیلئے آگے بڑھنے کے امکانات تو چاروں صوبوں میں یکساں طور پر حاصل ہیں یہ الگ بات ہے کہ راستہ میں ٹھگوں کا ایک ٹولہ بھی بیٹھا ہے۔

سوال: یہ ٹھگ تو پنجاب کے ہیں اور نہ آپ کے؟

پیر صاحب: (انگلی کے اشارے سے خاموشی کی تلقین) یہ نہ تو آپ نے سنا اور نہ میں نے سنایا۔

سوال: شہری بابو کی قیادت کیسی رہی اور ان کا کابینہ کی کارکردگی کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

پیر صاحب: یہ آپ سیکرٹریوں سے پوچھیں یا کابینہ کے ارکان سے دریافت کریں۔

سوال: پنجاب کی دیہی آبادی جو 80 فیصد ہے وہاں سے قیادت ابھرنا کیوں بند ہوئی ہے اور اب شہری قیادت کیوں زور مار رہی ہے؟

پیر صاحب: جب بیوروکریسی اور فوجی قسم کی حکومتیں ہوتی ہیں تو شہری ان کیلئے زیادہ کارآمد اور مفید ہوتے ہیں جب وہ جاتے ہیں تو وہ شہری کو اپنا جانشین بنا کر جاتے ہیں۔

سوال: اگر بیوروکریسی اور فوج جا چکی ہے تو کیا صورتحال پر نظر ثانی ہوگی؟

پیر صاحب: یہ تو حالات پر ہے کہ لوگوں نے خود میں کس حد تک شہری قیادت سے ایڈجسٹمنٹ پیدا کی ہے اور اکثریت نے انہیں کس حد تک قبول کیا ہے یعنی اپنی بجائے شہری قیادت کو کس قدر اور کتنے عرصے کیلئے تسلیم کیا ہے۔ ویسے یہ قیادت جو آپ کو اب شہری دکھائی دے رہی ہے کچھ عرصے کے بعد وہاں بھی جماعتی نظر آنے لگے گی، کیونکہ پھر جماعت کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ وہ کس کو اپنا لیڈر اور رہنما بناتی ہے۔

سوال: کیا چہرے تبدیل ہوں گے؟

پیر صاحب: جماعتی نظام میں جماعتوں کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ چہرے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔

سوال: سندھ میں جنرل جہانداد ریفرنڈم کے سائے کے طور پر ہیں؟

پیر صاحب: جنرل جہانداد تو ریفرنڈم کے سائے تلے خاموش بیٹھے ہیں وہ خود تو ریفرنڈم کا سایہ نہیں ہیں۔

یہ انٹرویو 14 مارچ 1986ء کو جنگ میں شائع ہوا تھا، جو گورنر سجاد قریشی کی طرف سے پیر صاحب کے اعزاز میں دیئے ہوئے عشائیہ میں لیا گیا۔

☆☆☆☆☆

بھٹو کی پھانسی

سوال: بعض حلقوں کی جانب سے یہ بات تواتر کے ساتھ دہرائی جارہی ہے کہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو پر پھانسی کے عدالتی فیصلے پر عمل درآمد سے قبل جیل میں تشدد کیا گیا تھا؟

جواب: میں نے بھی یہ خبریں سن کر صدر ضیاء الحق سے پوچھا تھا وہ کہتے ہیں کہ کوئی تشدد نہیں ہوا ایک آدمی جیل میں بند ہے جس کو پھانسی کی سزا ملی ہو اور پھانسی ملنی ہو اس کے ساتھ تشدد کرنے کا کیا جواز ہے۔ اس کے ساتھ تشدد کر کے کوئی کیا کرے گا اور صدر صاحب (جنرل ضیاء الحق) نے اب تک کسی کے ساتھ تشدد کیا ہے یا کروایا ہے بھٹو صاحب کے دور کی یادیں ابھی تک لوگوں کے ذہن میں ہیں وہ اپنے سیاسی مخالفین پر جیل میں تشدد کرواتے تھے اس لیے لوگوں کا خیال ہے کہ بھٹو پر بھی جیل میں تشدد ہوا ہوگا۔

سوال: آپ کی کیا اطلاعات ہیں کیا مسٹر بھٹو کو پھانسی دیئے جانے کے مناظر کی اس وقت کی فوجی حکومت نے تصاویر اور وڈیو بنائی تھی؟

جواب: مجھے کوئی پتہ نہیں۔ میں ایسے کام نہیں کرتا ہوں۔ یہ الٹے کام ہیں یہ میں کرتا ہی نہیں ہوں۔ ہمارا کیا واسطہ؟ کہ پچھلی حکومت نے کیا تصاویر لی ہیں اور کیا نہیں لیں۔

سوال: لیکن بعض عناصر کے پروپیگنڈے کو ختم کرنے کے لیے وہ تصاویر جاری بھی تو کی جاسکتی ہیں۔

جواب: میرا کیا واسطہ ان باتوں سے؟ آپ محمد خان جونیجو سے پوچھیئے ہم جب بھی ملتے ہیں دونوں کام کی باتیں کرتے ہیں ایسی بے کار باتیں نہیں کرتے۔

سوال: بعض اطلاعات کے مطابق راولپنڈی کی وہ جیل گرائی جارہی ہے، جہاں بھٹو کو پھانسی دی گئی تھی؟

جواب: مجھے کوئی پتہ نہیں، پریذ ڈنسی کے نزدیک ہے اس لیے ہوسکتا ہے کہ کچھ کررہے ہوں۔

سوال: نئی متبادل جیل بن گئی ہے صرف شفٹنگ کا کام باقی ہے؟

جواب: شفٹنگ کرنے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ جیل گرائی جارہی ہے اور اگر گرانے کی کوئی بات ہوتی تو نوائے وقت میں ضرور خبر لگتی۔

سوال: یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بھٹو کی پھانسی سے چند گھنٹے قبل بے نظیر بھٹو اور بیگم نصرت بھٹو، فوجی حکومت

سے مفاہمت اور مذاکرات کے لیے تیار ہو گئے تھے تاکہ بھٹو کی جان بچائی جا سکے؟

جواب: مجھے کوئی پتہ نہیں، ان ایشوز پر کبھی کوئی رابطہ نہیں ہوا، بیگم بھٹو سے اور نہ کوئی ذکر خیر!

سوال: کیا بھٹو کے خلاف مقدمہ قتل کے دوران بھٹو کو جلاوطن کرنے کی کوئی تجویز کسی طرف سے سامنے آئی تھی؟

جواب: بھٹو کو جلاوطن کرنے کی کسی تجویز کا مجھے علم نہیں اس وقت جو ڈی ایم ایل اے اور گورنر تھے آپ ان سے یہ بات پوچھیئے جس بات کا مجھے علم نہیں میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ لیکن بھٹو کے بارے میں آپ کو کوئی سوال مؤرخین سے کرنا چاہئے۔ بہرکیف آپ اپنا شوق پورا کیجئے۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ 30 اپریل 1977ء میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو ہوٹل انٹرکان راولپنڈی میں لانگ مارچ والے روز آپ کی نظر بندی کے دوران ملاقات کے لیے آئے تھے اس موقع پر انہوں نے آپ سے اپنے سابقہ رویہ کی معافی مانگی تھی۔

جواب: اس وقت پریس والوں نے ہم سے یہ سوال پوچھا تھا اور اس کا جواب دیدیا تھا وہ تو صرف ایک ٹیلی فون کی معافی مانگنے کے لیے آئے تھے باقی کی نہیں مانگی تھی۔ ٹیلی فون کی معافی ہم نے دیدی تھی اور جن باتوں کی معافی نہیں مانگی تھی اس کی قیمت ہم نے لینے کی کوشش کی۔ اب ہم ان کی اولاد سے آپس میں فیصلہ کریں گے۔ کیوں کہ وہ بھی بدلے کی بات کرتے ہیں ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم سو سال تک معاف نہیں کریں گے۔ (واضح رہے کہ مسٹر بھٹو نے اقتدار میں آنے کے بعد 1972ء میں پیر پگارو کو ٹیلی فون پر دھمکی دی تھی کہ میں نہ ایوب خان ہوں، نہ یحییٰ خان، میں زیڈ اے بھٹو ہوں سیدھا کر دوں گا۔ بعدازاں پانچ سال بعد پی این اے کی تحریک کے عروج کے دنوں میں مسٹر بھٹو کو اپنے رویہ کا خیال آ گیا اور معافی مانگنے گئے تھے۔)

سوال: لیکن آپ نے چند دنوں قبل کہا تھا کہ بھٹو خاندان کے لوگوں سے عوام بدلہ لیں گے؟

جواب: ہم بھی عوام میں سے ہیں ہمارا بھی ان کی طرف حساب کتاب ہوتا ہے ان کا ہماری طرف کیا ہوتا ہے اگر ہم ان کے لیے کوئی نرم بات کریں۔ تو انہیں خوش ہونا چاہئے۔ مٹھائی بانٹنی چاہئے۔

سوال: کچھ سیاسی عناصر کا یہ کہنا ہے کہ چونکہ اب جمہوریت بحال ہوگئی ہے اس لیے بھٹو کی پھانسی پاکستان کی سیاست کو متاثر کرے گی آپ کا کیا خیال ہے، کیا بھٹو کی پھانسی سے ملکی سیاست پر کوئی اثر پڑے گا؟

جواب: بھٹو کی پھانسی کا نہ اگلی سیاست پر کوئی اثر پڑے گا، نہ پچھلی سیاست پر کوئی اثر پڑے گا۔ قوم کو بھٹو صاحب نے جو راستہ دکھایا تھا۔ قوم اس راستے پر زیادہ تیزی سے گامزن ہے اس کے زمانے پر رشوت پچاس روپے ہوتی تھی۔ اب پانچ سو سے پانچ ہزار ہوگئی ہے۔ اس لئے نہ بھٹو کی پھانسی سے ملکی سیاست متاثر

نہیں ہوگی۔ سمجھ گئے! اگر کوئی اثر ہوا ہے۔ تو لے دے کر جو ہوگا، وہ بھٹو فیملی پر ہوگا۔ خاندان کے افراد پر ہوگا کہ جائیداد کا بٹوارہ ہوگا۔ سیاست پر کوئی اثر نہیں ہوا اور نہ کوئی اثر ہوگا۔ جنرل ضیاء الحق کا جو دور گزر گیا اس میں نہ کسی کی جیل میں پٹائی ہوئی نہ کسی کی بیوی کو تھانے میں بلایا گیا نہ بچے اٹھائے گئے نہ کسی کے خلاف جھوٹا مقدمہ داخل کیا گیا۔ کچھ سدھار ہی ہوا ہے، بہتری ہی ہوئی ہے، نرمی ہوئی ہے یہ اور بات ہے کہ جرائم بڑھ گئے کرپشن بھی بڑھ گیا۔ ایمانداری گھٹ گئی دین دامان گھٹ گیا یہ اور بات ہے مجموعی طور پر حکومت شرافت کے ساتھ بے ایمانی کے راستے پر زیادہ تیز رفتاری سے گامزن ہے، ہم لوگ اللہ کے فضل سے اپنے گھر آرام سے بیٹھے ہیں یہ فکر نہیں کہ آدھی رات کو پولیس آ کر یہ کہے کہ چلو لاک اپ میں۔

یہ انٹرویو 19 مارچ 1986ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

میں تو مسلم لیگی نظریے کا حامی ہوں

سوال: آج مسلم لیگ کی حکومت ہے اور آپ کہتے ہیں کہ میرا حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب: آپ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا اور ہمیشہ کہتا ہوں کی ایک کالعدم جماعت کا کالعدم صدر کس طرح حکومت میں ہوسکتا ہے۔ جب ہماری کالعدم جماعت کالعدم نہیں ہوگی اور میں کالعدم صدر نہیں ہوں گا، اسی وقت کی بات مختلف ہے۔ لیکن جو آج کچھ آپ کو نظر آرہا ہے اسے ہی دیکھتے رہیے۔ ممکن ہے کہ کچھ آپ کی سمجھ میں بھی آجائے۔

سوال: کالعدم مسلم لیگ اور جونیجو مسلم لیگ میں کیا فرق ہے؟

جواب: ہر فرق کا آپ مجھ سے ہی کیوں پوچھتے ہیں، حکومت نے تعلیم بالغان کے اسکول کھول رکھے ہیں۔ وہاں سے اس سوال کا جواب آسانی سے مل جائے گا۔

سوال: مسلم لیگ اس وقت برسر اقتدار ہے کیا آپ مسلم لیگ کی کارکردگی سے مطمئن ہیں؟

جواب: میرا تعلق کالعدم مسلم لیگ سے ہے اس لئے میں مسلم لیگ کی کارکردگی کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مسلم لیگ کے عہدیداروں سے پوچھیے کہ وہ کیا کررہے ہیں اور کیوں کررہے ہیں۔ میں تو مسلم لیگی نظریے کا حامی ہوں۔ مسلم لیگی نظریے پر یقین رکھتا ہوں۔ مسلم لیگی نظریے کی بنیاد پر ہی یہ ملک وجود میں آیا تھا اور مسلم لیگی نظریے کی بنیاد پر ہی پاکستان مستحکم ہوسکتا ہے۔ لوگ ادھر ادھر جائیں گے، نئے نئے رنگ تبدیل کریں گے، عجیب عجیب باتیں کریں گے۔ لیکن انہیں مسلم لیگ کی طرف آنا پڑے گا کیونکہ مسلم لیگ ہی انہیں تحفظ فراہم کرسکتی ہے۔ مسلم لیگ ہی ان کے مسائل حل کرسکتی ہے۔ بہت جلد سب کو اس امر کا احساس ہوجائے گا اور حقیقت سامنے آجائے گی۔

سوال: کالعدم مسلم لیگ سے آپکی مراد کیا ہے؟

جواب: میں کالعدم مسلم لیگ کا کالعدم سربراہ ہوں لیکن کالعدم ہونے کے باوجود بھی ہر جگہ موجود ہوں۔ میرا تعلق تو کالعدم مسلم لیگ سے ہے اور رہے گا۔

سوال: مسلم لیگی وزراء پر اختیارات کے ناجائز استعمال کے الزامات عائد کئے جارہے ہیں اس میں

کس حد تک صداقت ہے؟

جواب: جو چور ہوتا ہے وہ دوسروں کو چور سمجھتا ہے۔ اب جن کے غلط کام نہیں ہوئے وہ غلط پروپیگنڈہ شروع کر دیتے ہیں، تاکہ ان کے کام ہوں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں وزارتیں ہیں، محکمے ہیں، ان میں عوام کے نمائندے ہیں وہ نامزد نہیں کیئے گئے ہیں عوام نے انہیں منتخب کیا ہے۔ انتخاب کی چکی سے پس کر وہ اسمبلی میں آتے ہیں اور عوام کا انہیں آج بھی اعتماد حاصل ہے۔

سوال: اُباڑو ضلع سکھر میں یکم اور 2 جولائی 1986ء کی شب کو فوج کے دستے نے فائرنگ کر کے دو حروں کو ہلاک کر دیا تھا۔ ان پر ڈکیتی کی وارداتوں کے ارتکاب کا شبہ تھا۔ اس واقعہ پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

جواب: یہ اتفاقی حادثہ تھا قطعی اتفاق...... (لفظ واضح نہیں) ویسے مرنے والوں کا تعلق لالوکھیت سے نہیں تھا۔

سوال: لالوکھیت سے آپکی مراد کیا ہے؟

جواب: جو غلط فہمی کی بنیاد پر مارے گئے۔ انکی وابستگی لالوکھیت سے نہیں تھی۔ سمجھ گئے نا وہ بے چارے لالوکھیت سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔

سوال: سندھ میں ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟

جواب: اس کا بہتر جواب تو وزیر اعلیٰ اور وزیر داخلہ ہی دیں گے۔

سوال: لیکن سندھ کے دیہی آبادی عدم تحفظ کا شکار ہے۔ آپ اس موضوع پر تو اظہار خیال کر سکتے ہیں؟

جواب: یہ انتظامی مسائل ہیں۔ ان پر انتظامیہ ہی گفتگو کر سکتی ہے۔ ذمہ دار حضرات سے پوچھیں میں تو غیر ذمہ دار ہوں مجھے پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے میں چاہوں تو الٹے کو سیدھا کروں اور سیدھے کو الٹا کر دوں۔ غیر ذمہ داری کی وجہ سے میں بالکل آزاد ہوں ایک دم آزاد۔

سوال: کیا ڈاکوؤں کے سیاسی مقاصد بھی ہیں؟

جواب: میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ ایم آر ڈی کی تحریک میں ڈاکوؤں کی قیادت جتوئی نے کی تھی۔ اب رہنمائی بے نظیر بھٹو کرے گی لیکن ڈاکوؤں سے انکی سیاسی بھوک پوری نہیں ہوگی یہ ہر صورت اقتدار میں آنا چاہتے ہیں۔ پہلے ملک ٹوٹا تو اقتدار میں آئے اور شریفوں کے سر توڑنے لگے عوام نے اپنے سروں کو بچانے کے لئے ان کے خلاف تحریک چلائی اب یہ پھر کرسی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کو کرسی اب نہیں ملے گی۔ کیونکہ کرسی کی ٹانگیں انہوں نے اپنے اقتدار میں تو خود توڑ دی تھیں۔ اب یہ ٹانگیں کیسے بن سکتی ہیں۔ لکڑی کی کرسی میں پلاسٹک کی ٹانگیں نہیں لگ سکتیں اور ویسے بھی پلاسٹک سرجری

کے لئے باہر جانا ہوگا۔ جس کے لئے یہ ابھی سے تیاری کرلیں تو بہتر ہے۔ لیکن چاروں صوبوں کی عوام نے محمد خان جونیجو کو حکومت دے رکھی ہے اور اسی پر انہیں اعتماد ہے۔

سوال: آپ کی شخصیت سندھ میں امن وامان کی بحالی میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے؟

جواب: ڈاکو آج تو پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ ڈکیتی کی وارداتیں اچانک شروع نہیں ہوئی ہیں۔ مارشل لا کی حکومت تھی، اُسی وقت ڈکیتیاں بڑھی تھیں۔ مارشل لا کو مکمل ڈاکوؤں کی صفائی کرنی تھی، ڈاکوؤں کو ختم کرنا تھا۔ قانون کا تحفظ کا احساس پیدا کرنا تھا اور امن وآشتی (صلح) کی فضا پیدا کرنی تھی۔ اگر ڈاکوؤں کا صفایا مارشل لا میں کردیا جاتا تو آج فوج کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ڈاکو سندھ کو ورثے میں ملے ہیں۔ یہ نئی بات نہیں ہے، حکومت اور انتظامیہ اپنی ذمے داریاں ادا کررہی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ڈاکوؤں کو مارشل لا میں مکمل طور پر ختم کیا جانا چاہئے تھا۔

سوال: آپ اس امر سے تو انکار نہیں کریں گے، کہ سندھ کے بیشتر علاقوں پر مسلم لیگ کی نہیں، کلاشنکوف کی حکومت ہے اور دیہی آبادی عدم تحفظ کے احساس کا شکار ہے؟

جواب: سندھ میں مسلم لیگیوں کی حکومت ہے، مسلم لیگی حکومت کررہے ہیں، مسلم لیگیوں کی حکمرانی ہے۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ سندھ میں سیاسی تبدیلیاں رونما ہورہی ہیں؟

جواب: کس نوعیت کی سیاسی تبدیلیاں ہوسکتی ہیں۔ میرے خیال میں کوئی تبدیلی نہیں ہورہی ہے۔ مسلم لیگیوں کی حکومت ہے مسلم لیگی حکومت کرتے رہیں گے، کوئی فکر کی بات نہیں۔

سوال: بعض مسلم لیگی اراکین اسمبلی کا کہنا ہے کہ آپ نے انہیں سندھ حکومت میں تبدیلیوں کے متعلق دو ماہ میں خوشخبری کی نوید دی ہے؟

جواب: میں نے کسی خوشخبری کا کسی سے تذکرہ نہیں کیا۔ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے، جو حکومت کے فرائض ہیں وہ فرائض ادا کئے جارہے ہیں۔

سوال: جسٹس (ریٹائرڈ) غوث علی شاہ کو سندھ کے وزیراعلیٰ کے عہدے سے تبدیل تو نہیں کیا جارہا ہے؟

جواب: میں نے کہا ہے کہ مسلم لیگیوں کی حکومت ذمہ داری کے ساتھ فرائض ادا کررہی ہے۔

سوال: وزیراعلیٰ سندھ کب گاڑھی موری جائیں گے؟

جواب: وہ عید پر عید منانے اپنے گاؤں جاتے ہیں۔ آئندہ بھی عید پر جائیں گے، ہر عید پر جائیں گے۔

سوال: کیا آپ کے خیال میں سندھ حکومت امن عامہ کی صورت حال کنٹرول کرنے میں کامیاب ہوجائے گی؟

جواب: حکومت کے پاس فوج ہے، پولیس ہے، کانسٹبلری ہے، رینجرز ہے، ہتھیار ہیں، مواصلاتی

نظام ہے۔حکومت بہت مستحکم ہوتی ہے۔یہ تو ذمہ دار حضرات ہی بتا سکیں گے، کہ وہ اپنے آپریشن میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں اور انہیں کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔آئی جی سندھ اور وزیر داخلہ کو ساری معلومات ہوں گی۔ان کے پاس اعداد و شمار بھی ہوں گے۔میرے پاس تو مسلم لیگ کا ریکارڈ ہے اور مسلم لیگیوں کے متعلق معلومات ہیں۔

سوال: آئینی صورتحال کے بارے میں آپ کا مؤقف کیا ہے؟

جواب: پارلیمنٹ کام کر رہی ہیں۔مسلم لیگ حکومت کر رہی ہے۔مسلم لیگی وزراء اپنے محکمے چلا رہے ہیں۔یہ آئین انتظام کے تحت کام کر رہا ہے۔آئینی صورتحال تو پچھلے دور میں خراب تھی۔کہا جاتا تھا کہ جمہوریہ ہے۔لیکن جمہوریت کو اکثریت کے بلڈوزر کے تحت تباہ کیا جاتا تھا۔اکثریت کا بلڈوزر چلایا جاتا تھا اور یہ سب آئین کے نام پر ہوتا تھا۔حروں کو بغیر کسی جرم کے قتل کیا گیا۔اس وقت آئینی صورتحال کیا تھی اور 1973ء کا آئین کہاں تھا؟1973ء کا آئین مظلوموں کو قتل ہونے سے نہیں بچا سکا۔آج جب خون میں رنگے ہوئے ہاتھ جمہوریت اور آئین کی بات کرتے ہیں تو عوام کی یادداشت اتنی کمزور نہیں ہے، جیسا کہ سمجھا جا رہا ہے۔ہم ماضی کو نظر انداز ضرور کر سکتے ہیں۔لیکن بھول نہیں سکتے، کیونکہ 1973ء کے آئین کے نام پر حکومت کرنے والے مظلوموں کو بغیر کسی گناہ اور جرم کے قتل کیا تھا اور اس کا ابھی حساب کتاب باقی ہے۔

سوال: سندھ کی صورتحال کے پیش نظر آج جونیجو حکومت برسر اقتدار ہے، لیکن اگر سندھ کے حالات بگڑتے رہے تو اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ قومی اسمبلی کے اکثریتی ارکان اقتدار کے تسلسل کو قائم رکھ سکیں؟

جواب: اس سوال کا جواب اکثریتی ارکان سے ہی پوچھیں۔

سوال: مرکز اور صوبوں میں مسلم لیگ کی حکومت ہے، لیکن سندھ میں حروں کے علاوہ مسلم لیگ کو کولمبس بھی دریافت نہیں کر سکتا۔جب آپ مسلم لیگ کے صدر تھے، تو مسلم لیگ کی تنظیم تھی، لیکن اب مسلم لیگ نظر نہیں آتی؟

جواب: ہم تو کالعدم مسلم لیگ کی بات کرتے ہیں۔ہمارا تعلق کالعدم مسلم لیگ سے ہے۔میں کالعدم مسلم لیگ کا کالعدم صدر ہوں۔جب خیر اور دین علیحدہ ہو جائیں، تو نظریات تبدیل ہو جاتے ہیں۔نتائج بھی برعکس نظر آتے ہیں۔میں نے تو کتابوں میں کولمبس کے متعلق پڑھا تھا۔کوئی سندھی کولمبس مجھے ملا تو اس سے پوچھوں گا۔ویسے میں کالعدم ہوں اور کالعدم ہر جگہ ہر مقام پر ہے۔ویسے میں سین پر بھی نہیں ہوں۔

سوال: آپ خود سین پر نہیں ہیں یا، سین سے آپ کو علیحدہ رکھا گیا ہے؟

جواب: میری جماعت کالعدم ہے مین کسی جماعت کا سکریٹری بھی نہیں ہوں۔میں تو فقط تماش بین ہوں تماشا دیکھ رہا ہوں۔

سوال: آپ تماشہ کب تک دیکھیں گے اور یہ تماشہ کب تک ہوتا رہے گا؟

جواب: جو تماشہ لگائے بیٹھے ہیں انہیں ہی معلوم نہیں ہوگا یہ تماشہ کب ختم ہوگا؟ ہم تو پہلے ہی کہہ چکے

ہیں کہ ہم تو تماش بین ہیں۔

سوال: موجودہ سیاسی صورتحال کے متعلق آپ کے کیا خیالات ہیں؟

جواب: ہم تو ہمیشہ کہتے رہے ہیں اس ملک میں گاڈ فادر، گاڈ مدر، ڈاٹر کی سیاست نہیں چلے گی۔مہم جوئی کی سیاست کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوں گے یہ ملک نظریاتی تسلسل اور مجاہدین آزادی کی قربانیوں کے بعد وجود میں آیا ہے اس ملک میں مسلم لیگی نظریے کی سیاست ہوگی۔ گاڈ فادر کی سیاست ختم ہو چکی ہے، گاڈ مدر ہار چکی ہیں اور گاڈ ڈاٹر کو بھی باہر جانا پڑے گا۔ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ یورپ کے ٹھنڈے ماحول میں جا کر رہیں۔ وگرنہ یہاں انہیں بیماریاں ہو جائیں گی۔

سوال: بے نظیر بھٹو وزیر اعظم محمد خان جونیجو کو ''بیچارہ وزیر اعظم'' کہہ کر مخاطب کرتی ہیں؟

جواب: بے چاروں کو ہر فرد بے چارہ نظر آتا ہے۔ ویسے وہ باہر چلی جائیں تو اچھا ہے یا پھر انہیں تلاش جاری رکھنی چاہیے۔لیکن میرا کہنا ہے کہ انکے ہاتھ میں اقتدار کی لکیر نہیں ہے۔

سوال: کیا کسی مرحلے پر پیپلز پارٹی سے آپ کی سیاسی مفاہمت ہو سکتی ہے؟

جواب: دیکھو بھائی! میں سیاسی اور جماعتی آدمی ہوں۔ سیاسی اور جماعتی آدمی کسی سیاسی اور جماعتی آدمی سے ہی اتحاد کر سکتا ہے۔ پیپلز پارٹی کوئی جماعت نہیں ہے جماعت فقط مسلم لیگ ہے۔پیپلز پارٹی تو منتشر لوگوں کا منتشر اتحاد ہے۔اس کی کوئی تنظیم نہیں ہے، کوئی مقصد نہیں ہے، کوئی اصول نہیں ہے۔ پنجاب کی تنظیم علٰیحدہ ہے، سندھ کی تنظیم جدا کام کرتی ہے، بلوچستان کے پہاڑوں پر علٰیحدہ تیر مارتے ہیں، سرحد میں کوئی اور بولی بولتے ہیں ان کی ایک زبان نہیں ہے۔مختلف آوازیں بولنے والے ہیں اور مختلف ادوار میں مختلف باتیں کرتے ہیں۔اب ایسے نمبر جماعتی اور منتشر لوگوں سے ہم ڈسپلن لوگوں کا کیا اتحاد ہو سکتا ہے۔ ہر عوام ان کے چہروں اور مقاصد کو بھولے نہیں ہیں۔ وہ انہیں اچھی طرح جانتے ہیں، اس لئے جب عوام ان سے اتحاد کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو میں کیسے اتحاد کر سکتا ہوں۔

سوال: اور ایم آر ڈی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: ایم آر ڈی بھانت بھانت (الگ الگ) کی بولیاں بولنے والے موجود ہیں۔کوئی اچھم کی بات کرتا ہے اور کوئی پچھّم کی۔ ایم آر ڈی سیاسی اتحاد نہیں سیاسی انتشار ہے اسی لئے میں اپنے دوست نوابزادہ نصر اللہ خان سے کہتا ہوں کہ وہ ایم آر ڈی سے اپنی امیدیں ختم کر دیں۔ ایم آر ڈی ختم ہو........... (الفاظ واضح نہیں) جن کی نہ تو کوئی ابتدا ہو اور نہ کوئی انتہا ہو وہ سیاسی اتحاد کیسے قائم رہ سکتا ہے۔نوابزادہ نصر اللہ خان سے میرے پرانے روابط ہیں۔ میں نے انہیں اہم سیاسی مشورے دیئے ہیں۔حالات پر تبادلہ خیال کیا ہے، وہ دور اندیش سیاستدان ہیں، صورتحال سے واقف ہیں میری بات کو سمجھتے ہیں۔سیاسی پس منظر سے غافل نہیں۔انہیں حقیقتوں کا احساس ہو گیا ہوگا اور وہ بہت جلد ہمارے پاس آئیں گے۔میں ان سے مایوس

نہیں ہوا ہوں جب کہ نواب زادہ صاحب ایم آر ڈی سے مایوس ہو چکے ہیں۔

سوال: ایم آر ڈی کے کنوینئر رسول بخش پلیجو نے محمد بن قاسم، قائداعظم کے متعلق متنازعہ خیالات کا اظہار کیا ہے؟

جواب: ایم آر ڈی کی طرح تحصیل سطح کے آدمی کے بیان پر میں کیا تبصرہ کروں؟

سوال: پیپلز پارٹی کی قیادت 14 اگست کو اپنی تحریک کا تیسرا راؤنڈ شروع کر رہی ہے۔ آپ کے خیال میں پیپلز پارٹی اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگی؟

جواب: 14 اگست کا پیپلز پارٹی سے کیا تعلق ہے یہ دن تو مسلم لیگ کا ہے یہ دن مسلم لیگی منائیں گے یہ آزادی کا دن ہے۔ جہاں تک پیپلز پارٹی کی تحریک ہے وہ تحریک اب نہیں چل سکتی۔ پہلے بھی تحریک سندھ میں چلی تھی پنجاب میں نہیں چلی تھی۔ عوام نے الیکشن میں ووٹ دیئے تھے اپنے نمائندے منتخب کئے تھے اور پیپلز پارٹی کو مسترد کر دیا تھا۔ اس طرح پیپلز پارٹی کو پھر ناکامی ہوگی، ناکامی ان کا مقدر ہے۔ ان کو شکست تسلیم کر لینی چاہئے یہی ان کے حق میں مناسب ہوگا ویسے بھی انہیں لندن جانا ہوگا۔ ان کا اس ملک سے کیا تعلق ہے۔ ہنگامہ آرائی، تشدد و تخریب کی سیاست کرنے والے اس ملک کے عوام کے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔

سوال: بائیں بازو کی سیاسی جماعتوں کے اتحاد کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: اس اتحاد سے کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ کچھ بھی نہیں ہوگا۔

سوال: پیپلز پارٹی والے آج کل آپ کو گالیاں دینے سے احتراز (پرہیز) کر رہے ہیں۔ ان کے اجتماعات میں آپ کے خلاف نعرے بھی نہیں لگا رہے ہیں۔ اس تبدیلی کا کیا جواز ہے؟

جواب: ہم تو سب کو عرض کرتے ہیں ہمارے Followers (حامی، مرید) کو معلوم ہے کہ وہ خوشخبری سنیں گے، جو اپنے خلاف نعرے لگوانا چاہتے ہیں وہ شوق پورا کر لیں۔ میرے خلاف تو قومی اسمبلی میں بھی گالیاں دی گئی ہیں ہم ویسے کے ویسے بیٹھے ہیں۔ بھائی غفورا (پروفیسر غفور احمد) آئے تھے، ہم تو ان کو بھی گلے لگا کر ملے کوئی شکوہ شکایت نہیں کیا۔

سوال: کیا پیار علی الانہ سے آپکی علم نجوم کے موضوع پر تبادلہء خیال ہوا ہے؟

جواب: الانہ کا علم نجوم پیپلز پارٹی والا ہے اور پیپلز پارٹی کے علم نجوم سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

سوال: آپ کہا کرتے تھے کہ فوجی حکمرانوں کو ہمارے سامنے سرینڈر ہونا پڑے گا۔ کیا آپ کی پیشنگوئی پوری ہوگئی ہے؟

جواب: وہ کتنے فیصد سرینڈر ہوتے ہیں کے بارے میں تو سارا علم محمد خان جونیجو کو ہوگا کہ انہیں کتنے فیصد اختیارات حاصل ہیں۔ میرا فوجی حکمرانوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے، وہ غیر سیاسی، غیر نظریاتی ہیں، میں نظریاتی اور جماعتی سیاسی آدمی ہوں۔

سوال: مگر اب تو آپ سب ایک ہی کشتی میں سوار ہیں؟

جواب: میں تو کالعدم ہوں، کالعدم مسلم لیگ کا کالعدم صدر رہوں۔ میرا اپنا راستہ ہے میں تو لوگوں کو صحیح راستہ دکھاتا ہوں، انہیں تو اصل حقائق سے واقف کرتا ہوں۔ اب کوئی میری بات کا مفہوم نہیں سمجھ سکے تو یہ اس کی عقل کا پھیر ہے جہاں تک میرا تعلق ہے میں اپنا فرض پورا کرتا رہوں گا۔ ہماری اذانیں جاری رہیں گی، دعائیں بھی ہونگی اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ ہماری اذانوں اور دعاؤں کے مزید نتیجے برآمد ہوں گے۔ عوام کو حقوق ملیں گے، بلا اور چوہا اپنی جنگ جاری رکھیں گے۔ دیکھیں دونوں میں سے کون کامیاب ہوتا ہے میں تو حالات دیکھتا ہوں اور حقائق کی نشاندہی کرتا ہوں بعض لوگوں کو میری باتیں سمجھ میں آتی ہیں اور بعض لوگوں کو حالات میری باتیں سمجھا دیتے ہیں۔ فرق حالات اور سمجھنے کا ہے۔ یہ سمجھنے اور سمجھانے کا معاملہ ہے جو جلد سمجھ جاتے ہیں وہ فائدے میں رہتے ہیں اور جو سمجھنے میں تاخیر کرتے ہیں انہیں لازمی طور پر خسارہ ہوتا ہے۔

سوال: عام خیال تو یہی ہے کہ اس حکومت میں آپ سب سے طاقتور شخص ہیں؟

جواب: طاقتور فقط باری تعالیٰ ہے۔ میں کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوں جو کچھ بھی ہے باری تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ مجھے اپنی کم مائگی کا احساس ہے۔ طاقت کا گھمنڈ ہمیں نہیں ہے اور نہ ہی کبھی ہوگا جن لوگوں کو طاقت کا زعم (گمان) تھا ان کا انجام بھی سب کے سامنے ہے ہم فقط باری تعالیٰ کو ہی طاقتور سمجھتے ہیں۔ پھر میں حکومت میں نہیں ہوں جن کی حکومت ہے وہ ہی حکومت کے اختیارات اور دائرہ کار سے واقف ہیں۔ ہماری حکومت تو اس وقت آئے گی جس میں اوپر سے لیکر نیچے تک مسلم لیگی نظریے کے لوگ ہوں گے۔ مسلم لیگی نظریے کی بالادستی ہوگی، مسلم لیگی جماعتی حکومت ہوگی اور آنے والا وقت ضرور مسلم لیگ کا ہوگا۔ مسلم لیگ ہی حکمرانی کرے گی، مکمل حکمرانی مسلم لیگ کی ہوگی۔

سوال: آجکل آپ کے جی ایچ کیو سے روابط کیسے ہیں؟

جواب: ہم سے جی ایچ کیو کے روابط ہمیشہ ٹھیک ٹھاک رہے ہیں۔ جی ایچ کیو ایک طرف ہے اور 33 ڈیوس روڈ دوسری طرف ہے۔ ہم نظریات کی حفاظت کرتے ہیں اور جی ایچ کیو والے جغرافیے کو سنبھالتے ہیں۔ کبھی کبھی پرائم منسٹر ہاؤس آجاتے ہیں۔

سوال: دوسرے صوبوں میں گورنروں کے اختیارات محدود ہیں لیکن سندھ میں گورنر کے اختیارات زیادہ نظر آتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: آپ پڑھے لکھے جاہلوں جیسی باتیں کر رہے ہیں۔

یہ انٹرویو 26 جولائی 1986ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

منصورہ کے ''بچھڑا برانڈ''

سوال: پیر صاحب! بجٹ کے بارے میں مختلف رہنماؤں نے کافی سخت باتیں کی ہیں اس پر آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

جواب: محسوس یہ ہو رہا ہے کہ یہ تو منصورہ کے ''بچھڑا برانڈ'' کے کسی متفق نے جمعراتی بجٹ میں پاکستانی عوام پر جزیہ نافذ کروا ہی دیا۔

سوال: آنسہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ وہ برسر اقتدار آ کر عوامی بجٹ دیں گی؟

جواب: بے نظیر بھٹو ایسا ہی عوامی بجٹ دیں گی جیسا کہ پیپلز پارٹی نے اپنے دور اقتدار میں عوامی تحفظ دیا تھا۔

سوال: ایک تاثر یہ ہے کہ حالیہ بجٹ نوکر شاہی نے مسلم لیگ کی حکومت کو مشکلات میں ڈالنے کے لیے پیش کیا ہے؟

جواب: ہمیں پہلے ہی پتہ تھا کہ بجٹ سیشن کے دوران کوئی نہ کوئی فتنہ اٹھایا جائے گا اور بچھڑوں کا کام کر دکھایا ہے، ہم نوکر شاہی کی نہیں بچھڑوں کی بات کرتے ہیں۔ بچھڑوں میں سب آ جاتے ہیں، میاں یاسین وٹو تو وکیل ہیں ماہر معاشیات تو نہیں ہیں۔ بیوروکریٹ نے کیسا بجٹ بنا کر دیا انہیں پہلے ہی دیکھ لینا چاہئے تھا حیرت ہے کہ وٹو صاحب اس گیم کو ٹیبل پر کیوں نہ سمجھ سکے ضروری تو نہیں کہ جب بجٹ اخبار میں چھپ کر آئے تو آدمی سمجھے۔ جب میری ان سے ملاقات ہوگی تو پتہ چلے گا۔

سوال: وفاقی وزیر محبوب الحق نے بھی اس بجٹ کے خلاف بات کی ہے؟

جواب: محبوب ہر حال میں اور ہر وقت میں روح رواں رہے ہیں اور رہتے ہیں تعجب کی بات ہے پھر بھی انداز بیان اور ہے جو بہت سی باتوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

سوال: بے نظیر بھٹو نے حالیہ بجٹ کو فوجی بجٹ قرار دیا ہے؟

جواب: یہ دراصل بیوروکریسی کا بجٹ ہے کیونکہ وہ ایک جنرل کی مہمان ہیں اس لیے انہیں زیادہ پتہ ہوگا۔ ہمیں اس سے تو واسطہ نہیں ہے۔

سوال: آج کے اخبار میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق آنسہ (مس) بے نظیر بھٹو نے الزم لگایا

ہے کہ مسلم لیگ کی رجسٹریشن اور نہ قانون کے تحت نااہل ہو چکی ہے؟۔

جواب: اس کا مجھ کو پتہ نہیں میں قانون دان نہیں ہوں۔ اور نہ اپنے ساتھ قانون دان لے کر پھرتا ہوں۔ قانون سرکاری ہوتا ہے، جماعت بھی سرکاری ہے کیا پیپلز پارٹی والے اپنے دور اقتدار میں قانون کی کھینچا تانی نہیں کرتے تھے۔

سوال: جتوئی نے کہا کہ دیوالیہ حکومت نے دیوالیہ بجٹ پیش کیا؟

جواب: ملک کو دیوالیہ کرنے کی بنیاد تو وہ خود ڈال کر گئے ہیں جو عمارت صحیح دیوار پر نہیں اٹھی تھی وہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ اس ملک کی معیشت کا جو بھی ستیاناس ہوا وہ انہی کے دور حکومت میں ہوا اس کے بعد تو ''استخارہ اکانومی'' چلتی رہی۔ ہم نے ریفرنڈم سے پہلے کہا تھا کہ ہم تیسرے مارشل لا کا تسلسل نہیں چاہتے۔ لوگ اذانیں دیں اور دعائیں کریں لیکن! ابھی پوری قوم نے اذانیں دینا شروع نہیں کی ہیں۔ پھر باری تعالیٰ رحم فرمائے گا اور پھر رحمت کے فرشتے نازل کرے گا۔ اگر رحمت ہمارے لیے زحمت بن جائے تو یہ ہمارے اعمالوں کی بات ہے۔

سوال: پیر صاحب! یہ تو بتایئے جنرل ضیاء الحق بھی آج کل کچھ کر رہے ہیں؟

جواب: جنرل صاحب اپنی میں لگے ہوئے ہوں گے اب زیادہ وقت کونسی کرسی کو دے رہے ہیں وہ تو انہیں پتہ ہے، ہمیں تو پتہ نہیں، وہ دو کرسیوں کے مالک ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں صدر صاحب کو کس کرسی کو اہمیت دینی چاہیے؟

جواب: اس کا فیصلہ تو انہیں خود کرنا ہے کہ کونسی انہیں راس آتی ہے بہتر یہ ہے کہ جو راس آتی ہے اسے رکھ لیں باقی کو چھوڑ دیں۔

سوال: کیا اب وقت آ گیا ہے کہ وہ دو کرسیوں میں سے ایک کا انتخاب کر لیں؟

جواب: وقت گزرنے والا ہے وقت تو کبھی کا آ گیا تھا لیکن اب گزر رہا ہے۔

یہ انٹرویو 9 جون 1987ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

محمد خاں، جنرل فضل حق

پیر صاحب: (چودھری شجاعت حسین کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے) بھئی یہ کیا ہو رہا ہے ابھی تو آپ کل کے بچے ہیں مگر بال ابھی سے سفید ہونا شروع ہو گئے؟

چودھری صاحب: بس جناب مجھے تو اس مسلم لیگی سیاست نے کھالیا ہے، میں نے تو سوچ لیا ہے کہ اب نہ کبھی الیکشن لڑنا ہے نہ کچھ اور۔

پیر صاحب: (اخوندزادہ بہرہ ور سعید سے) بہرہ ور صاحب! آپ کی عمر کیا ہے؟ میرا مطلب ہے تاریخ پیدائش؟

اخوندزادہ بہرہ ور سعید: تعلیمی اسناد میں تو 1922ء لکھی ہے مگر شاید اس سے دو ایک برس زیادہ ہو۔

پیر صاحب: گویا آپ اصل میں بیس کے ہیں۔

اخوندزادہ: جی ہاں (اس پر ایک قہقہہ پڑا) ہم سب آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کے آپ مسلم لیگ پر ایک بار پھر اپنا دست شفقت رکھیں۔

پیر صاحب: کون سی مسلم لیگ، دادا گیروں والی یا مفلوجوں والی، خواجہ خیرالدین ٹھوگی اور لوبھی کی ایک کہانی سنایا کرتے تھے یہاں بھی یہی حال ہے ایک طرف لالچی گروپ ہے جسے میں لوبھی کہتا ہوں دوسری طرف ٹھگوں کا ٹولا ہے جسے بنگالی میں ٹھوگی کہتے ہیں، کراچی میں لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ جب 26 اگست والی فدا لیگ اور 29 اگست والی جونیجو لیگ کا آپس میں ادغام ہی نہیں ہوا تو محمد خان، جنرل فضل حق کو نکال کیسے رہے ہیں؟ جناب! لوگ آپ پر ہنستے ہیں کہ آپ کیا تماشہ کر رہے ہیں۔

اخوندزادہ: نہیں جناب! ایسا نہیں۔

چودھری شجاعت حسین: پیر صاحب آپ سر پرستی کریں تو سب ٹھیک ہو جائے گا؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی یہ سارا تماشہ ہی لالچ اور ٹھگی کا ہے میں نے سنا کہ محمد خان کو عبوری دور کیلئے وزیر اعظم بنانے کا وعدہ کیا گیا ہے سو وہ اسلام آباد سے جاتا ہی نہیں، نواز شریف کو اس کے بعض سرپرستوں نے کہہ رکھا ہے کہ آئندہ وزیر اعظم تم ہو گے سو وہ اپنے چکر میں ہے۔ ظلم یہ ہے کہ دونوں مسلم لیگ کو استعمال کرنا چاہتے ہیں مگر اس کی تنظیم سے کسی کو کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اگر مسلم لیگ ہی منظم نہ ہوئی تو انہیں

کون پوچھے گا۔

اخوندزادہ: مگر جناب آپ یہ بھی تو دیکھیں کہ اس تمام صورتحال کا فائدہ پیپلز پارٹی اٹھا رہی ہے؟

چودھری شجاعت حسین: ہاں جناب! بے نظیر سے آپ ہماری جان چھڑائیں انہیں تو اس ساری صورتحال کا فائدہ نہیں ملنا چاہیے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی، جو درست پالیسی لے کر چلے گا وہی فائدہ میں بھی رہے گا مجھے تو اس سے کوئی دلچسپی ہے ہی نہیں کہ فائدہ کسے ہوا اور نقصان کس کے حصہ میں آیا۔ آپ لوگوں نے مسلم لیگ میرے حوالے اس وقت کی تھی جب لوگ مسلم لیگ کے نام پر ہنستے تھے۔ خیر ہم نے سیاست شروع کی پھر جس کے نصیب میں جو تھا اسے ملا مگر آج ذرا حساب تو کریں کہ میرے ساتھ آپ لوگوں نے کیا کیا؟ کوئی ایک فیکٹری، کوئی ایک پلانٹ، کوئی ایک قرضہ اگر میں نے لیا ہو یا مجھے دیا گیا ہو تو بتائیں میرے بیٹے نے صرف ایک درخواست کی تھی کہ اسے شوگر مل لگانے دی جائے مگر محمد خان نے کہا کہ آپ ابھی نئے آئے ہیں اگر مل لگانا ہے تو اس میں بڑا حصہ ایک سابق وزیر کا ہوگا۔ میں نے یہ سنا تو دوبارہ شرم کے مارے بات ہی نہیں کی۔ مگر اس کو چھوڑیں مسلم لیگ کی بات کریں۔ مجھے اقبال احمد خان نے کراچی میں فون کر کے کہا آپ جنرل فضل حق کو نکالنے کے فیصلہ کی تائید کریں میں نے جواب دیا کہ آپ کسی دوسری جماعت کے عہدیدار کو کیسے نکال سکتے ہیں جب نکاح نہیں ہوا طلاق کیسے ہو سکتی ہے۔

چوھدری شجاعت حسین: مگر اقبال احمد خان نے تو ہمیں آ کر یقین دلایا تھا کہ انہیں آپ کی مکمل تائید حاصل ہے۔

پیر صاحب: آپ انہیں میرے سامنے لائیں۔

چوھدری صاحب اخوندزادہ صاحب: آپ دیکھئے اقبال احمد خان ہمارے ساتھ کس قدر غلط بیانی کرتے ہیں۔

پیر صاحب: دیکھئے جناب مجھ سے محمد خان نے جب خود مشورہ مانگا میں نے ہمیشہ درست مشورہ دیا، میں نے 13 اگست 1988ء کے ہنگامہ کے بعد انہیں کہا کہ آپ نواز شریف کی رکنیت معطل کریں اور باقی لوگوں کو نوٹس دیں مگر محمد خان نے اس کے الٹ عمل کیا اور کہا کہ دوستوں کا مشورہ یہی تھا پھر میں نے کہا کہ 16 نومبر 1988ء مگر تب بھی اس نے عمل نہیں کیا۔ میری اور آپ کی سوچ میں فرق یہ ہے کہ میں کہتا ہوں بے نظیر ہمارا دردسر نہیں۔ ہمارا دردسر نواز شریف ہے، بے نظیر جی ایچ کیو والوں کا مسئلہ ہے، جبکہ نواز شریف ہمارا مسئلہ ہے پہلے اسے نکالیں، بے نظیر خود بخود نکل جائے گی۔

اخوندزادہ: آپ بھی تو کہتے تھے کہ میرا جی ایچ کیو سے تعلق ہے؟

پیر صاحب: جی ہاں جی ایچ کیو سے تو سب کا تعلق ہے۔

چوھدری شجاعت: مگر جناب آپ رہنمائی کریں۔

پیر صاحب: دیکھئے میں کہہ چکا ہوں کہ جھاڑو پھرنے کا عمل شروع ہے اور یہ جھاڑو زمین سے نہیں آسمان سے فضاؤں سے پھرنا شروع ہوئی ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب صرف چند لوگ گلی کوچوں ہی میں مارے جائیں گے بلکہ کاغذی فیملی پلاننگ بھی ہوگی۔ اب وقت آنے والا ہے جب سب کا حساب نکلے گا کہ کس نے کتنا کھایا، کتنا مال بنایا، سب سے حرام مال نکالا جائے گا پھر جو باقی بچیں گے وہ سیاست کریں گے۔ آپ لوگ بھی اگر بچ گئے تو میرے پاس آیئے گا پھر ہم سب کو ساتھ لے کر چلیں گے۔

اخوندزادہ: جناب آپ ہماری غلطیوں کو نظر انداز فرمادیں۔

پیر صاحب: میں آپ کی غلطیوں سمیت آپ ہی کو نظر انداز کر رہا ہوں۔ آپ یہ بات ذہن میں رکھئے کہ میں کوئی لاوارث یتیم نہیں بلکہ سلسلہ والا آدمی ہوں۔ میرے سلسلے میں اصول یہ ہے کہ اول تو استخارہ نہ کرو لیکن اگر کرلو تو اس پر عمل کرو، محمد خان مشورہ مانگتا ہے تو ان پر عمل بھی کرے۔ میں نے کوئی مفت مشورہ کارپوریشن نہیں کھول رکھی کی جب چاہا مشورہ مانگ لیا مگر عمل کسی ایک پر بھی نہیں کیا۔ اب تو جو محنت کرے گا اسی کو مزدوری بھی ملے گی۔

سید غوث علی شاہ: جناب گزارش یہ ہے کہ آپ سے کراچی میں میری بات ہوئی تھی۔

پیر صاحب: جی ہاں! وہ ساری باتیں یہاں بھی ہوئی ہیں مگر ان تمام باتوں کا نتیجہ کیا ہے۔

اخوندزادہ: جناب! ہم تو ہر نیکی یاد رکھتے ہیں۔ غوث علی شاہ صاحب نے کراچی سے جماعت اسلامی کا صفایا کردیا۔ ہم ابھی تک ان کی تعریف کرتے ہیں۔

پیر صاحب: مگر یہ بھی تو دیکھیں کے انہوں نے ساتھ ہی ساتھ مسلم لیگ کا بھی صفایا کردیا۔ ویسے ''بائی دی وے'' چوھدری صاحب! یہ بتایئے کہ جماعت اسلامی کا کیا حال ہے؟

چوھدری شجاعت حسین: جناب! وہ تو اب منصورہ تک محدود ہوکر رہ گئی ہے۔

ریحانہ مشہدی: اور کیا، آپ حیران ہوں گے کہ حلقہ 99 میں منصورہ کے علاقے سے آئی جے آئی کو سب سے کم ووٹ پڑے۔

غوث علی شاہ: سائیں مسلم لیگ کی بات کریں۔

پیر صاحب: کون سی مسلم لیگ؟ میں نے تو سی او پی کی تشکیل کے وقت بھی کہا تھا کہ اس میں مسلم لیگ بطور مسلم لیگ شامل ہو مگر سمجھداری کا عالم یہ تھا کہ اس میں بھی بطور آئی جے آئی شریک ہوئے۔ اب حال یہ ہے کہ مسلم لیگ نہ تو الیکشن کمیشن میں رجسٹرڈ ہے نہ پارلیمینٹ میں۔ بس کاغذی کارروائی اور اخباری بیان رہ گئے ہیں اگر یہی مسلم لیگ ہے تو یہ آپ ہی کو مبارک ہو۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ اگر مسلم لیگ کو چلانا چاہتے ہیں تو مسلم لیگ کے اس آئین پر عمل کریں جو قائداعظم کے وقت سے چلا آرہا ہے سرکاری مسلم لیگ

کے ترمیم شدہ نئے آئین کو ہم نہیں مانتے۔

(اس موقع پر اخوندزادہ بہرہ ور سعید نے چوہدری شجاعت حسین کو آنکھ سے اشارہ کیا کہ چلیں)

چودھری شجاعت حسین: اچھا جناب پھر ملاقات ہوگی۔ گفتگو بہر حال جاری رہنی چاہیے۔

پیر صاحب: میں ایک آدھ روز میں لاہور جا رہا ہوں، آپ جب چاہئیں ہم آپ کو چائے پلائیں گے کھانا کھلائیں گے مگر سیاسی ہم خیالی چونکہ رہی نہیں اس لئے ہم خیالی بھی نہیں ہوگی۔ گیارہ مارچ کو لاہور میں ڈربی (گھوڑ دوڑ) ہوگی وہاں آجائیں ملاقات ہوگی، آپ کے والد صاحب کے زمانے میں تو بابرہ بھی وہاں آگئی تھی۔

چودھری صاحب: ہم شریف کو لے آئیں گے۔

پیر صاحب: یہ کوئی شریف نہیں ہے۔

اس پر ایک قہقہہ پڑا اور چودھری صاحب اخوندزادہ بہرہ ور سعید کے ہمراہ اجازت لے کر رخصت ہوگئے۔ جبکہ غوث علی شاہ بھی بڑی دیر تک پیر صاحب سے تنہائی میں مشورہ کرنے کے بعد رخصت ہوگئے۔

یہ گفتگو 7 مارچ 1990ء کو جنگ میں شائع ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆

ہر روز شہری اغواء ہوتے

سوال: پیر صاحب! آپ نے بریکنگ دی کرفیو کی مصنفہ کو وقت نہیں دیا؟

پیر صاحب: اس نے رابطے کے لئے درست وقت کا انتخاب نہیں کیا تھا۔

سوال: شریعت بل کا کیا ہوگا؟

پیر صاحب: شریعت بل منظور ہونے کے بعد جو پریشانی ہوگی اس کا اندازہ مولوی نہیں لگا سکتا۔

سوال: مسلم لیگ کا کیا ہو رہا ہے؟

پیر صاحب: کون سی مسلم لیگ؟

سوال: سندھ میں امن و امان کی صورتحال کیسی ہے؟

پیر صاحب: ان دنوں جو ہے وہ SAMPLE (نمونہ) ہے۔ ہر روز شہری اغواء ہوتے ہیں، ڈاکے پڑتے ہیں، آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گا۔

سوال: جام صاحب نے جو کہا ہے اس پر آپ کی رائے؟

پیر صاحب: جام صاحب سے آپ نے سوال پوچھا انہوں نے حقیقت بیان کر دی ویسے ساقی کی تلاش مجھے بھی ہے۔ یہاں تو جام بھی ہے اور وائین بھی ہے لیکن ساقی نہیں ہے۔ ہمارے ہاں ایک ساقی (جام ساقی) ہے لیکن وہ ریگستانی ہے۔ جہاں تک درے مارنے کی بات ہے تو یہ ان کی دوائی ہے۔ دوائی پینے پر کوڑے نہیں لگائے جاتے سب کو پتہ ہے کہ وہ پیتے ہیں لیکن اب کم کر دیا ہے۔

سوال: کیا آپ اور آپ کے حامی شریعت بل کی مخالفت کریں گے؟

پیر صاحب: شریعت بل کا مقصد سب جانتے ہیں کہ کیا ہے۔ حرم بنانا اور خلیفہ المسلمین بننا اور وہابی ازم لانا، لیکن انہیں نہیں معلوم کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے۔

سوال: خلیفہ بننے والے تو اللہ کو پیارے ہو گئے؟

پیر صاحب: ان سے پوچھو جو بننا چاہتے ہیں، آئی جی آئی میں کچھ لوگ شعور رکھتے ہیں وہ اس بل کی مخالفت کر رہے ہیں۔

سوال: شریعت بل کی مخالفت کا مطلب وزیر اعظم کی مخالفت تو نہیں ہے؟

پیر صاحب: وزیر اعظم ہم سے ہوں تو مخالفت کریں گے۔ اس کی مخالفت کرنے والے کریں ہم کیوں کریں۔

سوال: پیر صاحب! آپ نے تو کراچی میں انہیں کھانا بھی کھلایا؟

پیر صاحب: جی ہاں وہ تو کھلانا پڑ گیا تھا، ون ڈش کھلا دی تھی۔

سوال: آج کل ستارے کیا کہتے ہیں؟

پیر صاحب: ہمارے ستارے جو چلے گئے تھے ان میں سے یہ ایک لوٹ آیا ہے۔ (میاں زاہد سرفراز کی طرف اشارہ جو پاس بیٹھے تھے)۔

سوال: بہاریوں کی واپسی پر آپ کی کیا رائے ہے؟

پیر صاحب: ان کی واپسی کا وعدہ بھٹو کر کے آئے تھے، کسی نے انتظام کر دیا تو آ جائیں گے جس کسی نے بھی پاکستان کے نام پر ہجرت کی ہے ان کو لینے سے کون انکار کرے گا۔

سوال: جونیجو صاحب کیسے ہیں؟

پیر صاحب: وہ مسلم لیگ میں تھے مفلوج ہو گئے لیکن ''یہ'' داد گیروں میں سے تھے اس لئے مفلوج نہیں ہوئے ان کے ٹولے کو ہم نے دادا گیر کہا تھا۔

سوال: آپ نے انہیں دادا گیر کیوں کہا تھا؟

پیر صاحب: اس لئے کہ یہ دھندا ہی ایسا کرتے تھے۔

سوال: لاہور میں مسلم لیگ کا کنونشن تھا؟

پیر صاحب: مجھے نہیں پتہ کس کا کنونشن تھا، کچھ لائے گئے تھے، کچھ بٹھائے گئے تھے اور کچھ راستے میں تھے، ان کے نقطہ نظر سے تو یہ آنے والی سیاسی سرگرمیوں کی ریہرسل تھی، میں تو خدا کے فضل سے گھر بیٹھا ہوں۔

سوال: پیر صاحب! گھر کی وضاحت کر دیں؟

پیر صاحب: جہاں آرام کیا جائے، بیڈ ہوتا ہے، کھانا کھایا جاتا ہے، باتھ روم ہوتا ہے۔

سوال: جام صادق کے بیان کے بعد سندھ میں کسی تبدیلی کا امکان ہے؟

پیر صاحب: سندھ میں کچھ ہو سکتا ہے لیکن یہ زیادہ دوائی پینے کی وجہ سے نہیں ہوگا۔ جرائم پیشہ لوگ اگر سرگرم ہوئے تھے پہلے تو ان کو حاکموں کی پناہ تھی، لیکن جب ان کو زیادہ قریب سے ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو یا انہوں نے ختم ہونا ہے یا انہوں نے۔

سوال: اب تو حاکم خود ایسا چاہ رہے ہیں؟

پیر صاحب: مجھے نہیں پتہ شاید چاہ رہیں ہوں گے۔

سوال: جرائم پیشہ لوگ شہری علاقوں میں زیادہ ہیں یا دیہی علاقوں میں؟
پیر صاحب: دفاتر میں بھی، شہروں میں بھی، دیہاتوں میں بھی۔
سوال: آپ آٹھویں ترمیم کے خاتمے کی مخالفت کریں گے؟
پیر صاحب: وقت آنے پر ہنگامہ کریں گے اور ضرور کریں گے۔
سوال: آئندہ الیکشن کب ہوں گے؟
پیر صاحب: الیکشن سے قبل کہا تھا کہ چھ ماہ بعد ہوں گے، الیکشن کے بعد کہا تھا کہ جنوری کے بعد دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ شروع ہو گیا ہے نا! اگر الیکشن ہوئے تو جلد ہو جائیں گے نہ ہوئے تو کافی عرصہ بعد ہوں گے۔
سوال: پیر صاحب! فیملی پلاننگ؟
پیر صاحب: فیملی پلاننگ کے بعد جو بچیں گے وہ سیاست کریں گے۔
سوال: الیکشن کے نتائج مسلم لیگ کے لئے غیر متوقع ہیں؟
پیر صاحب: ان کے لئے غیر متوقع ہوں گے مجھے تو پہلے 90 فیصد خبر تھی کہ کیا ہونے والا ہے دس فیصد کا علم نہیں تھا کیسے ہوگا۔ میں نے کہا تھا کہ فرشتے نازل ہوں گے، فرشتے آگئے یہ ہاتھ ملتے رہ گئے۔ ادھر ہمارے ہاں ابلیس کے اولاد ہو گئی۔
سوال: دھاندلی کے الزام پر آپ کا کیا خیال ہے؟
پیر صاحب: فرشتے رحمت کے ہوتے ہیں بارش کا بھی فرشتہ ہوتا ہے لیکن برسات میں کئی لوگ ڈوب جاتے ہیں کچھ تیرنے لگتے ہیں جو تیر رہے ہیں وہ ڈوبنے والے ہیں۔
سوال: تیرنے والے کب تک تیریں گے؟
پیر صاحب: یہ ان کی رفتار اور ہمت پر منحصر ہے۔
سوال: ان کی رفتار اچھی ہے یا ہمت؟
پیر صاحب: یہ وقت کی بات ہے۔
سوال: فلور کراسنگ کے آرڈی ننس میں ترمیم پر آپ کی رائے؟
پیر صاحب: اگر کوئی غیر حاضر ہو جائے تو خود ہی ووٹ خراب کرے تو فلور کراسنگ کا قانون غیر مؤثر ہو جاتا ہے۔
سوال: خود انحصاری اس حکومت کی پالیسی ہے؟
پیر صاحب: جو اس کی بات کرتے ہیں وہ خود انحصاری سے یہاں پہنچے ہیں وسائل سامنے ہیں تنخواہیں اور نوکریاں کم کر دیں خود کفالت ہو جائے گی۔
سوال: فاتح جلال آباد کی تازہ سرگرمیاں کیا ہیں؟

پیر صاحب: تازہ سرگرمیاں علم میں نہیں اگر پرانا سسٹم جو چلا تھا اس میں فرق نہ آیا تو بہت فرق پڑ جائے گا۔

سوال: مرحوم ضیاء الحق سے آپ کے تعلقات کیسے تھے؟

پیر صاحب: مرحوم کے انتقال تک اچھے تھے اب ان کے ساتھ بھی بات چیت ہوئی ہے۔

سوال: صدر اسحاق سے یا بیگ صاحب سے؟

پیر صاحب: بے نظیر سے بھی کم اختیار رکھنے والے پرائم منسٹر (وزیر اعظم) سے۔

سوال: جو کچھ ہوگا ماں اور باپ کے نتیجے میں ہوگا؟

پیر صاحب: نہیں! یہ ابابیل اور عزرائیل کی دوستی کے نتیجے میں ہوگا۔

سوال: مارشل لا کتنی دور ہے؟

پیر صاحب: جتنا ہم خدا سے۔

سوال: وہ ہمارے شہہ رگ سے بھی قریب ہے؟

پیر صاحب: خود سمجھ لیں۔

سوال: حکومت کس کی ہے؟

پیر صاحب: نہ فوج کی نہ عوام کی، یہ فرشتوں کی حکومت ہے روٹی، کپڑا اور مکان والے جھاڑو پھیر گئے تھے۔

سوال: بگڑے ہوئے حالات کو سنبھالنے کا طریقہ؟

پیر صاحب: اوپر سے کوئی آئے گا۔

سوال: سیاستدان غریبوں کو بے وقوف بناتے ہیں؟

پیر صاحب: بے وقوف ہمیشہ غریبوں کو بنایا جاتا ہے مسلم لیگ کسی کو بے وقوف نہیں بناتی، وقت سب کچھ ٹھیک کر دے گا۔ فیملی پلاننگ ہو رہی ہے بچنے کی خواہش رکھنے والوں کو مسلم لیگی بننا ہوگا۔ رحمت ہوئی ہے، کچھ کے لئے رحمت، کچھ کے لئے زحمت، جن کے لئے رحمت ہوئی ہے وہ وقت سے پہلے ہوگئی ہے۔

یہ انٹریو 3 جنوری 1991ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

راجہ سائیں نے بغیر پوچھے

سوال: پیر صاحب! پہلے یا بعد کی بات نہیں ہمارے ہاں بنیاد ہی غلط ہے؟

پیر صاحب: کس نے رکھی ہے؟

سوال: آپ نے رکھی ہے؟

پیر صاحب: ہم نے نہیں بیلٹ مارشل لا نے رکھی ہے، مگر آپ کام کی بات کیا کریں، کیونکہ نہ تو آپ کو کچھ حاصل ہونا ہے اور نہ ہی میرا کچھ بگڑنا ہے۔

سوال: ملک میں شوگر ملوں کے بارے میں ایک خبر چھپی ہے؟

پیر صاحب: چھپی ہوگی۔

سوال: اس میں آپ کا بھی نام ہے؟

پیر صاحب: نئی بات نہیں ایک شوگر مل ایوب خان کے دور سے چلی آرہی ہے، راجہ سائیں نے بغیر پوچھے اپلائی کر دیا تھا۔

سوال: بہت سے گروپ نئے ہیں؟

پیر صاحب: ہوں گے۔

سوال: کہا جا رہا ہے کہ آپ مسلم لیگ کو فنکشنل بنا رہے ہیں، مگر نواز شریف نے بہت سارے وزیر بنا کر آپ کی کوشش کو ناکام بنا دیا ہے؟

پیر صاحب: صبح سے یہ بات کہی جا رہی ہے مگر میں نے تو کہا تھا جو بچیں گے وہ چلیں گے، پہلے بچیں تو سہی آپ خواہ مخواہ ٹکریں مارتے رہتے ہیں۔

سوال: میں آپ کی بات نہیں سمجھا؟

پیر صاحب: میں آپ سے بات نہیں کر رہا کسی اور سے کر رہا ہوں۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ریڑھی والے کی بات نہیں کرتا، کسی اور کی بات کر رہا ہوں۔ جس کی بات کرتا ہوں اس کو پتہ ہے، ہم تو ایک دوسرے کو سوئیاں چبھوتے ہی رہتے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! فیملی پلاننگ کب مکمل ہوگی؟

پیر صاحب: آپ کا سر سلامت رہے تو فیملی پلاننگ ہو گی۔ (قہقہہ)

سوال: اخبار نویس بھی اس زد میں آئیں گے یا نکل آئیں گے؟

پیر صاحب: ہمیں معاشرے کو پاک کرنا ہے جو ہونی ہے وہ ہو کر رہتی ہے، اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ہم نے 20 سال پہلے جو بیج بویا تھا آج کاٹ رہے ہیں۔اب جو بوئیں گے نتیجہ آگے چل کر نکلے گا۔ابھی تو ہم ماضی کی غلطیوں کو برداشت کر رہے ہیں اور اگر رہے تو مزید ''فیس'' کرنا ہوں گی۔

سوال: آپ کی مسلم لیگ کے فنکشنل ہونے سے لوگ پر امید ہوئے تھے؟

پیر صاحب: خود ہی پر امید ہو جائیں تو میں کیا کروں، ہم تو جھاڑو پھرنے کی بات کرتے ہیں، جھاڑو پھرنے کے بعد جو بچیں گے وہی ساتھ چلیں گے۔

سوال: کتنے فیصد بچیں گے؟

پیر صاحب: اپنے اندر دیکھ لیں۔

سوال: بات تو دو نمبر کی نہیں ایک نمبر کی ہو رہی ہے؟

پیر صاحب: پہلے دو نمبر کی صفائی ہو جو نمبر ون کو مجبور کرتا ہے۔

سوال: یہ جو موجودہ مسلم لیگ ہے؟

پیر صاحب: میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ہم نے تو ان کو منظور ہی نہیں کیا کیونکہ کوئی ٹھگوں کا ٹولہ ہے، تو کوئی شوریٰ لیگ ہے۔

سوال: ہمارے سیاستدانوں نے نوجوانوں کا آج تک کچھ نہیں دیا؟

پیر صاحب: احتجاج کریں نوجوانوں کو ضرور ملے گا۔

سوال: مگر بات تو بزرگوں سے نوجوانوں کو وراثت میں ملنے والے مسائل کی ہو رہی ہے؟

پیر صاحب: جس نے مسائل دیئے ہیں یہ سوال ان سے پوچھیں۔

سوال: پیر صاحب! آج کل اسلام آباد کا قبلہ کس سمت ہے؟

پیر صاحب: اسلام آباد کے قبلوں کا تو پتہ نہیں کیونکہ کچھ قبلے امریکہ نے بٹھا دیئے ہیں۔

سوال: آج کل جام صادق کا قبلہ کس طرف ہے؟

پیر صاحب: جام صادق علی قبلے سے ہی بولتا ہے۔

سوال: پیر صاحب! نوابزادہ تیسرا سیاسی اتحاد بنا رہے ہیں۔اس بارے میں آپ کی رائے؟

پیر صاحب: جماعت اسلامی کے کھانے میں اس اتحاد کا پتہ چلا تھا۔بیشک چوتھا اتحاد بنالیں یہ تو مصلحتوں، مصروفیات اور من مستی کی بات ہے۔

سوال: آپ نوابزادہ سے ملنے آئے ہیں کیا اس کا تعلق تیسرے اتحاد سے ہے؟

پیر صاحب: ہم نے تو بزادہ کو مشورہ دیا ہے کہ ایسا اتحاد بنائیں جو پریکٹیکل ہو، مگر اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ان میں کتنی ہمت اور حوصلہ ہے اور یہ کتنا زبردستی سے کام چلانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

سوال: آپ سے کیا گیا ہے؟

پیر صاحب: بوجھ کسی اور پر ڈال رہا ہوں، خود نہیں ڈال رہا۔

سوال: اس کا مطلب ہے کہ 1977ء جیسا دور آ سکتا ہے؟

پیر صاحب: ہر دور دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اور گزرا وقت لوٹ کر واپس نہیں آتا مگر جو کچھ لکھا ہے بھگتنا پڑتا ہے۔

سوال: کیا قوم کے بھگتنے کا یہ عمل ختم نہیں ہوسکتا؟

پیر صاحب: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انسان جیل بھگتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ انسان عمر بھگتا ہے۔ (قہقہہ)

سوال: پیر صاحب! آج کل سیاستدانوں کا قتل ہو رہا ہے؟

پیر صاحب: فیملی پلاننگ ہو رہی ہے۔

سوال: کیا فضل حق کا قتل فیملی پلاننگ کا حصہ ہے؟

پیر صاحب: خاموشی۔ فیملی پلاننگ ہے۔

سوال: کیا فیملی پلاننگ ختم ہوگی؟

پیر صاحب: لسٹ لمبی ہوتی جائے گی، کسی کا نام آخر میں رکھ لیں یا پہلے رکھ لیں لسٹ کا آغاز علماء سے ہوا تھا، کوشش کریں گے کہ آخری نام...... (لفظ واضح نہیں) پڑھ لیں ایسا نہ ہو کہ خود بھی آ جائیں۔

سوال: کیا آخری نام کی نشاندہی کر سکتے ہیں؟

پیر صاحب: نام کی رہنمائی نہیں کر سکتا، ہوسکتا ہے میرا نام ہی آ جائے، میں بھی خطرناک آدمی ہوں۔ (قہقہہ)۔

سوال: آپ کی حفاظت کے لئے انتظامات کئے گئے ہیں؟

پیر صاحب: میری حفاظت پیدا کرنے والا کر رہا ہے۔ (قہقہہ)

سوال: کیا فیملی پلاننگ کا تصور امریکہ سے آیا ہے؟

پیر صاحب: امریکہ سے نہیں آیا ہماری ضرورت ہے۔ کارکردگی ہماری خراب ہے سیاستدانوں کو ڈس کوالیفکیشن (قابلیت) پاکستان سے شروع ہوئی ہے۔

سوال: پیر صاحب! کیا بھارتی جوتوں کی دھم دھم کی آواز آ رہی ہے؟

پیر صاحب: آخر یہی ہوگا جو کہہ رہا ہوں، لوگ بھنگڑا نہ ڈالیں جو ہونا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اور جن کے دن پورے ہو گئے ہیں فیملی پلاننگ کی زد میں آ رہیں گے۔

سوال: الطاف حسین بھی تو فیملی پلاننگ کر رہے ہیں؟

پیر صاحب: الطاف کی فیملی پلاننگ کے بارے میں الطاف سے پوچھیں۔

سوال: فیملی پلاننگ میں عوام کا کیا بنے گا؟

پیر صاحب: عوام سے پوچھیں۔

سوال: مگر عوام.........؟

پیر صاحب: ان کی سوچ محدود ہے جو اخبار میں چھپتا ہے اسی کو سچ سمجھ لیتے ہیں دوسروں کو گمراہ کرنے والے اخبار ہیں اور نوابزادہ نصر اللہ کے مشورے کے بعد جو نظام بنے گا اس میں اخبار والے بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ ٹیبل پر بیٹھ کر اسٹوری بناتے ہیں۔

سوال: کیا آپ اخبار پڑھتے ہیں؟

پیر صاحب: جب تک سچ چھپتا تھا اخبار پڑھا کرتا تھا۔

سوال: حزب جہاد کے صدر مرتضیٰ پویا نے بھی اخبار پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔

پیر صاحب: آج کل ٹیلی ویژن اور ریڈیو بہت زیادہ غلط بیانی کرتے ہیں اور لوگ غیر ملکی اخبارات اور ریڈیو سننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

سوال: اسلام آباد میں ایک بڑے ابا بیٹھے ہیں؟

پیر صاحب: (نوابزادہ نصر اللہ کی طرف اشارہ کر کے) ایک بڑے تو یہ بیٹھے ہیں ہم نے ان کو بہت مشورے دیئے مگر نہیں مانے، مگر خرابی اخبار والے پیدا کرتے ہیں۔ جو سب کو خوش نہیں رکھ سکتے اور کچھ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے غلط بیانی سے بھی کام لیتے ہیں اس میں مالکان اور ایڈیٹروں سب کا حصہ ہے۔ رپورٹر کو کیا درست کرنا، آپ لوگ جو سنتے ہیں رپورٹ کرتے ہیں۔

سوال: سندھ کے حالات کی خرابی میں خفیہ ہاتھ کی نشاندہی آج تک نہیں ہو سکی ضیا اور جونیجو اور دیگر لوگ خفیہ ہاتھ کرتے رہے ہیں؟

پیر صاحب: میں نے تو فرشتوں اور ابلیس کی اولاد کی بات کی ہے۔

سوال: جب سے پاکستان بنا ہے بہتری پیدا نہیں ہو سکی؟

پیر صاحب: کچھ لوگوں نے اس ملک کی مخالفت کی تھی اور کچھ لوگ جب سے پاکستان بنا ہے اس کو ختم کرنے کی کوشش میں ہیں مگر یہ ختم نہیں ہو پا رہا ہے۔

یہ انٹرویو 18 اکتوبر 1991ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

صادق علی کے ساتھ

پیر پگارا کی شخصیت اوران کے سیاسی خیالات سے کسی کو کتنا ہی اختلافات ہولیکن کوئی بھی شخص ان کی ملک میں سیاسی اورروحانی حیثیت اوراہمیت سے انکارنہیں کرسکتاان کی سیاست کرنے ،سیاسی معاملات طے کرنے، سیاسی جماعت کی سربراہی کرنے، اس جماعت کے رہنماؤں اور کارکنوں سے تعلقات رکھنے،صحافیوں سے روابط رکھنے، اپنا سیاسی مؤقف بیان کرنے، اخبارنویسوں سے بات کرنے، اپنی بات اشاروں، کنائیوں میں کہنے اور سیاسی حریفوں اور حکمرانوں تک اپنی بات پہنچانے کا اپنا ایک الگ اور منفرد انداز ہے جس کوکوئی اختیار کرنا بھی چاہےتو اختیارنہیں کرسکتا یہی وجہ ہے کہ ملک کے چوٹی کے سیاسی رہنماؤں کے ساتھ جب بھی ان کا سامنا صحافیوں کے سے ہوتا ہےتو میرمحفل پیر پگارا ہی ہوتے ہیں دوسرے تمام سیاستدان خواہ وہ کتنے ہی اہم ہوں،نظرانداز ہوجاتے ہیں اورخبرصرف پیر پگارا کی بات چیت ہی قرار پاتی ہے۔

پیر پگارا گزشتہ تقریباً چار ماہ سے کراچی سے باہراسلام آباداورلاہورمیں مقیم تھے۔جشن میلادالنبی ﷺ کے موقع پر چندروز کیلئے پیر جوگوٹھ آئے اوروہاں سے پھرلاہور چلے گئے تھے۔ابھی ان کا کراچی آنے کا کوئی پروگرام نہیں تھامگر وزیراعلیٰ سندھ جام صادق علی کی بیماری اوران کے لندن جانے کے پروگرام بننے پر 13 اور 14 اکتوبر کی درمیانی شب اچانک کراچی پہنچے اور وزیراعلیٰ کے ساتھ لندن جانے کے پروگرام کوجلدی میں حتمی شکل دی۔

پیر پگارا کے قریبی ذرائع کے مطابق جام صادق علی کا اصرار تھا کہ پیر پگارا بھی ان کے ساتھ چلیں پیر پگارا اپناطبی معائنہ کرانے کیلئے ایک عرصہ سے لندن اور جرمنی جانے کاپروگرام بنائے ہوئے تھےلیکن یہ پروگرام ملک کی سیاسی صورتحال اوران کی ملک میں موجودگی کی ضرورت کی بناء پر بار بارملتوی کیا جاتا رہا مجھے 1984ء سے اس پروگرام کاعلم ہے ہوسکتا ہےان کا ارادہ اس سے پہلے بھی علاج کیلئے بیرون ملک جانے کار ہا ہو،لیکن 1984ء کے ریفرنڈم،1985ء کے غیر جماعتی انتخابات،حکومت سازی اور پھر بار بار کے سیاسی حکمرانوں، محمد خان جونیجو کی حکومت کے خاتمے، جنرل ضیاء الحق کے طیارے کو حادثے،1988ء کے انتخابات،پیپلز پارٹی کی حکومت، اس کے خاتمے، اکتوبر 90ء کے انتخابات کی بناء پران کا غیرملکی دورے کا

پروگرام ملتوی ہوتا رہا تاہم جام صادق علی کے اصرار پر انہوں نے لندن جانے کا پروگرام بنایا جس کا ایک مقصد اپنا مکمل طبی معائنہ اور علاج بھی ہے اور وہ 16 اکتوبر (یوم شہادت نوابزادہ لیاقت علی خان) کی صبح جام صادق علی کے ہمراہ لندن روانہ ہوگئے۔ وفاقی وزیر جناب الٰہی بخش سومرو بھی ان کے ساتھ تھے۔

پیر پگارا پورے چالیس سال کے بعد لندن گئے ہیں اپنے والد صبغتہ اللہ شاہ راشدیؒ کی پھانسی کی سزا کے بعد پیر پگارا اور ان کے چھوٹے بھائی علی گڑھ اور اس کے بعد حصول تعلیم کے سلسلے میں لندن میں مقیم تھے۔ جہاں سے پیر پگارا کی گدی بحال ہونے پر وہ اکتوبر 51ء کے آخری یا نومبر کے پہلے ہفتے میں پاکستان آئے تھے اس طرح کچھ دنوں کے فرق سے پورے چالیس برسوں کے بعد انہوں نے لندن کو دوبارہ دیکھنا ہوگا۔

سوال: پیر صاحب! لندن میں کتنے دن قیام رہے گا؟

جواب: بالآخر آپ کو پتہ چل ہی گیا میں صادق علی کے ساتھ ہی جا رہا ہوں، آپ کو تو پتہ ہے کہ کب سے پروگرام تھا جو بار بار ملتوی اور مؤخر ہوتا رہا اس کا اصرار تھا، میں نے بھی سوچا اپنا طبی معائنہ کرالوں گا۔

سوال: پروگرام کتنا عرصہ ٹھہرنے کا بنا کر جا رہے ہیں؟

جواب: دیکھو بھئی! اگر صادق علی کا طبی معائنہ اور علاج پہلے مکمل ہوگیا تو وہ واپس آجائے گا اور میں اپنا معائنہ اور علاج جاری رکھوں گا اور وہیں رکوں گا، اگر میرا معائنہ اور علاج پہلے مکمل ہوگیا تو میں صادق علی کے ساتھ ہی واپس آؤنگا یہ میری اخلاقی ذمہ داری بھی ہے، ویسے جو کسی کو لے کر جاتا ہے واپس بھی اسے ہی لانا چاہئے۔ جہاں تک لندن میں قیام کرنے کا سوال ہے، میں پورے چالیس سال بعد واپس جا رہا ہوں جب سے پاکستان آیا ہوں آن ڈیوٹی ہوں سرکاری ملازمت میں بھی کم از کم سال میں ایک ماہ کی چھٹی تو ہر ایک کو ملتی رہی ہے، اس طرح 40 ماہ کی چھٹی ڈیو ہے میں وہاں کم ٹھہرتا ہوں یا زیادہ کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

سوال: جب آپ لندن سے پاکستان آئے تھے اس وقت کی کوئی خاص بات یاد ہو؟

جواب: یہ غالباً اکتوبر 1951ء کا آخری ہفتہ یا نومبر 1951ء کا پہلا ہفتہ تھا پاکستان کے پہلے وزیراعظم نوابزادہ لیاقت علی خان شہید ہو چکے تھے مجھے یاد ہے میں ان کی قیام گاہ پر فاتحہ خوانی کیلئے گیا تھا بیگم رعنا لیاقت علی خان نہایت غمزدہ تھیں اور ایک ''چارپائی'' پر بیٹھی تھیں مجھے آج بھی وہ منظر یاد ہے۔

سوال: قائم مقام وزارت اعلیٰ کی ذمہ داری ایم کیو ایم کے سپرد کی گئی ہے کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

جواب: مجھے صرف اس بات کی خوشی ہے کہ راجہ سائیں (صوبائی وزیر) کو صوبے کا ذمہ دار نہیں بنایا گیا اس کے علاوہ صوبے میں ذمہ داری کی جو تبدیلی ہوئی ہے اس کے بارے میں نہ میں نے سنا نہ کسی سے پوچھا اور نہ پوچھنے اور سننے کی فکر ہے، جہاں تک یہ ذمہ داری ایم کیو ایم کے سپرد کرنے کا تعلق ہے اور اس سے مطمئن ہونے کی بات ہے سندھ ان صوبوں میں سے ایک ہے جہاں مطمئن ہونے والی کوئی بات نہیں

ہے۔(ہنستے ہوئے)اطمینان اسی وقت ہوگا جب فیملی پلاننگ ہوجائے گی، جھاڑ و پھر جائے گی اور جس نے بچنا ہوگا بچ جائے گا اور پھر سیاست وہی کریں گے جو بچ جائیں گے۔

سوال: چالیس برسوں کے بعد لندن تو کافی تبدیل ہو چکا ہوگا؟

جواب: یہ تو جا کر ہی پتہ پڑے گا کہ لندن پہلے والا لندن ہے یا اس میں تبدیلی آ چکی ہے۔

سوال: پروگرام کتنے دنوں کا بنا کر جا رہے ہیں؟

جواب: صادق علی نے دو ہفتوں کا بتایا ہے آگے کیا ہوتا ہے یہ ذات باری تعالیٰ ہی جانتی ہے۔

یہ گفتگو 28 اکتوبر تا 3 نومبر 1991ء کو ہفت روزہ اخبار جہاں میں شائع ہوئی۔ جو آپ کے چالیس سال بعد لندن روانگی سے قبل ہوئی۔ رپوٹ: عارف الحق عارف

☆☆☆☆☆

سیاسی ٹھگوں کے اقتدار

سوال: موجودہ حالات کس رخ پر جارہے ہیں؟

جواب: جو اقتدار کی کشتی میں بیٹھ کر دعویٰ کررہے ہیں حالات تو ان کو معلوم ہوں گے وہ ہر سفید و سیاہ کے مالک ہیں انہیں ہی خبر ہوگی کہ کون کیا کررہا ہے؟ اور کس کے لئے کررہا ہے ہم تو سیاسی ٹھگوں کے اقتدار میں شامل نہیں ہیں۔

سوال: آپ نے بہت پہلے کہا تھا کہ اس ملک کو آئین کی نہیں آئینے کی ضرورت ہے کیا اب بھی آپ اس مؤقف پر قائم ہیں؟

جواب: میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ حکمرانوں کو آئین کی نہیں آئینے کی ضرورت ہے ہم سب کو اپنے اپنے اعمال کا احتساب کرنا ہوگا اپنے امور معاملات کا جائزہ لینا ہوگا۔ آئین تو اس وقت ہی نافذ ہوتا ہے کہ جب ہمارے اعمال اچھے ہوں حکمرانی انصاف کے ترازو کے تحت کی جارہی ہو، قانون کی عمل داری ہو لوگ آرام سکون کے ساتھ سو رہے ہوں، لیکن ہمارے یہاں تو الٹ ہو رہا ہے چوروں ٹھگوں کی حکمرانی رہی ہے انہوں نے آئین کے ساتھ بھی دھوکہ بازی کی ہے اور عوام کے ساتھ بھی ان کا طرز عمل مناسب نہیں ہے وہ کہتے کچھ اور کرتے کچھ اور ہیں ان کی باتوں میں اور اعمال میں تضاد ہے۔

سوال: مگر یہ تو قیام پاکستان کے بعد کی برائیاں شروع ہوئی ہیں ان کا ذمہ دار کون تھا؟

جواب: جو تخت پر بیٹھے اور بادشاہ بن کر حکمرانی کرتے رہے وہ ہی ان حالات کے ذمہ دار ہیں ہمارا حساب کتاب تو سب کے سامنے ہے۔ ہم نے اس ملک کے مفاد کی سیاست کی ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کے لئے کام کیا ہے، ہمارا شروع سے یہی نظریہ اور یہی سیاست رہی ہے کہ مسلمانوں کو قوت حاصل ہو یہ ملک ترقی کرے عوام خوش رہیں اور حکمران اپنا حساب کتاب پیش کرتے رہیں تاکہ معاشرے میں انصاف برقرار رہ سکے۔

سوال: انصاف فراہم کرنا تو ریاست کی ذمہ داری ہے لیکن اس وقت ریاست کہاں ہے؟

جواب: یہ جو بھی ٹوٹا پھوٹا ڈھانچہ ہے وہی ریاست ہے اور ہمیں ریاست کے وجود کا تحفظ کرنا چاہئے اور ہم تو کہتے ہیں کہ ہر شخص اس ملک میں قانون کی بالادستی قبول کرے قانون اور آئین کا راستہ اختیار کیا جائے سیاست بھی قانونی ہو یا نہ ہو کہ سیاسی ٹھگ قانون پر ہی قبضہ کرلیں اور اپنی مرضی کی بولی بولتے رہیں

اس ملک کو سیاسی ٹھگوں نے ہمیشہ لوٹا اور نوچا ہے ہماری فنکشنل مسلم لیگ اس لوٹ کھسوٹ سے بچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ دیکھیں سیاسی ٹھگ کب راہ فرار اختیار کرتے ہیں؟ اور کس طرح فنکشنل مسلم لیگ اپنی ذمہ داریاں پوری کرتی ہے۔

سوال: فنکشنل مسلم لیگ کے بارے میں آپ پرامید ہیں؟

جواب: یہ ملک مسلمانوں کی طویل جدوجہد کے بعد وجود میں آیا اسے کسی نے فتح نہیں کیا ہے یہ مفتوحہ علاقہ نہیں ہے بلکہ مسلمانوں نے اپنی روایات اور تہذیب کی خاطر پاکستان کو اس دنیا کے نقشے پر لانے کا کارنامہ سرانجام دیا ہمیں اس ملک کا تحفظ کرنا ہے۔ ہماری سیاست تشدد کی سیاست نہیں ہے تشدد مسائل کا حل نہیں ہے، ہم نعرے بازی اور ہجوم کے بھی قائل نہیں ہیں، نعرے بازی جذباتیت کی فضاء پیدا کر دیتی ہے جبکہ ہماری سیاست منطقی ہے، پاکستان مسلم لیگ نے بنایا ہے اور مسلم لیگ کا سبز پرچم ہم نے ہاتھوں میں لے رکھا ہے یہ تحریک پاکستان کا پرچم ہے اصل اور حقیقی مسلم لیگ ہماری جماعت ہے۔ لوگ آہستہ آہستہ اس جماعت کی طرف رخ کریں گے اور فنکشنل مسلم لیگ پر ہی اعتماد کریں گے کیونکہ ہمیں گھیراؤ جلاؤ کی سیاست نہیں کرنی، ہمیں کسی کو ڈرانا دھمکانا نہیں ہے، ہم تو قانون اور منطق کی سیاست کر رہے ہیں حالات کے تسلسل پر ہماری نظریں ہیں اور ہم کسی عہدے کو خود امیدوار نہیں ہیں بلکہ ہماری مسلم لیگ کی عہدوں کی سیاست نہیں ہے۔ لیکن سب دیکھیں گے کہ اقتدار فنکشنل مسلم لیگ کو ہی ملے گا۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ آپ خود صدر کے عہدے کے امیدوار ہیں؟

جواب: ارے بابا! کیا آپ میری آزادی کے مخالف ہیں؟ اور کیا میری آزادی سے خوش نہیں ہیں؟ میں ایوان صدر کا سیاسی قیدی نہیں بن سکتا، میں آزاد فضاؤں میں آزادی کے ساتھ سانس لے رہا ہوں آزادی کا متبادل کوئی نہیں ہے، آزادی ایک نعمت ہے اور ایوان صدر کی بلند دیواروں میں مقید ہونا میرے اختیار میں نہیں ہے اور ویسے بھی اگر میں نے عہدہ صدر مملکت سنبھالا تو پھر ''موؤاور'' مجھے کیسے ملے گا ''موؤاور'' تو مجھے ہی ملنا ہے، نہ خود بخود صورتحال سامنے آجائے گی بس مرغ اذان دینے لگ جائیں اور جھاڑو پھر جائے۔

سوال: آپ بار بار کہتے ہیں جھاڑو پھرے گی۔ یہ علامتی لفظ آپ مسلسل کیوں استعمال کر رہے ہیں اور اس کا پس منظر کیا ہے؟

جواب: میں بہت پہلے سے کہہ رہا ہوں کہ جھاڑو پھرے گی پھر جو بچ جائیں گے وہ ہی سیاست کریں گے اور یہ سیاست منطق واصول کی سیاست ہوگی اس میں تشدد اور دہشت کا کوئی تعلق نہیں ہوگا کیونکہ سیاست تو ایک عمل کا نام ہے اس کا ارتقاء مسلسل حالات کیساتھ ہوتا رہتا ہے اسلحہ اور کلاشنکوف کا زور اب نہیں چل سکتا اب تو وہی سیاست ہوگی جس پر عوام کو اعتماد ہوگا عوام بھی سیاست کا ایک اہم عنصر ہیں غلاظت اور گندگی کو صاف کر دیا جائے گا تو پھر پتہ چلے گا کہ کون سیاست میں باقی ہے اور کس طرح سیاست سفر کر رہی ہے ویسے

بھی ہمارے ملک میں سیاست کے تالاب کی گندی مچھلیوں کو ختم کرنا ضروری ہے تالاب کو گندی مچھلیوں سے صاف کر دیا جائے تو پھر پانی اچھا ملتا ہے۔

سوال: کیا آپ کا اشارہ سندھ میں فوجی آپریشن کی طرف ہے؟

جواب: حساب کتاب تو سب کا کام ہوگا ہم سب کو خود اپنا حساب کتاب رکھنا چاہئے کیونکہ حساب کتاب کے بغیر کام نہیں چلتا۔ یہ دنیا حساب کتاب پر چل رہی ہے اور ہمیں بھی اس کا حساب کتاب دینا چاہئے کہ سندھ میں غیر قانونی اسلحہ کیسے آیا اور کس نے یہ اسلحہ فراہم کیا اور ان کے مقاصد کیا تھے سب حساب کتاب سامنے آجائے تو جھاڑ و پھر جائے گی اور سیاست پھر اپنا اصل رخ اختیار کرے گی۔

سوال: سندھ اسمبلی میں پارلیمانی ہڑبونگ (ہنگامہ) پر آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: اسمبلی میں ہنگامہ آرائی شور وغل اور مار دھاڑ رقص کرنا اور مائیک توڑنا معیوب کن عمل ہے جمہوری اور پارلیمانی روایات کے خلاف ہے جب ہم جموریت کی بات کرتے ہیں تو ہمیں جمہوری اصولوں کی پاسداری کرنی ہوگی اسمبلیاں قواعد ضوابط کے تحت چلتی ہیں اب جس نے جو کچھ سیکھا ہوتا ہے وہ ہی اس کا اظہار کرتا ہے اس کے عمل سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کس طرح کی تربیت حاصل کی ہے۔ مظفر شاہ حکومت کو اسمبلی کا اعتماد حاصل ہے اسمبلی کے ارکان کو صورتحال کے تقاضوں کا احساس کرنا چاہئے اور ہوش مندی کے ساتھ اسمبلی کی کارروائی کو جاری رکھنا چاہئے اسمبلی کے استحکام کے لئے ارکان اسمبلی کا دانشمندانہ طرز عمل ضروری ہے۔

سوال: اس ملک میں پھر وزارت عظمیٰ کے عہدے کی دوڑ شروع ہوگئی ہے اس مرتبہ کونسا ''گھوڑا'' جیتے گا؟

جواب: ایک بات تو یاد رکھ لیں کہ جو ایک مرتبہ اس ملک میں وزیر اعظم بن چکا ہے وہ دوبارہ وزیر اعظم نہیں بن سکتا یہ اس ملک کی تاریخ رہی ہے جسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ دوبارہ وزیر اعظم نہیں بن سکتا؟

جواب: یہ حقیقت ہے کہ جو ایک مرتبہ وزیر اعظم کی کرسی پر بیٹھ گیا وہ دوبارہ اس عہدے کو حاصل نہیں کر سکتا جب مشرقی پاکستان ہمارے ساتھ تھا محمد علی بوگرہ وزیر خارجہ کے بعد وزیر اعظم بنے تھے اب مشرقی پاکستان ہمارے ساتھ نہیں ہے حالات تبدیل ہو گئے ہیں اب ایک مرتبہ تخت پر بیٹھنے والا گھر میں آرام کر سکتا ہے اور خواب دیکھ سکتا ہے لیکن وزارت عظمیٰ اس کی قسمت میں نہیں ہے۔

سوال: محمد خان جونیجو سے آپکی ملاقات ہوئی تھی؟

جواب: میری طویل عرصے کے بعد محمد خان جونیجو سے ہوائی جہاز میں ملاقات ہوئی میں بھی اس فلائٹ میں سفر کر رہا تھا اور وہ بھی جہاز میں تھے وہ بیمار ہیں اللہ انہیں صحت دے۔

یہ انٹرویو 24 جولائی 1992ء کو جسارت میں شائع ہوا تھی۔

☆☆☆☆☆

یہ ہی حقیقی مسلم لیگ ہے

پیر صاحب نے سانگھڑ سے آئی ہوئی دو برادریوں کا فیصلہ بڑی خوش اسلوبی سے طے کیا اور آپ نے تنبیہہ فرمائی کہ ''سانگھڑ پاکستان کا پر امن شہر ہے سب مسلمان آپس میں بھائی اور پڑوسی ہیں اس لئے ایک دوسرے کی عزت واحترم کرنا چاہئے اور فضول خرچی، حسد اور مقدمہ بازی سے دور رہنا چاہیے، یہ اچھی باتیں نہیں ہیں۔نوجوانوں کو عزت و احترام کرنا چاہیے۔'' اس کے بعد سانگھڑ کے کچھ صحافیوں نے آپ سے انٹرویو لیا۔

سوال: آج کل کونسی مسلم لیگ مضبوط ہے؟

جواب: سب سے زیادہ پاپولر (مشہور) اور مضبوط فنکشنل مسلم لیگ ہے اور سپریم کورٹ نے اسی مسلم لیگ کے حق میں فیصلہ دیا ہے لہٰذا یہ ہی حقیقی مسلم لیگ ہے۔

سوال: مسلم لیگ چھ حصوں میں تقسیم ہے، مسلم لیگ کے کس گروپ کو صحیح تسلیم کریں؟

جواب: سپریم کورٹ نے فنکشنل مسلم لیگ کو ہی مسلم لیگ کا وارث قرار دیا ہے تو پھر کسی کو حق پہنچتا ہے کہ مسلم لیگ کے حصے بنائے۔اصل مسلم لیگ وہ ہے جس نے پاکستان بنایا اور پاکستان کو بنانے والے مسلم کے سرپرست قائداعظم محمد علی جناح تھے اور لیاقت علی خان شہید اسی مسلم لیگ کے پہلے وزیر اعظم تھے۔اس طرح مسلم لیگ، پاکستان، قائداعظم، لیاقت علی خان کی وارث اور منصبی فرائض ادا کرنے والی جماعت صرف فنکشنل مسلم لیگ ہے۔اگر کوئی شخص مسلم لیگ کے جسم کے اعضاء کو مسلم لیگ کہتا ہے تو وہ غلط ہے۔

سوال: لوگ پریشان ہیں کہ کس مسلم لیگ کی حمایت کریں؟ صرف سانگھڑ میں ہی دو مسلم لیگ ہیں دوسری جو ہے خان صاحب محمد خان جونیجو کی؟

جواب: (پیر صاحب نے یہ سوال سن کر زوردار آواز اور خوشگوار لہجے میں ہنستے ہوئے کہا) وہ بڑی دیر سے سرکاری خان صاحب ہیں (یعنی برٹش سرکار سے لیکر آج تک) مسلم لیگ کا خان صاحبوں سے کیا رشتہ۔وہ تو سانگھڑ میں اپنا فارم دیکھنے آتے ہیں۔اگر کوئی مسلم لیگ کے اعضاء کان یا ٹانگ کھینچ کر یا پکڑ کر سمجھتا ہے کہ وہ مسلم لیگ ہے تو کہتا رہے۔ہم تو مسلم لیگ کے جسم و جان کے

مکمل وارث ہے۔

سوال: پاکستان پیپلز پارٹی جو کہ چھ دھڑوں میں تقسیم تھی، اب ایک ہوگئی ہے؟

جواب: پرانے پرزے جوڑے جارہے ہیں اسے عوام نے کئی مرتبہ آزمایا ہے، یہ کبھی چلنے جیسی نہ ہوگی۔

سوال: پاکستان پیپلز پارٹی جو کہ چھ دھڑوں میں تقسیم تھی، اب ایک ہوگئی ہے؟

جواب: پرانے پرزے جوڑے جارہے ہیں اسے عوام نے کئی مرتبہ آزمایا ہے، یہ کبھی چلنے جیسے نہ ہوگی۔

سوال: پی پی نے لانگ مارچ شروع کیا ہے اور ان کا مطالبہ ہے کہ نئے الیکشن کرائے جائیں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: الیکشن ہوگا جب مارچ آئے گا اور نہ کہ جب مارچ کریں گے دیکھیں مارچ کب آتا ہے۔

سوال: جب ذوالفقار علی بھٹو صاحب وزیراعظم تھے تو لاڑکانہ ضلع میں میڈیکل کالج، ایئرپورٹ قائم ہوا اور نئی سڑکیں تعمیر ہوئیں۔ غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب وزیراعلیٰ سندھ ہوئے تو نواب شاہ میں میڈیکل اور انجینئرنگ کالج قائم ہوئے اور ایئرپورٹ تعمیر ہوا۔ جام صادق علی خان صاحب وزیراعلیٰ سندھ ہوئے تو انہوں نے اپنے گاؤں کو تحصیل کا درجہ دیا اور زبردست ترقی ہوئی، آج اس کو منی اسلام آباد کہا جاتا ہے، لیکن آپ کے شہر کو نہ محمد خان جونیجو صاحب نے ترقی دی اور نہ کسی اور نے۔ سانگھڑ شہر پورے پاکستان میں سب سے زیادہ گندہ شہر ہے۔ گزرگاہوں پر گندہ پانی پھرتا رہتا ہے۔ کوئی بھی شخص بازار سے کار لے کر گزر نہیں سکتا۔ واٹر سپلائی تسلی بخش نہیں ہے۔ صفائی کے لئے آدمی نہیں ہے۔

جواب: جناب محمد خان جونیجو کے زمانے میں سانگھڑ کی بڑی ترقی ہوئی ہے انہوں نے پانچ نکاتی پرگرام کے تحت سندھڑی روڈ پر اپنے بنگلے کے آگے پانچ اسپیڈ بریکر بنائے ہیں اور ان کے زمانے میں غریبوں کے لئے جو مکانات تعمیر کئے ہیں ان میں مرغیاں بھی سانس نہیں لے سکتیں۔ البتہ جام نے بھی سانگھڑ شہر پر توجہ نہیں دی۔ بڑا افسوس ہے کہ آخر سانگھڑ شہر کے لوگوں کو کیوں نظرانداز کیا جاتا ہے۔ آخر ان کا بھی حق ہے کہ یہ ترقی کریں۔ آپ اپنے مسائل لکھ کر بھیجیں جو عوامی مسائل ہیں، ہم انشاءاللہ حل کرائیں گے البتہ یہ میری حکومت نہیں ہے۔

سوال: ضلع سانگھڑ مین برسات کی وجہ سے سارے ملک سے زیادہ نقصان ہوا ہے۔ لوگوں کے مکانات گر گئے ہیں، مویشی مر گئے ہیں اور فصلیں تباہ ہوگئی ہیں۔ روڈ مکمل طور پر تباہ ہوگئے ہیں، گورنمنٹ کی موجودہ امداد ناکافی ہے۔

جواب: یہ حقیقت ہے کہ لوگوں کا بڑا نقصان ہوا ہے۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ لوگوں کو پورا معاوضہ ملے اور قرضے کی سہولتیں دیہاتوں، مکانوں اور زراعت کے لئے دی جائیں۔ وہ اس سلسلے میں کوشش

کریں گے لیکن! یادر ہے کہ یہ حکومت میری نہیں ہے۔ جب میری حکومت آئے گی تو سانگھڑ کو ترقی دلائی جائے گی۔

آخر میں پیر صاحب نے بڑی فراخدلی سے کہا'' آپ لوگ جب چاہیں ملاقات کے لئے آسکتے ہیں۔ آپ سماجی مسائل کو لکھ کر پیش کریں، میں اسے حل کرانے کی پوری کوشش کروں گا۔''

یہ گفتگو 25 دسمبر 1992ء تا 08 جنوری 1993ء کو صدائے درویش میں شائع ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆

وسیم سجاد سے اصلی کھیل کھیلا گیا

سوال: قائم مقام صدر وسیم سجاد کیوں ہارے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! وسیم سجاد سے اصلی کھیل کھیلا گیا جو غلام مصطفیٰ جتوئی سے کھیلا گیا تھا۔

سوال: آپ نے آخری دن کیوں نواب زادہ کو امیدوار بنانے کی کوشش کی؟

پیر صاحب: میں نے تو کوشش نہیں کی میں نے تو وسیم سجاد سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ان کے...... (لفظ واضح نہیں) ساتھی ان کے ساتھ ہاتھ کرنے والے ہیں اور وہ اپنی ذاتی سیاسی ضروریات کے تحت ایسا کر رہے ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں سابق وزیراعظم نواز شریف کا مستقبل کیا ہے؟

پیر صاحب: میں نے تو پہلے بھی کہا ہے کہ ضیاءازم ختم ہو گیا ہے۔

سوال: کیا واقعی ضیاازم ختم ہو گیا ہے؟

پیر صاحب: آپ صحافی لوگ ہیں تماشہ دیکھتے چلیں میں کراچی سے جب چلا تو بھٹو ازم ختم کر کے چلا تھا۔ اب کہہ رہا ہوں کہ ضیاازم بھی ختم ہو گیا ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں اگر وسیم سجاد کو DITCH (خندق) کیا گیا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

پیر صاحب: مجھے معلوم نہیں، وہ میری گاڑی میں سوار نہیں تھے۔ اگر ہماری گاڑی میں سوار ہوتے تو انہیں پھر DITCH نہ کرتے وہ کسی اور گاڑی میں سوار تھے۔

سوال: آپ کے خیال میں مسلم لیگ کا کیا مستقبل ہے؟

پیر صاحب: مسلم لیگ کا مستقبل بہت اچھا ہے اور خاص طور پر فنکشنل مسلم لیگ کا مستقبل بہت اچھا ہے۔ باقی مسلم لیگوں کا کوئی مستقبل نہیں ہے آپ نے فارورڈ بلاک، بیک ورلڈ بلاک اور انڈر دی ٹیبل بلاک کی باتیں تو سن لی ہوں گی۔

سوال: صدارتی انتخابات کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟ اس کے مضمرات (پوشیدہ راز) کیا ہیں؟

پیر صاحب: دیکھیں بھائی! صدارتی انتخابات کی مہم شروع سے ہی BETRAYALS (بے وفائی) پر BETRAYALS کی کہانی ہے، لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ صالح بندوں اور شوریٰ کلچر کی انتہا کیا ہوتی

ہے سابق صدر جن کو سیاسی اور معاشی طور پر آگے ہوئے تھے۔انہیں ڈمپ کرایا بعد میں سابق صدر صاحب کو ڈمپ کر دیا گیا۔

سوال: موجودہ حکومت تو بظاہر بڑی تگڑی ہے آپ اس حکومت کو کتنا عرصہ دیتے ہیں؟

پیر صاحب: کون سی حکومت جاتے وقت تگڑی نہیں تھی۔آپ دیکھیں گے کہ کیا انقلاب آئیں گے۔ اگلا فروری 28 دن کا ہے۔فروری میں جو ہونا ہے وہ ہو جائے گا اور پھر مئی میں تو لوگ سر پر ہاتھ رکھ کر اپنی پیدائش کے دن کو روئیں گے۔

سوال: انقلاب کس کے لئے ہوگا؟

پیر صاحب: بھائی وہ جو کرسی پر ہوگا، ہم تو الٹی کرسی پر ہوتے ہیں۔

سوال: اگر نواب زادہ صدارتی انتخابات لڑتے تو کیا نتیجہ نکلتا؟

پیر صاحب: اگر وہ لڑتے تو انہیں بھی DITCH کر دیا جاتا۔

سوال: کیا سردار فاروق خان لغاری ایک اچھا انتخاب نہیں ہے؟

پیر صاحب: ہاں بھئی، یہ دلچسپ بات ہے، سر شاہنواز کی پوتی نے سر جمال خان لغاری کے پوتے کو ہم خیال اور ہم حال نہ پا کر پارٹی سے نکال کر باہر کر دیا ہے۔وہ بلوچ بھائی ہیں جلد اپنا رنگ دکھائیں گے۔صدر کا جو منصب ہے اسے رولز آف بزنس کے مطابق چلنا ہے۔جیالے نہیں چاہیں گے کہ وہ رولز آف بزنس کے تحت چلیں۔ویسے بھی سر شاہنواز اور سر جمال خان میں بہت فرق تھا۔سر جمال خان لغاری کا پوتہ اپنا رنگ دکھائے گا۔

سوال: سابق چیف آف آرمی اسٹاف جنرل آصف نواز کیس کے بارے میں آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

پیر صاحب: بھائی اب تو بات کیمیائی ناپ تول تک چلی گئی ہے۔کیمیائی ناپ تول ہوگا اس کے بعد لا آف دی لینڈ کے تحت بات آگے بڑھے گی۔یہ معاملہ تو سی او اے ایس کی حفاظت کا ہے۔سابق چیف آف آرمی اسٹاف اپنی برتھ ڈے کے پانچویں دن موت سے ہم آغوش ہو گئے۔اب یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ کہیں گھر سے کوئی کام نہ دکھا جائے۔آصف نواز کیس عدالت میں جائے گا تو راز کھل جائے گا۔

سوال: کیا اس کیس کو دبا دیا جائے گا؟

پیر صاحب: دبانے کی کیا ضرورت ہے؟

سوال: مرتضیٰ بھٹو نے آپ کا شکریہ ادا نہیں کیا آپ نے انہیں انتخاب میں کامیاب کرایا؟

پیر صاحب: چینی ریستوران میں جلد ملاقات ہوگی۔

سوال: بھٹو کی LEGACY (میراث) کا اصلی وارث کون ہوگا؟

پیر صاحب: آپ کیمیائی حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔جہاں تک سیاست کا تعلق ہے جماعت

جس کو وارث بنانا چاہے وہی وارث ہوگا۔ جہاں تک خاندانی وارث کا تعلق ہے تو اس میں میر مرتضٰی بھٹو کو اپنا حصہ ضرور ملے گا۔

سوال: ایم کیو ایم کے ساتھ آپ نے بڑی محبت دکھائی لیکن انہوں نے صدارتی انتخاب میں جو کردار ادا کیا اس پر آپ کا کیا ردعمل ہے؟

پیر صاحب: جب مہاجر مہاجر پر ظلم کرتا ہے تو پھر یہ ہوگا کہ مہاجر ظلم کرنے والے لیڈر پر تھوکیں گے۔

سوال: سندھ میں نواز شریف کو اس مرتبہ بڑی تعداد میں ووٹ ملے ہیں اور اس مرتبہ مسلم لیگ کا ووٹ بنک سندھ میں بڑھا ہے۔

پیر صاحب: سندھ میں لوگوں نے امیدواروں کو واسطہ داریوں کی بنیاد پر ووٹ دیئے ہیں۔ نواز شریف کو ووٹ نہیں ملے۔ آگے جب لوکل باڈیز کے انتخابات ہوں گے تو آپ کو حقیقت کا علم ہو جائے گا۔

سوال: مسلم لیگ کے اتحاد کے کیا امکانات ہیں اور آپ اس سلسلے میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

پیر صاحب: میں نے تو کہہ دیا ہے کہ مسلم لیگ والے آپس میں فیصلہ کر کے آ جائیں پچاس پچاس یا ساٹھ ساٹھ کونسلر نامزد کریں وہ بیٹھ کر بات کریں اور اتحاد کے لئے جو فارمولے طے کریں مجھے منظور ہے۔

سوال: آپ نے مسلم لیگ نواز گروپ میں فارورڈ بلاک بننے کا عندیہ دیا ہے اگر کوئی فارورڈ بلاک بنا تو وہ مسلم لیگ جونیجو گروپ کی طرف جائے گا، یا آپ کی طرف؟

پیر صاحب: میں تو رول آف لا پر یقین رکھتا ہوں یہ لوگ تو نہ آئین اور نہ قانون کی پروا کرتے ہیں۔

سوال: سابق وزیراعظم نے کہا ہے کہ انہوں نے قائداعظم کی مسلم لیگ کو زندہ کیا ہے؟

پیر صاحب: وہ ضیاءازم کے علمبردار ہیں، ضیاءازم کا کوئی مستقبل نہیں۔

سوال: ضیاءازم کی جگہ اب کیا ہوگا؟

پیر صاحب: ضیاءازم کی جگہ اب ''مطلب پرست ازم'' آئے گا۔

سوال: جی ایچ کیو سے آپ کے مراسم اب کیسے ہیں؟

پیر صاحب: جی ایچ کیو سے ہمارے مراسم اچھے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہیں ہم ان کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے ایسے ''ٹرانسپیرنٹ'' (شفاف) الیکشن کرائے کہ وہ بالکل ''سی تھرو'' (خالص) بن گئے ہم نے ان انتخابات کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ ''سی تھرو'' انتخابات ہیں اس لئے ہم نے کہا تھا کہ ہم خانہ پری کر رہے ہیں اور اگلے انتخابات کی تیاری کریں گے۔

سوال: نئے انتخابات کب ہوں گے؟

پیر صاحب: جب بھی ہوں گے پہلے انتخابات کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ فرشتے نازل ہوئے تھے اور ان انتخابات کو سی تھرو کہہ رہا ہوں۔

سوال: سابق حکمران جماعت نے موجودہ انتخابات کو شروع میں انجنیئر ڈ کہا تھا آپ سی تھرو کہہ رہے ہیں؟

پیر صاحب: میں وہ الفاظ استعمال کر رہا ہوں جو زیادہ مہذب الفاظ ہیں، اگر مار پڑے تو کم پڑے گی۔

سوال: آپ کے خیال میں مستقبل کا نقشہ کیا ہوگا؟

پیر صاحب: جب مقاصد حاصل کرنے والوں کے مقاصد پورے ہو جائیں گے تو نقشہ بدل جائے گا۔ جھاڑو پھرے گا، فیملی پلاننگ ہوگی اور جو بچے گا اور جہاں بچے گا سیاست کرے گا جو اسلام آباد میں بچے گا وہ اسلام آباد میں سیاست کرے گا اور جو لاہور میں بچے گا وہ لاہور میں سیاست کرے گا۔

سوال: موجودہ مخلوط حکومت کب تک چلے گی؟

پیر صاحب: بھائی میں نے کہا ہے کہ کہ فروری مارچ تک اور مئی میں تو لوگ سر پر ہاتھ رکھ کر اپنی پیدائش کے دن کو روئیں گے۔ مخلوط حکومت کب تک چلے گی ان سے پوچھیں جنہوں نے کچھ SETTLE کیا ہے۔

سوال: حامد ناصر چٹھہ کا نام بطور وزیر اعظم پھر بطور صدارتی امیدوار اور اس کے بعد پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے طور آیا کیا انہیں بھی DITCH کیا گیا ہے؟

پیر صاحب: چٹھہ صاحب نے میرے پاس آنا تھا لیکن وہ نہیں آئے وہ ان سائیڈ بات بتاتے۔

اس کے علاوہ پیر صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں کہا کہ ''اگلے سال 1994ء میں فروری کا مہینہ 28 کا ہے اور یہ مہینہ بھاری ہوگا۔ فروری کے بعد بے نظیر اور فاروق لغاری میں فاصلے بڑھ جائیں گے۔ آپ نے مزید کہا کہ پاکستان مسلم لیگ (جونیجو گروپ) کے ساتھ وہی ہوگا جو اپنوں کو چھوڑ کر بیگانوں سے مل جانے والوں کا ہوتا ہے۔

یہ انٹرویو 17 نومبر 1993ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

پیر پگارا کا نام پاکستانی سیاست میں

پیر پگارا کا نام پاکستانی سیاست میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ قہقہے، لطیفے، بات سے بات پیدا کرنے کا فن ان کی ذات میں کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ وہ ایک روحانی پیشوا ہونے کی وجہ سے کسی بھی سیاسی پارٹی کی صدارت سے بھی بے نیاز ہیں۔ جب کوئی بڑا سیاستدان سامنے آ کر بھٹو کو للکارنے کیلئے تیار نہ تھا اس وقت ایک پیر صاحب پگارا ہی تھے جنہوں نے بھٹو کے سامنے سینہ سپر کیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں جب اخبارات پر سنسر شپ عائد تھی تب بھی پیر پگارا کے بیانات اخبارات کی سیاسی خبروں کا واحد ذریعہ تھے۔ انہوں نے گزشتہ پندرہ برسوں میں ایک نئے انداز کی سیاست کی داغ بیل ڈالی اور سیاسی مکالمہ بازی کا ایک اپنا رنگ سخن ایجاد کیا نجی زندگی میں وہ نان اسٹاپ گفتگو کرتے ہیں بنیادی طور پر بے تکلف مگر رکھ رکھاؤ والے آدمی ہیں۔ پیر پگارا کے بارے میں عمومی رائے یہ ہے کہ وہ ایک غیر سنجیدہ شخصیت ہیں اور انہیں اردو کا ''مارک ٹوئن'' (امریکی ناول نگار) کہا جا سکتا ہے۔ لیکن! حقیقت یہ ہے کہ ان کی غیر سنجیدگی میں پاکستانی سیاست کے مدبروں کی تمام پیچیدگیاں بے نقاب ہو جاتی ہیں۔ اگر وہ اس ہنر سے نہ آشنا ہوتے تو ذوالفقار علی بھٹو کی طرح کفن اوڑھ کر کب کے گمنامی کی لحد میں اتر چکے ہوتے۔ پیر پگارا کا دروازہ ہر ایک کیلئے کھلا ہے مگر چند مخصوص لوگوں کیلئے بند بھی ہے، اس ناپسندیدہ حلقے میں تکبیر سرفہرست تھا۔ جب کبھی پیر صاحب سے رابطہ کی کوشش کی گئی انہوں نے خندہ پیشانی سے ٹال دیا اسے تجاہل عارفانہ کہا جائے یا تغافل ظالمانہ۔ لیکن حالات اور سیاست کی کروٹوں نے تکبیر اور پیر صاحب کو اس وقت ایک دوسرے کے آمنے سامنے کر دیا جب پیر صاحب نے پہلی مرتبہ 65 سالگرہ پر مدیر اعلیٰ تکبیر کو مدعو کیا۔ اپنی مصروفیات کے باعث مدیر اعلیٰ تکبیر نے تقریب میں شرکت سے معذرت کر لی، لیکن! اگلے روز چائے پر ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں ملکی حالات، سیاسی معاملات اور اقتدار کی غلام گردشوں کے علاوہ مستقبل کی سیاسی حکمت علی کے بارے میں تفصیلی تبادلہ خیال ہوا۔ ہمیں پیر پگارا کی پر لطف گفتگو اخبارات میں پڑھنے کے علاوہ متعدد مرتبہ سننے کا موقع ملا لیکن انہیں پہلی مرتبہ اس قدر سنجیدہ گفتگو کرتے ہوئے دیکھنے کا اتفاق پہلی بار ہوا تاہم ساتھ ساتھ ان کی روایتی پھلجھڑیاں اور جملے بازی بھی جاری تھی۔ ان سے ہونے والی گفتگو کا لب لباب نذر قارئین ہے۔

صدر فاروق لغاری کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں پیر صاحب کا کہنا تھا کہ ''فاروق لغاری

ایک خاندانی اور روایت والے آدمی ہیں، لغاری صاحب نے جس روز صدارت کا حلف اٹھایا اسی روز ان کی پارٹی سے ہمدردیاں ختم ہوگئیں، وہ ایک بیوروکریٹ ہیں، میں تو مئی کی گرمی سے چلاّ رہا ہوں اور ابھی حالات کو بہ غور دیکھ رہا ہوں اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ صدارت اور وزارت عظمیٰ ایک ہی پارٹی کے پاس ہیں۔ موجودہ نظام حکومت میں صدر اپنے منصب اور دائرہ کار کے اعتبار سے وزیر اعظم اور حکومت پر ''واچ ڈاگ'' کا کام کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔''

پیر صاحب کا کہنا ہے کہ ''یہ سمجھنا کہ پی پی پی آئین کی آٹھویں ترمیم ختم کرنے میں کامیاب ہو جائے گی معروضی (واقعی) حقائق کے خلاف بات ہوگی۔ ان کے پاس آئین میں تبدیلی کے لئے ایوان میں مطلوبہ اکثریت نہیں ہے۔''

پیر صاحب نے سینٹ کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ''سینٹ میں چھ سال کے لئے بھنگڑا ڈالنے والوں کو بھرتی کیا جائے گا پھر ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے آئین ختم کرنا پڑے گا۔''

پیپلز پارٹی کی حکومت کے اندرون سندھ مسلم لیگیوں کے ساتھ انتقامی کارروائیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے پیر صاحب نے کہا کہ ''اندرون سندھ لوگ آہستہ آہستہ پیپلز پارٹی کے رویہ پر احتجاج کریں گے۔ پہلے احتجاج شہروں سے شروع ہوتا تھا مگر اب دیہی علاقوں سے شروع ہوگا۔ پیپلز پارٹی والے اپنی عادت سے مجبور ہیں، وہ سندھ میں جو کچھ کر رہے ہیں اس سے یہاں کے لوگوں کو بھٹو کا دور یاد آ جائے گا جو انہوں نے بھلا دیا تھا۔ پنجاب میں دیہی علاقہ پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں جبکہ سندھ میں دیہی علاقہ پیپلز پارٹی کا حامی نہیں ہے۔ سندھ کے حالات تیزی سے خراب ہو رہے ہیں، سرکاری اداروں میں چپراسی سے لے کر اعلیٰ عہدوں تک، پر فائز حکام کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے غریب ہاریوں کو پریشان کیا جا رہا ہے۔ بھٹو نے بھی ہمیں سات سال تک انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنایا، لیکن اب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی سات مہینے بھی نہیں گزار سکے گی۔ ہم اپنے لوگوں کو لیگل ایڈ (قانونی مدد) فراہم کریں گے۔ ہم سندھ میں ذاتی حیثیت میں اور کچھ دوستوں کی مدد سے پیپلز پارٹی کا سامنا کرتے رہے ہیں۔ ''اب فیصلہ پنجاب کو کرنا ہے'' چونکہ بڑا صوبہ پنجاب ہے، سندھ میں تو مسلم لیگی مہاجر تھے مگر اب وہ مسلم لیگ کے نام پر بدظن ہیں، اگر مسلم لیگ کے تینوں دھڑے ایک ہو جائیں تو میں کسی بھی پیشگی شرط کے ان کے ساتھ ہوں گا۔ ''مسلم لیگ میں یہ بدنظمی خواجہ ناظم الدین کو ہٹانے کے بعد شروع ہوئی۔''

پیر صاحب کہہ رہے تھے کہ ''اس وقت صرف وہی جماعتیں مضبوط ہیں جن میں جرائم پیشہ افراد کی اکثریت ہے۔''

ایم کیو ایم کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ''ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ مہاجروں کو ہمارے ساتھ آجانا چاہئے اور میں ایم کیو ایم کے لوگوں سے بھی ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ آپ ہمارے

ساتھ آجائیں لیکن بات دراصل یہ ہے کہ ''جب کوئی چار جماعتیں پڑھ لیتا ہے تو بڑا ہو جاتا ہے'' میٹرک کرلے تو لیڈر بن جاتا ہے اور جب ''بی اے'' کر لیتا ہے تو دانشور بن جاتا ہے۔ یہی کچھ ایم کیو ایم کے لوگوں کے ساتھ مسئلہ ہے پھر لیڈری کون چھوڑنا چاہتا ہے میں نے سنا ہے کہ پیر انکل الطاف 7 دسمبر کو پاکستان آرہے ہیں۔ میرے پاس پیر الطاف جتنا پیسہ ہوتا تو میں کبھی پاکستان کا رخ نہیں کرتا بلکہ ایشیا کے اوپر سے بھی نہیں گزرتا۔

ایم کیو ایم کے قومی اسمبلی کے بائیکاٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے پیر صاحب نے کہا کہ۔ ''میری'' کامن سینس'' کہتی ہے کہ ایم کیو ایم کو مرکز سے بے دخل کیا گیا ہے کیونکہ وہ ایک صوبائی پارٹی ہے اس کا مقام وہی ہے۔

مخدوم امین فہیم کے بارے میں پیر صاحب نے کہا کہ'' مجھے نہیں معلوم کہ انہیں وزارت اعلیٰ کیوں نہیں دی گئی؟ لیکن میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ آنے والے الیکشن میں ہماری بھی ایک جماعت ہوگی'' دیمک لگ گئی ہے، درخت جب گرے گا تو پرندے گھونسلوں سے اڑیں گے وہ ہمارے پاس آئیں گے۔''

مرتضیٰ بھٹو کی پاکستان آمد کے بارے میں پیر صاحب نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ'' پیپلز پارٹی ہی تین حصوں میں بٹی ہوئی ہے، ایک حصہ ایجنسی کا ہے، ایک حصہ ماں بیٹی کے درمیان اور تیسرا حصہ بہن بھائی کے درمیان ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ زمینداری تو وراثت میں آسکتی ہے پارٹی نہیں۔

مرتضیٰ بھٹو کی پارٹی کے لئے کوئی قربانی نہیں ہے اب پارٹی کو خود فیصلہ کرنا ہے کہ وہ اپنا وارث کسے تسلیم کرتے ہیں۔ جہاں تک رہا یہ سوال کہ مرتضیٰ یا کوئی اور قوم پرست نیشنلسٹ قوتوں کے آلہ کار نہ بن جائیں تو جناب نیشنلسٹ قوتیں صرف زبانی جمع خرچ کے لئے ہیں۔ عبداللہ شاہ، قادر مگسی اور دیگر قوم پرست دراصل پیپلز پارٹی کے لوگ ہیں یہ تمام قوم پرست پیپلز پارٹی کے مفادات کے لئے کام کرتے ہیں اور ان کے ووٹ بھی پیپلز پارٹی کے حق میں استعمال ہوتے ہیں۔''

حالیہ انتخابات میں اسلامی فرنٹ کی ناکامی پر گفتگو کرتے ہوئے پیر صاحب نے کہا کہ'' مجھے حیرت ہے کہ اتنے عرصہ جماعت اسلامی کیسے چل گئی۔ وہ تو کشمیر، افغانستان اور آئی جے آئی کہ وجہ سے چل رہی تھی۔ آئی جی آئی ختم ہوگئی، افغانستان بھی ٹھنڈا ہو گیا اور اب کشمیر بھی ٹھنڈا ہوا جا رہا ہے۔ اس مرتبہ جماعت اسلامی کے پاس کوئی اشو نہیں تھا تو وہ اسلامی فرنٹ کے پلیٹ فارم سے ''فرنٹ پر آگئی ہے میں نے 1970ء بھی مذہبی دوستوں سے کہا تھا کہ آپ کی خدمات کیا ہیں؟ آپ ہر وقت اسلام کا نام لیتے ہیں پہلے آپ اپنے اخلاق کو بلند کریں۔'' جب سے مذہبی جماعتیں سیاست میں آئی ہیں عوام میں دین سے لگاؤ گھٹ گیا ہے اور جنرل ضیاء الحق کے آنے کے بعد یہ مذہبی لگاؤ مزید گھٹ گیا۔ معاف کیجئے کچھ لوگ عادت سے مجبور ہوتے

ہیں، کچھ لوگ اسلام کا نام دکھاوے کے لئے لیتے ہیں اور کچھ خوف خدا سے۔اب کوئی دوسری جماعت مذہب کے نام پر نہیں بن سکتی۔ہم آہستہ آہستہ ٹو پارٹی سسٹم کی جانب جارہے ہیں جو ایک اچھی بات ہے۔''

نظام انتخاب میں تبدیلی پر اور انتخابات میں بھاری سرمایہ کے استعمال پر پیر صاحب نے کہا کہ ''اگر ہر حلقہ کے دو، چار، پانچ، دس سینٹرل پول بنا دیئے جائیں تحصیل ہیڈ کواٹر میں تقسیم کر دیا جائے اور جس طرح بی ڈی کے وقت ہوا تھا وہی کیا جائے پورے علاقے کے امیدوار ایک ہی جگہ عوام سے خطاب کریں اور پولنگ اسٹاف کی خدمت الیکشن کمیشن کرے نا کہ امیدوار۔ایک ایک حلقہ کے تمام امیدواران کو ٹیلی ویژن پر پروجیکشن (منصوبہ، خاکہ) میٹنگ کی اجازت ہو اس سے اخراجات بھی کم ہوں گے اور دھاندلی کے امکانات بھی کم ہو جائیں گے۔آج کل ایک امیدوار کے ساتھ جب وہ خطاب کرنے جاتا ہے تو اس کے ساتھ دو ڈھائی سو گاڑیاں ہوتی ہیں جس سے اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔آزاد امیدوار کو رائے دینے کی آزادی ہونی چاہئے۔جب پارٹیوں کی بنیادیں مستحکم ہو جائیں گی تو آزاد امیدوار کچھ نہیں کر سکیں گے اور جناب سسٹم تو اب بگڑ چکا ہے خصوصاً بی ڈی کے بعد سسٹم کو درست کرنا ہے یا آپ نیا سسٹم اختیار کریں یا پھر بی ڈی سسٹم پر چلے جائیں۔''

جب پیر صاحب سے دریافت کیا گیا کہ بعض ملکوں کی طرح صرف منتخب سیاسی پارٹیوں کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت ہونی چاہئے تو انہوں نے کہا ''کہ اب اس ملک میں کسی سیاسی جماعت میں پارٹی الیکشن نہیں ہوتے منتخب سیاسی ڈھانچہ صرف جماعت اسلامی کا ہے جس کی پیڈ رکنیت ہے۔مرحوم غلام حیدر وائین نے مسلم لیگ کی ہزاروں کی تعداد میں جعلی ممبر سازی کی تھی مگر اس کی کوئی حقیقت نہیں۔''

پنجاب کے بارے میں پیر صاحب نے کہا کہ ''اگر اس کے تین صوبے بنا دیئے جائیں تو بہت سارے مسائل حل ہو جائیں گے اور پھر پنجاب پر بڑا صوبہ ہونے کی وجہ سے استحصال کرنے کا الزام بھی ختم ہو جائے گا مزید یہ کہ تمام صوبوں میں طاقت کا توازن قائم ہو جائے گا اس کے علاوہ حالات میں بہتری کے لئے کراچی کو وفاق کے کنٹرول میں دینا بھی ضروری ہے۔''

موجودہ صورتحال اور نواز شریف کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ،

''نواز شریف سے گفتگو کرنا بے معنی ہے۔میرے پاس انتخابات کے بعد نواز شریف کا پیغام آیا میں نے پیغام لانے والے سے کہا اس سے کہو خود بات کرے، میں وہ لفظ سننا چاہتا ہوں جو وہ کہہ رہا ہے۔میں لاہور گیا تو وہاں نواز شریف سے ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کہ پیر صاحب! آپ چھٹہ سے بات کریں میں نے کہا کہ آپ اپنی پالیسی بتائیں کیا بات کروں۔انہوں نے کہا وزیر اعظم میں اور وزیر اعلیٰ پنجاب میرا بھائی اس کے بعد میں نے اس موضوع پر ان سے بات نہیں کی۔قومی اسمبلی کے اسپیکر کے انتخابات سے لے کر وزارت عظمیٰ اور صدارتی انتخابات تک حزب اختلاف کے لیڈروں نے دانشمندی سے کام نہیں لیا۔

میں نے مشورہ دیا تھا کہ اسپیکر کا انتخابات متفقہ طور پر کروا یا جائے اور ساری توجہ وزارت عظمٰی اور صدر کے انتخابات پر دی جائے مگر انہوں میری ہدایت پر کان نہیں دھرا جس سے وسیم سجاد کو نقصان پہنچا۔ نواز شریف نے وسیم سجاد کے ساتھ بھی اچھا سلوک نہیں کیا۔ نواز شریف نے آخری لمحوں میں اپنا فیصلہ تبدیل کر کے نواب زادہ نصراللہ خان کو نامزد کرنے کی پیشکش کر کے دوستوں کے دل توڑ دیئے۔ میں اگر صدارتی انتخابات میں ووٹ ڈالنے نہیں جاتا تو مجھے برا بھلا کہا جاتا لیکن میں پھر بھی گیا۔ میں تو زبانی جمع خرچ کر کے ''کولڈ وار'' (سرد جنگ) کرتا ہوں۔

یہ انٹرویو تکبیر میگزین والوں نے لیا جس کا خلاصہ 9 دسمبر 1993ء میں تکبیر میگزین میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

صوبوں کو مطمئن کیا جا سکتا ہے

پیر صاحب پگارا متعدد حوالوں سے پاکستان سیاست کا ایک منفرد کردار ہیں۔ان میں ایک حوالہ صحافیوں کے ساتھ ان کے تعلقات و معاملات کا بھی ہے۔وہ سال بھر میں بمشکل ایک آدھ بار کسی باضابطہ پریس کانفرنس کا اہتمام کرتے ہیں۔بس یہی ایک موقعہ ہوتا ہے، جب کسی بھی اخبار کا رپورٹر پیر صاحب کی بارگاہ میں ''باریاب'' ہوسکتا ہے۔ورنہ کراچی، لاہور، اسلام آباد وغیرہ میں بس دو، دو، چار، چار اخبار نویسوں ہی کو شرف حاصل ہے کہ پیر صاحب سے فیض یاب ہوسکیں۔لاہور میں مدتوں صرف چار اخبار نویس اس اعزاز کے مستحق رہے، اب کچھ عرصہ سے ان میں ایک دو کا اضافہ ہو گیا ہے۔

''پیر صاحب کا کہنا ہے کہ کوئی صحافی یا صحافیوں کا گروپ ان کے پے رول پر نہیں، جو بھی ہے وہ بس ٹی رول پر ہے۔جن پر پیر صاحب کی نظر عنایت ہے، انہیں بھی وہ عموماً چائے پر ہی بھگا دیتے ہیں، البتہ سال میں ایک دو بار انہیں کھانا بھی کھلا دیتے ہیں۔''

پیر صاحب گزشتہ دنوں لاہور آئے تو، جناب افتخار شیخ (فنکشنل لیگ کے سیکرٹری) سے ان دوستوں سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔اس بار پھر پیر صاحب میزبان تھے۔وقت رات آٹھ بجے کا طے ہوا تھا اور پیر صاحب وقت مقررہ پر اپنے کمرے سے باہر مہمانوں کے خیر مقدم کیلئے موجود تھے۔کچھ اور اخبار نویسوں کو بھی اس پروگرام کی اطلاع ہوگئی تھی، چنانچہ وہ بھی پہنچ گئے۔لیکن! پیر صاحب نے ان سے صاف صاف معذرت کرلی۔ان کا کہنا تھا: یہ صرف ان دوستوں کا Pri vilege (موقعہ) ہے، جنہیں میں نے کھانے پر بلایا ہے۔

بہت سی گفتگو سمجھنے، سمجھانے کیلئے تھی، چنانچہ یہ آف دی ریکارڈ قرار پائی۔جو کچھ چھپنے، چھپانے کیلئے بچا، اس میں آپ بھی شریک ہو جائیں:

سوال: ہمارے ہاں کرپشن کے معاملات بہت سنگین ہو گئے ہیں، اتنے سنگین کے بعض عناصر موجودہ سسٹم ہی کے درپے نظر آتے ہیں۔کرپشن جاپان میں بھی بہت ہے، اور وہاں گزشتہ چند برسوں میں درجن بھر حکومتیں اسی کرپشن کے الزام میں مستعفی ہو چکی ہیں۔لیکن وہاں سسٹم کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھتی اور نہ اسے کوئی خطرہ نظر آتا ہے؟

پیر صاحب: وہاں ایک آدمی کرپشن کرتا ہے اور یہاں آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ سنا ہے موجودہ حکومت نے اپنے اعزہ واقربا سے کہہ دیا ہے کہ تیسری بار موقع نہیں ملے گا جو کچھ کرنا ہے ''اس دوسری بار میں کرلو''۔

سوال: کیا آپ کے خیال میں اگر ملک میں پارلیمانی نظام کے بجائے صدارتی نظام نافذ کر دیا جائے تو ارکان اسمبلی کی سیاسی بلیک میلنگ ختم ہونے سے کرپشن میں بھی کمی نہیں آجائے گی؟

پیر صاحب: میں نہیں سمجھتا اس اسے کرپشن ختم ہوگی یا اس میں کوئی خاطر خواہ کمی آجائے گی، کیونکہ اُس نظام کو بھی تو یہی کرپٹ لوگ چلائیں گے۔ پھر آپ یہ بھی دیکھیں کہ پاکستان ایک وفاقی ملک ہے اور وفاق کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ وفاقی اکائیاں، اس سسٹم میں مطمئن ہوں۔ پاکستان میں آپ جوں ہی صدارتی نظام کا نام لیتے ہیں، چھوٹے صوبے بدک جاتے ہیں، کہ اس حوالے سے ان کے تجربات بہت تلخ ہیں، انہیں خدشہ ہے اس کے نتیجے میں ایک بار پھر بڑے صوبے کی آمریت مسلط ہو جائے گی۔

سوال: اس کے لیے امریکی نظام سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ جہاں صدارتی نظام بھی ہے، اور فیڈریشن بھی اور ریاستیں اپنے داخلی معاملات میں بہت حد تک بااختیار ہیں۔

پیر صاحب: پاکستان میں صوبائی گورنروں کے براہ راست انتخاب کے ذریعے چھوٹے صوبوں کو مطمئن کیا جاسکتا ہے۔

سوال: تو آپ کا مطلب ہے کہ صدر کی طرح صوبائی گورنر بھی براہ راست منتخب ہوں؟

پیر صاحب: مجھے خدشہ ہے کہ اس کے نتیجے میں بات کنفیڈریشن کی طرف چلی جائے گی۔ آپ کو یاد ہوگا حنیف رامے صاحب بھی چند سال قبل امریکہ سے یہی کنفیڈریشن کا نسخہ لے کر آئے تھے۔

سوال: پیر صاحب! ملک میں تبدیلی کی افواہیں ایک بار پھر زوروں پر ہیں؟

پیر صاحب: دیکھو! بھئی بات یہ ہے کہ تبدیلی اچانک آجائے گی۔ لیکن مجھے فی الحال اس کے آثار نظر نہیں آتے۔ اگرچہ اس کے لیے امیدوار بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے ہیں۔ جتوئی صاحب کے، مسٹر ضیاء عباس گزشتہ دنوں میرے پاس آئے تھے، اسی تبدیلی کے سلسلے میں بات کرنے۔ انہوں نے پانچ نام لیے، پہلا نام حامد ناصر چٹھہ کا تھا، میں نے کہا اس پر سنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے جتوئی صاحب اور بلخ شیر مزاری کا نام لیا، ان دنوں کو ہم پہلے بھی بھگت چکے ہیں۔ چوتھے ظفر اللہ جمالی ہیں، یہ 1985ء میں بھی امیدوار تھے، اب پھر بھاگ دوڑ کر رہے ہیں، لیکن ان کے ساتھ اپنی ذات کے سوا اور کوئی نہیں۔ تاریخ میں ''جبل الطارق'' مشہور ہے، میں انہیں ''جبل الجہالت'' کہتا ہوں۔ باقی رہ گئے، پانچویں امیدوار صاحبزادہ یعقوب علی خان، تو وہ مہاجر بھی ہیں، خاندانی وجاہت بھی رکھتے ہیں، ریٹائرڈ جرنیل ہیں اور اس حوالے سے بھی مضبوط بیک گراؤنڈ کے حامل ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کے کئی بولیاں بول سکتے ہیں۔

سوال: پچھلی دفعہ بلخ شیر مزاری آپ کے امیدوار تھے، اس بار؟

پیر صاحب: مزاری میرے امیدوار کب تھے۔ وہ تو ایک اخبار نویس نے شاید اسلام آباد میں، مجھ سے کہا تھا کہ آپ ایک پنجابی وزیر اعظم کو ہٹا کر سندھی کو لانا چاہتے ہیں، میں نے جواب دیا، ایسی کوئی بات نہیں، پنجابی وزیر اعظم کو پنجابی ہی REPLACE (تبدیل) کرے گا۔ اس نے پوچھا وہ کون ہوسکتا ہے؟ میں نے بلخ شیر مزاری کا نام لے دیا۔ یہ خدا کا کرم ہے کہ ہمارے منہ سے نکلی ہوئی بات کبھی پوری ہو جاتی ہے۔

سوال: ویسے جناب یہ بتائیں کہ کیا مزاری اس منصب کے اہل تھے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! اہلیت کا پتہ تو تب چلے، اگر کسی کو کام کرنے کا موقع ملے۔ وہاں صورتحال یہ تھی کہ مزاری صاحب جیسے ''شرافت پناہ'' کو آزادانہ کام کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ فیصلے کرنے والے لوگ کچھ اور تھے۔ مزاری کو تو اپنی کابینہ کے ارکان تک کا علم نہ تھا۔ ان کے ایک طرف بے نظیر اور فاروق لغاری تھے اور دوسری طرف صدر اسحاق کا داماد اور دو ریٹائرڈ بیوروکریٹ، بے چارہ مزاری اس دو طرفہ بوجھ تلے دبا رہا۔

سوال: پیر صاحب! تبدیلی کی بات ہو رہی تھی؟

پیر صاحب: بھئی وہ تو میں نے کہہ دیا تھا، مجھے فی الحال اس کا امکان نظر نہیں آتا، اگرچہ تبدیلی جب بھی آئی اچانک آجائے گی۔

سوال: یہ جو نواز شریف نے رابطہ مہم شروع کر رکھی ہے؟

پیر صاحب: میں خود حیران ہوں اس گرمی میں وہ اس بھاگ دوڑ سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حقیقی مقتدر طاقتوں نے گزشتہ انتخابات میں ان کے لیے جو رول متعین کیا تھا، فی الحال اس میں کسی تبدیلی کا امکان نظر نہیں آتا اور اگر اس رابطہ عوام مہم کے نتیجے میں وہ نیا الیکشن حاصل بھی کرلیں، تو اس میں ان کے ہاتھ کیا آئے گا، میں تو سمجھتا ہوں کہ ان کی سیٹیں موجودہ سیٹوں سے بھی کم ہو جائیں گی۔ آپ گزشتہ سال کو یاد کریں۔ سپریم کورٹ نے ان کی حکومت بحال کر دی تھی، انہوں نے اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ بھی لے لیا تھا، بجٹ بھی منظور کرا لیا تھا، اس کے باوجود ان کی حکومت کیوں نہ چل سکی۔ پھر اکتوبر 93ء کے عام انتخابات میں جیسا کہ میں نے کہا، حقیقی مقتدر قوتوں نے ان کے لیے ایک مضبوط اپوزیشن لیڈر کا رول طے کیا تھا، وہ اس رول کے لیے سوٹ کرتے تھے، اب اگر الیکشن ہوں نہ شاید وہ اتنے مضبوط لیڈر بھی نہ رہیں۔

سوال: تو کیا گزشتہ انتخابات منصفانہ نہیں تھے؟

پیر صاحب: انتخابات کے منصفانہ ہونے کا دعویٰ تو معین قریشی نے بھی نہیں کیا تھا، انہوں نے بھی ''ٹرانسپرنٹ'' (شفاف) الیکشن کی بات کی تھی یعنی ''سی تھرو'' الیکشن اور وہ واقعی ''سی تھرو'' الیکشن تھا۔

سوال: بے نظیر اور نواز شریف میں مذاکرات کی بات؟

پیر صاحب: دونوں میں مذاکرات یا مفاہمت کا کوئی امکان نہیں۔ گزشتہ دنوں منظور وٹو سے ملاقات ہوئی، تو اس نے بھی میری اس بات کی تصدیق کی۔

سوال: یہ بتایئے کہ سندھ میں نواز شریف کا کیا حال ہے؟ حیدرآباد میں ان کا جلسہ پھر بڑا کامیاب رہا ہے؟

پیر صاحب: نواز شریف کراچی جاتے ہیں، تو وہاں بھی پرانے مسلم لیگیوں سے ملنے کی بجائے تاجر اور صنعتکار دوستوں میں گھرے رہتے ہیں۔ اندرون سندھ ان کے رابطے پنجابیوں کے ساتھ ہے، گویا وہاں وہ پنجابی مسلم لیگ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سندھیوں میں اگر کوئی مسلم لیگی ہے تو ہمارے ساتھ ہے۔

سوال: پیر صاحب! آپ نے مہاجروں کی بات کی، یہ بتائیں کہ سندھ کا یہ مسئلہ کس طرح حل ہوگا؟

پیر صاحب: بھئی دیکھو! بات یہ ہے کہ سندھ میں تعصب کا جو پودا بھٹو صاحب نے لگایا تھا، وہ ضیاء الحق، اختر عبدالرحمٰن اور حمید گل کی نگرانی میں پروان چڑھ چکا ہے اور اس دوران ایک نئی بات یہ ہوئی کہ جو مہاجر ایم کیو ایم کے ساتھ نہیں تھا، اس میں بھی سرکاری رویوں نے یہ احساس پیدا کر دیا ہے کہ اسے اگر عزت کے ساتھ زندہ رہنا ہے تو اس کے لیے مہاجر بننے کے سوا کوئی راستہ نہیں۔

سوال: یہ جو گزشتہ روز کراچی میں فرقہ وارانہ نوعیت کے واقعات ہوئے ہیں، اس سے ایم کیو ایم پر کوئی فرق پڑے گا؟

پیر صاحب: میں نہیں سمجھتا کہ کوئی فرق پڑے گا۔

سوال: بعض حلقے سندھ میں راء کے ایجنٹوں کی موجودگی کی بات بھی کرتے ہیں؟

پیر صاحب: لیکن سکھوں کی فہرستیں کسی سندھی نے تو راجیو گاندھی کو فراہم نہیں کی تھی، یہ کارنامہ انجام دینے والا پنجاب سے تعلق رکھتا تھا۔ اس سے پہلے چھ نکات بھی پنجاب ہی میں تیار کر کے شیخ مجیب کے حوالے کیے گئے تھے اور یہ جو ابھی آپ نے کراچی میں ہونے والے فرقہ وارانہ واقعات کی بات کی تھی، تو یہ لہر بھی پنجاب ہی سے کراچی جا رہی ہے اور پنجاب میں فرقہ واریت کا معاملہ یہ ہے کہ یہاں چونکہ نسلی، لسانی یا کسی اور بنیاد پر تعصب کی لہر نہیں اٹھائی جا سکتی چنانچہ بڑی چالاکی کی ساتھ فرقہ واریت کو ابھارا جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ فرقہ وارانہ تعصب، باقی تمام تعصبات سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس میں بہت سے فیکٹرز کار فرما ہیں، ایک فیکٹر یہ بھی ہے کہ بعض بیرونی طاقتیں، اپنی جنگ پاکستان کی سرزمین پر لڑنا چاہتی ہیں، جس کے لیے وہ اپنی پسندیدہ تنظیموں کو وسائل بھی مہیا کر رہی ہیں۔

سوال: پیر صاحب! آپ کے خیال میں اس سب کچھ کا کیا نتیجہ نکلے گا، بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں اس کا تدارک کیا ہے؟

پیر صاحب: فیملی پلاننگ اور میں یہ بات بہت دیر سے کہہ رہا ہوں۔

سوال: جی ہاں! آپ یہ پیش گوئی بہت دیر سے کر رہے ہیں اور خدا کے فضل سے یہ اب تک پوری نہیں ہوئی۔ گزشتہ سال کے اوائل میں آپ نے کہا تھا اس سال مارچ میں ''ڈبل مارچ'' ہوگا۔ پھر اس سال آپ نے محرم میں ''فیملی پلاننگ'' کی بات کی اور خدا کی مہربانی سے محرم بھی خیریت سے گزر گیا۔

پیر صاحب: دیکھو بھئی! بات یہ ہے، ہوگا تو وہی جو میں کہہ رہا ہوں، البتہ وقت کا اندازہ غلط ہوسکتا ہے اور پھر یہ بھی تو ہے، کہ عزرائیل کہیں اور مصروف ہوجاتا ہے۔ ابھی پچھلے مہینوں میں وہ یمن میں مصروف ہوگیا، اب روانڈا میں اس کی مصروفیات نکل آئی ہیں۔ آپ نے محرم کی بات کی لیکن یہ بتائیں کہ محرم کے بعد کیا ہوا۔ (قدرے توقف کے بعد... بڑی سنجیدگی اور دل گرفتگی کے ساتھ پیر صاحب نے اپنی بات جاری رکھی) دنیا میں اسلام کے نام پر سب سے زیادہ بھنگڑا ابھی پاکستان میں ہوتا ہے، اور اسلام کی سب سے زیادہ خلاف ورزی بھی اس سرزمین پر ہوتی ہے۔ احتساب اسلام کی بنیادی روح ہے، یہاں اس کا کوئی اہتمام ہی نہیں۔ لوٹ مار کا دور دورہ ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا: ''خاندان والوں سے کہہ دیا گیا ہے کہ دوسری بار بہتی گنگا میں ہاتھ دھولو، کیونکہ تیسری بار نہیں آئے گی۔'' میں سمجھتا ہوں، بچھڑے کی پوجا کرنے والی قوم موسیٰ کی طرح ہمارے لیے بھی عصائے موسیٰ ضروری ہوگیا ہے۔ یہی ہمارا مقدر ہے اور اب جو ڈنڈے والا آئے گا تو انشاءاللہ، ماشاءاللہ اور الحمدللہ والا نہیں ہوگا۔ اب 1953ء والا ڈنڈا آئے گا۔ جب بڑے بڑے سورما داڑھیاں منڈا کر بھاگ گئے تھے۔ رات کے سوا دس بج رہے تھے۔ پیر صاحب نے گھڑی پر نظر ڈالی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ سالانہ نشت اختتام کو پہنچی اور اب پیر صاحب باہر سڑک پر اپنے مہمانوں کو الوداع کہا۔ ''دیکھو بھئی! حیدرآباد کا جلسہ اس لیے کامیاب رہا کہ سٹیج پر مہاجروں کا جھنڈا لہرا رہے تھے''۔

یہ انٹرویو 5 تا 11 اگست 1994ء کو ہفت روزہ زندگی میں شائع ہوا تھا۔ ملاقات: رؤف طاہر

☆☆☆☆☆

الطاف حسین جب تک باہر رہا تو زندہ رہے گا

سیاسی اور عوامی حلقوں میں پیر پگارا صاحب ایک بہت معروف شخصیت ہیں۔ وہ روایتی سیاستدان نہیں نہ ہی روایتی پیر ہیں۔ وہ ایک مختلف انسان ہیں ان کی معلومات میں نامعلوم کی کشش جاگتی رہتی ہے۔ ان کے پاس انوکھی معلومات ہوتی ہے۔ اس میں وہ اپنے محسوسات شامل کرتے ہیں۔ سنی سنائی باتوں کو بھی ایسے دلچسپ سلیقے سے بیان کرتے ہیں کہ ان میں نرالے معانی پیدا ہو جاتے ہیں۔ آدمی اس بارے میں غور فکر پر مجبور ہوتا ہے فکر اور فکرمندی گھل مل جاتی ہیں۔ وہ حیران بھی کر دیتے ہیں اور پریشان بھی کر دیتے ہیں۔

جو ہو چکا اسے یاد رکھتے ہیں۔ جو ہونے والا ہے اس کی خبر رکھتے ہیں۔ وہ باخبر بھی ہیں اور اہل خبر میں سے بھی ہیں۔ ریحانہ، علیم مشہدی، توفیق بٹ، مصطفیٰ علیم اور میں فیروز پور روڈ لاہور پر ان کے مکان کے کچن میں سے ہوتے ہوئے ڈارنگ ہال میں پہنچے۔ وہ ایک لمبی میز کے ایک سرے پر موجود تھے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ دہرے بدن کے اس وجیہہ آدمی کے گرد نظر نہ آنے والے جلال کا دائرہ تھا۔ وہ ایک بارعب سراپے کے مالک ہیں مگر ان کے آس پاس اپنائیت بکھری چلی گئی۔ کچھ اور لوگ آتے گئے صحافی دوست چودھری خادم حسین بھی آ گئے۔ محفل کا انداز ہوتا گیا، مگر ان کا روئے سخن میری طرف رہا۔ میرے پاس کاغذ تھے اور پنسل بھی تھی۔ ان سے بے تکلفانہ گفتگو کی خواہش بہت دیر سے میرے دل میں تھی۔ ریحانہ آپا کی وساطت سے آج میں پیر صاحب کے روبرو تھا اور وہ مجھ سے روبرو ہونے کے لیے تیار ہو بیٹھے تھے۔

میں نے محسوس کیا کہ وہ ایک بے نیاز آدمی ہیں وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو زندگی گزارے ہیں۔ ہم تو وہ ہیں جنہیں زندگی گزار رہی ہے۔ پیر صاحب کا طرز عمل ان کے طرز زیست (زندگی) کی غمازی (مخبری) کر رہا تھا۔ وہ اپنی مرضی سے زندگی گزارنے والے ہیں۔ جب کہ عمومی طور پر زندگی لوگوں سے پوچھے بغیر ہی گزر جاتی ہے۔

سیاسی لوگ ایسے تو نہیں ہوتے۔ ایک آرٹسٹ مزاج لیڈر کی باتوں میں تفریح بھی ہوتی ہے اور ترفع بھی ان سے مل کر میں شاداب ہو گیا۔ ذراسی بیزاری بوریت اور بوجھ ان کی محفل میں نہ تھا۔ وہ ایک زندہ تر آدمی ہیں اور اپنے میدان کے لوگوں پر بے دھڑک تنقید کرتے ہیں اس طنز میں بلا کی رمز موجود ہوتی ہے۔ ان کے لفظ اپنے مخاطب سے کہتے ہیں کہ میری باتوں پر غور کرو جو حال سیاستدانوں حکمرانوں کا ہے اس پر کڑھتے نہیں

کڑھنے سے تو اپنا نقصان ہوتا ہے اور پہلے ہی نقصان بہت ہو چکا۔ان کی مزیدار باتوں میں معانی کی تہہ تک پہنچنا آسان ہوتا ہے۔اس صورتحال میں آج کل ان جیسی باتیں کوئی اور سیاست دان نہیں کر رہا۔ ہاں وہ ایک ایسے کردار کی طرح ظاہر ہوئے ہیں۔ جو بار بار ہمیں للکار رہا ہے، ہم ہیں کہ اس طرف توجہ نہیں دے رہے۔

سوال: پیر صاحب! آپ ہمیں ڈراتے ہی رہتے ہیں، کوئی خوشخبری سنائیں، کسی غیب کی دہلیز پر کھڑے ہوئے کسی اچھے منظر کی خبر دیں؟

جواب: ایسی صورتحال ہی نہیں، میں کیا کہوں، جو بچے گا جہاں بچے گا تو اچھی بات بھی کرے گا۔خوش خبریاں سنانے والے اپنے آپ کو خوش کر کے چلے گئے ،لوگوں کے کام تو کوئی نہ آیا۔

سوال: چلیں آپ ہی کشمیر کے بارے میں کوئی اچھی بات کریں۔ (میں حیرت سے ان کی طرف دیکھنے لگا اور وہ بے تکلفی سے ہنس پڑے)۔

جواب: بابا کسی نے کشمیر کو ''اون'' ہی نہیں کیا، ہم تو صرف ٹرسٹی (متولی) ہیں اور خیانت کرتے رہتے ہیں۔ہمیں کشمیر کے لیے فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔مقربین تو بین الاقوامی لوگ ہیں۔ جو چاہیں گے کریں گے۔جو اوپر والے چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔یہ جو ہمارے حکمران ہوتے ہیں، ان میں کوئی آدمی ایسا ہے جو آپ کو تھوڑا سا پسند ہو، آدمی سب کام کے تھے۔(پیر صاحب کے اس جملے میں بھی ایک لہر تھی، جیسے کوئی بھی کسی کام کا نہ تھا) مطلب سب حکمرانوں کا ایک تھا۔انگلینڈ سے ہو آؤ پھر کھاؤ پیو موج کرو، جو بھی آیا لوٹ مار میں شامل ہو گیا۔انہیں ساڈے بندے کہا جاتا ہے، جونہیں چلے انہیں نکال دیا۔

سوال: صدر ضیاء کے لیے کیا خیال ہے؟

جواب: وہ تو منافقت میں بھی ملاوٹ کرتا تھا۔ وہ ملک، اسلام اور مسلمان کے حق میں نہ تھا۔بھٹوازم کے بعد ضیاء ازم آیا۔اب ضیاازم کے بعد بے نظیر بھٹوازم آ گیا ہے۔

سوال: پیر صاحب! اب کراچی کے مسئلے کو ڈھاکہ سے ملایا جا رہا ہے، تو پھر کیا الطاف حسین کا حشر شیخ مجیب الرحمٰن جیسا عبرتناک ہوگا؟

جواب: الطاف حسین جب تک باہر رہا تو زندہ رہے گا پاکستان آیا تو مارا جائے گا، ویسے وہ سرکاری بندہ ہے شروع سے امریکہ میں ٹیکسی ڈرائیور تھا، وہاں سے بلایا گیا یا بھیجا گیا۔ یہاں ایک ٹیکسی ڈرائیور کا استقبال ہوا، اسے پیسے دیئے، ہتھیار دیئے اس راہ پر گامزن ہونے میں مدد دی۔

سوال: پیر صاحب! ملک میں صورتحال بڑی گھمبیر ہے۔کسی طرف سے حوصلہ بڑھانے والی آواز نہیں آتی کیا اب کسی طرح بھی کچھ اصلاح ممکن نہیں؟

جواب: ہاں! اصلاح ممکن ہے پہلے احتساب پھر انتخاب، احتساب نہیں ہوا تو چاہے جتنے انتخاب

کرالو۔کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ سارے سیاستدان گوتھرو ہیں۔بس پل تھرو کا انتظار ہے اصلاح کے دو طریقے ہیں۔ بندے سے بندہ حساب کتاب لے یا خدا بندے سے حساب لے۔ اصل اسلام کچھ اور ہے، ہمارا اسلام کچھ اور ہے احتساب تو ہوگا۔گرین کارڈ یا فارن بنک اکاؤنٹ سے تو کوئی بچ نہیں سکتا۔

سوال: پوری دنیا میں مسلمان ذلیل ہو رہے ہیں یہ ذلت کیا ہے؟

جواب: مسلمان وہ ہے جو ''اپ ٹو مارک'' (مکمل) ہو۔اس کے حساب سے معاملہ ہوگا ورنہ جب عذاب آتا ہے تو گندم کے ساتھ گھن (ایک قسم کی گھاس) بھی پس جاتا ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اعمال کی شامت ہے۔ بداعمالیاں حکمرانوں، سیاستدانوں کی ہی ہوں، سزا پوری قوم کو ملے گی۔

سوال: انسان اشرف المخلوقات بھی تو ہے۔تو یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

جواب: جو اشراف ہیں وہ چند ایک ہیں۔ باقی جو ہیں وہ حیوانیت کی سطح پر ہیں، بنیادی جبلت ان کو گائیڈ کرتی ہے۔ہم حیوانوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں انہیں بھی تو رنج ہوتا ہوگا۔

سوال: پیر صاحب! آپ نے ایک کامیاب زندگی بسر کی ہے، آپ ایک بلند مقام پر ہیں، ایک اعلیٰ رہن سہن کا قرینہ آپ کی عادتوں میں ہے۔کوئی ایسی آرزو ہے جو پوری نہ ہوئی ہو؟

(میں نے دیکھا کہ کوئی پچھتاوا ان کے لہجے میں نہ تھا۔ان کی باتوں میں ڈراوا ہوتا ہے اس میں ایک بلاوا بھی ہے۔تنبیہ میں سزا کا ڈر بھی ہوتا ہے اور ایک ہدایت بھی ہوتی ہے جو ماننے والوں کیلئے ہوتی ہے۔ پیر صاحب نہ ماننے والوں سے بھی مخاطب ہوتے ہیں، مگر وہ ان سے کہہ رہے ہیں جو سننا چاہتے ہیں اے سننے والو! پیر صاحب کی آواز کے راز کو سمجھو۔ یہ بڑی کھلی کھلی اور کھری کھری باتیں ہیں۔)

جواب: بہت کچھ پورا ہوا، بہت کچھ باقی ہے، کچھ اور حاصل بھی ہو جائے گا۔ جو ہے اسے استعمال میں لانا چاہئے۔چلتی کا نام گاڑی ہے اور ہم ٹھیک ٹھاک جا رہے ہیں۔ ماحول کو دیکھ کر قدم اٹھانا چاہئے۔ ایسی آرزو رکھنا ہی نہیں چاہئے جو پوری نہ ہوسکے۔ میں نے زندگی میں جو کچھ کیا ہے اس پر افسوس نہیں ہے۔ میں جس پر چلتا رہا ہوں وہی میرے لیے صحیح راستہ ہے۔ میں نے زندگی کو انجواءِ بھی کیا ہے، ایکسپلائٹ (پورا استفادہ، پورا استعمال) بھی کیا ہے۔

سوال: مگر پیر سائیں! ہمارے ہاں زندگی ایک ڈیوٹی ہے۔زندگی کو انجوائے کرنے کا تصور ہی نہیں۔ یہاں بڑے دکھ ہیں بڑی اذیتیں ہیں۔زندگی وبال وجان بن گئی ہے؟

جواب: دکھوں کو ختم کرنا تو کسی کے بس میں نہیں انہیں کم کیا جاسکتا ہے۔جن کا یہ کام ہے وہ کوئی اور کام کر رہے ہیں، لوگوں کو بھی چاہئے اپنے وسائل کے مطابق چلیں کبھی بھی اپنی حیثیت کو نہیں بھلانا چاہئے! ہمارا استاد کہتا تھا کہ اس ملک کے لوگ لالچی ہیں انہوں سے سلوک کرنے والے بھی عجیب لوگ ہیں۔ کسی کو صرف بتایا جاتا ہے، کسی کو دکھایا جاتا ہے، کسی کو تیسری جگہ پر رکھا جاتا ہے۔ آدھا دیا جاتا ہے، آدھا اپنے پاس رکھا

جاتا ہے، کچھ پورا لے لیتے ہیں، پورا لینے کے بعد اپنی مرضی سے دیتے ہیں، نیچے والے طبقے کو بتایا جاتا ہے دکھایا نہیں جاتا۔ دکھایا جاتا ہے تو جوتا دکھایا جاتا ہے۔

سوال: یہ جو نواز شریف ہے اس کے پاس اسمبلی میں دو تہائی اکثریت تھی۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہاتھ میں تھا، پھر استعفیٰ دینے کی کیا جلدی تھی؟

جواب: بھئی مالک مالک ہوتا ہے، ملازم ملازم ہوتا ہے۔ انہوں نے سلیکٹ کیا انہوں نے نکال دیا خدمات کی بنیاد پر اسے سب کچھ بتایا۔ وزیر اعظم بنا دیا پھر جب اس کی ضرورت باقی نہ رہی کہا کہ تم نالائق ہو، تم اب جاؤ۔ راجہ پورس اور رنجیت سنگھ کے بعد یہ ان کے مطابق حاکم تھا۔ اس کا سب کچھ پرایا تھا بس بیوی اپنی تھی اسے ساتھ لیکے آ گیا۔

سوال: اب بھی نواز شریف بہت کوشش کر رہے ہیں کوئی چانس ہے ان کا؟

جواب: اب نواز شریف کا کوئی چانس نہیں۔ ویسے وہ ہمیشہ چانس پر رہا ہے۔ اب تو اس کے کارخانے، بنگلے اور روپے کچھ بھی نہیں بچے گا۔ ایکشن یہ لیں گے سب کچھ، نیلامی ہوگی، وہ پرائی عقل پر چلتا ہے۔ بھٹو کو یحییٰ بختیار نے برباد کر دیا، نواز شریف کو فاروق عمر پھڑ گیا ہے۔ یعنی سلسلہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ فاروق عمر کو ججوں کو گالیاں دینے پر لگایا دیا ہے۔ گالیاں بھٹو کے وکیلوں نے بھی دی تھیں۔ مگر اس کے کام کسی نے نہیں آنا۔ اس نے بینکوں سے دباؤ کے ذریعے پیسے لیے۔ اب اس سے دباؤ کے ذریعے لے لیے جائیں گے۔

سوال: بے نظیر بھٹو سے ملاقات ہوئی کبھی، یہ کیسی حکمران ہے؟

جواب: باپ چالاکی سے اور بیٹی بھولپن سے بھٹکی کر رہی ہے۔ سب فراڈ ہو رہا ہے۔ یہ تو وائٹ پیپر چھپے گا تو سیاہ کاریوں کا پتہ چلے گا۔

سوال: کبھی ایسا ہوگا کہ اچھا آدمی برسر اقتدار آئے؟

جواب: ان حالتوں میں کوئی بہترین ثابت نہیں ہوسکتا۔ احتساب کے بعد بہتر حاکم آنے کی توقع ہے۔ حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے تو لوگ بچھڑے کی پوجا کر رہے تھے۔ انہیں سمجھایا نہ مانے تو تلوار نکال لی۔ ڈر کے مارے ٹھیک ہوگئے۔ اب دیکھیں موسیٰ کے نقش قدم پر کون چلتا ہے۔

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کے عمران آنے والا ہے؟

جواب: بھئی! وہ بھی بگاڑ میں بگاڑ کرے گا۔ جو بھی چاہے آ جائے تو ان حالتوں میں کیا ہوگا۔ عمران ایک خوبصورت کمسن بیوی کے ساتھ آئیگا اور بگاڑ کرے گا۔ آخر وہ بھی کیوں نہ بگاڑے۔

سوال: یعنی اس کا چانس ہے؟

جواب: چانس بنا لیا جائے گا۔ جیسی ضرورت ہوتی ہے ویسا بندہ۔

سوال: اخباروں میں عمران کا بڑا شور و غوغا ہے اور حمید گل بھی اس کے ساتھ ہے؟

جواب: حمید گل نے جیسے جلال آباد فتح کیا۔ پاکستان بھی ویسے ہی فتح کرے گا۔ آئی ایس آئی کا ادارہ اہم ہے۔ جاں تک خبروں کا تعلق ہے تو یہ چھپوانے والوں کا حصہ ہے وہی چھپواتے ہیں۔ بگاڑ میں بگاڑ، جس پر فضل الاہی نازل ہوتا ہے۔ حکمرانوں پر وہ قائم رہتا ہے۔

سوال: اب مرتضٰی بھٹو اپنی بہن سے کیا چاہتا ہے۔ بے نظیر چاہتی ہے کہ سندھ کا حاکم اسے بنا دے؟

جواب: نیچے رہنے والوں کے لیے یہی ہوتا ہے۔ بڑی بہن کا مقصد یہ ہے کہ بھائی کو چھوٹی قیمت پر خوش کرلے۔ مقصد پورا ہوتا ہے یا نہیں۔ پل تھر و سے کسی کو بھی لایا جاسکتا ہے۔ مرتضٰی بھٹو کے پاس اب بیچنے کے لیے کچھ نہیں۔ خریدنے کے لیے بھی کچھ نہیں۔ والدہ اس کا ساتھ دیتی رہتی تو مگر اس نے اپنا حصہ بیٹی سے لے لیا ہے، بیٹے کو کچھ نہیں دیا۔

سوال: جونیجو تو آپ کا حرتھا ان کا مقدر کیا ہوا؟

جواب: مجھے تو اس نے وزارت عظمٰی ملتے ہی خدا حافظ کہہ دیا۔ لوگوں نے ضیاء کے ساتھ اس کی نوک جھوک کرادی۔ وزارت عظمٰی چھن گئی۔ مجھ سے بات کی تھی صدر ضیاء نے، اس کو بولا کہ جونیجو کو نکال دو مگر اسمبلی نہ توڑو۔ یعنی میں نے کہا کہ ٹی وی پر تم جو تقریر کر رہے ہو اس پر نظر ثانی کرو۔ چار جز غلط لگائیں۔ پھر سب کو اپنی اپنی کابینہ میں شامل کرلیا۔ مسلم لیگ کا بھی ستیاناس ہو گیا۔

سوال: تو پھر پیپلز پارٹی کو حکومت ملنا چاہیے تھی؟

جواب: ضیاء بے نظیر کو اپوزیشن لیڈر بنائے رکھنا چاہتا تھا اس کے ان داتا اسے حاکم بنانا چاہتے تھے۔ فرق صرف یہ کہ ضیاء انڈر دی ٹیبل کر رہا تھا۔ بے نظیر وہ ہی اوور دی ٹیبل کر رہی ہے۔ اس نے اسلام کے نام پر پاک کیا۔ بے نظیر عوام کے نام پر پاک کر رہی ہے۔

سوال: اچھا۔ پیر صاحب! آپ تصوف کے بھی آدمی ہیں۔ صوفی عوامی آدمی ہو لبرل سچے اور مسلمان، ان کی محفل بھی آباد، ان کا مرقد بھی آباد، مولوی کی قبر پر کبھی میلہ نہیں لگا۔ اب مولوی آ گئے ہے صوفی کہیں نہیں، جب کہ مولویوں نے ہمیں بہت خراب کیا؟

جواب: مولویوں نے خراب نہیں کیا ہے، پرانے طریقے نے خراب کیا ہے۔ انہوں نے دین میں انتشار پیدا کیا۔ دینداروں کا تقسیم کر کے اپنے گروپ بنائے۔ اب وہ آ گئے ہیں، کہ وہ حکمرانوں کے چہیتے ہیں۔ ویسے صوفیوں کو ہمیشہ پیچھے رکھا گیا، وہ تو باغی رہے۔ مولویوں کو آگے کیا، مولوی ضرورت سے زیادہ سستے ہو گئے ہیں۔ دین صوفیوں نے پھیلایا، مولوی کبھی صوفی کی دستار بندی نہیں کراتا۔

سوال: پیر سائیں! آپ صاحب دل ہیں ان لوگوں کے لیے جو آپ سے عقیدت رکھتے ہیں کچھ کریں۔ دلوں کے بستیاں کب دوبارہ آباد ہوں گی کب سکون دینے والی ہوا چلے گی۔ یہ زندگی ہماری زندگی کب بنے گی؟

جواب: بھئی !اس خواہش میں ہم بھی شامل ہیں۔خواب دیکھنے میں کوئی حرج بھی نہیں۔تعبیریں اور تقدیریں تو کسی اور کے پاس ہیں مریض ہوگا تو ڈاکٹر کے پاس آئے گا۔شفاڈاکٹر کے پاس تو نہیں۔بندے بڑھتے جارہے ہیں بحران میں اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں اللہ کا بندہ کوئی نہیں سب ساڈے بندے ہیں۔

سوال: بھارت میں سیاسی نظام کامیاب ہے۔ان کے لیڈر عام آدمی جیسے ہیں ان کے نوے فیصد اپنے چیف آف سٹاف کا نام تک نہیں جانتے۔سب قوم کے لیے سوچتے ہیں اور ہم؟

جواب: ہمارے ہاں تو ملازم گھر والے پر قابض ہوگیا۔بھارت میں ملازم ملازم ہے۔ہمارے ہاں تو قائداعظم کی حیات میں کشمیرافیئر شروع ہوگیا تھا۔وہ بڑھتا گیا، گھر والے 58ء کے بعد بے گھر ہوگئے پھر قوم کی Say (مرضی) ختم ہوگئی۔کاروبار شروع ہوگیا۔بھارتی حکمرانوں کا اپنے حکمرانوں سے کیا مقابلہ، وہ قوم کی خدمت کرتے ہیں، قوم ان کی خدمت کرتی ہے۔ان کے اکاؤنٹس اپنے ملک میں ہیں۔ان کے بیرون ملک ہیں۔وہ اپنے عمل کے آپ مالک ہیں۔یہاں ان داتا کے کہنے پر عمل ہوتا ہے۔

سوال: اب تو ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتی۔آپ ہی کچھ دعا کریں؟

جواب: کس سے دعا مانگے ؟اللہ میاں سے یا کسی اور سے، طرز زندگی ہی میں فرق آگیا ہے۔اب والدین بچوں سے پٹتے ہیں اور استاد شاگردوں سے، نہ دعا نہ دوا، اب کچھ نہیں بچا۔

سوال: آپ اذانیں دینے کے لیے کہتے تھے؟

جواب: اب خود بخود اذانیں دیتے ہیں۔اسمبلی میں میمبران اور کراچی میں مصیبت زدہ لوگ۔اسے تو پنجابی والی بانگیں کہنا چاہئے۔

سوال: دین و دنیا کا اشتراک ہماری سیاست میں کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: ہمارے حکمران علماء دین کو خوش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔یہ کافی نہیں انہی کو خوش کرنے کے لیے چکلے بند کیے گئے اور پھر گھروں میں چکلے کھل گئے، شراب بند کی، پہلے لوگ ہوٹلوں میں پیتے تھے پھر گھروں میں بیوی بچوں کے سامنے پینے لگے۔اسی طرح دین کی کوئی خدمت پوری ہوگئی۔حکمران دین کے وارثوں کے خدمت گزار ہوگئے اور اخلاق سولی پر چڑھ گیا۔

(ہمارے سابق حاکم ہیں یا موجودہ ان کو اجازت ہے۔ان پر یہ قانون کیوں لاگو نہیں۔اس حوالے سے بھی گروپ ہیں۔)

سوال: میں نے پیر صاحب کو بتایا صدر ایوب نے بھی شراب پر پابندی کے لیے سوچا تھا، مگر نواب کالا باغ نے کہا کہ اس طرح قباحتیں اور بڑھیں گی کالا باغ تو شراب نہیں پیتا تھا اور بھٹو جو شراب پیتا تھا اس نے پابندی لگادی!

جواب: کالا باغ کو اقتدار کی فکر نہ تھی۔وہ ٹھیک ٹھاک آدمی تھا۔وہ ہمارے سیاسی گروپ کا آدمی تھا۔ہم

اینٹی (مخالف) دولتانہ تھے۔

میرا خیال ہے کہ کالا باغ کو صدر ایوب نہ ہٹاتا تو ایوب کا اتنا برا حشر نہ ہوتا۔ 65ء کی جنگ کے بعد بھی گورنر کالا باغ نے کسی شے کی قیمت میں ایک پیسہ کا اضافہ نہ ہونے دیا۔ ایوب اگر کالا باغ کو نہ ہٹاتا تو بہتر ہوتا، مہنگائی تو بھٹو کے آنے کے بعد ہوئی۔ پھر اس کی بیٹی کے آنے کے بعد ہوئی۔ پیپلز پارٹی آتی ہے تو مہنگائی کو جوش آ جاتا ہے۔

سوال: کالا باغ کا ذکر ہوا ہے تو اس ضمن میں کچھ ہوا کہ آج کل اس کے بیٹوں کے گلے میں گورنری ڈالنے کی باتیں ہو رہی ہیں؟

جواب: میں تو نواب صاحب کے بیٹوں کو نہیں جانتا۔ اصولی طور پر میں انہیں برا سمجھتا ہوں۔ باپ کے قاتلوں کو کس طرح پسند کیا جا سکتا ہے۔

سوال: ناہید خان کا نام بھی گورنری کے دائرے میں گھوم رہا ہے؟

جواب: ناہید خان گورنر کیسے بن سکتی ہے یا وہ اسے گورنر کیوں بنائے گی۔ گورنری میں وہ حساب کتاب کہاں جو وہاں ہوتا ہے۔ وہ تو کئی ضروریات اور مصروفیات پوری کرتی ہے۔ وہیں رہے تو اچھا ہے۔

سوال: تو پھر آپ ہی کسی موزوں آدمی کا نام لیں؟

جواب: ناموزوں گورنمنٹ میں کسی موزوں آدمی کا نام لینا ٹھیک نہیں۔

سوال: پیر صاحب! جب آپ فارغ ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ مشاغل تو ہوں گے کچھ آپ کے؟

جواب: اپنی Recreation (تفریح) کا انتظام ہے، ٹی وی دیکھتا ہوں، کمپیوٹری شغل ہیں۔ میوزک سنتا ہوں۔

سوال: کس طرح کا میوزک؟

جواب: مغربی موسیقی۔

سوال: اپنے گانے نہیں؟

جواب: ہمارے ہاں جو گانے والیاں ہیں ان کے سامنے بیٹھ کے سننا چاہئے ٹی وی ریڈیو پر نہیں۔ وہ بہت مصروف ہیں ہمارے لیے کہاں گنجائش ہے۔ انہوں نے خود کو حاکموں کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

سوال: کھیلوں میں سے کوئی پسند ہے؟

جواب: ٹیبل ٹینس، بیڈمنٹن، کرکٹ لیکن بہت عرصہ ہوا چھوڑ دیا ہے۔

سوال: کیا کتابیں پڑھتے ہیں؟

جواب: کیا کتابیں؟ ہاں پڑھتا ہوں۔ یہ نہیں بتاؤں گا کہ کونسی کتابیں پڑھتا ہوں۔ پھر دوسرے وہ کتابیں پڑھ کے میرے مقابلے پر آ جائیں گے۔

سوال: حامد ناصر چٹھہ کا کمال یہ ہے کہ باوجود اصرار کے انہوں نے کوئی وزارت قبول نہیں کی۔ ریحانہ، علیم مشہدی ان کی مداح ہیں۔ یہ بات بھی ان کے بہت حق میں جاتی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: حامد ناصر چٹھہ میں کوئی امپرومنٹ نہیں ہوسکی۔ He refused to grow اس نے گرو کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ شعوریت کا منکر ہے۔ ترقی کا خواہاں ہے، مگر اپنے آپ کو ثابت نہیں کر سکا۔ (وہاں موجود کسی نے کہا کہ اس پر بچپنا طاری رہتا ہے۔ ریحانہ آپا بولی کہ اس میں شرمیلا پن ہے۔ پیر صاحب نے کہا کہ) دوست ہے۔ جہاں ملتا ہے گلے ملتا ہے پھر چلا جاتا ہے۔ اس کے سپانسر بہت مضبوط ہیں۔ ان کو یہ پسند آ گیا۔ یہ ان کے لیے بہت موزوں ہے۔ نظر آتا ہے کہ یہ ان کو فیل کرے گا۔ جب تک سپانسر رہیں گے ایسے ہی لوگ سپانسرز ہوں گے۔ پھر ستیاناس کیا! سوا ستیاناس ہوگا۔ وہ اگر وزارت لے لیتا تو بھی اتنی ہی ترقی کرتا جتنی وزارت نہ لے کے کی ہے۔ اس صورت میں ممکن ہے کہ حامد ناصر بے نظیر بھٹو کے منہ کی طرف کم دیکھتا۔ اب وہ اسے دیکھتا ہے ٹک ٹک دیکھتا ہے۔

سوال: کبھی کبھی صدارتی نظام کے حق میں بات سنائی دیتی ہے۔ پارلیمانی نظام تو فیل ہو گیا ہے؟

جواب: ''ساڈے'' بندے فیل ہوتے ہیں۔ پارلیمانی نظام فیل نہیں ہوا۔ آدمی ہو تو نظام بھی چلے۔ پارلیمانی نظام کو ضیاء صاحب نے چلنے نہ دیا۔ رہی سہی کسر نواز شریف پوری کر رہا ہے۔ صدارتی نظام کو ایوب، یحییٰ، بھٹو نے بگاڑا۔ ایک ملک ہو تو ایک نظام بھی چلے۔ چار صوبے نہیں چار قومتیں ہیں، پانچویں زمین کی تلاش میں ہے۔

سوال: ایسی گفتگو کا ہنر کہاں سے سیکھا، آپ بولتے ہیں اور کھلے ہوئے دروازے دوبارہ کھولتے ہیں۔ مزاح بھی، معانی بھی۔ بے فکری اور فکرمندی بیک وقت آپ کے لہجے میں گھلتی رہتی ہے۔ لیڈر، مفکر، صوفی، ریفارمر (مجتہد) اور ادیب سب آپ کی شخصیت میں یکجا ہوتے ہیں پھر یکتا ہوتے ہیں اور ایک مختلف نرالا آدمی سامنے ہوتا ہے۔ کوئی اور سیاستدان اس طرح بات کرنے کی نقل بھی نہیں کر سکتا۔

پیر صاحب نے یہ بات سن کر نہ انکسار کا مظاہرہ کیا نہ افتخار ان پر غالب آیا۔ اعتماد سے لبا لب بھرا ہوا یہ آدمی کمپلکس فری ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کبھی تردیدی بیانات جاری نہیں کیے وہ گرد و پیش کو خاطر میں نہیں لاتے۔ کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ تھوڑی سی لاپرواہی بھی ان کے رویے میں ہے۔ ایک دردمندی ان کے پاس ہیں۔ مگر وہ کسی رویے کو اپنی کمزوری نہیں بننے دیتے۔ وہ Casual (اتفاقی) انداز میں بول رہے تھے!

جواب: آدمی 17 سے 25 برس تک گرو کرتا ہے۔ میں ان برسوں میں ایک آزاد ملک انگلستان میں رہا۔ وہاں بادشاہ کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ عیسیٰ کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ کارٹون کے ذریعے تنقید ہوتی ہے اور تنقید کو انجوائے کیا جاتا ہے۔ ہمارے چھوئی موئی لوگ ہیں ان کی پارلیامنٹ کی کارروائی سنیں مزہ آ جاتا

ہے۔ وہاں کوئی آدمی کچھ بھی کہہ سکتا ہے۔ بات کا جواب بات سے آتا ہے۔ گولی اور گالی کی زبان استعمال نہیں ہوتی۔ اس ماحول نے مجھے ترتیب دیا۔ تربیت میرے خاندانی ماحول نے کی۔ خاندانی روایات اور ماحول کا بڑا ہاتھ ہے۔ اوپن اوپن (کھلم کھلا) بات کرنے کا انداز ملا۔

سوال: علی گڑھ بھی تو رہے ہیں آپ؟

جواب: وہاں سب پڑھے لکھے لوگ تھے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین کے گھر میں رہا پھر ان کے ساتھ والے مکان میں، وہاں علمی ماحول تھا۔ اب وہ علی گڑھ نہیں۔

سوال: اس کے بعد کبھی گئے علی گڑھ، یاد نہیں آیا کبھی علی گڑھ؟

جواب: پھر نہیں گیا۔ جوانی کی یادیں ہوتیں تو ساتھ رہتیں۔

سوال: انگلینڈ میں اس کے بعد گئے؟

جواب: وہاں پانچ سال گزارے۔

سوال: وہاں تو دوبارہ گئے ہوں گے؟

جواب: چالیس سال کے بعد دوسری بار گیا۔

سوال: انگلستان میں تو خوب گزری ہوگی؟

جواب: اچھا رہا سارا سلسلہ، حج پر گیا عمرے پر، ایک خوف طاری تھا۔ علی گڑھ میں انٹیلی جنس کا آدمی دروازے پر بیٹھا رہتا۔ انگلینڈ میں گزری باتوں کا ذکر ہم کرنے کے لیے تیار نہیں۔

سوال: عورتیں کیسی ہیں انگلینڈ کی؟

جواب: ٹھیک ہیں۔ پیسے کے لالچ نہ تھی اب بھی اتنی نہیں۔ ہمارے ہاں تو بہت ہے انگلینڈ میں تب بہت معاشرہ تھا۔ دکانوں کے باہر اخباریں پڑی ہیں، پیسے پھینک کر اٹھالو، سب کچھ مضبوط رہتا تھا۔ 1950ء کے بعد اخباریں کھلے عام رکھنا بند کردیں۔ اب تو اور زیادہ حفاظت ہوگی، کیمرے لگ گئے۔ میکنزم (بناوٹ) آگئی۔

سوال: اگر ہم انگریزوں کے بجائے جرمنوں کے غلام ہوتے تو اچھا تھا؟

جواب: غلام غلام ہوتا ہے جس کا ہو۔ افریقی ریاستوں میں جرمنوں کی حکومت تھی۔ تو فرق بہت کم تھا۔ انگریزوں کا اور جرمنوں کا برتاؤ برابر برابر تھا۔ جرمن میں مذہب میں دلچسپی ہے مگر ہماری طرح نہیں۔

اب تو وہاں غیر جرمنوں کی پٹائی ہوتی ہے۔ انگریز اپنی قوم کا وفادار ہے، دوسروں کو بے وقوف بنانے میں ہوشیار ہے۔ اپنی کالونیز میں اپنے ہر کام کو ثابت کرنے کے لیے ناجائز حربے بہت کرتا ہے۔ جسے ہم اسلام میں جائز نہیں سمجھتے۔ اس اسلامی ملک میں انگلستان کی بات کیوں بتاؤں۔ کہ چھوٹا بھائی ہمارا اچھا بننے کی کوشش کرے۔ لوگ کیوں سمجھیں کہ ہم نے وہاں کچھ نہیں کیا۔

سوال: علی گڑھ سے پہلے کہاں تھے؟

جواب: گھر میں پڑھائی ہوتی تھی۔ دو سال کراچی میں نظر بند رہے۔

سوال: کتنے مرید ہوں گے آپ کے؟

جواب: ہم رجسٹر نہیں رکھتے۔ یہ حساب دل میں رکھتے ہیں۔ اپنی روایات پر چل رہے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! ترس گئے ہیں لوگ، نہ دنیا ان کے پاس ہے نہ دل۔ آپ کے پاس وہ اپنی ساری کائنات اٹھا لاتے ہیں۔ ایک پیاس جو بجھتی ہی نہیں سنا ہے ایک نگاہ سے تقدیریں بدل جایا کرتی تھیں؟

جواب: ہم سے تو انہیں سیاسی فائدے ملتے ہیں۔ برکتوں کا معاملہ اللہ ہی جانتا ہے۔ حروں میں سے ایک وزیر اعظم تو بن گیا اور کیا چاہئے۔ یہ ہی سلسلہ رہا تو حکومت بھی ملے گی۔ باری تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ دروازا مہربانوں کا کھلے۔ ہوسکتا ہے کہ دو چار اور بھی دروازے کھلیں۔ میں نے کوشش کی وہاں پر سکول کھلوائے، سڑکیں بنوائیں، حروں کے کام رکتے نہیں۔

سوال: حکومت کا تعاون تو حاصل ہوگا؟

جواب: ہاں بابا! مگر ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہاں وہابیت پھیلائی جائے کہ میرے مریدوں کی، ڈائریکٹ ڈائلنگ (گفتگو) اللہ سے شروع ہو جائے۔

سوال: دنیاوی کام تو کچھ نہ کچھ سیاستدان اپنے ووٹرز کیلئے کرتے ہیں۔ حر تو آپ کے مرید ہیں۔ اس کے علاوہ انہیں کیا ملتا ہے؟

جواب: بھئی میری طرف سے حضرت جبرائیلؑ، حضرت عزرائیلؑ کی طرف سفارشی خط اشو نہیں ہوتے۔ کسی مسلم لیگی، کسی افسر، کسی حکمران کے نام پر خط دے دیتا ہوں جسے وہ لوگ تعویذ کہتے ہیں۔ افسر اسے سلپ کہتے ہیں آپ کے ہاں اسے پرچی کہا جاتا ہے۔ میرے پاس آنے والے ایسی چٹ کو تعویذ کہتے ہیں۔ پیر سائیں کے پاس تعویذ لینے جا رہا ہوں مجھ سے پہلے بزرگ تھے ان سے ہوئی ہونگی یہ کرامات وغیرہ۔ میرے پاس تو یہ پرچی کا کام کرنے والا اللہ جل جلالہ ہے۔

سوال: عبادت کرتے ہیں آپ؟

جواب: کر لیتا ہوں۔ کم یا زیادہ، دل کی نرمی کے لیے، اپنے مطلب اور مقصد کے لیے نہیں کرتا۔ کوشش ہے کہ پیشانی پر ٹھپہ لگے۔ لوگ ماتھے پر مہر لگوانے کے لیے بے تاب ہوتے ہیں۔

سوال: راتوں کو جاگتے ہیں؟

جواب: راتوں کو سب جاگتے ہیں اپنے مطلب اور مقصد کیلئے نیکوکار بھی گنہگار بھی، جس کو جو جستجو ہوتی ہے مل جاتا ہے۔ ہماری ترقی رکی نہیں۔

سوال: لوگ بھٹکتے پھرتے ہیں کہ کوئی اللہ کا بندہ ملے۔ صاحب دل، کامل آدمی، جو صدیوں کے پار دیکھ

لیتے تھے دل ان کی مٹھی میں رہتے تھے۔قحط الرجال تو ہے یہ کیا قحط ہے آپ کو ملا ہوگا کوئی ایسا؟

جواب: ایسے بندے ضرور ملے، جو قبل از وقت بتا دیتے تھے دلوں کو پھیر دیتے تھے۔اب بھی ہیں بندے، اللہ کے بندے ہمارے ہاں ''ساڈے'' بندے بہت ہیں۔فیصلہ تو بارگاہ الٰہی سے ہوتا ہے۔سزا جزا تو وہیں سے ہے۔آدمی گڑگڑائے،اب اذانیں دینے کا مطلب سمجھ میں آرہا ہے۔میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔خود ہی بانگیں دے رہے ہیں۔راتوں کو جاگنے سے کیا ملا۔ہم جب واپس انگلستان سے آئے تو ہم سے لکھوانا چاہتے تھے کہ ہم سیاست میں حصہ نہیں لیں گے۔کسی سیاسی آدمی سے بغیر اجازت نہیں ملیں گے۔ہم نے انکار کردیا۔وہاں سے اب تک دیکھ لیں۔ترقی آپ کے سامنے ہیں۔اب سیاست سے باہر نہیں نکل پاتے۔

سوال: چلّہ کاٹا کبھی؟

جواب: چلہ کبھی نہیں کیا۔اس دور میں غوث قطب کو ظاہر ہونے کی ضرورت ہے؟ پیر پنجر (قالب) کے ہوتے ہیں۔کسی نجومی کی کیا ضروت ہے۔پیر فضل حق کے بعد باقی فضل کہاں سے نازل ہوگا۔

سوال: اتنے حاکم گزرے۔کوئی ہے جس کیلئے آپ کی پسندیدگی زیادہ ہو؟

جواب: آپ ہی ایسے حاکم کا نام بتادو۔گزرے ہوئے یا گزرنے والے جتنے حاکم ہیں کوئی ہمارا خیر خواہ نہیں۔حکمران اور سیاستدان میرے لیے کہتے ہیں کہ یہ غیر سنجیدہ غیر سیاسی اور مسخرہ ہے میں کیسا ہوں یہ فیصلہ میرے بعد لوگ کریں گے وہ جو میرے لئے کہتے تھے ان کی زندگی میں خود ان کیلئے ثابت ہوگیا اور میرا ارادہ ابھی مرنے کا نہیں۔

سوال: موت کیا ہے، یہ زندگی کیا ہے، کیا راز ہے اس کائنات کا، آپ تو بہت کچھ بتاتے رہتے ہیں نا معلوم دنیاؤں کی خبر لاتے ہیں جیسے نا دیکھا ہوا سامنے ہوتا ہے آپ کے، کچھ تو بتائیں؟

جواب: جیسی زندگی ہے ویسی موت ہے، اس لحاظ سے زیادہ زور نہیں دیا دماغ پر۔ایک کتاب انگلینڈ سے لایا۔پہلا صفحہ کھولا تو لکھا تھا کہ ہر آدمی کو اس سے پتہ چلے گا کہ اس نے کب مرنا ہے، کہاں مرنا ہے میں نے کتاب پھینک دی۔ہمیں کیا ضرورت ہے۔اس طرح سوچنے کی تب ہی تو ہم جوان ہیں۔

(میں نے اس 67 سالہ جوان بوڑھے کی طرف دیکھا وہ کسی طرف سے کسی طرح بوڑھا نہیں لگ رہا تھا داڑھی کی سفیدی سچ نہیں بول رہی تھی۔کچھ لوگ عمر کی قید میں نہیں آتے۔کسی قید میں نہیں آتے۔آزاد منش لوگ اپنے بارے میں بہت سے فیصلے خود کرتے ہیں۔پیر صاحب تو اس کا تردد بھی نہیں کرتے۔کچھ لوگوں کی مرضی کے مطابق خود بخود فیصلے ہوتے چلے جاتے ہیں۔)

سوال: سگریٹ بہت پی رہے ہیں آپ، کیا ملتا ہے اس سے؟

جواب: عادت ہوگئی ہے۔کیورنگ (علاج) ہوتی ہے اس طرح دل کو بہلائے رکھتی ہے۔ہمارا غم

اتنے میں ہی غلط ہو جاتا ہے۔

سوال: آپ خوش طبع ہیں خوش حال ہیں، خوش گوار ہیں، خوش باش ہیں آپ کی خوشی کا پتہ چلتا ہے غم کا نہیں۔ ایسے میں غم میں اور گہرائیوں میں کہیں گم ہو جاتا ہے۔ رہتا ہے دوسروں کو نظر نہیں آتا۔ کچھ ایسے لمحے جب آپ اس سے بھی زیادہ خوش ہوئے ہوں؟

جواب: تھے ایسے لمحے۔ ایسے لمحے تھے۔ بہت خوشی ہوئی جب مجھ سے زیادہ پڑھا لکھا، تجربہ کار نا کام ہوا اور میرا نقطہ نظر صحیح نکلا۔ میرا ایک مخالف ہے۔ بہت پڑھا لکھا۔ مگر ان کی سوچ ان کی ضروریات کے مطابق ہے۔ وہ بار بار پٹ جاتے ہیں۔ باری تعالیٰ مجھ پر بہت مہربان ہے وہ میرے حریفوں خود ہی پچھاڑ دیتا ہے۔ مجھے کچھ کرنا ہی نہیں پڑتا ہے۔

سوال: آپ نے کبھی کوئی منصب قبول نہیں کیا۔ وزیر اعظم تک اپنے مرید کو بنوادیا۔ یہ اندر کی استقامت تھی کوئی یا کیا تھا؟

جواب: پہلے ارادہ ان کا دینے کا ہی نہیں تھا۔ وہ لوٹ مار میں لگے ہوئے ہیں۔ ابھی میرا ارادہ لینے کا نہیں ہے۔ انہوں نے تو مسلم لیگ کو لیز پر لے لیا ہے میں اس ذمہ داری سے بھی خود سبکدوش ہو گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ جنرل ضیاء جیسا تم کو نظر آتا ہے ویسا نہیں ہے۔

سوال: جی ایم سید کے جنازے میں گئے تھے؟

جواب: بعد میں تعزیت کی، آدمی ٹھیک تھا، مگر اسے مکھی کی طرح نکال باہر پھینک دیا۔

سوال: فلمیں دیکھتے ہیں آپ؟

جواب: ہاں دیکھتا ہوں۔

سوال: انگریزی والی دیکھتے ہوں گے؟

جواب: نہیں اردو بھی دیکھتا ہوں، جب چولی کے پیچھے کیا ہے والی بات آتی ہے تو عینک لگا لیتا ہوں۔

یہ انٹرویو 12 جون 1995ء کو روزنامہ پاکستان لاہور میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر اجمل نیازی

☆☆☆☆☆

کوئی بھی پارٹی بدعنوان نہیں ہوتی

سوال: سائیں! الیکشن کیسے نہیں ہونگے جب کہ ہر قسم کی تیاریاں ہورہی ہیں، الیکشن کمیشن بھی الیکشن کا شیڈول لانے والی ہے؟

جواب: نظام الٰہی یہ ہی بتاتا ہے۔ 18 سال پہلے جنرل ضیاء نے بھی الیکشن کی تیاریاں کروائی تھیں اور بعد میں سب امیدواروں کو کہا کہ ''تھینک یو'' اب آپ جاکے آرام کریں۔ میں بھی اپنی پارٹی کے امیدواروں کو کہتا ہوں کہ اپنے پیسوں پر رحم کرو۔ ہاں باقی ووٹروں کے پاس بھلے جاؤ، ان کی چائے پیو اور ہو سکے تو انہوں کی ہی بجلی استعمال کرو۔

سوال: فیملی پلاننگ کہاں تک پہنچی؟

جواب: فیملی پلاننگ کچھ ہوئی ہے اور کچھ ہوگی۔

سوال: ممتاز بھٹو سے الیکشن اتحاد کا امکان ہے؟

جواب: ہم فیڈریشن (وفاقیت) پر یقین رکھتے ہیں اور ممتاز بھٹو کنفیڈریشن (صوبائیت) پر۔ کنفیڈریشن کی سب سے پہلے رامے نے بات کی تھی۔ ہم بنیادی اصولوں پر اختلاف رکھتے ہیں۔ کیونکہ فیڈریشن ٹوٹ کے کنفیڈریشن بن سکتا ہے مگر کنفیڈریشن کبھی بھی فیڈریشن نہیں ہوسکتا۔

سوال: الیکشن اتحاد کے لیے پ پ سے بات چیت ہوسکتی ہے؟

جواب: سیاست میں کوئی بھی چیز ناممکن نہیں۔

سوال: آپ نے خود ہی تو کہا ہے پ پ بدعنوان ہے؟

جواب: کوئی بھی پارٹی بدعنوان نہیں ہوتی۔ ان کے لیڈر اور ورکر بدعنوان ہوسکتے ہیں۔

سوال: بےنظیر بھٹو نے کہا ہے کہ پی پی کو توڑنا ملک کو توڑنے کے مترادف ہے؟

جواب: مسلم لیگ ایک سے تین ہوگئیں ملک نہیں ٹوٹا۔ باقی بین الاقوامی طاقتیں اپنے پروگرام اور نقشے کی بنیاد پر کچھ بھی کرسکتی ہیں۔ پی پی کے ٹوٹنے سے ملک نہیں ٹوٹے گا۔

سوال: اسلام آباد میں جو پتھر جمع ہورہے ہیں وہ کس کو لگیں گے؟

جواب: پتھر روڈ وغیرہ بنانے کے لیے جمع کیے جاتے ہیں وہ یقیناً رولر کے نیچے آئیں گے۔

سوال: سنا ہے کہ ممتاز بھٹو آپ کے فرزند راجہ سائیں کیساتھ ملاقاتیں کر چکا ہے؟

جواب: بابا! آپ کے اخبار میں وہی کچھ چھپے گا جو ایڈیٹر چاہے گا، باقی سارا دن آپ بھلے کیسی ہی رپوٹیں تیار کریں، اسی طرح ممتاز کچے میں ہمارا پڑوسی زمیندار ہے، وہ اور راجہ سائیں بھلے ایک دوسرے سے ملیں۔ باقی ہوگا وہی جو ہم چاہیں گے۔

سوال: آپ نے کسی دور میں کہا تھا کہ ''بلاول'' ہمارا ہے؟

جواب: میں اب بھی کہتا ہوں کہ بلاول ہمارا ہے آگے چل کر مسلم لیگ میں شامل ہوگا۔

سوال: حاکم علی زرداری نے کہا ہے کہ آصف علی زرداری پے جو مصیبتیں آئی ہیں وہ بے نظیر سے شادی کرنے کے سبب آئی ہیں؟

جواب: وہ گھر کا فرد ہے، میں تو ان کے گھر کا فرد نہیں ہوں، وہ اچھی طرح جان سکتا ہے، باقی شادی ایک اقتصادی سمجھوتہ ہے، جو کسی بھی وقت ٹوٹ سکتا ہے۔

سوال: بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ آصف کو جیل میں زہر دے کر مارنے کی سازش کی جارہی ہے؟

جواب: یہ دوسری عالمی جنگ کے بعد والے ایک واقعے جیسا ہے، جس میں ایک خاتون جیل میں قید اپنے جنگی قیدی شوہر سے ملاقات کے دوران رخصتی والے بوسے کے وقت اپنے منہ میں پڑا اہواز ہر کا کیپسول اپنے شوہر کے منہ میں منتقل کر دیا تھا۔ جو اس قیدی نے کھا کر پھانسی سے پہلے خودکشی کر لی۔ اب یہ جیل والوں کا کام ہے کہ ملاقات کے وقت دیکھیں کہ بے نظیر کے منہ میں ایسا کوئی کیپسول تو نہیں۔

سوال: سانگھڑ والے حلقوں پر اردو بولنے والوں اور پنجابیوں کے ووٹ حاصل کرنے کے لیے ایم کیو ایم اور نواز گروپ سے بات چیت کے امکان ہیں؟

جواب: الیکشن کہاں ہو رہی ہے؟ بہر حال میں ان سے بات چیت کرنے کے بجائے پ پ اور مخدوم خاندان سے کیوں نہ بات کروں۔ نواز شریف اپنی سیاست کے ذریعے سندھ کے دیہات میں سندھیوں اور پنجابیوں میں ٹکراؤ پیدا کرنا چاہتا ہے اور ہم اسی ٹکراؤ کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

سوال: بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ عدالت نے لاہور کے بیٹے (نواز شریف) کو بحال کیا تھا۔ اب لاڑکانہ کی بیٹی (بے نظیر) کو بھی بحال کرے گی۔

جواب: مجھے اچھی طرح علم ہے کہ پنجاب کی ایجنسیوں نے دو مرتبہ بے نظیر کو اقتدار پر بٹھایا۔

سوال: ملک کا مستقبل کیسے دیکھتے ہیں؟

جواب: جو سلسلہ چل رہا ہے اس کی انتہا مارشل لا ہے۔ پہلے میں کہتا تھا تو آپ گالیاں دیتے تھے، اب تو آپ (صحافی) خود لکھتے ہیں کہ 18 سال پہلے بھی ایسے ہی ہوا تھا اور اب بھی امکانات ہیں۔

سوال: آپ نے صدر لغاری کے لیے کہا تھا کہ اس کو اب اپنے گاؤں جانا پڑے گا؟

جواب: ہر کسی کو اپنے گاؤں ہی جانا پڑتا ہے۔ اس کا گاؤں ''چوٹی'' پر ہے۔ اسی لیے اس کو چوٹی پے ہی جانا پڑے گا۔

(ایک سوال کے جواب میں پیر صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ) اصل مسلم لیگ فنکشنل مسلم لیگ ہے جس کو عدالت نے بحال کیا ہے، باقی مسلم لیگ کے دوسرے دھڑے ایجنسیوں کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔

سوال: الیکشن کے بعد کیا سندھ کا وزیر اعلیٰ کسی سید کو بنایا جائے گا؟

جواب: ہر کوئی اپنی برادری کی طرف دیکھتا ہے۔ لکیاری بھی ہم میں سے ہیں اور ہم بھی لکیاری ہیں پر لکیاری لعل جب احتساب سے گزر کر آئے گا تب ہی اس کو حصے دار بنایا جا سکتا ہے۔

(اقوام متحدہ کے ممبر ملکوں کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہوئے اقوام متحدہ کے ایک اہلکار کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ) اس نے اقوام متحدہ کے ممبر ملکوں کی تعداد 800 ہونے کی بات کی ہے۔ یہ نئے ملک یورپ سے تو ہو نہیں سکتے۔ ایشیا اور افریقا ہی ان کا نشانہ بنیں گے اور اس سلسلے میں افغانستان کا بٹوارہ ناگزیر ہے۔

(ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ) میں علم جعفر اور کامن سینس کے ذریعے پیش گوئیاں کر سکتا ہوں، تو پھر تکبیر رسالے والے اور صحافی کیوں نہیں۔

(بلاول والے سوال کے بابت ایک صحافی نے وضاحت طلبی تو آپ نے فرمایا کہ) میرا بلاول کے باپ اور دادا سے کوئی سروکار نہیں البتہ یہ کہتا ہوں کہ بلاول ہمارا ہے۔

سوال: شادی اقتصادی نہیں پر سماجی معاہدہ ہوتا ہے؟

جواب: ہر کسی کا اپنا نقطۂ نظر ہے۔ میں اس کو اقتصادی معاہدہ سمجھتا ہوں، کیوں کہ حق مہر سے پہلے شوہر حق زوجیت بھی ادا نہیں کر سکتا۔

سوال: سائیں! آپ کے جواب مبہم ہوتے ہیں؟

جواب: میرے جواب مبہم نہیں ہوتے پر آپ کی سوچ دائیں بائیں ہوتی ہے۔

سوال: پ پ (بھٹو گروپ) کی رہنما غنویٰ بھٹو کا سیاسی مستقبل کیا ہے؟

جواب: مجھے تو اس کا کوئی سیاسی مستقبل نظر نہیں آ رہا۔

سوال: دوسری سیاسی پارٹیوں سے اتحاد ہو سکتا ہے؟

جواب: جو احتساب سے بچ نکلیں گے ان ہی سے اتحاد ہو سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اکاؤنٹبلٹی (احتساب) ہو، جنہوں نے لوٹ مار کی ہے ان سے ملک کو نجات ملے۔ دنیا کے ہر ملک میں اکاؤنٹبلٹی ہوتی ہے۔ پاکستان میں ہی ایسا معاشرہ ہے جہاں اکاؤنٹبلٹی نہیں کی جاتی۔

سوال: عمران خان کے بارے میں؟

جواب: ایک لکھنؤ کا اہل زبان ہے اور ایک میانوالی کا اہل زبان ہے، ہم کس کی زبان پر اعتبار کریں۔

(بقیہ پریس کانفرنس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے) پیر صاحب نے پریس کانفرنس دوران یہ بھی بتایا کہ سابقہ نگران وزیراعظم معین قریشی کو جب نگران وزیراعظم مقرر کیا گیا تھا تو اس کو وطن پہنچنے پر ایئرپورٹ پر نیا قومی شناختی کارڈ دیا گیا۔

پاکستان کے مستقبل کے بارے میں آپ نے فرمایا ''عالمی قوتیں پاکستان کے موجودہ جاگرافی میں ردوبدل کرنے کے لیے باقاعدہ نقشہ بنا کے بیٹھے ہیں۔ یورپ میں چھپی ہوئی کتاب ''ٹوئن ارا'' کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ ''میں کبھی بھی ہوا میں بات نہیں کرتا، جب کہ میں نے خود وہ نقشہ دیکھا ہے، اگر افغانستان ٹوٹ گیا تو پھر پاکستان کے توڑنے کا عمل تیز ہوسکتا ہے۔''

سوال: امریکی صدر بل کلنٹن نے کہا ہے کہ اب جنوبی ایشیا ہمارے خاص ایجنڈا پر ہے؟

جواب: ''یو پاکستانیز آر انڈر اسکروٹنی'' (آپ پاکستانی اب جانچ پڑتال کے عمل میں ہیں)۔

ملکی سیاست کے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ ''پاکستان میں صفائی ہونے والی ہے جو بچیں گے وہی سیاست کریں گے۔ اگر الیکشن ہوگئی تو وہ ''پل تھرو'' الیکشن ہوگی۔ (کافی صحافی اصل لفظ نہیں سمجھ سکے اور انہوں نے ''پل تھرو'' کو ''پھلترو'' لکھ دیا) میں ''پی'' والے پل تھرو کی بات کر رہا ہوں۔ (پل تھرو کا مقصد یعنی الیکشن میں مخصوص آدمی اوپر آجائیں گے)۔''

پریس کانفرنس دوران یہ بھی انکشاف ہوا حاکم علی زرداری نے ''جاموٹ ہاؤس'' پر پیر صاحب سے ایک اہم ملاقات کی ہے، جب پیر صاحب سے اس ملاقات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ''حاکم علی زرداری سے ہاتھ ملایا چائے پی، اس کا ہاتھ کافی وزنی اور گرم تھا۔''

سوال: کیا یہ گرمی اس کی اپنی تھی یا آصف علی زرداری کی؟

جواب: وہ گناہوں کی گرمی تھی۔ (اس کے علاوہ آپ نے ملاقات کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا)۔

عام رائے یہ تھی کہ حاکم علی زرداری، آصف زرداری کی جان بخشی کے لیے اصل طاقتوں کو سفارش کروانے کیلئے پیر صاحب سے ملے۔ اسی ذرائع کا کہنا ہے اسٹیبلشمنٹ کے پاس پیر صاحب کے اثر ورسوخ کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جنرل ضیاء کی مارشل لا کے دوران وہ پیر صاحب ہی تھے جنہوں نے بیگم نصرت بھٹو کو علاج کے واسطے زندان سے آزاد کرا کر باہر ملک جانے کو یقینی بنایا۔

پریس کانفرنس کے اختتام پر پیر صاحب نے صحافیوں سے سوال کیا کہ ''موجودہ ملکی حالات کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر کیا ہے؟'' جس پر ایک صحافی نے کہا کہ سپریم کورٹ بے نظیر حکومت کو بحال کرے گی پر بے

نظیر قومی اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ نہیں لے سکے گی، جس پر وہاں موجود ایک اور صحافی نے کہا کہ کوئی بے وقوف ہی وزیراعظم بنے گا۔ اس پر پیر صاحب نے فرمایا کہ ''نواز شریف سے زیادہ کون بے وقوف ہوگا۔''

آخر میں آپ نے جاموٹ ہاؤس سے نکل کر صحافیوں کو الوداع کہا۔

یہ انٹرویو 16 دسمبر 1996ء کو مہران میں شائع ہوا تھا۔



غیر مشروط طور پر ہماری گدی بحال

سوال: آپ کے خاندان کا تہذیب وتمدن اور ملکی سیاست میں کردار بہت اہم رہا ہے، آپ ملکی سیاست میں اپنی ذمہ داریوں کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

جواب: جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اس پالیسی پر عملدرآمد کیا جو ہماری روایت چلی آرہی تھی لیکن غیر ملکی حکومت اور ملکی حکومت کے حساب سے اس میں کچھ تبدیلیاں کرنا پڑیں اور کی گئیں اور ضیاء الحق صاحب کے ساتھ جو پہلی ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ کو کراچی میں یاد کیا تو میں نے انہیں یہ ہی عرض کیا تھا کہ آپ بڑی انسٹی ٹیوشن کو ہیڈ کرتے ہیں اور میں چھوٹی انسٹی ٹیوشن کو ہیڈ کرتا ہوں۔ انسٹی ٹیوشن کی پالیسی میں فرق نہیں آتا ہے۔ انسٹی ٹیوشن ایک بار بنانے کے بعد اس میں پالیسی کا تسلسل جاری رہتا ہے تاوقتیکہ کوئی بڑا واقعہ نہ ہوجائے۔ لہٰذا آپ اپنا خیال یا آئیڈیا مجھے بتائیں تو میں اپنی پالیسی کو اسی کے مطابق چلاؤں ایسا نہ ہو کہ آگے چل کر آپ کی اور میری پالیسی میں ٹکراؤ ہو پھر جو وہ چاہتے تھے اس کے مطابق ہم نے اپنی پالیسی تبدیل کی۔ اس پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس پالیسی پر چلنے کی وجہ سے یہ جمہوریت آئی اب یہ اور بات ہے کہ اس کو چلانے والے نا اہل ثابت ہوئے، اس کے بعد کوئی ایسی خاص پالیسی نہیں بنائی گئی جو پالیسی بنائی ہوئی تھی اس پر اب تک چلتے ہوئے آرہے ہیں۔ جو بھی وزراء اعظم پالیسیاں لے کر چلے وہ اپنا ریکارڈ چھوڑ کر جارہے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا، پھر تیسرا پھر پہلا پھر دوسرا۔

سوال: آپ نے لندن سے واپسی پر کون سی سیاسی جماعت میں شمولیت کی؟

جواب: ہم لوگ 53ء کے الیکشن میں حالانکہ مسلم میں تھے لیکن اپنا گروپ تھا اور 53ء کے الیکشن میں بڑا گروپ ہم لوگوں کا تھا۔ 37 میرے 35 غلام علی اور قاضی فضل اللہ کے اور 19 ارکان پیرزادہ عبدالستار کے ساتھ تھے۔ میر غلام علی اور ہمارے دوستوں کے برابر برابر کی وزارتیں ملی تھیں باقیوں کو ایک ایک وزارت ملی تھی جو پہلے آئی تھی سندھ کی حکومت وہ برطرف ہوئی جس میں سے 6 وزیر نکالے گئے اور پیرزادہ عبدالستار برقرار رہے۔ CONTINUE (جاری) کیا جن کو 54ء میں برطرف کیا گیا اور خان بہادر کھوڑو صاحب تھے جو اس وقت اسمبلی کے ممبر نہیں تھے ان کو وزیر اعلیٰ بنایا گیا۔ تا کہ سندھ اسمبلی سے ون یونٹ کا بل پاس کروایا جاسکے۔ وزیر اعلیٰ بنایا گیا تھا جس طریقے سے ون یونٹ کا بل حیدر آباد میں پاس ہوا جب کہ اپنے میر

صاحب اور دوسرے حضرات مختلف مقامات پر یہ جمع کیا گیا۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے یہ تاریخ ہے چونکہ وہ منتخب نہیں تھے ان کو 54ء اور 55ء کے آخر میں سانگھڑ سے منتخب کرایا گیا اور خان بہادر کھوڑو کو جس طریقے سے منتخب کرایا گیا وہ کنٹرول ڈیموکریسی کی ایک اپنی مثال تھا۔ سارے سانگھڑ شہر کو یرغمال بنایا ہوا تھا کوئی اندر والا باہر نہیں جا رہا تھا نہ باہر والا اندر آسکتا تھا۔ اس وقت ہمارا امیدوار ہاری حق دار لیڈر تھا وہ پہلے سے شہر میں آچکا تھا۔ صبح اس نے اپنا نامزدگی فارم جمع کرایا جس کو اٹھا کر پولیس نے ٹرک میں ڈال کر ''سرے واری موری'' لے جا کر اسے پھینک دیا گیا اور کھوڑو صاحب گھر میں سو رہے تھے ضلعی مجسٹریٹ انوار عادل صاحب جو ہمارے علی گڑھ کے دوست تھے آگرہ کے رہنے والے تھے انہوں نے اپنے چپڑاسی کو بلایا اور حکم دیا کہ گھڑی میں 12 کے بجائے 2 بجاؤ دو، گھڑیوں کے دو بجے تو انوار عادل نے اعلان کیا کہ آفس وقت ختم ہوگیا ہے جس کے بعد کھوڑو کو بلا مقابلہ کامیاب قرار دیا گیا۔ ون یونٹ میں پہلی بار ہمارے واسطے داروں اور حروں کو ریلف ملا کیونکہ سندھ حکومت کا ہولڈ وہ نہیں رہا پالیسی لاہور میں بنتی تھی جو سب کے لئے ایک تھی جس کے باعث ہم دوسرے درجے کے شہری کے بجائے سندھ میں برابر کے شہری ہو گئے اور پھر ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب بھی سندھ کی ایسی حکومت آئی ہے جو ہماری نہیں تھی اس نے ہمیشہ حروں کو انتقام کا نشانہ بنایا اور زیادتیاں ہوتی رہیں چونکہ پالیسیاں تو برطانوی حکومت کی تھیں اس کو یہ لوگ چلاتے ہوئے آئے تھے۔ جب ہم انگلینڈ سے آئے تھے تو سندھ حکومت والوں نے لمبی شرطوں کہ فہرست دی کہ یہ بھی نہیں کرنا وہ بھی نہیں کرنا جو ہم نے قبول نہیں کیا تھا اور جیسے ہی دین محمد گورنر بنے انہوں نے غیر مشروط طور پر ہماری گدی بحال کی۔ لیکن جب پیپلز پارٹی کی حکومت آئی آپ نے دیکھا کہ ہمارے آدمیوں کو ملازمتوں سے نکالنا ان کی زمینیں منسوخ کرنا معمول بن گیا۔ جب وہ آئے یہ ہی ہوا اور جب نواز لیگ کی حکومت آئی تو ہمارے حق میں تو نہیں تھی ہمارے خلاف تھی البتہ ون یونٹ کے بعد پہلی بار چین کی زندگی بسر ہونے لگی اور لوگوں نے ترقی کی اور ہر حال میں روک ٹوک کے بغیر آگے بڑھنے لگے اور 65ء کی لڑائی کے بعد حالات ضرورت سے زیادہ حروں کے حق میں ہوئے اور خوشحالی اور ترقی بڑھتی رہی۔

سوال: جنگ 65ء میں پاکستان کے 16 سو مربع میل کا علاقہ فتح کیا تھا جس میں سے 12 سو مربع میل علاقہ رحیم یار خان سکھر میں حروں نے فتح کیا تھا؟

جواب: چونکہ یہاں آرمی تو نہیں تھی رینجرز بیٹھے تھے اور رینجرز کوئی زیادہ حصہ حاصل نہیں کر سکتی تھی ایک بڑا علاقہ حروں نے فتح کیا تھا جس کو پھر فوج نے آکر مؤثر طور پر کنٹرول کیا۔

سوال: یہ حروں نے از خود کارروائی کی تھی یا فوج کے ذریعے کی تھی؟

جواب: رینجرز پولیس بھی تھی اور تھوڑی بہت فوج بھی تھی۔ انہوں نے مل کر کام کیا تھا۔ مجاہد فورس 62ء کے لگ بھگ بنائی گئی تھی یہ ایک فوج کا حصہ ہے کوئی ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے اس وقت یہ نہیں تھی اپنے

اپنے اضلاع میں رضا کارانہ طور پر کام کرنے کے لئے متعین کی تھی، لیکن جب سیلاب آئے تو بھٹو صاحب نے پھر وہ کلاز (فقرہ) ہٹادیا اور وہ سارے پاکستان میں کام کرنے لگ گئی اور اس فورس کے لوگ جب سکھر اور اس کے علاقے میں سیلاب کا خطرہ تھا تو پھر وہاں مدد کرنے آئے۔

سوال: ضیاءالحق سے جو آپ کے تعلقات تھے اس کی وجہ کیا تھی؟

جواب: ضیاءالحق سے تعلقات کی وجہ تو یہ ہی میں نے بتائی کہ پی این اے تحریک میں ہمارے کردار کو جو انہیں نظر آیا ان لوگوں نے سمجھا کہ جو مثبت رویہ تھا وہ صرف ہمارا تھا، لیکن ان کے کیا مقاصد تھے ان ہی کو پتہ ہوگا۔ تحریک میں مجھے جو سپرد کیا گیا تھا اس کو کس طرح چلایا جائے وہ پی این اے یا مسلم لیگ کی پالیسی نہیں تھی بلکہ میری ہوگئی تھی جس دن انٹرنیشنل پریس آئی اور ان کو پی این اے کے سربراہوں نے سہالہ ریسٹ ہاؤس سے کچھ نہ دیا تو جب میں نے زور دیا تو پھر ایک چھوٹا سا ٹکڑا پروفیسر غفور نے لکھ کر دیا جو میں خاکساروں کو دیا کہ اب آپ جا کر پریس کو بریف کریں لیکن جب مجھے انٹرنیشنل پریس کا سامنا کرنا پڑا تو پی این اے کی کوئی پالیسی تھی ہی نہیں۔ جیسے آپ نے دیکھا کہ نواب زادہ نصراللہ صاحب سے بی بی سی پر جب خاتون رپورٹر نے سوال پوچھا تو وہ معقول جواب بھی نہ پائے جواب اس پالیسی سے ہٹ کر میں نے دیئے جو کہ پیر پگارو کی اپنی پالیسی تھی، ہوسکتا اس کی وجہ سے ضیاءالحق قریب آئے۔

سوال: اصغر خان کا کہنا یہ تھا کہ جب آخری دور میں پیر صاحب اور کچھ اور لوگوں نے اندرون خانہ معاہدہ کرلیا تھا اور میں نے اس سے منع کیا تھا اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: معاہدہ تو کوئی نہیں تھا اصغر خان کیا کر سکتے تھے۔ اگر اندر سے ان کا معاہدہ جو بھی تھا تو وہ سیدھا ان کے ساتھ تھا میرے ساتھ نہیں تھا اور PNA میں بھی جب PNA کے لیڈر سہالہ ریسٹ ہاؤس سے آزاد ہوکر نکلے تو مجھے حکم دیا کہ اب اس کو ڈیل نہیں کریں گے کیوں کہ پریس کو تو میں اسی پالیسی پر لے کر چلتا جس پالیسی پر میں چلا تھا۔ پھر ان کی پالیسی کے نتیجہ میں مذاکرات اتنے لمبے ہوئے جو بے معنی تھے اور ایک دن مارشل لا ہی لگانا پڑا اور جب ضیاءالحق صاحب نے سندھ کی صورتحال دیکھ کر اور پھر جو اس وقت کا کارواں تھا سیاست میں ان کی وجہ سے ان کو میرے ساتھ کی زیادہ ضرورت تھی، ان کا بہر حال ہر لیڈر نے اپنے اپنے حساب سے ساتھ دیا۔ ہمارا ضیاءالحق کے ساتھ تعاون آزادانہ تھا اور اس کا معاوضہ نہ ہم نے مانگا تھا اور نہ انہوں نے دیا۔

سوال: بھٹو نے آپ کو اسلام آباد میں زیر حراست رکھا تھا اور پھر آپ سے ملنے بھی آئے گویا کہ آپ سے اتنے خوف زدہ تھے کہ تحریک میں کھلا بھی نہیں چھوڑنا چاہتے تھے اور جب بند کیا تو آپ کو ناراض بھی نہیں کرنا چاہتے تھے؟

جواب: نہیں ایسی بات نہیں ہے بھٹو نے مجھے بیکار آدمی سمجھا تھا جیسے لوگ سمجھتے ہیں کہ میں بیکار آدمی

ہوں لیکن مجھ سے ملنا چاہتے تھے اور تیسری جگہ پر میں ملنا نہیں چاہتا تھا میں نے منع کر دیا تھا اور اسلام آباد کلب میں کھانے کا بندوبست کیا میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں چار آدمی اپنے ساتھ لاؤں گا تو وہ ان آدمیوں کے سامنے ملنے کے لئے تیار نہیں تھے اکیلا تو مجھے کمرے میں بند کر کے ہی مل سکتے تھے وہ ملنے آئے میں کمرے میں بند تھا۔ انہیں مجھ سے بات کرنی تھی ان کا خط تھا جو PNA کے صدر کو لکھا تھا کاپی مجھے بھیجی تھی وہ PNA سے گفتگو کرنے کے لئے پہلے تیار نہیں تھے۔ مجھ سے گفتگو کرنے کے بعد تیار ہوئے اور مجھ سے کہا کہ اگر آپ PNA کا ساتھ نہ دیں تو میں سب کا خاتمہ کر دوں گا۔ تو میں نے کہا کہ آپ کا ہمارا ساتھ چلنا ناممکن بات ہوگئی ہے اگر میں آڑے نہ آتا تو ان سب کا کام ہو ہی جاتا۔

سوال: آپ کی گرفتاری پر سانگھڑ کی طرف ردعمل ہوا تھا؟

جواب: پولیس کی زیادتی تھی جس پر سانگھڑ میں ری ایکشن ہوا تھا زیادہ نہیں کچھ نہ کچھ پولیس کی زیادتیوں کے خلاف ری ایکشن ہو جاتا ہے۔

سوال: PNA کی تحریک کے لئے ایک بات جو بعد میں کہی جاتی ہے کہ چونکہ بھٹو ایٹم بم تیار کر رہا تھا تو مغرب کے اشارے پر اس کے خلاف تحریک چلائی گئی؟

جواب: اس کے بارے میں علم نہیں البتہ U.D.F پہلے بنا U.D.F میں دو جماعتیں شامل ہوئیں تو انہوں نے نام تبدیل کروایا۔ U.D.F کا صدر میں تھا مجھے ہٹانا بھی نہیں چاہتے تھے جب جماعت کا نام تبدیل ہو گیا تو دوبارہ الیکشن کرایا جو وہ چاہتے تھے وہ نہ ہوا کچھ لوگ اصغر خان کا اور ہم لوگوں نے مفتی محمود کا ساتھ دیا تھا اور جب الیکشن کے خلاف احتجاج شروع ہوا اور بائی کاٹ شروع ہوا تو فیصلہ تو پنجاب سے ہو کر یہاں آیا تھا ہم نے تو ان کے فیصلے کو قبول کیا کیوں کہ JUP والوں نے تو کہا کہ ہمارے تو جتنے امیدوار تھے ہمارے پاس ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نے تو امیدواروں کو کہیں سیٹ ہی نہیں کیا ایک گلے میں پڑ گیا تو اس کی ہمیں فکر ہی نہیں ہے وہ منتخب ہوتے ہیں یا نہ ہوتے ہیں لیکن کیوں کہ وہ پنجاب کا فیصلہ تھا کس نے کرایا کیسے کرایا وہ ہم سنتے ہی رہتے ہیں۔

سوال: ایک بات کہی جاتی ہے کہ بھٹو ضیاء الحق کو برطرف کرنا چاہتے تھے اس کی اطلاع غلام اسحاق نے ضیاء الحق کو دیدی تھی جس کے باعث فوری مارشل لا لگ گیا؟

جواب: یہ مجھے نہیں پتہ۔

سوال: ضیاء الحق صاحب سے آپ کا رابطہ شروع میں ہی ہو گیا تھا یا دیر میں ہوا؟

جواب: براہ راست تو میرا ان سے رابطہ نہیں ہوا تھا ان کے ایک دوست تھے جنرل جہانزیب جو پولو پلیئر تھے انہوں نے کہا کہ ضیاء الحق بڑا نیک نمازی ہے، تہجد گزار ہے اب حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ ان کو کچھ دنوں کے لئے ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں تو اس معاملے پر آپ کو تو اعتراض نہیں ہوگا، جس پر ہم نے کہا

مجھے کیا اعتراض ہے مجھے یہ علم نہیں ہے کہ PNA کی تحریک کے دوران یہ بات ضیاء الحق نے جہانزیب سے کہی یا جہانزیب جو کہ ضیاء الحق کا دوست تھا اس نے اپنی طرف سے مجھ سے پوچھا۔ ملتان میں یہ کمانڈنگ آفیسر پولو پلیئر تھے اور انہوں نے یونس سائیں (صدرالدین شاہ) کو جونیئر سیٹ دیا اس کی وجہ سے جہانزیب سے تھوڑی واسطے داری تھی، شاید اس وجہ سے انہوں نے مجھ سے پوچھا بہرحال میں نے کہا کہ مجھے کیا اعتراض ہوگا اس سے (بھٹو سے) جو نجات دلائے ہمیں وہ قبول، اصغر خان سے ان کے تعلقات تھے، مجھے اس دن سمجھ میں آئے کہ اصغر خان نے صبح کو بتایا کہ آپ کو شام کو گھر چھوڑ دیں گے تو وہ سمجھ رہے تھے کہ کرتا دھرتا اصغر خان ہوں گے اس سے زیادہ مجھے پتہ نہ تھا لیکن شام کو ایسا ہی ہوا کہ مجھے فیلڈ روڈ پر پہنچا دیا گیا باقی ادھر ادھر جو جانے تھے چلے گئے لیکن اصغر خان کچھ نہ بنے لیکن یہ تو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اسلام آباد میں پاکستان کے توڑنے کا فیلڈ مارشل (ایوب خان) نے انکار کیا اس نے کہا میں پاکستان ٹوٹنے کے معاملے کی صدارت نہیں کر سکتا اس کی ساری تقریر میں مستقبل کیلئے اشارہ ہی یہ ایک تھا۔

سوال: آپ کا کچھ عرصہ عوامی لیگ میں بھی گزرا؟

جواب: عوامی لیگ میں ہم نے پہلا کرتب دکھایا ہے۔

سوال: حسین شہید سہروردی والے دور میں کرتب دکھایا تھا؟

جواب: نہیں یحیٰی والے دور میں جب سندھ میں سب جماعتیں ایک ہوگئیں اور مجھے ایک ہی کو باہر رکھا گیا اور اس وقت ہم کنونشن لیگ میں تھے تو میں نے ان سے کہا کہ جناب یہ تو کونسل مسلم لیگ میں چلا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں ہمارے ساتھ ہے۔ جب حیدرآباد میں میٹنگ ہوئی تھی تو اس میں یونائیٹڈ فرنٹ جو سندھ کی تھی، اس میں، میں ہی باہر رہا تھا باقی اس میں تھے میرے لئے اور کوئی راستہ نہیں تھا کہ ہاتھ ایسا ماروں کہ نہ تخت ملے تختہ، پھر میں نے جام صادق علی کو ڈھاکہ بھیجا جو وہاں ان سے بات کر کے آیا اور وہ جب کراچی آئے تو ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا (شیخ مجیب) ایئرپورٹ سے سیدھا یہاں ہمارے پاس آ گئے ہم سے کچھ سرکاری واسطے داروں نے کہا کہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی مسلم لیگی مشرقی پاکستان سے منتخب ہو یا عوامی لیگ کا مغربی پاکستان سے منتخب ہو یہ سرکاری لوگوں نے یہ کہا تھا نام مینشن (ذکر) کرنا ضروری نہیں ہے۔

سوال: مطلب کہ وہ علیحدگی کی بنیاد رکھ رہے تھے؟

جواب: میں تو سمجھ گیا تھا کہ اصل کھیل کیا ہے میں نے اس سے کہا کہ میرا عید کے بعد عوامی لیگ چھوڑنے کا پروگرام ہے تب تک میں اس میں ہوں اس کے بعد میں نے عوامی لیگ چھوڑنے کا اعلان کیا تھا اور پھر وہی ہوا کیوں کہ میں عوامی لیگ کے پیسے کو فیس نہیں کر سکتا تھا جو پیسہ وہاں جمع تھا اور پھر میں نے عوامی لیگ چھوڑ دی۔

سوال: آپ کو کہلانے کا مطلب یہ ہوا؟

جواب: مطلب یہ تھا کہ بھائی آپ عوامی لیگ کو چھوڑ دیں۔

سوال: آپ تو جیت کر آ جاتے؟

جواب: بھائی میں تو نہیں تھا میرے آدمی تھے۔ کیوں کہ عوامی لیگ تین لاکھ اور ایک جیپ ہر امیدوار کو دے رہی تھی یہاں بڑی بھگدڑ تھی ہم لوگوں کے جانے کے بعد یہ ہوا کہ اوروں کے جانے کا راستہ بند ہو گیا اور یہ جو یونائیٹڈ سندھ فرنٹ قائم ہوئی تھی وہ ٹوٹ گئی اور ٹوٹنے کے بعد یہ ہوا کہ سب کے سب جسٹس لاری، جی ایم سید، قاضی فضل اللہ اور سارے میری ٹیبل پر آئے میں ان کی ٹیبل پر منت کرنے جاتا بجائے اس کے وہ میرے پاس آئے یہ ہمارا پہلا سیاسی کرتب تھا۔ الیکشن سے چھ ماہ پہلے جی ایم سید یا دوسرے فائدہ نہ اٹھا سکے یہ اور بات تھی کہ سیلاب آیا اور انتخاب کا ہونا مسئلہ بن گیا۔

سوال: ضیاء الحق کا جب دور آیا تو اس میں ایک بات کہی جاتی ہے کہ جس کا احساس آج تک ہے کہ اس نے اپنی مخالفت توڑنے کے لئے قومی پارٹیوں کو نقصان پہنچایا اور علاقائی پارٹیوں کو فروغ دیا آپ ان کے ساتھ رہے تو آپ نے کیا محسوس کیا مثال کے طور پر جماعت اسلامی اور دیگر قومی پارٹیوں کو کمزور کرنے کی پالیسی پر عمل کیا گیا؟

جواب: جب ہم ضیاء الحق کی بات کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے اور جو آپ پوچھ رہے ہیں تو لگ بھگ اس بات کا جواب بھی ہوتا چلا جائے گا۔ ضیاء الحق صاحب نے کس کو توڑنے کی کوشش کی اور کس کو نہ کی یہ اور بات ہے ان کے خاص آدمی نے (کتاب) لکھی ہے۔ آپ اس پٹڑی پر چڑھ گئے ضیاء الحق نے جماعت اسلامی کو KILL (مردہ) اور پیپلز پارٹی کو زندہ رکھا اور قوم پرست جماعتوں کو آگے بڑھایا، REDUCE (پیچھے) صرف مجھے کرنے کی کوشش کی، جو غیر مشروط طور پر ساتھ دے رہا تھا اور ہم ان کے ساتھ جمہوریت کے فروغ اور قانون کی بالادستی کے لئے دے رہے تھے۔ ضیاء الحق صاحب اور ہم آخر وقت تک اپنی اپنی لائن پر رہے اور میں تو بولتا بھی رہا کہ ایک آدمی ہماری جیب کاٹ گیا ہے اس سے اپنی چیزیں واپس لینے کی حکمت عملی اختیار کرنی چاہیئے جو علاقائی پارٹیاں خاص طور پر سندھ میں تھیں ان کو بڑھایا گیا جی ایم سید کو سرٹیفکٹ ضیاء الحق نے دے دیا، ولی خان کو بھی سرٹیفکٹ انہوں نے دیا اور یہاں دوسرے سندھی لیڈر بھی انہوں نے پیدا کئے۔

سوال: آپ کو کیوں نقصان پہنچایا؟

جواب: وہ اس کا کوئی ذاتی معاملہ تھا جو آخر وقت تک بھی ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔

سوال: یہ بھی کہا جاتا ہے ضیاء الحق نے وزیراعظم کے لئے دو سیاستدانوں کے نام منتخب کئے تھے لیکن آپ کے ساتھ کھانے کی ٹیبل پر بات چیت ہوئی تو آپ کی تجویز پر ان دونوں کا نام ختم کر کے محمد خان جونیجو کو وزیراعظم نامزد کیا گیا۔ جس کے اثرات آج تک نظر آ رہے ہیں تو آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ضیاء الحق

نے آپ کو نقصان پہنچایا ہے؟

جواب: یہ تو سمجھنے کی بات ہے یہاں میں آپ کے سوال کو لمبا کرتا ہوں تا کہ اس بات کا جواب بھی ساتھ ساتھ آتا جائے، جب ضیاء الحق صاحب نے مختلف جماعتوں کی ایک حکومت بنائی تھی تو اس وقت مجھے میرا کوٹہ ملا تھا۔ ون یونٹ بنا تھا تو اس وقت طے ہوا تھا کہ حروں کو ایک وزیر دیا جائے گا جو پہلے سنجرانی جسے بعد میں محمد خان نے REPLACE (تبدیل) کیا اور محمد خان ہی ساتھ رہا اب جب پاکستان سمٹ کر صرف ویسٹ پاکستان رہ گیا تو ہمیں ایک کوٹہ ملنا تھا اس حساب سے جو محمد خان کو ملا۔ ہم نے محمد خان کا نام دیا کہ اس کو حصہ دیا جائے جس پر سید غوث علی شاہ کو رنج ہوا کیوں کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہاں بڑا کام کیا اور جوتے ہم نے کھائے، لیکن جب وقت آیا وزارت کو تو محمد خان لے جا رہا ہے میں نے پھر غوث علی شاہ کو سمجھایا کہ میاں وہ ویسٹ پاکستان میں وزیر تھا اور اس کی واقفیت اور دوستی ویسٹ پاکستان کے دیگر لیڈروں بالخصوص پنجاب کی لیڈر شپ کے ساتھ ہے جو بنیاد ہے مسلم لیگ کی اور ہمیں وہاں مسلم لیگ آرگنائز کرنی ہے اور آپ سندھ کے چیف منسٹر ہوں گے کچھ وقت کی بات ہے اور آپ کی ابھی لیول مرکز کی نہیں ہے۔ تو جب الیکشن ہوا اور یہ منتخب ہو کر گئے جیسے ہی الیکشن ہوا تو ایک صحافی یہاں آئے تھے میرے پاس بات کرنے اور اور کہا کہ دیگر جماعتیں بھی نام دے رہی ہیں آپ بھی نام دیں میں نے کہا بھائی جب وقت آئے گا تو نام دیں گے اس نے کہا کہ آپ نام نہیں دیتے تو میں ایس ایم ظفر کا نام آپ کی طرف سے شائع کر دیتا ہوں۔ ایس ایم ظفر جو مسلم لیگ کے سیکرٹری ہوئے تھے وہ صدر کی پالیسی کی بجائے اپنی ذاتی پالیسی کے لئے چل رہے تھے جبکہ مسلم لیگ کے آئین میں اس کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ذاتی پالیسی کی تب میں نے محمد خان جونیجو کا نام دیا اور پھر محمد خان جونیجو کا نام آنے لگا اور وہ اتفاقاً امیدوار بن گئے تھے۔ اس کا نصیب اس کے ساتھ تھا اور جب وقت آیا تو مجھے بلایا۔ مجھے ہمیشہ فیصلے کے بعد بلاتے تھے۔ میری رائے لینے کے لیے کیوں کہ ان کو پتہ تھا گڑبڑ اور ہنگامہ اسی کو کرنا ہے اور مجھے خریدا بھی نہیں جا سکے گا تو پھر میں نے ان سے کہا کہ آپ وزیر اعظم بلوچستان سے بنائیں، سرحد سے بنائیں، پنجاب سے بنا دیں، لیکن سندھ سے نہیں اگر سندھ سے بنانا ہے تو محمد خان جونیجو ہوگا اگر محمد خان جونیجو کو نہیں بناتے ہیں تو ٹھیک ہم ہاؤس میں خاموش رہیں گے آپ کی مخالفت نہیں کریں گے اور حمایت بھی نہیں کریں گے ان باتوں کا جنرل جہانداد کی کتاب میں ذکر نہیں ہے ان باتوں کا ریکارڈ ایوان صدر کے ریکارڈ میں موجود ہوگا میں نے یہ بھی کہا کہ سندھ کا چیف منسٹر میرا اعجاز نہیں ہوگا غوث علی شاہ ہوگا انہوں نے کہا کہ غوث علی شاہ کیسے وہ تو جج ہے جس پر میں نے کہا جناب میں نے پہلے کہا تھا کہ جناب راجہ سائیں کو تجربہ نہیں ہے اس کو کھلی سیاست میں چھوڑنا ہے تو آپ نے کہا تھا غوث علی شاہ کیوں نہیں ؟ میں راضی ہو گیا تھا اس لئے میں نے اس سے کہا کہ جب اس وقت غوث علی شاہ کیوں نہیں تو اس کا مطلب کہ یہ کمٹمنٹ تھی۔ میں نے غوث علی شاہ کو پہلے ہی کہا تھا کہ جج کی حیثیت اپنے آپ کو کنفرم نہیں کرانا ہے لیکن

وہ اسمبلی کا رکن نہیں ہے میں نے کہا کہ نہیں پہلے تو تھا کہ چھ ماہ کے اندر اپنے آپ کو منتخب کرا لے اگر پوچھتا تو میں نے خاں بہادر کھوڑو والی بات بتا دیتا انہوں نے پوچھا نہیں نوٹ کیا نوٹ کرنے کا مطلب ہو گیا تھا کہ وہ وزیر اعلیٰ بن گیا اگر وہ کسی اور کا نام دیتے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔

سوال: غوث علی شاہ کے لئے ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ جنرل جہانداد جو گورنر تھے انہوں نے غوث علی کو نامزد کیا تھا اور آپ نے شفقت جاموٹ کو نامزد کیا تھا؟

جواب: بکواس ہے میں نے آپ کو بتایا کہ محمد خاں جب وزیر ہوا اس وقت میں نے غوث علی شاہ سے کہا تھا کہ ہم تم کو وزیر اعلیٰ بنا دیں گے، تو پھر غوث علی شاہ کو جنرل جہانداد کیسے نامزد کر سکتا ہے۔ ہم سے اس وقت صوبائی حکومت اور کابینہ کے لئے دو نام لئے تھے غوث علی شاہ کو جج بنایا اور ذوالفقار جاموٹ کے خلاف ریکارڈ بنانا شروع کیا کہ وہ جنے سندھ کا اور پتھاریدار ہے۔ غوث علی شاہ سے پوچھ لیں کہ میں نے کیا کہا تھا جج بننے کے بعد غوث علی شاہ میرے پاس آئے اور کہا کہ میری کنفرمیشن کا چکر چل رہا ہے میں کیا کروں؟ تو میں نے انہیں منع کیا تھا کہ کنفرم مت ہونا چیف منسٹر سندھ ہو جاؤ گے۔ اب جنرل جہانداد دیوار کے اس طرف کیا کھیل کھیل رہے تھے میں دیوار کے اس طرف کھیل کھیل رہا تھا میں تو اپنا ہی کھیل جانتا ہوں جو میں دیوار کے اس طرف کھیل کھیل رہا تھا، ہوا وہی تھا جو ضیاء الحق صاحب سے طے ہوا تھا میر اعجاز اور الٰہی بخش سومرو کے لئے اس دن جب ملاقات میں یہ ہوا تھا کہ کون کون وزیر اعلیٰ بنائے جائیں میں نے کہا کہ پنجاب سرحد سے میرا واسطہ نہیں بلوچستان میں خان قلات یا جام (غلام قادر) اسپیکر ویسے غوث علی شاہ کے بارے میں جو انہوں نے کہا تھا وہ خود اس میں پھنس گئے اور میں نے ان سے کہا کہ غوث علی شاہ کو بنائیں اب جو بھی امیدوار بنتے ہیں اس کی رپورٹ تو بنا کر بھیجی جاتی ہے۔ رپورٹ بنانا یا اس رپورٹ کا کمال نہیں تھا لاجک (استدلال) اور ریزن (وجہ) کا کمال تھا وہ میرے لئے سیاسی طور پر جناب ہیلمٹ صاحب والا دن تھا۔ ٹوپی آرنوٹ ٹوپی والا دن تھا کیوں کہ ہم سب مؤرخ کے لئے کام کر رہے ہیں کچھ اپنی جیب کے لئے کام کر رہے ہیں کچھ مؤرخ کے لئے، میں مؤرخ کے لئے کام کر رہا تھا جو کمیونٹی (سماج) 53ء تک اسیر کمپنیوں میں رکھی گئی اس نے 85ء میں نہ صرف چیف منسٹر تو اپنے صوبے کا لیا جوان کا وکیل تھا بلکہ اسی ملک کی وزیر اعظم شپ دی گئی برابری ہمیں ملی 65ء کے بعد قوم کے مساوی ہوئے، ہمیں تو مؤرخ کے ساتھ چلنا تھا اس کو مضبوط کرنا تھا کہ ماضی پر نظر ثانی کرے اور ریکارڈ ایڈجسٹ شروع کر دیا۔

سوال: آپ کا سیاست میں ہمیشہ بڑا کردار رہا ہے آپ کیا سمجھتے ہیں کے ملک میں انگریزوں کی پالیسی جاری ہے یا تبدیل ہو گئی ہے؟

جواب: انگریزوں کی پالیسی وہی چلی آرہی ہے اور ضیاء الحق صاحب بھی اسی پالیسی کو مجبوراً لیکر چل رہے تھے۔ ضیاء الحق صاحب کے بارے میں میرے مرحوم بھائی اور میرا خیال ایک ہی تھا۔ اس وقت بھائی نے کہا تھا

کہ اس میں سننے کا بڑا حوصلہ ہے اور یہ ماسٹر آف ریسپشن ہے کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ سمجھتے تھے۔ میرے بھائی ہمیشہ ہر مضمون امتیازی نمبروں سے پاس کرتے تھے انہوں نے کہا تھا کہ ضیاء الحق اپنے دھوکے میں خود مار کھائے گا اور وقت نے ثابت کیا کہ ضیاء الحق نے اپنے دھوکے میں مار کھائی، خود اس نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا، انگریزوں کی پالیسی یہی چلتی رہی ہے چونکہ ہماری خالصتاً سوچ صرف مذہبی ہے اس میں کوئی ملا کھڑے، مجرے، دیگر خانقاہوں میں ہوتے ہیں وہ نہیں ہوتے اور میں سمجھتا ہوں کے ضیاء الحق کو ایک جو خطرہ تھا کہ میں اس کی کرسی لینا چاہتا ہوں جو غلط تھا میں نے 77ء میں کھلے عام کہہ دیا تھا کہ میں امیدوار نہیں ہوں اور جب سینٹ کا الیکشن ہوا اور میں اس میں منتخب ہوا تو اس نے مجھے بلا کر کہا کہ آپ چیئرمین ہو جائیں تو میں نے کہا کہ میری علمی لیاقت ایسی ہے نہ ہی قانونی اتنی واقفیت ہے مجھے ہر فیصلہ کے لئے آگے پوچھنا پڑے گا اور میں نے کہا میری کیا عزت رہے گی لیکن اس کو ہمیشہ سے خطرہ تھا کہ میں اس کی کرسی لینا چاہتا ہوں۔

سوال: سندھ کی وزارت اعلیٰ کے عہدے سے غوث علی شاہ کو جو ہٹایا گیا تھا کیا اس میں بھی آپ کا کردار تھا؟

جواب: نہیں غوث علی شاہ کے خلاف جو محمد خان نے مجھے بتایا تھا اور بتاتا رہتا تھا کہ پورے پنجاب کی لیڈر شپ اس کے خلاف ہے اور جب یہ بات اس نے مجھ سے کہی تھی تو اس وقت میں نے اس کو سمجھایا تھا کہ آپ کے اور مسلم لیگ کے حق میں غوث علی شاہ ہی بہتر رہے گا۔ سال ڈیڑھ سال ہوا تو پھر محمد خان نے کہا کہ جب ہم دو ایک طرف ہوتے ہیں تو تیسرے کو ماننا پڑتا ہے اور ہم دو (جونیجو اور ضیاء الحق) ایک طرف ہیں تمہیں ماننا پڑے گا۔ میں نے اسے یہ نہیں کہا کہ وہ ہم دونوں کو جب جی چاہے فٹبال بنا سکتا ہے کیوں کہ وہ یہ سمجھنے کو تیار نہیں تھا کہ مارشل لا ضیاء الحق نے ہٹائی ہے محمد خان جونیجو نے نہیں ہٹائی، لیکن وہ ہمیشہ کہتا رہا کہ مارشل لا ہم نے ہٹائی ہے جو آدمی سمجھتا ہی نہیں تھا تو اسے بتانے کی ضرورت نہیں تھی، حالانکہ میں نے اسے کہا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ نے مارشل لا ہٹائی ہے۔ مارشل لا جس نے لگائی تھی اس نے ہی ہٹائی ہے اور وہی آپ کو لایا ہے۔ ہر صوبے میں اقتدار اس نے دیا ہے لیکن وہ سمجھنے کو تیار نہیں تھا اور یہ کہا کہ جب ہم دو ایک طرف ہیں تو آپ کو ماننا ہی ماننا ہے تو میں نے کہا ٹھیک ہے تو اس نے کہا کہ کون ہے ہمارے پاس میں نے کہا کہ مظفر شاہ پھر اس نے کہا کہ اس سے تو میرے ضلع میں مسئلہ ہو جائے گا تو میں نے کہا تمہارا ضلع تو سانگھڑ ہے تمہارے ضلع میں کیسے مسئلہ ہوگا لیکن اس نے کہا کہ وہ میرے لئے مسئلہ پیدا کرے گا اور مجھ سے کہا گیا کے جونیجو نام دے گا تو میں نے کہا مجھے کوئی اعتراض نہیں اور پھر قاضی اختر علی وزیر اعلیٰ بن گئے یہ مجھے بعد میں پتہ چلا کہ یہ میرے دوست قاضی امام علی کا بھائی ہے کیوں کہ ان کی آپس کی نا اتفاقی کی وجہ سے ان کا کبھی ذکر ہوا تھا نہ میں نے ان کی شکل دیکھی تھی۔ قاضی امام علی کے ساتھ میری ون یونٹ سے واقفیت تھی اتنے سالوں میں کبھی قاضی اختر کا نام نہیں سنا تھا اور نہ مجھے معلوم تھا جونیجو نے کہا کہ غوث علی شاہ کی نواز شریف والے دیگر

مخالفت کر رہے ہیں اور صدر صاحب بھی اس کے خلاف ہیں جب غوث علی شاہ کو بتایا تو وہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھے اور جب الیکشن کا وقت آیا تو میں محمد خان کی مدد نہیں کر رہا تھا پھر اس نے اس کو بھیجا یا کوئی اور تھا میں نے کنفرم کرنے لئے یہ کنفرم کرے جب بات ہوئی محمد خان سے کہ جناب آپ نے کہا تھا کہ جناب جس طرف دو ہو جائیں گے تیسرے کو مان لینا ہے فوج نے آپ کو نکالا ہے اب آپ G.H.Q کو مانیں کیوں کہ اب میں اور G.H.Q ساتھ ہیں اب آپ مان لیں اس نے کہا نہیں مہربانی کریں پھر میں نے G.H.Q کی جو یہاں نمائندگی کرتا ہے اس سے کہا کہ آپ فون کریں صرف غوث علی شاہ کو یہ ثابت کرنے کے لئے اس نے یہ کہا تھا۔

سوال: جونیجو جس نشت سے ہارا عطا محمد مری اسی نشست سے الیکشن لڑتے تھے عطا محمد مری کو آپ نے روک دیا حالانکہ انہوں نے فارم بھرا تھا آپ نے ان کو روک کر جونیجو کے کاغذات جمع کرائے پھر محمد خان سے آپ نے اپنی حمایت واپس لے لی پھر وہ ہار گئے اس کی کیا وجہ تھی؟

جواب: محمد خان کی حمایت ہم نے ترک نہیں کی تھی بلکہ محمد خان جونیجو سے ہم نے کہا تھا بھائی اس نشست سے علی گوہر کو کھڑا کیا ہے اور آپ عمر کوٹ والی نشست پر کھڑے ہو جائیں تو ہم دورہ کریں گے اور آپ کو کامیاب کرائیں گے، لیکن اس نے کہا نہیں میں اسی نشست پر کھڑا ہوں گا میں نے کہا کھڑے ہو جاؤ میں نے عطا محمد کو دستبردار کرا دیا محمد خان جس پر انحصار کرتا تھا وہ شاہنواز جونیجو تھا لیکن وہ بھی اس سے پیچھے ہٹ گیا۔ محمد خان جونیجو کہتے تھے کہ اقتدار بڑی چیز ہے جو اقتدار کے وقت دوست ہے وہ اقتدار کے باہر اگر آپ کا دشمن نہیں ہے تو دوست تو ہے ہی نہیں۔ وہ ہی بات ہوئی۔

سوال: اچھا پیر صاحب! محمد خان جونیجو کا ایک دعویٰ اور تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اوجڑی کیمپ کا جو واقعہ ہوا اس پر تو میں نے تحقیقات کروائی تھی اس کی بنیاد پر مجھے ہٹایا گیا اور اسی وجہ سے بے نظیر کے دور میں نوشہرہ میں دھما کہ ہوا تو بے نظیر نے اس کی تحقیقات نہیں کرائی جس پر جونیجو نے کہا کہ بے نظیر تحقیقات کیوں نہیں کروا رہی لوگ اس سے کیوں نہیں پوچھ رہے پھر خود نے جواب دیا کہ اسے معلوم ہے کہ اوجڑی کیمپ کی تحقیقات کا کیا نتیجہ نکلا آج میں یہاں (گھر میں) بیٹھا ہوں اس میں کوئی ایسی بات تھی؟

جواب: یہ بات غلط ہے اوجڑی کیمپ سے پانچ چھ ماہ پہلے غلام حسین چشمے والا (سیاستدان والا) وہ میرے پاس لاہور آیا اور مجھے کہا کہ صدر صاحب محمد خان کو ہٹانا چاہتے ہیں آپ کا خیال ہے اس نے صدر کا نام لیا تھا اور مین نے اسے غیر ضروری سمجھا تھا لیکن میں جب PNA میں آیا تھا تو میں نے اسے اس وقت اہمیت نہیں دی تھی اور اسے غیر ضروری آدمی سمجھتا تھا اور مجھے پہلی بار پتہ چلا کہ یہ صدر صاحب کے دوست ہیں جب وہ میرے پاس صدر کا پیغام لائے حالانکہ صدر صاحب اور میرے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ کسی تیسرے آدمی کے ذریعے پیغام نہیں ہونگے۔ ڈائریکٹ بات ہوگی کیوں کہ پیغام تو کوئی بھی آدمی ان کا نام لے کر کہہ

سکتا تھا کہ صدر صاحب یہ فرماتے ہیں میں نے اسے کہا کہ صدر صاحب سے میں نے کہا تھا کہ وزیراعظم کہیں سے بھی لیں سندھ سے نہ لیں لیکن اگر سندھ سے لینا ہے تو محمد خان کو لیں اب ان کا جب جی چاہے ہٹا دیں مجھے کیا کرنا ہے اس کے بعد صدر نے مجھے بلایا ویسے ہر مہینے ملاقات ہوئی تھی صرف ایک بار ایسا ہوا کہ پانچ سے چھ ماہ بعد ملاقات ہوئی اور صدر نے مجھے بلایا تو میں نے کہا جناب آپ نے میری تو بے عزتی کی لیکن آپ نے اپنے آپ کی بھی بے عزتی کی ہے وہ بولا کیسے میں نے کہا کہ آپ نے غلام حسین کی معرفت پیغام بھجوایا آپ ڈائریکٹ بھی پوچھ سکتے تھے اور میں نے ان سے کہا آپ کو یاد ہوگا کہ میرے بیٹے نے جب ان سے (جونیجو) شوگر ملز کا پرمٹ مانگا تھا تو اس نے کہا تھا مجھے کہ پرمٹ تو آپ کے نام کا ہوگا لیکن آپ کا حصہ کم ہوگا۔ مینجنگ ڈائریکٹر اور بڑے حصے دار شیخ اسلام الدین ہوں گے۔ جس پر میں نے کہا کہ پرمٹ ہمارے نام کا ہو اور ہمارا ہی کم حصہ ہو اور ہم نے انکار کر دیا پھر میں نے محمد خان سے گزارش کی کہ میرا دوست شیخ ناصر لوتا شکار پر آنا چاہتا ہے اور ایک علاقہ ایسا ہے جس کا آپ پرمٹ دیں لیکن اس نے انکار کیا اور پھر میں نے آپ سے (صدر) پرمٹ لیا پھر آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ میرا آدمی (جونیجو) ہے۔ چوائس آپ کی تھی تو اوجڑی کیمپ کا واقعہ تو اس وقت ہوا ہی نہیں تھا جونیجو کو ہٹانے کا فیصلہ تو پہلے ہو چکا تھا اور میں قبول کر چکا تھا لیکن ضیاء الحق نے یہ کبھی نہیں کہا تھا کہ میں اسمبلی کو برطرف کر دوں گا مجھ سے بات کرتا تو میں کہتا کہ آپ کے پاس طاقت اور اختیار ہے آپ وزیراعظم کو ہٹائیں اور دوسرے کو لائیں چونکہ میں نے آئین بننے سے پہلے عرض کیا تھا کہ جناب جو بیلنس گورنر جنرل اور وزیراعظم، گورنر اور وزیراعلیٰ کے درمیان ہوا کرتا تھا۔ پری پریٹی وہ رکھیں تاکہ پھر کوئی بھٹو صاحب کی طرح نالائق آدمی نہ آئے کہ الٹے سیدھے کام میں لگ جائے اس نے کہا کہ رکھیں۔ لیکن چونکہ اس کی نیت کچھ اور تھی اس کی وجہ سے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کی تبدیلی کی بجائے اس نے الیکشن رکھا اور اسمبلی کو برطرف کر دیا ہماری آخری جو ملاقات تھی اس میں ساری بات کا پتہ چل گیا اس سے پہلے اندازہ تھا لیکن واضح بعد میں ہوا کہ وہ کچھ اور چاہتے تھے اوجڑی کیمپ کا محمد خان سے واسطہ نہیں تھا اور اوجڑی کیمپ میں محمد خان نے یا اس کے مشیروں نے کیا کروایا یہ مجھے پتہ نہیں لیکن اچھی رپورٹ میں سمجھتا ہوں کہ نہیں تھی کیوں کہ جو اس وقت وزارت دفاع کا وزیر مملکت تھا کہ ہم اپنا بوریا بستر لپیٹ رہے ہیں یعنی DISMISS (رخصت) ہو نگے۔ ضیاء الحق نے کہا تھا کہ ہم سویلین (عوامی) حکومت پروسیکیوٹر (چلانے والا) نہیں پروٹیکٹر (حامی) چاہتے ہیں اب ایک حصہ تو میں نے آپ کو بتایا ہے دوسرا بتایا ہی نہیں برطرف کرنے کا پلان پہلے سے تھا اب وقت اور کامن سینس (سوجھ بوجھ) کی بات تھی میں نے ایک موقع پر اس دوران کہا تھا کہ ہمارے گاؤں میں رمضان کے آخری ہفتے میں جگانے والے مولوی ماہ رمضان میں الوداع الوادع گاتے ہیں میں نے کہا کہ جنرل صاحب کی جمہوریت الوداع الوداع تو نظر تو اسی وقت آ رہا تھا۔ شیخ اسلام الدین جب دورے پر جا رہے تھے تو میں نے اسے منع کیا تھا کہ مت جاؤ لیکن ضد کر کے چلا گیا یا وہ

زبردستی لے گیا لیکن وہی ہوا جو میں نے کہا تھا اس کی امید تھی کہ جمہوریت کو الوداع کیا جارہا ہے۔

سوال: اس کا مطلب کہ جونیجو کو بھی معلوم تھا کہ یہ ہونے والا ہے؟

جواب: جونیجو کو یہ معلوم نہیں تھا البتہ اسلام الدین شیخ نے انہیں بتایا کہ پیر صاحب مجھے منع کر رہے ہیں لیکن اس کے دماغ میں یہ بات بیٹھتی ہی نہیں تھی کہ ایسا ہوسکتا ہے کہ مارشل لا ہٹانے والے کے دماغ میں یہ بات آسکتی ہے۔

سوال: وزیرمملکت امور خارجہ زین نورانی کا کہنا یہ تھا کہ جو ہم جنیوا معاہدہ کی جانب جارہے تھے تو ضیاء الحق اس کے مخالف تھے وہ کہتے تھے کہ معاہدہ نہیں کرو دو تین مرتبہ ہم (محمد خان جونیجو) ضیاء الحق کے کہنے پر رک گئے اور معاہدہ ہوتے ہوتے رک گیا کوئی چھ یا نو ماہ کے بعد معاہدہ ہوا۔ جس پر بھی ضیاء الحق نے کہا تھا کہ تین ماہ زیادہ صبر کرلو ہم کابل فتح کرلیں گے تو جونیجو نے کہا نہیں ملکی اور غیر ملکی بڑا دباؤ ہے اب ہم نہیں رکھ سکتے تو محمد خان جونیجو نے جنیوا معاہدہ کرلیا اس پر میرے لئے (زین نورانی) بڑے خطرات پیدا ہوگئے اور میں نے اپنے لئے ممکنہ خطرات کی نشاندہی پر مبنی کیسٹ تیار کرکے امریکہ میں رکھ دی تھی اور یہ کیسٹ امریکی وکیلوں کو دیدیا تھا۔

جواب: دیکھو بھائی! فیصلہ تو اس کے ہٹانے کا پہلے کیا تھا اب یہ معاملات ملکی تھے یا غیر ملکی اس سے میرا واسطہ نہیں میں صرف یہ کہتا ہوں کہ وقت کا فرق تھا اور جونیجو کے نکلنے کی وجہ میرے نزدیک نہ اوجڑی کیمپ تھی نہ جنیوا معاہدہ چونکہ یہ معاہدہ تو ہونا ہی تھا اور امریکہ اور روس کے درمیان ایک مفاہمت ہوئی تھی اور ایک انٹر نیشنل میٹنگ بھی ہوئی تھی اس میٹنگ کے نتیجے میں روسی ریاستیں آزاد ہوگئیں اس فیصلے کے نتیجے میں یہ سب کچھ ہوا اور یہ معاہدہ ہونا تھا اب آپ نے کابل بھی فتح کرلیا، قندھار بھی فتح کرلیا کیا ملا ہے اس وقت کیا ملتا ہے اب کیا ملا ہے؟

سوال: محمد خان کو ہٹا کر کیا وہ (صدر) واقعی جمہوریت لانا چاہتے تھے؟

جواب: نہیں ان کے عزائم کچھ اور تھے اور وہ خلیفۃ المسلمین ہونے جارہے تھے۔

سوال: کیا وہ کابل فتح کرکے بڑی خوشخبری دینا چاہتے تھے؟

جواب: کابل کے کام سے ان کو امریکیوں نے لگایا تھا جو پالیسیوں کا اصل مصنف تھا پالیسی بنانے والا تھا وہ سپروائزر آف دی پالیسی ہے ہم تو (حکومت پاکستان) اس پر عمل کرتے تھے اور جو کچھ ملتا تھا کچھ کھاتے تھے اور کچھ کھلاتے تھے یہ ہورہا تھا اور جب آدمی اپنی حیثیت بھول جائے تو یہی ہوتا ہے۔

سوال: افغانستان ٹائمز میں پچاس سے ساٹھ صفحات پر خصوصی ایڈیشن شائع ہوا تھا تو میں نے پورے صفحات ہر کالم اور ہر مضمون پڑھا تو کہیں بھی پاکستان اور ضیاء الحق کا ذکر نہیں آیا کہ اس میں اس آدمی کا کردار تھا اس کا انہوں نے سارا سہرا باندھا ہے C.I.A کے سر پر کہ اس نے اتنے بڑے پراجیکٹ کو بہت ہی

خوبصورتی سے مکمل کیا۔ جس چینل سے اسلحہ آ رہا تھا اس کا آخری سرا پاکستان تھا اس معاملے کا ضیاء الحق پورا کریڈٹ لیتے تھے یہ کام میں نے کیا ہے لیکن اصل لوگ اس کی حیثیت کو مانتے ہی نہیں تھے اور یہ یہاں خلیفۃ المسلمین بننے کے چکر میں تھے؟ اصل لوگ تو ضیاء الحق یا پاکستان کے کردار کو مانتے ہی نہیں تھے؟

جواب: محمد خان جونیجو جہاں پھنستے تھے میری رائے ضرور لیا کرتے تھے اس معاملے میں بھی کہ ضیاء الحق زور دے رہا ہے میں نے جونیجو سے کہا کہ اب ہمارے یہاں تین ڈویژن یا تین حصے ہیں ایڈمنسٹریشن، پینٹا گون اور سی آئی اے، آپ ایڈمنسٹریشن (حکومت) سے واسطہ رکھتے ہی، پینٹا گون سے G.H.Q کو نمٹنے دیں سی آئی اے کو آئی ایس آئی سے نمٹنے دیں۔ پھر ایک بار اسلم بیگ کے معاملے پر اختلاف ہوا صدر صاحب کسی اور کو نامزد کر رہے تھے جب مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے کہا کہ سینئر کون ہے کہا کہ ایک مہاجر ہے اور اختر عبدالرحمٰن کا تو میں نے انکار کیا تو اوپر گئے اور جب مجھ سے پوچھا کہ کیا کریں تو میں نے کہا کہ آپ کا اور میرا افواج سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جو اپنی سینیارٹی اور کارکردگی سے اس سطح پر پہنچے اور جو سینئر ہے اسے آنا چاہئے اور جس آدمی کے لئے میں نے تجویز دی فائل کے مطابق اس آدمی اور میں نے جو ڈیل کی وہ اپنی ایک مثال ہے اور میں نے تو کہا تھا کہ مرزا اور مسلمان ایک دوسرے کو راس نہیں آتے اور یہ چوتھا مرزا ہے۔

سوال: ضیاء الحق کا دور ختم ہوا پھر الیکشن اور اقتدار کم از کم سندھ کی حد تک آپ کے ہاتھ میں آنا تھا اچانک بے نظیر کیسے آ گئی؟

جواب: دیکھو بھائی! ضیاء الحق صاحب نے اپنے آپ کو خلیفۃ المسلمین بنانا تھا اب ایوان میں کچھ منتخب اور کچھ نامزد ارکان ہوتے ہیں۔ یہ (بے نظیر) وہاں اپوزیشن کی لیڈر رہوتی حالات جو بدلے اسلم بیگ مارشل لا لگا نہ سکے اور دباؤ تھا کہ بینظیر اوپر آئے ہمارے دیگر کا دباؤ تھا کہ نواز شریف وزیر اعظم بنیں۔ میری لڑائی تو دراصل نواز شریف سے تھی کیوں کہ 86ء جب شیعہ سنی کے جھگڑے شروع ہو گئے اس وقت نواز شریف پنجاب میں وزیر اعلیٰ تھے میں نے اس وقت ان کی مخالفت کی تھی اور کھل کر مخالفت کی تھی اور کرتا آیا ہوں اس وقت ہم لوگوں نے فیصلہ کیا تھا کہ سندھ میں پیپلز پارٹی کی مدد کی جائے اور انہیں منتخب کرایا جائے اور پنجاب میں بھی ہم نے مسلم لیگیوں سے کہا کہ کسی بھی اور جماعت کی مدد کرو لیکن یہ جو لیگ ہے آئی جے آئی کی مدد نہ کی جائے نتیجہ یہی نکلا کہ بے نظیر کو مخلوط حکومت بنانے کے لئے کم ارکان کی ضرورت تھی اور نواز شریف کو زیادہ ارکان کی ضرورت تھی۔ نواز شریف چونکہ قومی وصوبائی اسمبلی دونوں کی نشستوں پر کامیاب ہوئے تھے لہٰذا وہ صورتحال کا جائزہ لے کر پنجاب کے وزیر اعلیٰ بن گئے۔ جہاں ان کو اکثریت حاصل تھی اس کو پیچھے دھکیلنے میں ہم بہت سے لوگوں کا ہاتھ تھا چونکہ اس وقت صرف فرشتے نازل ہوئے تھے اور جب ابلیس کی اولاد آئی تو نتیجہ بھی سمجھ میں آ رہا تھا کہ نواز شریف نہیں ہونا اور جب سی تھرو ہوا پھر بینظیر آ گئی اور پھر رمضان شریف میں نزول ہوا تو بھاری مینڈیٹ ہو گیا جس کے لئے میں نے کہا تھا کہ پل تھرو (بچ نکلنا)۔

سوال: آپ کی نظر میں پیپلز پارٹی کے مقابلے میں نواز شریف آپ کے لئے زیادہ نقصان دہ یا دشمن ہیں؟

جواب: نواز شریف سے نظریاتی اختلاف ہیں کوئی کاروبار یا دیگر نہیں، میری دشمنی کسی سے نہیں اور نہ میں کسی سے نزدیک ہوں نہ دور ہوں۔

سوال: تو پھر یہ ملک کیلئے، جمہوریت کیلئے، کس کیلئے نقصان دہ ہے؟

جواب: میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے لئے نقصان دہ ہے۔ بھٹو، جنرل ضیاء الحق ملک کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئے۔ آغا مرتضیٰ پویا نے لاہور میں زاہد سرفراز کی صاحبزادی کی شادی میں مجھ سے پوچھا تھا کہ سندھ میں صورتحال کیا ہیں میں نے کہا تھا کہ یہاں قومیت کی تحریک زوروں پر ہے اور جو لوگ سرکار کے پیرول پر چل رہے ہیں وہ لوگوں کو اسی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اس نے کہا یہی بات مجھے فضل حق نے کہی کہ ضیاء الحق نے کہا کہ مجھے اور آپ کو اکٹھے رہنا ہے۔ سندھ بلوچستان کو تو ہمارے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے اور آپ کو یاد ہوگا نواز شریف جب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے تو لاہور میں ایک پوسٹر چھپا تھا سب ڈار سندھی مار حالانکہ کہاوت ہے کہ سب ڈار آرائیں مار اور پھر پنجاب ٹائمز، پنجاب ریڈیو اور پنجاب ٹیلی ویژن کی ایک مہم شروع کی ہوئی تھی اس وقت میں نے نواز شریف کے ایک نزدیکی دوست ملک خدا بخش ٹوانا جو وزیر تھا اسے تکلیف دی اور ان سے کہا کہ اسی قسم کی شروعات سے بنگال بنا اور چھ ماہ کے بعد ایک صحافی کو کنور قطب الدین ملانے کے لئے لائے تھے اس وقت ایک مقامی اخبار کے ایڈیٹر کے علاوہ ایک دو اور بھی تھے اور وہ باتیں کر رہے تھے کہ سندھ تو بوجھ بلوچستان دور ہے اور سرحد سے کیا فائدہ۔ پنجاب بہت بڑا ہے اور اسی طریقے سے باتیں ہو رہی تھیں جس طرح مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کے لئے ہوئی تھی یہ لوگ وفاق کے دشمن ہیں یہ فیڈریشن (وفاقیہ) نہیں چاہتے اور انڈیا اگر ڈرتا ہے تو فیڈریشن سے نہیں ڈرتا صرف پنجاب سے ہی ڈرتا ہے کیوں کہ پنجاب نیوکلیئر پاور بن گیا ہے ہم سب تو بوجھ ہیں۔

سوال: 1992ء میں ایک کتاب سید نامی شخص نے ٹوان آر آف پاکستان لکھی ہے؟

جواب: اسی کی رونمائی میں نے پاکستان میں کی تھی پروفیسر غفور کے گھر پر یہ کتاب لکھوائی گئی ہے اور اب نظر تو یوں آرہا ہے کہ ایک پروگرام کے تحت کام ہو رہا ہے جیسے شاہ ایران کا زوال اور فیصل سعود کا زوال آیا تھا یہ ہی پالیسی جو 51ء اکتوبر سے چلی آرہی ہے اسی پر عمل ہوتا آیا ہے۔ کبھی بھی صوبوں کو قوم میں سمونے کی کوشش ہی نہیں کی گئی، صوبوں کو صوبائی آئیڈیالوجی دی گئی اور علاقہ کی قومیت کو ابھارا گیا ہم لوگ فیڈریشن چاہتے ہیں اور وہ لوگ فیڈریشن کا خاتمہ چاہتے ہیں پھر وہ اور ہم بھائی بھائی کیسے ہو سکتے ہیں اس معاملے میں بعض لوگ شامل ہیں پنجاب کی اکثریت یہ نہیں چاہتی وہاں کا عام آدمی نہیں چاہتا کہ پاکستان ختم ہو، سیاست میں چند لوگ ہیں پانچ، سات، آٹھ وہ فیڈریشن توڑنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی جو معتبری بنائی گئی وہ قائم رہے اور اگر چھوڑنا پڑے تو باقی تین صوبوں کو چھوڑو اپنی معتبری کو پولیس وغیرہ کے ذریعے قائم رکھو اور سب کو خرید لو۔

سوال: پیر صاحب! یہ تو رجواڑہ (راجہ کا ملک) بنانے والی بات ہے؟

جواب: تو میں نے کیا نام لیا تھا سردار رنجیت شاہ رنگیلا یہی نام تھا اس میں وہ سب خوبیاں ہیں اور میں بھی جائزہ لے کر نام دیتا ہوں اس کی سوچ اس کا ذہن اس کا جائزہ لے کر نام دیا تھا اور اس کو جو آگے لانے والے تھے جنرل درانی کے دفتر میں مجھے ایک دن بلایا گیا اور مجھ سے پوچھا کہ یہ کیسا آدمی ہے اور پھر کچھ بات ہوئی پھر مجھے دوبارہ جنرل حمید گل نے بلایا اور کہا کہ انہوں نے اسے دس سال سے ٹرینڈ کیا ہے اسے منتخب کرایا ہے آزمایا ہے تربیت دی ہے یہ پورس کا بدل ہے ہمارا نشان ہے میں نے اس سے یہ نہیں کہا کہ پورس کی جو ملکہ تھی پوری سلطنت اس نے سکندر اعظم سے اپنے بیڈ چیمبر میں فتح کر لی تھی یہ ان کا فخر ہے تبھی تو آئے دن رگڑا دیتا ہوں، کہ بھائی آپ کی آن ہے۔

سوال: جناب وہاں جو موڈ ہے حکمرانوں کا یہ کہ ہمیں جو بھی بولے گا اسے بے رحمی سے کچل دیں گے؟

جواب: تو جو بھی بول رہا ہے اسے کچل رہے ہیں آپ نے اپنے ایک اخبار کے ایڈیٹر کا حشر دیکھ لیا، آپ نے ایک سیاسی لیڈر کے میاں کا حشر بھی دیکھ لیا، آپ نے پولیس اسٹیشن میں سب کو پتہ ہے ریکارڈ پر ہے کہ کسی کو اندھا کر دیا، کسی کی آنکھیں نکال دیں اور کہا کہ بولو کیا کر سکتے ہو جو کرنا ہے کر لو، یہ تو چیلنج ہے اور یہ انسانیت کے لئے چیلنج ہے اور اب یہ مجبور کر رہے ہیں لوگوں کو فیڈریشن کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تا کہ ان پر بات نہ آئے اور کہا جائے کہ چھوٹے صوبے خود چاہتے تھے ہم تو بڑے دل والے ہیں ہم نے کہا جاؤ اپنا راستہ اور اپنا نصیب ساتھ لے جاؤ صرف یہ ثابت کرنے کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ ضیاء الحق اور میرے درمیان نا اتفاقیاں اس حد تک بڑھ گئیں کہ ضیاء الحق صاحب جان لیوا ہو گئے وہ سمجھ رہے تھے کہ میں اس کی باتوں کو سمجھتا ہوں اور میں یہ باتیں گھما پھرا کر عوام میں لے آتا ہوں اور اس کے راستے میں روڑے تو نہیں اٹکا سکتا ہوں، لیکن دوسروں کو بتاتا ہوں کہ آنے والے وقت میں آگے کھڈا ہے اور پہلی ملاقات میں جو انڈراسٹیڈنگ ان سے ہوئی آخر وقت ہم نے اس کو برقرار رکھا اس میں، میں نہ کوئی ڈیمانڈ کیا تھا نہ اس نے کوئی وعدہ کیا جو کچھ ملا وہ حالات و جوہات کہ وجہ سے ملا اور کمٹمنٹ کی وجہ سے ملا جو ہم نے کیا تھا لیکن اپنی کمٹمنٹ سے مکر گئے اور غوث علی شاہ کو ہٹا دیا۔ ایک دلچسپ خبر بھی آپ کو بتا دوں جو ریکارڈ پر نہیں آئی ہے وہ ریکارڈ پر ہونی چاہئے یہ ہے کہ جسٹس رامے کے خلاف جو بھٹو نے انکم ٹیکس، ویلتھ ٹیکس اور دیگر کیس بنائے تھے انہیں جنرل ضیاء الحق نے ختم کر دیا تھا لیکن میرے کیس نہ ضیاء الحق نے ختم کئے اور نہ میں نے درخواست دی، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہر کسی پر فتویٰ و فیصلہ ہو ورنہ جب بھی حکومت چاہے گی یہ معاملا اٹھا لے گی اب خدا کا فضل ہے کہ بھٹو صاحب نے اس وقت تو ہمارے لئے برا کر گئے تھے لیکن بعد میں اس میں میری بھلائی ثابت ہوئی اور اب ہم آرام سے بیٹھیں ہیں اب ہمارے انکم ٹیکس، ویلتھ ٹیکس یا دیگر ٹیکس نہیں ہیں اور نہ ہم پریشان ہیں تو ضیاء الحق نے تو ہمارے ساتھ یہ کیا جب کہ ہم اس کا کام کر رہے تھے۔

سوال: آپ نے تو پوری مدد کی ضیاء الحق کی؟

جواب: دیکھو بھائی! PNA کا سامنا بھی میں کرتا تھا اور اسے ڈسٹرب بھی میں نے کیا MRD خود ضیاء الحق نے بنائی تھی سندھ میں میرے ساتھ کسی نے گفتگو کی، سندھ کا بڑا حصہ تو پیر پگارو کے خلاف رہا ہے ہمارا حصہ ہے اس کی رہنمائی میں کر رہا ہوں وہ مجھ سے مشورے لینے دینے یا ساتھ دینے تھوڑی آئے گا وہ تو اپنی لائن پر جائے گا اور ان لیڈروں کے بارے میں کھل کر بول چکا ہوں کہ ان کے لیڈر پیرول پر ہیں۔

سوال: پیر صاحب! وفاق کے بارے میں پھر خطرات ہیں جب کہ الزام یہ ہے کہ پاکستان توڑنے میں بھٹو اور دیگر کا ہاتھ تھا لیکن 16 دسمبر کو سقوط ڈھاکہ ہوا اس وقت بھٹو نیویارک میں تھے اور 20 دسمبر کو اسی شخص (بھٹو کو جس پر ملک توڑنے کا الزام لگا اسے بلا کر اقتدار کیوں دیا گیا)؟

جواب: بھٹو نے اقوام متحدہ کے اجلاس میں قرارداد کو پھاڑ دیا تھا اور وہ ملک ٹوٹنے کے بعد روم میں رک گیا تھا تاوقتیکہ اسے گارنٹی نہ دی گئی کہ آئندہ آپ کو اقتدار دیا جائے گا۔ اسے ڈر تھا کہ جو یحیٰی کے دور سے ساتھی ہیں وہ اقتدار نہ سنبھال لیں اور خود نہ بیٹھ جائیں جو میں نے سنا ہے اور کچھ بتایا گیا ہے کہ بعد میں کھر صاحب (غلام مصطفیٰ کھر) نے یہاں گارنٹی لے کر ان سے بات کی اور پھر وہ واپس آ گئے۔

سوال: اب جو یہ وفاق کے ساتھ سازش ہو رہی ہے اور آپ کا ایک انٹرویو 1994ء میں پڑھا تھا کہ ملک توڑنے والے ملک توڑنے کے لئے کوشاں ہیں پاکستان والے روک سکتے ہیں روک لیں؟

جواب: میں تو زبانی دیگر کو دعوت دے رہا تھا کیونکہ مجھ میں تو سکت نہیں میں تو صرف زبان ہی چلا سکتا تھا اور چلاتا آیا ہوں اور نتیجہ کیا ہے آپ کے سامنے ہے وہ ہمیں اس جگہ پر لے آئے ہیں۔

سوال: کیا ملک توڑنے والی قوتیں زیادہ طاقتور ہیں؟

جواب: وفاق کی مخالف قوتیں زیادہ طاقتور اس لئے ہیں کہ جو بڑے بھائی (صوبہ پنجاب) کے اندر جو حاکم ہیں وہ خود ہی ملک توڑنا چاہتے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! اس وقت جو سیاسی صورتحال ہے اس میں آپ اتنے کمزور تو نہیں لگتے؟

جواب: اصل بات یہ ہے کہ آج اوپر کون ہے اور کون سی جماعت کون لیڈ کرتے ہیں اور جو یہ دوسری ایجنسیاں ہیں وہ کسی کو پاورفل بناتی ہیں وہ کس کے ساتھ ہیں۔ اس وقت ان کے پاس بڑی اکثریت ہے کیا اس جماعت کے کسی رہنما نے اپنے لیڈر (نواز شریف) سے پوچھا کہ ملک توڑنے کی طرف کیوں جا رہے ہو اور ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ جو ایک ملک نظر ہی نہیں آتا اب فیڈریشن صرف کاغذوں پر نظر آتی ہے، ذہنوں پر لوگوں کے فیڈریشن کا وجود نہیں ہے ان کی جماعت (مسلم لیگ ن) کے لوگوں نے کیوں نہیں بولا اگر ہوتا تو آپ نے ضرور شائع کیا ہوتا۔ اب ہم تھوڑے لوگ ہیں جن میں سے ایک میں ہوں کہ بولتا رہتا ہوں اب قدرت کی مہربانی ہے اور لوگوں کہ مہربانی ہے کہ وہ مجھے زیادہ غور سے پڑھتے ہیں سمجھنے کی ضرورت

انہیں نہیں یہ جولیگل ادارے اور وہ ادارے جو اس ملک کی حکومت پر کنٹرول رکھتے ہیں یا حکومت کا حصہ ہیں ان میں نا سوچ ہے نہ سوچ کی ضرورت ہے اگر سوچ ہوتی تو عمل ضرور ہوتا۔

سوال: کیا وجہ ہے کے ہمارے ملک میں سیاسی و آئینی شعور نہیں ہے؟

جواب: آپ اس بارے میں لوگوں سے خود انٹرویو کریں آپ کے رپورٹر گھومتے رہتے ہیں آپ کی یونین ہے سب کے خیالات میرے پاس تو نہیں ہیں مجھ سے تو آپ میرے خیالات لے سکتے ہیں۔

سوال: بے نظیر بھٹو، ضیاء الحق سے کسی ڈیل کے بعد آئی تھیں یا اپنی مرضی سے؟

جواب: میں نے اس وقت کیا کہا تھا اور آپ نے کیا چھاپا تھا کہ بلائی ہوئی مہمان یہ ہی کہا تھا نہ میری جب ضیاء الحق صاحب سے میٹنگ ہوئی تو انہوں نے کہا کہ پیر صاحب آپ نے زیادتی کی ہے یہ میری مہمان کہاں ہے جس پر میں نے کہا تھا کہ جناب آپ کیا چاہتے ہیں میں پریس والوں اور پبلک کو کہوں کہ یہ امریکن کی بھیجی ہوئی ہے اور آپ کا تحفہ ہے آپ کھل کر بات نہ کریں اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آپ کی بلائی ہوئی مہمان اگر آپ کہیں تو میں کل سے کہنا شروع کردوں کہ امریکن کی بھیجی ہوئی ہے مجھے تھوڑا سا اندازہ تو تھا اسی لئے میں نے کہا تھا کہ بلائی ہوئی مہمان، لیکن جب وہ یہاں جیل سے نکالی گئی تھی تو کچھ نہ کچھ مفاہمت کے ساتھ نکالی گئی جو مجھے پتہ نہیں نہ میں نے معلوم کرنے کی کوشش کی چونکہ میرا امریکن سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ جب ان کی والدہ (نصرت بھٹو) کو علاج کے لئے بھیجا گیا تو اس کو پھیپڑوں یا کینسر/ ٹی بی کی بیماری بتا کر بھیجا گیا اور شاید اس کے فوٹو بھی دکھائے گئے تھے فوٹو کسی اور مریض کے دکھائے گئے تھے، بہر حال کوئی مفاہمت تھی کہ انہیں بے نظیر پہلے اور نصرت بھٹو کو بعد میں بھیجا گیا۔

سوال: کیا پیپلز پارٹی کا مستقبل تاریک ہے؟

جواب: وہ تو میں نے پہلے کہا تھا کہ پیپلز پارٹی رواجی جماعت بن گئی ہے۔ اب نواز شریف اور بے نظیر میں اگر کوئی مفاہمت ہے اور وہ انڈر دی ٹیبل ہے مجھے اس کے بارے میں علم نہیں دونوں میں سے آپ کو کوئی نہیں بتائے گا البتہ میں نے جوان کے کیمپ سے سنا ہے کہ سندھو دیش کی وارث بے نظیر بھٹو ہوں گی اور بھٹو صاحب نے جو نقشہ بنایا تھا اس میں بھی سندھ کو ہندوستان کا حصہ دکھایا گیا تھا اور یہ ہندوستان کو ہیڈ کرے گا۔ بھٹو صاحب نے جو پہلا خط لکھا تھا 53ء کے آخر میں اور 54ء میں جو میری ملاقات ہوئی تھی اور میں نے سمجھا تھا کہ خاندانی آدمی ہیں احمد خان مرحوم کا داماد ہے اور ہمیں بھی ایک کام کے آدمی کی ضرورت تھی اور پھر دوستی بڑھتی چلی گئی اور پھر یہ سابق صدر سکندر مرزا کے ہاں براہ راست ہی جانے لگے تھے، لیکن وہ اس کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا تھا ایک دن بھٹو نے کہا کہ سکندر مرزا ٹھیک طریقے سے بات چیت نہیں کرتا مجھے آپ اپنے ساتھ لے جایا کریں اس کے بعد ہم دونوں اکٹھے جایا کرتے تھے اس طرح دوستی بڑھنے لگی اور آپ کو تو پتہ ہے بھٹو صاحب غلط بیانی میں مہارت رکھتے تھے۔ تاوقتیکہ مارشل لاء لگا تو بھٹو فیلڈ مارشل (ایوب خان) کا

بڑا بن گیا تھا اور وہ ایڈھاک عزم کو لے کر چل رہے تھے۔ بھٹو کی سیاسی ترقی جو ہوئی وہ یونائیٹڈ نیشن میں جانے کے بعد ہوئی 1955ء جب ان کا نام آئی آئی چندریگر نے سندھ حکومت سے کہا کہ ان کی سفارشات بھیجیں جو کہ اس وقت کھوڑو صاحب نے نہیں بھیجیں اور جب ون یونٹ بن گیا تھا تو بھٹو نے مجھ سے کہا کہ میرا نام وہاں سے بھجوائیں پھر میں نے حسن محمود اور مرحوم کرنل عابد حسن سے کہا تو پھر بھٹو اقوام متحدہ گئے اور وہاں سے ان کی ترقی ہوئی، لیکن ان کے خاندان پر جو بھی ماضی میں مہربان رہا اور ان کی مدد کی بھٹو نے ہمیشہ ان ہی کا ستیاناس کیا اور بھٹو کے ساتھ ہی ہمارا جھگڑا شروع ہوا۔ پیر جو گوٹھ میں بعد میں بھٹو نے اسلام آباد میں مجھ سے معذرت کی لیکن پھر ڈپٹی کمشنر خیر پور کے ذریعے نوٹس بھجوایا جسے پھر ہم نے چیلنج کیا ڈپٹی کمشنر خیر پور کے اس نوٹس کو ہائی کورٹ میں چیلنج کیا اور اس کا ریکارڈ ہائی کورٹ میں موجود ہے۔ بھٹو ہمارے خلاف اپنی کارروائیوں میں مصروف رہا اور ہم اپنا ڈیفنس کرتے رہے پھر جو صورتحال رہی وہ سامنے ہے۔

سوال: جام صادق سے آپ کے تعلقات پھر خراب کیسے ہوئے؟

جواب: یہ ہمارے خاندان کے واسطہ دار لوگ تھے۔ جام کانبھو (جام صادق کے والد) جب ہم انگلینڈ سے آئے تو ان سے تعلقات تھے 69ء میں الیکشن کے وقت ہم نے جام صادق سے کہا کے آپ نگر پار کر سے کھڑے ہو جائیں غلام رسول شاہ کے مقابلے میں، انہوں نے ہاں کی اور پھر بعد میں صوبائی نشست پر جا کر کھڑے ہوئے اور بھٹو کے ساتھ چلے گئے اور پھر اسی کے ساتھ چلتے رہے یہاں سے ہمارے اختلافات ہوئے لیکن پھر یہ انگلینڈ چلے گئے واپس آئے تو ہمارے پاس لوٹ آئے۔

سوال: جو واقعہ ہوا تھا فقیر امین کا؟

جواب: فقیر امین کا واقعہ کسی اور جگہ پر ہوا تھا لیکن 6 حروں کا واقعہ پیش آیا تھا اس کا ریکارڈ موجود ہے۔

سوال: صلح کس بنیاد پر ہوئی؟

جواب: صلح اس طرح ہوئی کہ جب جام صادق لندن سے واپس آئے تو ہم نے انہیں معاف کر دیا تھا اور مرحومین کے جو خاندان والے تھے ان کو معاوضہ وغیرہ دیا گیا تھا۔ اس وقت آپشن کیا تھا اور کون تھا ہمیں آدمی وہ چاہئے تھا جو کام کا ہو ہم میں سے بھی نہ ہو، لیکن کام وہ کرے جو ہمارے مفاد میں ہو اس کو جنرل ضیاء الحق کے دور میں بھی بلانے کی کوشش کی تھی اور محمد خان جونیجو نے مجھ سے بات بھی کی کہ ہم جام صادق کو لانا چاہتے ہیں ہم نے کہا کہ ہم نے اسے نہیں بھیجا وہ خود گیا ہے۔ اس لئے لایا جا رہا تھا کہ پیر پگارہ کو ختم کرنے کی کوشش کرے اب اس نے یہاں آنے کے بعد ہمیں ختم کرنے کے لئے فائلوں میں کیا کوشش کی مجھے نہیں پتہ، لیکن ظاہری طور پر تو اس نے اپنی حفاظت کے لئے ہم سے آدمی لئے تھے جو پولیس میں بھرتی ہوئے تھے جو اس کی خالص حفاظت کرنے کے لئے رکھے گئے تھے چونکہ اس کو پولیس پر بھروسہ نہیں تھا اس نے انگلینڈ سے آنے سے پہلے مجھ سے فون پر بات کی تھی اور میں نے اس سے کہا تھا کہ بھائی ہم سے فکر

مت کرو جو تمہیں بلا رہے ہیں وہی تمہیں مروائیں گے اور تیرا خون میرے گلے ڈالیں گے اور کیوں کہ ہمیں اسے نہیں مارنا تھا اور وہ خود بھی یہ جانتا تھا۔ جام صادق نے ظاہری طور پر تو ہمارے لوگوں کو ملازمتیں اور زمینیں دیں فائلوں میں کیا کیا مجھے نہیں معلوم ضیاء الحق کے دور میں لوگوں کو ہم گیارہ گریڈ کی ملازمتیں دلانا چاہتے تھے میں ضیاء الحق کو درخواستیں نہیں دیتا تھا لیکن مجبوراً وہ درخواستیں لے جانا پڑیں اور کچھ عرصے کے بعد جنرل جہانداد صاحب نے کہا کہ جن دو لوگوں کے لیے آپ نے سفارشات کی تھیں کمیشن کے امتحان میں وہ صفر ہیں اب آپ چاہیں تو ضیاء الحق صاحب ملازمتیں دے سکتے ہیں۔ جس پر میں نے کہا کہ اگر زیرو ہیں تو میں ان کے لئے نہیں کہوں گا ان میں سے ایک خان محمد مہر اور دوسرا جان محمد منگریو ہے جو بعد میں بھرتی ہوئے اور یہ گیارہ گریڈ کے زیرو تھے اور آج آپ کے سامنے جہانداد کے دور میں ہی میرٹ پر بھرتی ہوئے۔ آج کل آپ کے اخبارات کے کالموں میں کبھی کبھی ان کا ذکر خیر آتا ہے تو انہوں نے (ضیاء الحق) ہمیں کبھی کچھ نہیں دیا، ضیاء الحق کے دور میں بھی حروں کی مخالفت تھی اور آپ غوث علی شاہ سے پوچھیں کہ وہ مہر جو گولڈ میڈلیسٹ تھا اسے جنرل عتیق الرحمٰن نے کیوں مسترد کیا کیونکہ وہ جو تھا ضیاء الحق مرحوم کے بعد بھی یہی پالیسی چلی آئی اور محمد بچل سانگری جو ہمارے والد اور ہمارے منشی ہے ان سے ایک صاحب نے ترش کلامی کی اور نام لے کر کہا آپ پیر صاحب کے آدمی ہو اور اسے معطل کر کے او ایس ڈی بنا دیا گیا اس لئے کہ وہ حر تھا اور ایسے دوسرے افسران کو بھی گھروں کو بھیجا گیا جو حر تھے اور ہمارے واسطیدار تھے تو مخالفت تو ہماری چلی آ رہی ہے اندر ہی اندر ظاہری طور پر ہم بھائی بھائی ہیں۔

سوال: علی محمد راشدی کو اکثر آپ اپنا استاد بولتے ہیں؟

جواب: دیکھو بھائی! میں جب انگلینڈ سے 51ء میں آیا تو نیا آدمی تھا اور سندھ میں کسی کو نہیں جانتا تھا یا تو میں اپنے گھر میں کوٹ اندر تھا یا کراچی میں نظر بند یہاں سے علی گڑھ چلا گیا اور وہاں سے انگلینڈ گیا میں یہاں واپس تئیس چوبیس سال کا ہو کر آیا اور یہاں کسی کو نہیں جانتا تھا خاندان کے پس منظر بتانے کا کام اس نے کیا، وہ جو حرکتیں اور باتیں کرتا تھا وہ میں سمجھتا رہا اور دیکھتا رہا۔

سوال: ان کے خاندان نے آپ کے والد کی مخالفت کی؟

جواب: ہماری خاندانی مخالفت پانچ پشتوں پہلے ہوئی تھی اور وہاں سے علیحدہ ہو گئے۔

سوال: جب آپ کا پاکستان آنے کا سلسلہ ہوا تھا تو کیا بھارتی حکومت نے کہا تھا کہ آپ کو بھارت بھیجا جائے؟

جواب: انڈین حکومت نے اپروچ نہیں کیا تھا پاکستان نے وہاں سے ہمارے کاغذات بنائے تھے اور چونکہ پاکستان کے ابراہیم رحمت اللہ لندن میں ہائی کمشنر تھے انہوں نے رابطہ کیا تھا لیاقت علی خان مرحوم جب انگلینڈ آئے تو ہمیں بلایا تھا جس میں انہوں نے پاکستان حکومت فیصلہ بتایا اور یہ متوقع بھی نہیں تھا کہ

پاکستان کا مسلمان بھارت جائے۔

سوال: حروں کی بڑی طاقت بھارت میں ہے؟

جواب: حر وہاں سے ادھر آتے رہے ہیں لیکن مہاجر انہیں کبھی اپنا نہیں کہتے یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ حر بھی تو وہاں سے یہاں آئے ان کو اپنا کیوں نہیں کہتے اب کوئی اس قسم کا حق پرست نہ بنے تو مہاجر نہیں ہے۔

سوال: لیاقت علی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: میں نے کل تو بولا ہے یہ ملک وکیلوں کا بنایا ہوا ہے ہم ان کے انتقال کے کچھ دن بعد یہاں آئے تھے اور ان کی بیوہ کے پاس فاتحہ پڑھنے گئے تھے۔

سوال: پاکستان میں آپ کی واپسی کچھ شرائط کے ساتھ ہوئی یا غیر مشروط؟

جواب: سندھ حکومت شرائط چاہتی تھی جس سے ہم نے انکار کیا تھا اور جب جسٹس دین محمد گورنر بنے تھے انہوں نے بغیر شرائط کے معاملے طے کیا تھا اور 4 فروری 1952ء میں ہماری دستار بندی 11 بجے کے لگ بھگ پیر جو گوٹھ میں ہوئی۔

سوال: جھگڑا تو آپ کا انگریزوں کے ساتھ تھا نا؟

جواب: ہاں لیکن پاکستان حکومت نے میرے والد کی لاش دینے سے انکار کیا تھا۔

سوال: تو وہ 1942ء میں؟

جواب: ہاں تو کہیں تو رکھی ہوگی تابوت میں کیونکہ سندھ حکومت نے 52ء میں کہا کہ ہم لاش آپ کو دے رہے ہیں اس کا انتظام کریں پھر کہا کہ فوج کو اعتراض ہے۔ پالیسی وہی چلی آرہی ہے جب سے میں آیا ہوں وہی پالیسی دیکھتا آیا ہوں جو شروع میں تھی۔

سوال: میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ انگریزوں سے آپ کے والد کا جھگڑا تھا پھر آپ کو بھیجا انہوں نے تعلیم کے لئے تو ان کو تو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے تھا آپ کے استقبال کرنے میں یا آپ کو ویلکم کرنے میں تو خود آپ کے ملک میں اس پر اعتراض کیوں ہوا؟

جواب: کیوں کہ حاکم وہی تھے جو ماضی میں ان کے (انگریزوں) نمک خوار تھے۔ پالیسیاں لگ بھگ وہی تھیں جو برطانوی دور حکومت سے چلی آرہی تھیں تو اعتراض تو آرمی کا تھا ARMY IS BIG WORLD (فوج بڑی دنیا ہے۔)

سوال: کہتے ہیں کہ جب بڑے پیر پگارو صاحب پر مقدمات چل رہے تھے تو آخری مراحل میں حیدرآباد میں آپ کے ہندو وکیل ڈیئل مل نے لیٹر لکھا تھا قائداعظم کو کہ وہ آکر آپ کی وکالت کریں؟

جواب: مجھے پتہ نہیں۔

سوال: پھر ٹیلیگرام لکھا تھا کہ انگریز پیر صاحب کو پھانسی دینا چاہتے ہیں مطلب موت دینا چاہتے ہیں تو

لہٰذا آپ لازمی آجائیں اوراس کے آنے جانے کے اخراجات اور فیس وہ ادا کریں گے؟

جواب: مجھے پتہ نہیں وکیل ڈیئل مل مجھے ملا تھا چونکہ جب میں لوٹ کر آیا تو وہ صرف دو فائلیں لے آیا تھا جو مجھے دینا چاہتا تھا اور کہا کہ آپ کو کچھ کاغذات دکھانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ سب مکمل کر کے لے آؤ دیکھ لیں گے۔

سوال: سندھ کے آئی جی آفتاب نبی نے ایک اخبار میں مضمون لکھا تھا کہ پیر صاحب کو جب سزا ہوگئی تھی اپیل بھی کی گئی تھی بلکہ معافی مانگنے کی درخواست کی تھی وہ منظور نہیں ہوئی تھی؟

جواب: تو وہ ڈیئل مل نے کہا تھا کہ ہمیں یہ کہا گیا ہے یہ ڈیئل مل کے لفظ ہیں مجھے پتہ نہیں اس نے کہا تھا کہ ہمیں کہا گیا ہے کہ اپیل کریں تو ہم سزا موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیں گے، لیکن والد معافی کی درخواست نہیں دینا چاہتے تھے اور چپ کر گئے۔ والد صاحب کی طرف سے عدالت میں سزا کے خلاف اپیل بھی نہیں کی گئی۔ انہوں نے کہا کو جو کیس حیدرآباد میں چلا تھا وہاں جھوٹے گواہ بنائے گئے اور جو قاضی صاحب کراس ایگزامینیشن (جرح) کرتے تو بھی نتیجہ وہی نکلتا تھا ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ کیا ہوا؟ کیوں ہوا؟ لیکن ایک ایلین حکومت کے خلاف اپنے قوم پرست نے اٹھنا ہی ہے یہ پرانا دستور تھا اس وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ فیصلہ ووٹ سے ہوگا اور جو بات اس وقت میں نے سنی ہے کمیونسٹ ہمارے والد صاحب اور سبھاش چندر بوس ان کی کوئی آپس میں ہم آہنگی تھی اور یہ معاملہ کہیں نہ کہیں باہر آنا تھا اور اس وقت کو کچھ ہوا ہی نہیں تھا قبل از وقت شور ہوا کہ یہ ہوگیا وہ بعد میں کمیونسٹ ٹھنڈے ہوگئے بہر حال ایلین حکومت کے خلاف اٹھنا ان کی نظر میں گناہ ہے ہماری نظر میں تو گناہ نہیں اور ایلین حکومت کا مخالفوں کو کچلنا یقینی تھا آج بھی وہ قانون چلتا ہے جو حکومت کے خلاف اٹھتا ہے حکومت اس کو مارتی ہے اس کے خلاف سب کچھ کرتی ہے جو کچھ چلا آرہا ہے گواہ ہی جھوٹے چلے آرہے تھے ان کو پڑھا سمجھا کر پھر ان کا فائنل ٹیسٹ لیا جاتا پھر ان کو گواہی کے لئے بھیجا جاتا اس طرح ہوا کرتا تھا جب یہاں لڑائی ہوئی تو سب یہاں گرفتار ہوگئے تھے۔

سوال: یہ تو جنگ آزادی تھی انگریز کی نظر میں غداری ہوسکتی ہے ہماری حکومتوں کی نظر میں تو جنگ آزادی ہونی چاہئے؟

جواب: جب ہم ان کے وارث ہیں جب ہم ان کے ورثہ کے اثاثوں وذمہ داریوں کو قبول کرتے ہیں یہ بات ورثہ کے مطابق ہوتی ہے۔

سوال: انگریز 1857ء کی جنگ آزادی کو غدار یا بغاوت کہتے ہیں؟

جواب: آپ کا جو عذر ہے۔ عوام نے حقائق معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن حکومت نے اس پالیسی پر عمل کیا۔ عمل دخل جن لوگوں کا رہا ہے میں نے دیکھا ہے کہ پالیسی چلی آرہی ہے بٹوارے کی۔ اب نئے

پاکستان کا بٹوارہ ہو رہا ہے اور وہ پاکستان والے کر رہے ہیں کوئی اور تو نہیں کر رہا۔

سوال: یہ تو بڑا موجودہ پاکستان مضبوط یونٹ ہے؟

جواب: آپ کے سامنے جو کچھ ہو رہا ہے اس کو دیکھیں اور اندازہ کریں اور ان سے پوچھیں کہ بھئی آپ اس طرف باقیوں کو کیوں دھکیل رہے ہیں۔ ہم میں سے تو کسی نے آزادی کی ڈیمانڈ نہیں کی۔ میں نے تو یہ ہی کہا کہ ہم دوبارہ پری پیریٹی کا اصول اپنانا چاہتے ہیں۔

سوال: اچھا چھوٹے صوبے کے طور پر جیسے کہ پہلے مشرقی پاکستان و مغربی پاکستان میں پیریٹی (برابری) تھی اس طرح انتظام کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب: اب پیریٹی کی تو بات نہیں صوبے بنا دیئے گئے ہیں کراچی جو صوبہ سندھ سے نکال دیا گیا تھا وہ پھر واپس دیا گیا ہے۔ میں نے تو ہی تجویز دی تھی کہ سندھ کو پھر وہی مرتبہ دیں جو قائد اعظم نے دیا تھا اور پری پیریٹی پر جاؤ یعنی سینٹرل چاہتا تھا کہ بھٹو صاحب یونائیٹڈ نیشن جا نہیں سکا۔ چونکہ جس صوبے سے تھا صوبہ نے اس کا نام تجویز نہیں کیا تھا۔ صوبوں کو حقوق و اختیارات ہوتے تھے وہ ہی بات ہو اور پھر سب صوبے اپ گریٹ کرتے جائیں۔

سوال: یہ آپ کی صوبوں کے بارے میں کیا رائے ہے کہ چار صوبے ہونے چاہئیں یا زیادہ صوبے بنانے چاہئیں؟

جواب: اس وقت جہاں پہنچایا گیا ہے اس معاملے کو چھوٹے صوبوں نے تو نہیں پہنچایا بڑے صوبے کے بھاری مینڈیٹ والی حکومت نے پہنچایا ہے اور ہو گا وہی جو وہ چاہیں گے۔ اب وہ کیا چاہتے ہیں یہ سب کو پتہ ہے ہم کہتے ہیں وفاق سے انتظامی طور پر صوبہ وڈویژن وضلع بنائے جاتے تھے اگر دوسرے صوبے بن سکتے ہیں تو بنایئے ہمیں کیا اعتراض ہے۔ اب ڈیماند سرائیکی کی ہے آپ حالتوں کو بہتر بناؤ یا صوبہ بناؤ۔ یہ فیصلہ بھاری مینڈیٹ حکومت نے کرنا ہے۔ آپ نے میں نے تو نہیں کرنا ہے ملک کی کوئی نہیں سوچتا ہم وہ لوگ جو بے کس اور بے بس ہیں وہ سوچتے ہیں کہ فیڈریشن قائم رہے باقی سب اپنی ذات کی سوچتے ہیں اور اپنا مال رکھتے ہیں۔

سوال: کیا رائے ہے آپ کی ایم کیو ایم کے بارے میں؟

جواب: ایم کیو ایم اور ان کے بارے میں سنا تھا ایک دن ضیاء الحق نے مجھے یاد فرمایا اسلام آباد میں جنرل جہانداد صاحب بیٹھے تھے ضیاء صاحب نے فرمایا کہ پیپلز پارٹی والے یہ اتنا شور شرابہ کر رہے ہیں آپ اور مسلم لیگ ان کا مقابلہ کریں میں نے کہا جناب مسلم لیگ او پیر پگارو کا کام ہے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر بات کرنا اور جلسہ جلوسوں میں تقاریر کرنا اسمبلی میں بحث کرنا۔ اینٹ اور پتھر سے مسلم لیگ اور پیر پگارو کا کوئی واسطہ نہیں تو انہوں نے کہا کہ پھر کون کرے گا۔ ضیاء صاحب نے پوچھا جس پر میں نے انہیں کہا کہ جناب

جماعت اسلامی اور آپ کے جوان، تو چیف مارشل ایڈمنسٹریٹر نے جنرل جہانداد کے طرف دیکھا اور حیرت میں پڑ گئے کہ یہ کیا بول رہا ہے۔ مجھ سے کہا کہ محمد خان صاحب اسی سلسلے میں بات کریں گے اور پھر جب محمد خان کے پاس گیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا کہ مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔ مجھے تو بتایا کہ آپ کے پیر صاحب کو میں نے بلایا ہے، تو میں نے کہا جنرل صاحب نے عرض کیا کہ میرے پاس بھیجو چائے پی کر جائیں اور پھر مجھے دوسرے دن شام کو آٹھ بجے پھر ضیاء الحق کے پاس جانا تھا۔ حتمی جواب دینے کے لئے جب میں گیا تو انہوں نے پوچھا محمد خان صاحب سے آپ کی بات ہوگئی۔ کیا فائنل ہوا میں نے کہا کہ اسے تو کچھ پتہ ہی نہیں انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ پھر دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اسی سے ظاہر ہو رہا تھا کہ محمد خان شامل حال تھا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ پیر صاحب قطعی فیصلہ کر کے آئے اور جواب دے کر آئے ہیں۔ جنرل صاحب کو اس جواب سے ہٹنا نہیں ہے تو لاعلمی کا اظہار کیا۔ یہ میرا اپنا اندازہ ہے لیکن پھر وہی کیا کہ ہاں نہ ناں وہ تو ضیاء الحق اور جنرل اختر عبدالرحمٰن نے کیا۔ پھر ضیاء صاحب نے بنائی ایم آر ڈی اس میں کیا کہا وہ آپ کے سامنے ہے۔ جنرل صاحب جو مجھ سے خفا تھے کیونکہ میں نے کبھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لیا۔ جو بات میں نے غلط سمجھی تھی میں نے وہی ان کے منہ پر کہی تھی اور میں جنرل صاحب کو روبرو عرض کیا تھا کہ جناب یہ حالات جو پیدا ہو رہے ہیں اس سے سمجھ میں یہ آتا ہے آپ کے لئے کوئی مسئلہ پیدا ہوگا نہ آپ کے لئے کوئی ٹریبونل ہوگا نہ فتویٰ ہوگا، نہ ماتم ہوگا، نہ تدفین، نہ کوئی نماز جنازہ ہوگی۔

بھٹو صاحب کے لئے جو ہوا تھا وہ آپ کے لئے نہیں ہوگا۔ قدرت نے وہی ثابت کیا جو میں نے کہا تھا جنرل ضیاء الحق اور جنرل اختر عبدالرحمٰن نے میرا پتلا جلوایا تھا برسات پڑی اور جل نہ سکا، جب یہ معاملہ شریعت کا تھا فیڈر مارشل بھی پٹیشن قرآن کی تشریح چاہتے تھے۔ اس میں فیل ہوئے مارشل لا ایڈمنسٹریٹر صاحب، تو دوسرے مارشل لا ایڈمنسٹریٹر نے سوچا کہ چلو شریعت کو بھی تبدیل کریں عمل دخل اپنا رہے گا میں نے کہا کہ نہیں بھائی شریعت حضرت علیؓ پر ختم ہو وہ خلافت وہاں ختم ہوگئی اور شریعت کی تشریح وہاں ختم ہوگئی۔ اس میں اب کوئی ترمیم نہیں ہوسکتی جس کے نتیجے میں میرا پتلا جلایا تھا اور میں نے شام کو کیفے ٹیریا میں کہا تھا کہ They wish hire to me and I wish them very same (ان کی خواہش تھی کہ میں ان کیلئے کام کروں اور میری بھی ان کے متعلق یہی تھی) وہی انہیں ورثہ میں ملا قدرت کی طرف سے، جہانداد صاحب نے کتاب میں لکھا ہے کہ پیر پگارو کی ضیاء سے اتنی واقفیت تھی تو نماز جنازہ میں شامل نہیں ہوئے۔ ارے بھائی نماز جنازہ کی کچھ شرائط ہوتی ہیں، انسان کا اتنا حصہ ہو کم سے کم اور ایسی صورت تو ہو کہ ثابت ہو کہ جس کی نماز جنازہ پڑھی ایسی ہے، اس کی ہے، تو نماز جنازہ ہوتی۔ غائبانہ نماز جنازہ ہمارے نقش بندی وقادری سلسلے میں جائز بھی نہیں ہے ویسے ہی مسلمانوں میں جائز نہیں ہے۔ یہ تو سیاسی نماز ہے کہ

پاکستان میں آنے کے بعد ہمارے دین نے بے دینی کی طرف زیادہ موڑ لیا ہے جو جنازہ پیش نہیں ہوتا اس کی نماز جنازہ ہوتی نہیں ہے اور اس نماز جنازہ کی بھی شرائط بھی ہیں۔ جہانداد صاحب نے مجھے کہا کہ نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ جنازہ تو تھا ہی نہیں جیسے تیمور لنگ کی قبر کو اسٹالن نے کھدوایا اور ایکسرے کروایا تیمور ایک ٹانگ سے لنگڑا تھا یہ نہیں ثابت ہوا کہ وہ لنگڑا تھا۔ آگے چل کر شاید ایسا دن آئے کہ تابوت نکال کر دیکھیں کہ جبڑا ہے کے سرے سے تھا ہی نہیں اب اگر مردے کی ٹانگ نکالتے ہیں جو سب نے کہا کہ وہ لنگڑا تھا اور میں سیاسی نماز کا عادی نہیں ہوں۔ ایک دن شام کو فون آیا ضیاء صاحب نے یاد فرمایا کہ رمضان کے مہینے میں افطار میرے ساتھ کرو اور میرا روزہ تو تھا ہی نہیں بہر حال میں گیا۔ آدھا گھنٹہ پونہ گھنٹہ تو میں سگریٹ احترام رمضان میں نہیں پیا تو جنرل کے ایم عارف صاحب وہاں تھے افطار کے بعد کہا کہ کھانا کھائیں گے۔

چلئے نماز پڑھنے کے لئے میں نے کہا کہ آپ نماز پڑھنے جائیں۔ میں باوضو تھا ہی نہیں میں کھڑے ہو کر کموڈ میں پیشاب کرنے والا کہاں سے دوسری شلوار لاتا ٹانگیں دھوتا، وضو کرتا، نماز پڑھتا کوئی اور ہوتا فوراً نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا میری نماز میں سیاست نہیں ہوتی ضیاء الحق کی تدفین ایک عالمی واقع تھا تدفین تھی البتہ وہ نماز جنازہ سیاسی تھی۔

سوال: ایم کیو ایم کن لوگوں کی پیدا کردہ تھی؟

جواب: ایم کیو ایم حالات کی پیدا کردہ تھی۔ ایک آدمی ٹیکسی ڈرائیور تھا یہاں آتا ہے کو ہزاروں آدمی اس کے استقبال کے لئے آتے ہیں۔ میرے استقبال کے لئے ہزاروں آدمی نہیں آتے۔ جہاں میں جاتا ہوں میں، لاہور آتا جاتا ہوں، اکیلا اترتا ہوں، باہر ڈرائیور کھڑا ہوتا ہے۔ ہزاروں آدمی نہیں آتے ہیں لوگ جانتے ہیں کراچی میں آپ دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی فوراً استقبال کے لئے کھڑے ہیں۔ جیسا اس دن میں نے یہاں کہا تھا کہ فیصلہ مہاجروں کو کرنا ہے انہوں نے ان کا ساتھ دینا ہے جو ان کے خیر اندیش ہیں یا ایسے ہی چلنا ہے آخر کیا کرنا ہے یہاں ہمارے ساتھ چلیں یا اکیلے رہیں اور مہاجروں سے عاری (مجبور، عاجز) کوئی ایسی اصولاً نا اتفاقی کی کوئی بات نہیں ہے۔ بہر حال وہ سوچیں سمجھیں آن دا پلیٹ فارم مسلم لیگ، علیگڑھ فلسفے کے مطابق مسلمان برادری کی بنیاد پر ہم نے 85ء میں نواب چھتاری اور حسن شیخ کو گھر بلا کر سینٹرز بنایا۔ نہ کسی کی چائے پی تھی نہ کسی ووٹر کو جانتے تھے کیونکہ شیخ کا بڑا کردار تھا اور چھتاری کا مسلمانوں کے لئے بڑی خدمات تھیں ان کی خدمات کو سامنے رکھ کر انکو بلا کر عہدے دیئے یہ اگر اپنی آنکھوں کو ٹھیک کرالیں اور پتہ اور پتھر میں شبیہ اب تو نظر آنا بند ہوگئی۔ استغفار کرلیں راہ راست پر آجائیں مسلم لیگ حقیقت میں جو ہندوستان سے مہاجر آیا وہ مسلم لیگی تھا۔ سندھ میں لوگ کانگریس میں تھے یا کانگریس کے خلاف تھے، جو کانگریسوں والوں کے خلاف تھے مسلم لیگ کے نام سے تھے۔ ووٹر تو وہ بیس پچاس تھے اس سے مسلم لیگ قائم ہوئی۔

سوال: آپ کے خیال میں علی گڑھ فلسفے سے پاکستان کو بچانے میں کام لیا جاسکتا ہے؟

جواب: سندھ کے بچانے میں یہ پاکستان کے بڑے صوبے کے بڑے بھائی نے فیصلہ کرنا ہے کہ یہ تین چاڑے بھائی جو وزن میں ان سے ہلکے ہیں ان کو رکھنا ہے یا ان کو پھینکنا ہے فیصلہ ان کو کرنا ہے۔

سوال: سندھ، پنجاب و دیگر صوبوں میں علی گڑھ کے پڑھے بہت لوگ ہیں ملکر کیوں نہیں حالات کی بہتری کے لئے کام کرتے؟

جواب: صوبہ سندھ میں صرف کراچی میں اندرون سندھ میں جس حصہ کی میں نمائندگی کرتا ہوں کراچی کی آپ کو ''کنوینس'' کی ضرورت ہی نہیں ہے آپ اندر کنوینسنگ کریں باقی جو سندھی ہیں آپ جانیں وہ جانیں اگر آپ ان کے ساتھ جائیں تو آپ ہمیں لوک ورک پائیں گے ہمارا اختلاف ان سے ہوگا، لیکن آپ ہمارے ساتھ جائیں تو وہ ہمارے بھی دشمن ہیں آپ کے بھی دشمن ہیں۔ دشمن تو بڑا اسڑانگ لفظ ہے۔ بدخواہ ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ ہم وہ جو سندھ میں رہتے ہیں وہ مہاجر اس کا اتحاد نیچرل ہے۔ جنرل جہانداد صاحب کو میری طرف سے عرض کریں کے مہربانی کر کے اس کتاب پر نظر ثانی کر کے دوبارہ لکھیں اس میں بنیادی بڑی باتیں ہیں یہ جو میٹنگ میں نے عرض کی یہ ایک ہے اور میٹنگ ہے جس کا میں نے عرض ہی نہیں کیا۔ اس کے بعد تو ثابت ہے کہ اس میں کچھ باتیں تو لکھی ہی نہیں ہیں جو ابھی تک پورا پاکستان رو، پیٹ رہا ہے۔ وہاں شیعہ سنی، یہاں سندھی مہاجر سندھ میں جو سب ہم بھگت رہے ہیں۔ جس کا کوئی راستہ نہیں ہے اسکو دوبارہ لکھیں اور مؤرخ کو مجبور نہ کریں، وہ ان کے لئے کہیں اور کچھ لکھ دیں کہ یہ مؤرخ نہیں ایک مسخرے تھے۔ اب فیصلہ وزیر اعظم کا انہوں نے کیا۔ غوث علی شاہ انہوں نے کیا۔ میں زور دے رہا تھا کہ راجہ سائیں نہیں انہوں نے کہا کہ How about Ghous ali shah (غوث علی شاہ کے بارے میں کیسے ہیں) آپ یہاں کے بڑے ہیں آپ کمال دکھائیں گے جس پر میں نے فوراً بیک آؤٹ (قول کو ترک) کیا اس کا ذکر نہیں کیا وہ تو بڑی بات ہے اور پھر سیاسی نماز کا ذکر کیا تو اس میں نہیں گئے۔ ضیاء الحق صاحب اور میرے تعلقات شروع میں بہت اچھے تھے، کچھ عرصے کے بعد معاملات ایسے بگڑتے گئے یہاں تک کہ ضیاء الحق میری جان لیوا ہو گئے تھے۔ جو جان کا لیوا ہو جائے اس کے کھانے پر کون جاتا ہے اور وہ سب چیز سے واقف ہوتے ہوئے ڈھٹائی سے کام لیتے ہیں اور گناہ گار مجھے بولتے ہیں اور خود کا قصور بھی نہیں سمجھتے۔ کسی بھی مسلم لیگ یا کسی بھی پارٹی کی بنیاد پنجاب سے بڑا صوبہ سے بڑا بھائی سے اسے وہاں فنکشنل مسلم لیگ کی تنظیم نو کرنے گئے تو وائین صاحب نے چپت ماری تو پنجاب کی انتظامیہ کو بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی۔ نواز شریف سے سمجھوتا ہوا تو ہم نے اپنوں کو ٹکٹ دی اوران کو چن چن کر ہرا گیا اور یہ سارا کچھ میرے مشورے کے خلاف ان کے مشورے سے ہوا لیکن ہم نشاندہی کیوں کریں۔ پنجاب میں فنکشنل کے ہیں، لیکن ان کو ظاہر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ایجنسیوں کی کوشش سے جماعت کامیاب ہوئی ہے اور کتنا عرصہ چلی ہے۔ آپ

ریپبلکن پارٹی لے لیں، کنونشن لیگ لے لیں، جونیجو لیگ کو لے لیں، آئی جی آئی نواز لیگ کو لے لو۔ کتنا عرصہ چلیں آخر کہاں گئی۔ وہ جماعت جس کی کونسل خود جماعت بنانے والے نامزد کرلیں وہ کونسی جماعت ہے جسے جماعت سمجھا جائے پھر مسلم لیگی کونسل منتخب تھی یا نامزد تھی وہ مجھ سے پہلے تھی اس نے مجھے صدر بنایا میں نے کونسل نہیں پیش کی تھی یہ ہی مسلم لیگ ہے۔ جس کو سپریم کورٹ نے فنکشنل کیا نہ کو وہ مسلم لیگ جو نیشنل اسمبلی میں بنائی گئی تھی جس کو نیشنل لیگ کا نام دینا کا فیصلہ تھا جس پر میں نے زور دیا کہ جناب مسلم لیگ کا نام ہے فیڈریشن سے صوبوں کی یونٹی مسلم لیگ کی فیور کی ہے ورنہ ہر ایک علاقائی پارٹی کی سمت چلا جاتا۔ بہرحال آخری وقت تو آ ہی گیا ہے۔ ایجنسیوں کی نزول والی نواز لیگ کا پڑھے لکھے لوگ اب تک سمجھ کیوں نہیں سکتے ہیں۔ کیا مسلم لیگ میں جو حر ہیں باقی جو مسلم لیگ میں ہیں بھگوڑے ہیں۔ پیپلز پارٹی میں کبھی مسلم لیگ میں ہیں وہ تو حکومت کی جماعتیں ہیں جس کی بھی حکومت ہو جماعت یہاں آرگنائزڈ ہے۔ مہاجروں کے ساتھ کی ضرورت ہے ان کے ساتھ کچھ دوسرے لوگوں کو ہاتھ کریں گے جو یہ آنے جانے والی حکومتوں کے ساتھ ہوں، ہیں اور وہ آ کے چائے پیتے ہیں نواز لیگ ایسے لائی گئی تو ممکن ہے کہ باقی سندھی سب ایک لائن پر آجائیں اور اس وقت اگر مہاجروں کا ساتھ نہیں ہوتا تو ان کو پچاس فیصد جیسے جتوئی صاحب نے دیا تھا وہ بھی نہیں ملے گا، گھر بیٹھے رہیں گے تو مہاجروں کا مفاد اسی میں ہے کہ ہمارے ساتھ شامل حال ہوجائیں۔ معقول آدمی کسی نقطہ نظر سے ہر معقول میں معقول تو وہ جو آئینہ میں ٹکٹک بھیجتا نہیں ہے نا کھانے کی دعوت دیتا ہے۔ سندھ والے نواز لیگ کے خلاف یہی وہ ساتھ آجائیں گے اور مہاجروں کے سواء اس کے بعد دوسرے درجے کے شہری بن کر بیٹھیں۔ اگر ہمارے ساتھ نہیں بیٹھیں تو کچھ نہیں ملے گا آنے والے الیکشن جب بھی ہوں یا پھر ایجنسیاں ایسے نزول کریں گی پھر رمضان میں الیکشن کروائیں گی۔ چلو بھائی سب لوگ روزہ افطار کرواور وہ دوسروں کا روزہ افطار کروائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ ملک میں رہنا ہے تو نواز شریف ہٹتا ہے یا ہم لوگوں کو نکالتا ہے جو میں نے بھٹو صاحب کے لئے میں نے ڈی سی خیر پور کو لکھا تھا جو بعد میں ہائی کورٹ میں آیا جس میں میں نے کہا کہ سندھ میں صرف صوبہ ہی رہ سکتا ہے میں پاکستان کو پسند کرتا ہوں سندھ آزاد فیڈریشن نہیں بن سکتا اور نہ ہی رہ سکتا ہے اسے صوبہ ہی بن کے رہنا ہے۔ انگریزوں کے دور میں بھی پولیس میں آدھے سے زیاد پنجاب اور سرحد کے تھے جو صوبہ اپنی پولیس نہیں رکھ سکتا ہے بھرتی نہیں کر پاتا ہے اسے دفاع کیا کرنا ہے تو اسے صوبہ بن کر ہی رہنا ہے ہم تو اس ملک میں صوبہ ہی چاہیں گے جہاں ہماری نیوسنس ویلیوز زیادہ ہو وہ پاکستان میں ہے۔ یہ ہی ہماری دولت ہے۔ ہم ضرورت سے زیادہ کبھی بدگمان نہیں ہوتے، کیونکہ اگر ہم بدگمان ہوتے بھی ہیں تو گھر کے اندر بدگمانی کی بات کرتے ہیں سڑک پر آتے ہی نہیں ہیں کہ کہیں حاکم کو پتہ نہ پڑ جائے اور نہ گمان ہی ہمارا گم ہوجائے آپ دیکھیں اس کے بعد تو ایسا جملہ تو آیا ہی نہیں یحییٰ خان اور بھٹو نے جو کھیل کھیلا وہ کھل کر کھیلا اس کے بعد جو پالیسی چلی آئی ہے جو لائن اختیار کی

جارہی ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور صوبے میں کوئی نہ کوئی وارث بنا بیٹھا ہے اور جو میں نے ذکر کیا تھا اور جو میرے بھائی نے اس میں بات دیکھی تھی طبلسی (علاقے کا نام جو شاید فلپائن میں ہے) میں 68ء اور 69ء میں ایک وفد گیا تھا جو نقشہ وہاں دیکھا تھا اس میں بلوچستان، خراساں، پختونستان اور ادھر سندھ والا حصہ ہندوستان اور بیچ میں پنجاب علیحدہ اسٹیٹ کے طور پر ہے اور مولانا ابوالکلام کا بھی یہی کہنا تھا کہ مغربی مشرقی پنجاب ایک ہو جائیں گے یہاں کے سکھ اور قادیانی حکومت کریں گے اور جاپانی آپ کے سامنے ہیں مارشل ایسا چار صوبوں میں تھا نہ، چار کنٹرول تھے، نہ چار آئیڈیالوجی تھی نتیجہ کیا نکلا ایک ہی پنجاب مارشل نسل ہے یکساں روایت وثقافت وموسیقی ہے یہ بھی ایک ہو جائیں گے آپ یہ سمجھیں کہ انڈیا پاکستان کو رن اوور کر دے گا کچھ نہ کچھ اسکیم ہوگی اور اسے انڈیا میں جو ڈاکٹر نے شائع کیا اس میں کہا تھا کہ نیشن میں کیا بندر بانٹ کی ہوئی تھی اور چھوٹی ریاستیں تھیں کام ہو رہا ہے اندر ہر قوم میں ان کے لوگ ہیں جو بٹوارہ کرتے ہیں اب ہم روسیوں پر الزام عائد کر سکتے ہیں نہ امریکہ کو، نہ برطانیہ کو، نہ چین کو ہم خود ایک دوسرے کے اندر علیحدگی کا بیج بو رہے ہیں اور اس لائن پر چل رہے ہیں اور شاید آنے والے وقت میں شاید ہماری زندگی میں نہ یا ہو بھی جائے کیا پتہ بہر حال اس معاملے کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جو مارشل نسل ہوتی ہے ان کی ثقافت ایک ہوتی ہے پنجاب کی تقسیم ان کی خوشی سے نہیں ہوئی تھی اور پنجابیوں نے اسے قبول نہیں کیا ہے جب کبھی وقت آیا تو ان کو ایک ہونا ہے اور غیر مارشل کمیونٹی کے ٹکرے ٹکرے کرتے ہیں، ان میں وہ حس ہی نہیں ہے۔

سوال: بے نظیر اور نواز شریف کے دور میں آپ نے کیا محسوس کیا؟

جواب: بے نظیر کا پہلا جو دور تھا اس میں بے نظیر نے قوم کو کیا دیا اور قوم سے کیا حاصل کیا وہ تو مداخ پوچھے گا صحیح معلومات کے بعد لیکن کوئی ملک کے حق میں بہتر تو نہیں ہوا اقتصادی حالت خراب رہی اور وہ رفتار اتنی تیز ہوئی کہ کسی سے بھی نہ رک سکی اور اب تک پالیسی وہ ہی ایک تھی جو دونوں لے کر چلے کرپشن اور اپنے اپنے قسم کی بدحالی رہی آپ کی مثال دیتا ہوں ون یونٹ بناتے وقت خان بہادر کھوڑو نے ہائی کورٹ کے جج کے خلاف ایک مقدمہ داخل کیا اور ایک ڈی ایس بھیجا کہ جاؤ اسے گرفتار کر کے آجاؤ جب بھٹو صاحب (سیٹلر سندھی) اقتدار میں آئے تو انہوں نے ایک سیشن جج کو عدالت میں سے گرفتار کرایا اور بے نظیر کی بھی عدلیہ کے ساتھ وہ ہی پالیسی رہی اور فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کو سات لاک اپ میں بند کرایا پیر جو گوٹھ میں اور حسب حیثیت ان کا اخلاق اور ان کی معیاری سوچ اور گرتی گئی اس حساب سے ان کی حکومتوں کی بدحالی اور برائی بڑھتی گئی۔ دونوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔

یہ تاریخی انٹرویو 10 جولائی 1999ء کو نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔ ملاقات: سید صفدر علی

☆☆☆☆☆

ہندو مسلم فسادات

پیر پگارا پاکستانی سیاست میں بادشاہ گر کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ اپنی سیاست کے مہرے اس قدر مہارت سے چلتے ہیں کہ اپنے مخالفین کو شہ مات دے دیتے ہیں۔ پیر صاحب سے انٹرویو کیلئے جانے لگے تو میرے ساتھیوں نے کہا کہ انٹرویو کی تیاری نہ ہو تو پیر صاحب جواب ہی نہیں دیتے۔ بہرحال انٹرویو شروع ہوا تو پیر پگارا نے اپنا دل کھول کر رکھ دیا اور ایسی باتیں کی جو پاکستان کی سیاسی تاریخ میں دیر تک گونج پیدا کرتی رہیں گی۔ پیر پگارا ذومعنی بات کرنے کا ملکہ رکھتے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! آپ متحدہ مسلم لیگ کے صدر رہے ہیں اس حوالے سے گفتگو کا آغاز تحریک پاکستان سے کرتے ہیں!

پیر صاحب: اس حوالے سے پہلے یہ واقعہ سن لیں پاکستان بننے سے پہلے تین جگہ پر ہندو مسلم فسادات ہوئے ان میں سے ایک علی گڑھ میں ہوا۔ یہ 1945ء کا واقعہ ہے میں علی گڑھ کی نئی بستی میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں علم ہوا کہ ایک سندھی قتل ہو گیا ہم وہاں گئے کہ ہم سندھی کی لاش کو سنبھالیں ہم نے پوچھا کہ کیا ہوا تو پتا چلا کہ یہاں پتھراؤ ہوا ہے۔ تھوڑی دیر میں ڈی سی صاحب اور ایس پی صاحب آ گئے یہ ایس پی ٹیکسن صاحب تھے ان کے بارے میں کسی نے بتایا وہ ایس پی ہیں جو انگلینڈ سے اپنے دوست کی بیوی ورغلا کر لائے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ اچھے خون والا بندہ ایسا کام نہیں کر سکتا تو خیر ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں ایس پی صاحب نے خود ہی توڑ پھوڑ شروع کر دی اور اسی دوران بازار میں آگ لگ گئی اور فساد شروع ہو گیا تو اس واقعہ کا میں تو خود عینی شاہد ہوں کہ کس طرح ایک انگریز نے ایک سندھی کی بازار میں ذاتی لڑائی کو ہندو مسلم فساد بنا دیا۔ میں اس واقعہ کا عینی شاہد ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ فساد پاکستان کے لیے نہیں تھا یہ تو کروایا گیا تھا۔

سوال: پیر صاحب! اس واقعہ سے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے سب کچھ انگریزوں نے کیا؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! اگر تو لوگوں کو خوش کرنا ہے تو اور بات ہے اور اگر سچ سننا ہے تو میری معلومات یہی ہیں کہ برطانوی حکومت ہندوستان میں ایک مسلم اسٹیٹ بنانے کا فیصلہ بہت پہلے کر چکی تھی۔ یہ فیصلہ قرارداد پاکستان منظور ہونے سے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ ولی خان نے جب اس بارے میں بیان دیا تو جنرل

ضیاء الحق نے انہیں اس معاملہ پر گفتگو کی دعوت دی۔ ولی خان نے جواباً ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی انہیں بھیجی جس میں واضح طور پر یہ لکھا تھا کہ مسلم اسٹیٹ بنانے کا فیصلہ 1940ء سے پہلے ہو چکا تھا اس کے بعد ضیاء الحق خاموش ہو گئے۔ میں نے لندن جا کر تو تحقیق نہیں کی لیکن میری معلومات یہی ہے۔

سوال: پیر صاحب! کیا آپ کو احساس ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یعنی پاکستان انگریزوں نے بنایا تھا؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! سچ سننا ہے تو وہ یہی ہے وگرنہ میں بھی آپ کو کوئی کہانی سنا دیتا ہوں۔

سوال: اس بات کا کوئی ثبوت ہے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! برطانوی وزیر اعظم چرچل کی پنجاب کے اس وقت کے وزیر اعظم سر سکندر حیات سے قاہرہ میں ملاقات ہوئی، تو چرچل نے کہا کہ مسلمانوں نے سلطنت برطانیہ کے لیے جو قربانیاں دی ہیں ان کی بلڈ منی (خون کی قیمت) کے طور پر انہیں الگ ریاست دی جائیگی۔ میں نے یہ بات سکندر حیات کے بیٹے سردار شوکت حیات سے پوچھی تو انہوں نے تصدیق کی کہ چرچل نے سردار حیات سے یہ بات کی تھی۔

سوال: پیر صاحب! آپ مسلم لیگ کے صدر رہے ہیں، آپ بھی وہ بات کہہ رہے ہیں جو قوم پرست کہتے ہیں؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! سچ سے تکلیف تو ہوتی ہے، مجھے بتایا گیا ہے کہ جس طرح دیگر با اثر لوگوں کو انگریز نے مسلم لیگ میں بھیجا تھا۔ علامہ اقبالؒ بھی اس طرح مسلم لیگ میں آئے تھے۔ آپ یہ بتائیں کہ علامہ اقبال کس کے کہنے پر قائداعظم کے پاس گئے تھے۔ دیکھو بھئی جتنے بھی با اثر لوگ تھے وہ انگریزوں کے کہنے پر مسلم لیگ میں آئے تھے۔

سوال: تو کیا آپ دو قومی نظریے سے انکار کرتے ہیں؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! ایک ہندو قوم تھی جو گئو ماتا کو پوجتی تھی دوسری قوم مسلمان تھی جو گئو ماتا کو کھاتی تھی دونوں قومیں تو الگ تھی البتہ پاکستان اسلام کے نام پر نہیں لبرل (آزاد خیال) معاشرے کے قیام کے لیے بنا۔

سوال: تو کیا پاکستان بنانے میں مسلم لیگ کا کردار نہیں تھا؟

پیر صاحب: مسلم لیگ با اثر لوگوں کی جماعت تھی یہ عوامی جماعت نہیں تھی کہ جس کے ووٹر ہوں، با اثر لوگوں کے ماننے والے اسے ووٹ دیتے تھے۔ مسلم لیگ اس وقت سے لے کر آج تک جماعت نہیں بن سکی نہ یہ کبھی جماعت بن سکے گی۔ ملک میں اقتدار انگریز کے وفاداروں کے ہاتھ میں رہا وہی پالیسی آج تک چلی آ رہی ہے، کچھ بھی تبدیل نہیں ہوا۔

سوال: پیر صاحب! پاکستان میں صوبوں میں ہم آہنگی کیوں پیدا نہیں ہوسکی؟

پیر صاحب: پاکستان فیڈریشن کی بنیاد پر وجود میں آیا، پہلے صوبے موجود تھے جنہوں نے مل کر ملک بنایا اگر صوبے نہ ہوں تو فیڈریشن کیسے بنے گی۔

سوال: پیر صاحب! پاکستان کے بارے میں آپ کے تجزیے سے تو یوں لگتا ہے کہ آپ پاکستان سے مایوس ہورہے ہیں؟

پیر صاحب: میں ان لوگوں کے رویے سے مایوس ہوں جو ماضی کی پالیسیوں کو لیکر چلنا چاہتے ہیں جو گڑبڑ پاکستان بننے کے بعد تھی وہ گڑبڑ آج بھی چل رہی ہے۔

سوال: پاکستان کا مستقبل؟

جواب: دیکھو بھئی، جو پاکستان کو چلانے والے ہیں وہ تو وہی پالیسی چلا رہے ہیں۔

سوال: تو گویا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان ایک ناکام ریاست ہے؟

پیر صاحب: ریاست تو کامیاب تھی لوگ اسلام پسند تھے، عوام کے لئے ایک نظریہ تھا اور خواص کے لیے اور نظریہ تھا اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ اب یوٹرن (موڑ) ممکن ہی نہیں اور اگر یوٹرن لینا ہی ہے پڑ گیا تو لاکھ دو لاکھ آدمی کو جانا پڑیگا۔

سوال: یہ بندے کون مارے گا؟

پیر صاحب: اب تو چنگیز خان یہ کام کریگا کسی بیرک سے چنگیز خان نکلے گا اور یہ کام کرے گا۔

سوال: پیر صاحب! آپ جیسا تعلیم یافتہ انسان خونی انقلاب کی بات کیسے کرسکتا ہے؟

پیر صاحب: یہ تو کامن سینس کی بات ہے۔ مسلم لیگ بااثر لوگوں کی جماعت تھی، ہندو اور انگریز بھی ان کی عزت کرتے تھے، پاکستان ان بااثر لوگوں کا بنایا ہوا ملک ہے، آپ نے بااثر کو بے اثر کیا، خاندانی کو بے خاندانی اور اصحاب مال کو بے مال کیا اور جو بے مال تھے ان کو مالا مال کردیا جب آپ نے اپنی جڑ کو کاٹ دیا تو پھر درخت کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟

سوال: کیا خون بہنے سے ملک ٹھیک ہوجاتے ہیں؟

پیر صاحب: برسات پڑنے سے زمین ٹھیک بھی ہوجاتی ہے اور ڈوب بھی جاتی ہے تو دونوں کام ہوسکتے ہیں۔

سوال: کیا پاکستان کے اندر گزشتہ پچاس سالوں میں تبدیلیاں آئی ہیں؟ اگر لائف اسٹائل میں کوئی تبدیلی آئی ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

پیر صاحب: جب مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے کا فیصلہ ہوگیا، پرانا پاکستان ہندوستان کے مسلمانوں نے بنایا تھا جب کہ نیا پاکستان بھٹو، مجیب اور یحیٰی اینڈ کمپنی نے بنایا۔ دونوں کے اسٹائل اور رہن

سہن میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

سوال: پیر صاحب! مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں مسلم لیگ کی بھی تو کوئی غلطی ہوگی؟

پیر صاحب: نہیں مسلم لیگ کی کوئی غلطی نہیں تھی مسلم لیگ تو 1954ء میں ختم کرادی گئی، 1954ء میں مشرقی پاکستان میں الیکشن ہوئے، اس میں مسلم لیگ کا تیاپانچا (تقسیم) کرایا گیا تھا۔

سوال: اس کا ذمہ دار کون تھا؟

پیر صاحب: اس کے ذمہ دار سول سروس کے لوگ تھے مغربی پاکستان میں ری پبلکن برسر اقتدار آ گئے، مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ آ گئی مسلم لیگ زوال کا شکار ہوگئی، مسلم لیگ کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا گیا۔

سوال: مسلم لیگ کے پاس قیادت کا فقدان تھا جس کی وجہ سے یہ زوال کا شکار ہوئی؟

پیر صاحب: نہیں یہ بات نہیں۔

سوال: کیا قومی زبان کا مسئلہ مسلم لیگ کے زوال کی اہم وجہ تھا؟

پیر صاحب: زبان کے مسئلہ کا فیصلہ ہوگیا یہ غیر ضروری بات تھی پاکستان کی کوئی قومی زبان تو تھی نہیں۔ ہر صوبے کی اپنی زبان تھی۔

سوال: زبان کے مسئلے کی وجہ سے احساس محرومی پیدا ہوا؟

پیر صاحب: زبان کی وجہ سے احساس محرومی پیدا نہیں ہوتا، سندھ کے صوبے میں بہت عرصے تک سندھی سرکاری زبان نہیں تھی پھر بھی احساس محرومی پیدا نہیں ہوا۔

سوال: تو پھر آپ کے نزدیک مشرقی پاکستان کے احساس محرومی کی کیا وجہ تھی؟

پیر صاحب: جب پاکستان میں ایک فیڈ ریٹنگ یونٹ کے حقوق سلب ہونے لگے کچھ لوگوں نے پوری قوم کے حقوق سلب کر لئے اور قوم دیکھتی رہی اس وقت قوم کی کوئی اہمیت نہیں تھی چند لوگوں کا ایک گروہ تھا جنہیں اہمیت حاصل تھی یا یوں کہیں کہ ایک صوبے کے چند لوگ صوبے کے نام کو استعمال کر کے اپنے مفادات کا خیال کرتے تھے اور باقی لوگوں کو ڈی گریڈ کرتے تھے۔

سوال: جس صوبے یعنی پنجاب کی طرف آپ اشارہ کر رہے ہیں آپ وہاں اکثر آتے رہتے ہیں کیا پنجاب کے لوگ واقعی ہی استحصال کرتے ہیں؟

پیر صاحب: عام آدمی اور اہل اقتدار میں فرق ہے جب کوئی انسان اقتدار پالیتا ہے تو پھر وہ بدل جاتا ہے، کرسی انسان کے دماغ اور خیالات کو بدل دیتی ہے۔

سوال: کیا کرسی سندھی حکمرانوں کے دماغ خراب نہیں کرتی؟

پیر صاحب: کرتی ہوگی لیکن اس کا اثر پنجاب پر تو نہیں پڑتا۔

سوال: بھٹو سندھ سے حکمران تھے؟

پیر صاحب: وہ کب سندھی تھے وہ تو پنجاب کے ارائیں تھے، 1932ء تک ان کے فیصلے پنجاب میں ان کے معتبرین کرتے تھے۔

سوال: تو آپ بھٹوز کو سندھی ہی نہیں مانتے؟

پیر صاحب: ہم انہیں آبادکار مانتے ہیں۔

سوال: محمد خان جونیجو بھی تو سندھ سے تعلق رکھتے تھے؟

پیر صاحب: جونیجو صاحب کو ادھار پر دیا تھا مگر اسے قومیا (نیشنلائز) لیا گیا اور خدا کے فضل سے زندہ سلامت گھر کو بھیج دیئے گئے۔

سوال: جونیجو کو ادھار پر دینے والا معاملہ کیسے ہوا؟

پیر صاحب: سب جماعتیں وزیراعظم کے لیے نام دے رہی تھیں ہماری جماعت میں ایس ایم ظفر اور محمد خان جونیجو کا نام آیا، میں نے جونیجو کا نام پیش کر دیا، یہ 1981ء کا واقعہ ہے۔

سوال: بات 1970ء سے شروع ہوئی تھی۔ بھٹو کے انتخابی میدان میں اترنے کے حوالے سے آپ کا کیا خیال ہے؟

پیر صاحب: ہوسکتا ہے بھٹو کی جیت میں روٹی، کپڑا اور مکان کے نعرے کا بھی کردار ہو لیکن میرے خیال میں نواب کالاباغ اور پنجاب کے بہت سے معتبر افراد نے بھٹو کا ساتھ دیا۔

نواب آف کالاباغ کی مدد کے بغیر پنجاب میں بھٹو کے اتنے بڑے استقبال نہیں ہوسکتے تھے مجھے خود نواب آف کالاباغ نے 1962ء کے انتخابات کے موقع پر کہا کہ بھٹو ہمارے طبقے کا آدمی ہے اس کا خیال رکھنا۔ نواب آف کالاباغ نے آخری وقت تک خفیہ طور پر بھٹو کی حمایت کی۔

سوال: بھٹو کو بھارت سے ہزار سال جنگ لڑنے پر ووٹ ملے؟

پیر صاحب: نہیں نہیں۔ اس کو روٹی کپڑا اور مکان کے نعرے پر ووٹ ملے کیونکہ غریب طبقے کا اس وقت کوئی پلیٹ فارم نہیں تھا اس لئے ان سب نے بھٹو کو ووٹ دیا۔

سوال: یحیٰی خان تو قیوم لیگ کو جتوانا چاہتے تھے؟

پیر صاحب: قیوم لیگ تو مزید انتشار پیدا کرنے کے لیے بنائی گئی تھی ہم نے بھی 1970ء میں قیوم لیگ کی ہی مدد کی۔

سوال: 70ء کا انتخاب ہوا، تھوڑے عرصے بعد اپوزیشن نے یو ڈی ایف بنالی پھر آپ کو متحدہ مسلم لیگ کا صدر بنا دیا گیا وہ کیا محرکات تھے جس نے آپ کو بھٹو کا مخالف بنا دیا؟

پیر صاحب: بھٹو خواہ مخواہ ہر ایک کی مخالفت کرتا تھا ہر ایک کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتا تھا ہم اس کی

انہی حرکات کی وجہ سے اس کی مخالفت میں میدان میں آئے، یوڈی ایف بنا تو اس کی سربراہی کے لیے جو نام گئے ان میں میرا نام بھی تھا۔ جب میرا نام سامنے آیا تو میں نے کہا کہ اتنے پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگ ہیں ان کی چیئرمنی تو کافی مشکل ہوگی میں اس بات کیلئے تیار نہیں تھا کہ لوگ تقریریں کریں اپنے فیصلے سنائیں اور چیئرمین صرف بیٹھا سنتا رہے۔ میں اس کیلئے تیار نہیں تھا پھر غوث علی شاہ میرے پاس آئے اور مجھے کہا آپ بن جائیں کیونکہ آئندہ سیاست میں کچھ ہونے والے ہے پھر ہم دونوں اے کے بروہی سے مشورے کیلئے ان کے پاس گئے۔ بروہی صاحب میرے وکیل بھی تھے وہاں گئے تو معلوم ہوا کہ ولی خان بروہی صاحب کو مل کر گئے تھے اور اصرار کیا تھا کہ پیر پگارا کو چیئرمین بنایا جائے۔ بروہی صاحب نے کہا کہ جب امریکی صدر ''فرینکلن روز ویلٹ'' کی موت ہوئی تو نائب صدر ہیری ٹرومین صدر بن گئے۔ ٹرومین نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں اس لائق تو نہیں بہرحال میں صدر بن گیا ہوں تو میرے دوستوں نے مذاقاً کہا کہ صدر بن جاؤ تو لائق بھی ہو جائے گے جب میں نے زیادہ ضد کی تو بروہی صاحب نے کہا کہ ایک پہلوان کا مقابلہ دوسرے پہلوان سے تب ہوتا ہے جب وہ میدان میں اترے پھر پتا چلتا ہے کون کتنا بڑا پہلوان ہے۔ بھٹو صاحب کی مخالفت صرف سندھ کی بنیاد پر تو نہیں ہوسکتی تھی تمام فیڈ ریٹنگ یونٹس (بات کو بڑھاوا دینے) سے اپوزیشن کی ضرورت تھی بہرحال میں رنگ میں اترا بعد کی بات ہے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

سوال: بھٹو صاحب سے آپ کے اختلافات کب شروع ہوئے؟

پیر صاحب: ایک دن رات کو گیارہ بجے بھٹو صاحب مجھے فون کیا اور کہا کہ میں نہ یحیٰ ہوں نہ ایوب خان ہوں اب تو صحیح معنوں میں مارشل لا آپ کے خلاف استعمال ہوگا بس اس کے بعد ان سے اختلافات ختم نہیں ہوئے۔ اگر بھٹو اس رات مجھے فون نہ کرتے تو اگلی صبح میں انہیں فون کرنے والا تھا اور ہندوستان سے آئے ہوئے حروں کی بات کرنے والا تھا اچھا ہوا کہ میں ذلت سے بچ گیا اور بھٹو کو فون نہیں کیا مجھے ذلیل کرنے کی بھٹو کو سزا مل گئی۔

سوال: کیا کسی اور نے بھی آپ سے اس طرح کی بدتمیزی کی؟

پیر صاحب: مجھے تو محسوس نہیں ہوا لیکن پیر اشرف نے مجھے بتایا کیونکہ ضیاء الحق نے خود لوگوں کو بتایا ایک بار جنرل ضیاء الحق نے آپ کو ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کروایا جس کا مطلب آپ کی بےعزتی تھی میں نے کہا میں اس کے گھر گیا تھا یہ تو اس کی بےعزتی تھی کہ وہ مجھے گھر بلا کر نہیں ملا اور اس طرح اس نے میری بےعزتی کرنے کی کوشش کی اور خود بےعزت ہوا۔

سوال: بیوروکریسی کے بارے میں کیا رائے ہے کیا انہوں نے 53 سال میں اپنا کردار صحیح طریقے سے ادا کیا ہے؟

پیر صاحب: بیوروکریسی تو حکومت کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے ان سے جیسا بھی کام لیا گیا انہوں نے

ویسا کام کیا جس کام کا وزیر ہوگا ویسا ہی کام ہوگا۔

سوال: کیا آپ کے خیال میں بیوروکریسی ملک کی سب سے منظّم جماعت ہے؟

پیر صاحب: سب سے بڑی جماعت فوج ہے پھر سول سروس اور پھر جماعت اسلامی۔ (قہقہے)

سوال: فرقہ واریت کا کیا حل ہے؟

پیر صاحب: جب تک دین میں سیاست کا عمل دخل رہے گا فرقہ واریت جاری رہے گی۔

سوال: آخر میں آپ ملکی مسائل کا کیا حل تجویز کرتے ہیں؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! ملک کے حصوں کو ایک ایک کر کے الگ کرنے کی پالیسی چھوڑنا ہوگی یہی پالیسی چلائی جارہی ہے کہ صوبوں کو الگ کر دیا جائے۔

سوال: یہ تو آپ قوم پرستوں والی بات کر رہے ہیں؟

پیر صاحب: قوم پرستوں والی نہیں، میں تو فیڈریشن پرست ہوں اگر صوبے ہیں تو فیڈریشن ہیں جب صوبے ہی نہیں رہیں گے تو فیڈریشن کیسے رہے گی۔

سوال: موجودہ حکومت کا مستقبل آپ کیا دیکھتے ہیں؟

پیر صاحب: یہ سوال تو آپ کو پرویز مشرف صاحب سے پوچھنا چاہئے، دیکھیں جب حکومت اپنی طاقت کا خود ہی فیصلہ نہ کر پائے تو کیا کہیں یا تو مارشل لا لگے یا آئین بحال ہو یا لوگوں کو ان کے حقوق ملیں یا پھر مکمل طور پر سلب ہو جائیں درمیانی معاملہ سمجھ میں نہیں آتا دیکھیں اس معاملہ کا انجام زیردست، بالاست اور بالادست خاک بسر ہوگا۔

سوال: آپ نے فیملی پلاننگ کی جو اصطلاح استعمال کی اس کا خاتمہ کب ہوگا؟

پیر صاحب: یہ تو جب کوئی بچے گا تب بات کرے گا۔

سوال: تو اسی طرح خون بہتا رہے گا؟

پیر صاحب: بالکل۔

سوال: آپ نے کہا تھا کہ کراچی سے قتل وغارت شروع ہوگی اور پنجاب کو جائے گی؟

پیر صاحب: پنجاب کے لوگوں کو سمجھایا تھا۔

سوال: کسی زمانے میں آپ نے نواز شریف کے مقابلے میں پرویز الٰہی کو کھڑا کیا تھا آپ اب بھی ایسا چاہیں گے؟

پیر صاحب: نہیں وہ ''اپ ٹو دی مارک''، نہیں، میں اب ان کی سپورٹ نہیں کروں گا۔

سوال: کیا صوبوں کو مزید خود مختاری کی ضرورت ہے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! بڑے بھائی پنجاب کے رویے کو دیکھتے ہوئے اب مزید خود مختاری کی ضرورت

ہے 1973ء کے آئین میں تو صوبوں کے حقوق کے سلب کر لئے گئے تھے 1956ء کا آئین کو مدنظر رکھ کر حقوق دیئے جائیں۔

سوال: تو کیا لوگ اس نئے آئین یا آئینی ترامیم پر متفق ہو جائیں گے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! اب بھروسا نہیں رہا اس لئے مرکز کو بہت کچھ چھوڑنا پڑے گا۔

سوال: آپ تو وہ مطالبات کر رہے ہیں جو پونم کے لوگ کر رہے ہیں؟

پیر صاحب: نہیں بھئی! میں تو بات کر رہا ہوں جو حقیقت ہے جب پاکستان بنا تھا تو یہی طے تھا کے مرکز کے پاس بہت کم اختیارات ہوں گے اب حالات اس سے بھی آگے کے ہیں اس وقت سے بھی زیادہ اختیارات صوبوں کو دینے ضروری ہیں۔

سوال: کیا غیر آئینی اقدامات کرنے والوں کو علامتی سزا ملنی چاہیے؟

پیر صاحب: ضیاء الحق تو رہا نہیں، ایوب خان کا اتنا قصور نہیں تھا کم از کم وہ یہ تو بتا گیا کہ وہ پاکستان ٹوٹنے کے عمل میں صدر پاکستان کے عہدے پر قائم نہیں رہ سکتا۔

سوال: آپ کو کہیں سے پیغام آیا؟

پیر صاحب: میں کوئی لڑکی ہوں کہ مجھے پیغام آئے۔

سوال: جنرل پرویز مشرف اگر صدارت کا عہدہ سنبھال لیں تو؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! حکومت سپریم کورٹ کے فیصلے پر ملک چلا رہی ہے رفیق تارڑ منتخب صدر ہیں انہیں کس طرح ہٹایا جائے گا۔ ہاں، اگر ملک میں مارشل لا لگا دیا جائے تو پھر ممکن ہے۔

سوال: کیا مارشل لا کا امکان ہے؟

پیر صاحب: پہلا مارشل لا ماشاء اللہ، انشاء اللہ اور الحمدللہ تھا یہ نقاب پوش مارشل لا ہے مارشل لا کا امکان ہمیشہ ہوتا ہے یہ امکان ہمیشہ رہے گا۔

سوال: کیا موجود حکومت لبرل ہے؟

پیر صاحب: نہ یہ لبرل ہیں، نہ بنیاد پرست یہ دونوں کو خوش کر کے حکومت کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: کیا موجودہ حکومت کامیاب ہو جائے گی؟

پیر صاحب: ضیاء الحق مجھے ملتے تھے اس لئے مجھے ان کا اندازہ ہوتا رہتا تھا میں نئے حکمرانوں سے ملا ہی نہیں ان کا اندازہ کیسے لگائیں۔

سوال: کیا پیر پگارا احتساب سے مستثنیٰ ہیں؟

پیر صاحب: میں تو احتساب کیلئے تیار ہوں میں نے لیا کیا ہے یہ پلاٹ تو مجھے لاٹری میں ملا تھا۔

سوال: پیر علی محمد راشدی سے آپ کا کیا تعلق تھا؟

پیر صاحب: وہ میرا استاد تھا، اس سے ذہین آدمی میں نے نہیں دیکھا۔لیکن وہ کہتا تھا کہ میں صرف گرانے کا کام جانتا ہوں بنانے کا کام مجھے نہیں آتا۔

سوال: 80ء کی دہائی کے بعد سے ملک میں دو جماعتی نظام قائم ہوا آپ سیاست کا آئندہ منظر کیا دیکھتے ہیں؟

پیر صاحب: ملک کے آئندہ منظر میں ایک تو فنکشنل مسلم لیگ ہوگی کیونکہ سپریم کورٹ اپنی رولنگ سے اسے بحال کر چکی ہے اور دوسری جماعت جو ہو سکتی ہے وہ جنرل چشتی کی ریٹائرڈ فوجیوں کی جماعت۔

سوال: تو آپ ریٹائرڈ فوجیوں کو اس قدر اہم سمجھتے ہیں کہ وہ جماعت بنا کر مقابلہ میں آئیں گے؟

پیر صاحب: ابھی تک تو یہی نظر آ رہا ہے۔

سوال: فوج کا سیاست میں کردار ہونا چاہیے؟

پیر صاحب: بالکل نہیں۔

سوال: ایک طرف تو آپ فوج کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔لیکن! اسے سیاسی کردار دینے کو تیار نہیں؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! فوج پاکستان کے صرف ساڑھے پانچ اضلاع سے تعلق رکھتی ہے اس کا جب جی چاہتا ہے اپنے صوبے اور دوسرے صوبوں پر بھی قبضہ کر لیتی ہے۔

سوال: کیا ترکی والا نظام نہیں ہونا چاہیے یعنی فوج اور سیاست مل کر ملک کو چلائیں؟

پیر صاحب: ترکی تو ایک سلطنت تھی جو سکڑ کر ملک بن گیا پاکستان تو چار قوموں کا ایک مجموعہ ہے پاکستانی قوم تو بن نہیں سکی اور اب ایک پانچویں قومیت نازل ہوگئی فوج کا کردار جو دنیا بھر میں ہے وہی ہونا چاہیے یعنی ان کا کوئی سیاسی کردار نہیں ہونا چاہیے۔

سوال: پیر صاحب! آپ کا سیاست میں اعلیٰ ترین مقام ہے اس حوالے سے لوگ آپ کے بارے میں ہر خبر کو سنجیدگی سے پڑھتے ہیں بڑے سیاستدان کی نجی زندگی بھی عوام کی آنکھ سے اوجھل نہیں ہوتی کچھ عرصہ پہلے جب آپ نے اپنی اہلیہ کو طلاق دی تو اس سے عوام میں اچھا تاثر پیدا نہیں ہوا؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! میں عرض کروں، میری شادی 43 سال کچھ ماہ رہی اس عرصہ میں کیا کہتا رہا کہ ٹیبل کے نیچے چھپا ہوا ہوں گھر میں مارشل لا لگا ہوا ہے یوں سمجھئے کہ مجھے 43 سال یہ فیصلہ کرنے میں لگ گئے کہ طلاق دوں یا نہ دوں۔

سوال: تو شروع ہی سے شادی ٹھیک نہیں چلی؟

پیر صاحب: نہیں شروع سے نہیں جب ون یونٹ بنا تو ان کے خیالات میں تھوڑا فرق آیا 65ء کی جنگ بعد اور فرق آیا۔

سوال: پیر صاحب! سیاسی معاملات کا گھر میں میاں بیوی کے معاملات سے کیا تعلق؟

پیر صاحب: آپ ان باتوں کو چھوڑیں پھر جب پاکستان قومی اتحاد بنا اس وقت حالات اور تھے اور پھر جب حسن محمود وزیر اعظم تو کیا پنجاب کا وزیر اعلیٰ بھی نہ بن سکا تو میرے گھر میں قیامت نازل ہوگئی اور پھر قیامت کی بھی انتہا ہوگئی۔

سوال: تو گویا یہ آپ کا سیاسی فیصلہ تھا؟

پیر صاحب: جی ہاں! یہ سیاسی اور اخلاقی فیصلہ تھا اس میں وقت تو لگا، لیکن بہر حال یہ فیصلہ کرنا پڑا میں نے سمجھا کہ بس اب یہ معاملہ ختم۔

سوال: آپ کی شادی سیاسی تھی؟

پیر صاحب: میں تو سیاسی شادی کرتا ہی نہیں۔

سوال: مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ون یونٹ بننے یا ٹوٹنے سے گھر کے حالات میں کیا فرق پڑ سکتا ہے؟

پیر صاحب: سوچ میں فرق آیا بالکل وہ یہ سمجھنے لگی تھیں کہ یہ ہمارے خاندان سے حسن محمود سے آگے بڑھ گیا ہے اس لئے ان کی سوچ میں فرق آ گیا۔

سوال: شروع میں ذہنی ہم آہنگی نہیں تھی؟

پیر صاحب: نہیں 1956ء کے بعد سے ذہنی ہم آہنگی میں فرق آ گیا تھا اور فرق بڑھتا گیا۔

سوال: آپ کی پہلی شادی کیسے طے پائی تھی؟

پیر صاحب: میں جب لندن سے کراچی آیا تو مخدوم الملک میراں شاہ کے گھر قیام ہوتا تھا اس دوران ایک مشترکہ دوست نے شادی کی بات طے کرا دی ایک دن اتفاق سے کسی نوکر نے مجھے کہا کہ ابھی آپ کی بیوی آنے والی ہے میں نے باہر نکل کر دیکھا تو ایک لمبے دانتوں والی لڑکی اندر آ رہی تھی میں نے اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد شادی سے انکار کر دیا۔

مجھ سے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے بتا دیا کہ اس قدر بدصورت لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا بعد ازاں مجھے بتایا گیا کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے پھر میں نے دور سے اپنی پہلی بیوی کو دیکھا تو میری تسلی ہوئی اور میں نے شادی کیلئے ہاں کہی۔

سوال: کیا آپ کی سابقہ اہلیہ کا مزاج سخت تھا؟

پیر صاحب: وہ اپنے والد مخدوم الملک میراں شاہ کی ہو بہو نقل ہیں، اس سے آپ ان کے مزاج کا اندازہ لگا لیں میں نے بہت برداشت کیا دوسرا راستہ صرف یہی تھا جو میں نے اب استعمال کیا آپ حالات کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ سابقہ بیوی کو طلاق میں دے رہا تھا اور محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ خلع مانگ رہی ہیں اسی سے آپ کو ان کی سوچ کا اندازہ ہو جانا چاہیے۔

سوال: شروع میں آپ کا ان سے رابطہ رہا؟

پیر صاحب: ہاں ٹیلی فون پر رابطہ رہا میں احتراماً ادھر ادھر سے ان کی مدد کرتا رہا۔ لیکن، جب انہوں نے اس کو بھی ایکسپلائٹ (نظرانداز) کیا تو پھر میں نے رابطہ بھی ختم کر دیا۔

سوال: آپ کے بیٹے کی بھی اہلیہ سے علیحدگی ہوئی؟

پیر صاحب: میں ان کے معاملات میں نہیں پڑتا۔

سوال: آپ کی روحانی اور سیاسی گدی کا وارث کون ہوگا؟

پیر صاحب: ہمارے خلفاء اور معتبرین پیر پگارا کا انتخاب کرتے ہیں ہمارے ہاں روحانی اور سیاسی گدی ایک ہی ہے خانقاہ، خانقاہ کی جائیداد مریدوں کی ہے پیر کی نہیں۔ میں نے کنگری ہاؤس بھی خانقاہ کی جائیداد میں شامل کر دیا ہے جو بھی پیر پگارا ہوگا وہ کنگری ہاؤس میں رہے گا میں وہ واحد سندھی ہوں جس کی سندھ میں کوئی جائیداد نہیں میرا گھر اسلام آباد میں ہے اس لحاظ سے میں پنجابی ہوں (قہقہے)۔

سوال: اسلام آباد میں گھر اس لئے بنایا ہے کہ ساتھ والے گھر یعنی ایوان صدر تک پہنچ جائیں؟

پیر صاحب: نہیں ایسی بات نہیں ہے ضیاء الحق مرحوم نے مجھے کہا کہ سینٹ کے چیئرمین بن جاؤ میں نے کہا نہیں میرا کچھ بھرم رہنے دیں ہر قانونی بات پر میں اٹھ کر سیکرٹری سے قانونی مشورہ کروں گا۔

سوال: پیر پگارا صاحب! جنرل مشرف کے آنے سے پہلے ہی آپ فوج کے آنے کی پیش گوئی کر رہے تھے؟

پیر صاحب: یہ آئے نہیں تھے لائے گئے تھے پرویز مشرف تو جہاز میں تھے۔

سوال: اب مسلم لیگ (نواز) کا مستقبل کیا ہوگا؟

پیر صاحب: آپ کا حافظہ اتنا کمزور کیوں ہے ری پبلکن پارٹی کا کیا حشر ہوا۔ کنونشن لیگ کا کیا بنا جونیجو لیگ کہاں گئی؟ سرکاری سرپرستی میں بننے والی پارٹیوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ اس کا حشر وہی ہونا ہے کچھ لیڈر شپ کا احتساب ہوگا جو باقی بچے گی وہ گائیڈنس پر چلے گی۔

سوال: احتساب کے بارے میں آپ کا کیا نقطۂ نظر ہے؟

پیر صاحب: کوئی خیال نہیں جب مجھ سے پوچھ گچھ ہوئی تو پھر بتاؤں گا کہ میرا کیا خیال ہے۔

سوال: آپ کے قریبی تعلق داروں اسلام الدین شیخ اور سلطان لاکھائی بھی احتساب کی زد میں آئے؟

پیر صاحب: میں لوگوں کی ذاتی معلومات سے تعلق نہیں رکھتا نہ ہمارے درمیان کاروبار اور نہ گرل فرینڈز کبھی زیر بحث آئی ہیں۔ ان پر کیا الزامات ہیں مجھے کچھ علم نہیں لاکھانی نے مجھے کبھی نہیں بتایا کہ اس کا نواز شریف اور بے نظیر کے ساتھ کیا کاروبار ہے۔

سوال: جام صادق علی متنازع شخصیت تھے وہ حروں کے مشہور قتل کے واقعے میں بھی ملوث تھے پھر بھی

آپ نے انہیں معاف کر دیا؟

پیر صاحب: جام صادق حروں کے قتل میں ملوث نہیں تھا بلکہ اس نے اس سازش کے بارے میں پہلے سے مجھے بتا دیا تھا وہ لندن سے بھی مجھے فون کرتا رہتا تھا میری اس سے کبھی ناراضی نہیں تھی۔

سوال: سومرو خاندان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

پیر صاحب: یہ برطانوی سلطنت کی سرپرستی میں رہے انہی کی مفادات کا تحفظ کرتے رہے مجھے کسی نے بتایا کہ مولا بخش سومرو کے والد کا مزار بمبئی میں ہے اور ان کے مزار کی تعمیر نہرو نے کروائی تھی۔

سوال: اس دور میں آپ کا کردار کافی جرأت مندانہ تھا؟

پیر صاحب: چھوڑیں جرأت مندی کو، اس وقت سے پوائنٹس کی بنیاد پر جیتتا ہی آیا ہوں۔

سوال: بعد میں آپ کی سیاست براہ راست خود سامنے آنے کی بجائے کسی کو رنگ میں اتارنے کی رہی؟

پیر صاحب: میں نے مسلم لیگ میں رہ کر اپنے سب ساتھیوں کو دیکھ لیا تھا اور پھر سہالہ (اسلام آباد کے علاقے کا نام) میں رہ کر قومی اتحاد کے تمام لیڈروں کو بھی قریب سے دیکھ لیا تھا اور میں نے 1977ء میں ہی یہ طے کر لیا تھا کہ میں صدر یا وزیر اعظم نہیں بنوں گا۔ یہاں پر آپ کا ساتھ دینے والے آپ کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے آپ کا ساتھ دیتے ہیں اور اب تک یہی ہوتا رہا ہے میں آرام سے بیٹھا لوگوں کی ٹانگیں کھینچتا رہتا ہوں۔

سوال: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ جب جی ایچ کیو کے ساتھ وفاداری کی بات کرتے ہیں تو دراصل؟

پیر صاحب: میں وفاداری کی نہیں ساتھ کی بات کرتا ہوں۔

سوال: چلئے جب آپ ساتھ کی بات کرتے ہیں تو آپ کا لہجہ تنقیدی ہوتا ہے آپ بظاہر تعریف کر رہے ہوتے ہیں لیکن یہ ذومعنی ہوتی ہے جس کا مطلب تنقید بھی ہوتا ہے؟

سوال: پیر صاحب! جونیجو صاحب آپ کے منظور نظر تھے لیکن پھر آپ کو چھوڑ گئے؟

پیر صاحب: وہ اس معنوں میں سیاسی منظور نظر نہیں تھے وہ تو 1970ء کے الیکشن میں بھی ہمیں چھوڑ گئے تھے لیکن حالات ایسے تھے کہ اگر محمد خان جونیجو کا نام نہ دیا جاتا تو مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں نام فائنل ہوتے وہاں پر جونیجو کا نام نہیں ہو سکتا تھا وہاں پر چودھری ظہور الٰہی کا نام آنا تھا لیکن جنرل ضیاء الحق نے پنجاب سے وزیر اعظم بنانا نہیں تھا اس طریقے سے سندھ سے الٰہی بخش سومرو وزیر اعظم بن جاتا۔

سوال: تو کیا سومرو صاحب کا نام فائنل ہو چکا تھا؟

پیر صاحب: بالکل فائنل ہو چکا تھا انہیں بتا بھی دیا گیا تھا وہ مجھے یہ بتانے کے لئے میرے پاس آنے

والے تھے کہ میں جنرل ضیاء الحق کے پاس پہنچ گیا اور ان کے سامنے جونیجو کے حق میں دلائل دیئے۔

سوال: آپ نے جنرل ضیاء کو کیا کہا؟

پیر صاحب: میں نے کہا کہ اگر سندھ سے کسی کو بنانا ہے تو پھر سومرو نہیں محمد خان کو بنائیں اگر کہیں اور سے بنانا ہے تو جسے مرضی بنا دیں۔ آپ جی ایچ کیو میں اس کی گفتگو کی ریکارڈنگ سنیں۔

سوال: ہماری وہاں تک کہاں رسائی ہے تو بات ہو رہی تھی سومرو صاحب کی؟

پیر صاحب: سومرو خاندان شروع سے ہی سلطنت برطانیہ کا وفادار تھا مجھے ایک واقعہ سنایا گیا کہ وائسرائے نے اللہ بخش سومرو کو مسلم لیگ کو جوائن کرنے کو کہا، لیکن اللہ بخش سومرو نے انکار کر دیا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ مسلم لیگ جوائن کرنے سے اس کے وزیر اعلیٰ بننے کے چانس ختم ہو جائیں گے کیونکہ مسلم لیگ میں سر غلام حسین ہدایت اللہ اور ایوب کھوڑو موجود تھے جو کبھی سومرو کو وزیر اعلیٰ نہ بننے دیتے۔

سومرو خاندان شروع سے سرکاری خاندان ہے اس وقت کسی کو علم نہیں تھا کہ پاکستان بنے گا یا نہیں؟ ہاں پاکستان بنانے والوں کو علم تھا سومرو کا خیال تھا کہ کانگریس کی حکومت میں اس کی وزارت پکی ہے اس لئے وہ مسلم لیگ میں کیوں شامل ہو۔ جنرل ضیاء الحق آئے تو مولا بخش سومرو اور احمد علی تالپور کو وزیر اعلیٰ بنایا گیا ان کا وہی پرانا برطانیہ والا اور سرکاری کنکشن تھا پھر الٰہی بخش سومرو کو لایا گیا وہ سرکاری ملازم تھا سیاسی آدمی نہیں تھا پھر بھی اس کو سامنے لایا گیا میں نے ضیاء الحق کو کہا اگر سومرو کو بنایا گیا تو ہم اس کا ساتھ نہیں دیں گے ضیاء الحق کو میرے ساتھ کی ضرورت تھی محمد خان کو ہم نے 1970ء میں ٹکٹ نہیں دیا تھا لیکن وہ ہماری جماعت میں تو تھا ہمارے پاس آپشن کوئی نہیں تھی۔

سوال: لیکن جونیجو جلد ہی آپ کو چھوڑ گئے؟

پیر صاحب: وہ اپنی جڑ کے ساتھ نہیں رہا ضیاء الحق کے ساتھ بھی اس کے اختلافات ہو گئے جب میرے ساتھ نہ چل سکا تو ضیاء الحق کے ساتھ کیسے چل سکتا تھا۔ جونیجو گڑبڑ کرتا تھا جب مجھے محسوس ہوا کہ یہ لائن بدل رہا ہے میرے پاس آیا میں نے کہا اب آئندہ یہ ہوگا بعد میں ضیاء الحق نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں جونیجو کو نکالنے والا ہوں میں نے کہا جسے چاہیں بنا دیں۔

سوال: جنرل ضیاء کے دور میں ملک کو کوئی نقصان پہنچا؟

پیر صاحب: میں ان نقصانات کی نشاندہی اس دور میں کرتا رہا میں نے تو جنرل ضیاء الحق کے گھر میں بیٹھ کر کہا تھا کہ جو اس وقت ملک میں ہو رہا ہے اس کا نتیجہ تو فیملی پلاننگ ہوگی وہ مسکرائے وہ بہت شارپ (چالاک) آدمی تھا میں نے اسے یہ کہہ دیا کہ آپ کی زندگی میں آپ پر کوئی فتویٰ کوئی ٹریبونل نہیں ہوگا آپ کا جنازہ وغیرہ نہیں ہوگا۔

سوال: آپ نے جنرل ضیاء الحق کے منہ پر ہی یہ سب کچھ کہہ دیا؟

پیر صاحب: ہم تمام باتیں آمنے سامنے کرتے تھے مجھے کوئی الہام نہیں ہوتا نہ میری چھٹی حس ہے یہ تو کامن سنس ہے جس سے آنے والے حالات کا اندازہ ہوتا جاتا ہے جنرل ضیاء الحق کہتے تھے میں استخارہ کرتا ہوں بات سیدھی سی تھی جب آپ جرم سے ابتدا کریں گے تو فصل بھی جرم ہی کا کاٹیں گے جنرل ضیاء الحق کا جنازہ ہوا ہی نہیں میں تو کہتا ہوں کہ جس طرح اسٹالن نے تیمور لنگ کا مقبرہ کھدوایا تھا تا کہ پتا پڑے کہ اس کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے یا نہیں ضیاء الحق کی قبر کھلوائیں تو جبڑا بھی نہ ملے۔

سوال: قومی اتحاد کی تحریک کامیاب ہوئی لیکن اس کی لیڈر شپ کا رویہ مثالی نہ تھا؟

پیر صاحب: بالکل یہ تحریک مثالی حیثیت کی حامل تھی لیکن اس وقت لوگوں کو علم نہیں تھا کہ ہماری نام نہاد لیڈر شپ ملک کے ساتھ کس قدر خلوص رکھتی ہے اور اس کے اپنے مفادات کس قدر زیادہ ہیں پی این اے کی تحریک انتخابات کروانے کے لئے چلی تھی ہمارے ملاؤں نے اسے تحریک نظام مصطفی ﷺ میں تبدیل کر دیا سہالہ میں، میں نے دیکھا ہمارے لیڈر ''اپ ٹو دی مارک'' نہیں تھے ایک دوسرے سے اختلافات رکھتے تھے میرے سے معلومات چھپاتے تھے میں نے کہا کم از کم مجھے تو روشنی میں رکھیں میں نے پریس کو فیس کرنا ہوتا ہے میں اس زمانے میں قومی اتحاد کا ترجمان ہوتا تھا میں نے دنیا بھر کے پریس کے سامنے جانا ہوتا تھا لیکن یہ لیڈر مجھے کچھ بتاتے ہی نہیں تھے میں نے اسی دن فیصلہ کیا کہ سہالہ کے بعد ان لیڈروں کے ساتھ کبھی نہیں چلنا ان لیڈروں کی اس تحریک کو چلانے کی اہلیت نہیں تھی۔

سوال: تو گویا آپ سے تعاون نہیں کرتے تھے؟

پیر صاحب: یہ اپنے آپ سے بھی تعاون نہیں کرتے تھے میں تو خیر ادھر سے ادھر گیا ہوا تھا شروع میں کہا چار آدمی مذاکرات کے لئے جائیں گے آپ بھی شامل ہوں گے پھر جب مذاکرات ہوئے تو کہتے چھ گھنٹے بات چیت ہوئی جب مذاکرات کی تفصیل پوچھتے تو ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے قومی اتحاد اور ''یو ڈی ایف'' کے زمانے میں ہی ہم نے ایک دوسرے کا اندازہ کر لیا تھا یہ سارے لیڈر پہلے سے فیصلہ کر لیتے تھے اور اس کے بعد میٹنگ میں آ کر بیٹھ جاتے تھے مفتی محمود مرحوم، نوابزادہ اور چودھری ظہور الٰہی سب اس میں شامل ہوتے تھے فیصلہ پہلے ہو جاتا تھا میرے سے ٹھپہ لگوایا جاتا تھا کوئی خاص بات تھی نہیں میں بھی خاموشی سے ٹھپہ لگا دیتا تھا۔

سوال: پیر صاحب! بات واضح نہیں ہو رہی؟

پیر صاحب: دیکھیں آپ کو دو واقعات سناتا ہوں ایک بار اسلام آباد میں اجلاس ہو رہا تھا جماعت اسلامی کا مؤقف کچھ اور تھا کہ اچانک لاہور سے چودھری رحمت الٰہی آ گئے اور پروفیسر غفور نے کہا کہ اب جماعت کا مؤقف بدل گیا ہے۔

سوال: بات کیا تھی؟

پیر صاحب: بات تو یاد نہیں، دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار ہمیں مولانا مودودی کے گھر بلایا گیا رات بارہ بجے تک بیٹھے رہے کوئی بات نہ ہوئی میں نے کہا ہمیں بلایا گیا ہے کوئی بات نہیں ہو رہی وجہ کیا ہے تو پھر پتہ چلا کہ مولانا جان محمد عباسی آگئے ہیں اس لئے مودودی صاحب بات نہیں کریں گے۔

سوال: تو گویا بات یہ تھی کچھ لوگ فوج کے ساتھ ملے ہوئے تھے؟

پیر صاحب: نہیں بھائی لوگ بھٹو کے ساتھ ملے ہوئے تھے جھگڑا صرف یہ تھا کہ کتنی سیٹیں چاہئیں یہ لوگ 64 نشستیں مانگتے تھے وہ 16 سیٹیں دیتے تھے بس ان کا بھٹو کے ساتھ یہی اختلاف تھا۔

سوال: تو گویا آپ الزام لگا رہے ہیں کہ مودودی صاحب بھٹو کے ساتھ تھے؟

پیر صاحب: (مسکراتے ہوئے) میں نے کچھ نہیں کہا میں نے تو ایک واقعہ سنایا میں نے پروفیسر غفور کو کہا کہ بارک اللہ خان سرکاری بندہ ہے تو پروفیسر غفور نے کہا کہ بارک اللہ سرکاری بندہ نہیں ہے البتہ پیر اشرف سرکاری بندہ ہے جماعت اسلامی نے اسے نکال دیا اور ہم نے اسے رکھ لیا کیونکہ جو بھی سرکاری بندہ ہوتا ہے ہمارا بندہ ہوتا ہے (قہقہے)۔

سوال: پیر صاحب! آپ کا قومی اتحاد کی تحریک کے دوران گرفتار نہیں کیا گیا اس لئے آپ پر بھی یہ الزام لگ سکتا ہے کہ آپ بھی بھٹو کے ساتھ ملے ہوئے تھے؟

پیر صاحب: میرے ساتھ بھٹو کا کوئی ذاتی اختلاف نہیں تھا بھٹو مجھ سے ملنے کے لئے تیار تھا میں ملنے کو تیار نہیں تھا چنانچہ مجھے نظر بند کر کے مجھ سے بات کی گئی ہم نے تو سنجیدگی سے امیدوار ہی کھڑے ہی نہیں کئے تھے کیونکہ ہمیں علم تھا کہ ہم جیتیں گے ہی نہیں میں نے پروفیسر غفور کو کہا تھا کہ مارشل لا ہر صورت میں لگے گا قومی اتحاد کے رہنماؤں کو تو علم تھا کہ مارشل لاء لگنے والا ہے۔

سوال: پیر صاحب! جب سیاسی جماعتیں خود مارشل لا لگوانے کی جدوجہد کریں تو پھر جمہوریت کیسے قائم رہ سکتی ہے؟

پیر صاحب: جب آپ یہ کہیں یہ حکومت ہٹے اور متبادل نام نہ دیں تو پھر فوج تو آئے گی میرا نوابزادہ نصر اللہ خان سے ہمیشہ یہ اختلاف رہتا ہے کہ میں کہتا ہوں کسی کو ہٹانے سے پہلے متبادل نام کا فیصلہ ضرور کریں۔

سوال: اب کس کا نام دے رہے ہیں؟ موجودہ حکومت کو کوئی تجویز دیں؟

پیر صاحب: جو آئے ہیں نیا نام ان کے پاس ہے وہ ہم سے نہیں پوچھیں گے یہ آپ کو راس آئے گا۔ یہ نہیں۔

سوال: کیا آپ بھارت کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے پر یقین رکھتے ہیں؟

پیر صاحب: بھارت کے ساتھ تعلقات معمول پر آ ہی نہیں سکتے دو برابر کے فریق ہوں تو تعلقات

معمول پر آسکتے ہیں۔

سوال: تو کیا آپ بھارت کی اس خطے میں بالا دستی کو تسلیم کرنے پر یقین رکھتے ہیں؟

پیر صاحب: ہرگز نہیں! اگر بھارت کی بالا دستی تسلیم کرنی ہوتی تو ہم الگ کیوں ہوتے۔

سوال: کشمیر کے مسئلے کا آپ کی نظر میں کیا حل ہے؟

پیر صاحب: کشمیر امریکہ کی پراپرٹی (جائیداد) ہے۔ کشمیری کبھی رائے شماری میں پاکستان کے حق میں رائے نہیں دیں گے پاکستان سے لوگ نکالے جارہے ہیں کچھ پاکستان سے بھاگ رہے ہیں میری کامن سنس میری عقل یہ کہتی ہے کہ کشمیری خودمختار کشمیر کے حق میں رائے دیں گے۔

سوال: امریکہ مسئلہ کشمیر کے حل میں کس حد تک سنجیدہ ہے؟

پیر صاحب: مجھے تو علم نہیں ہے اسلام آباد والوں کو علم ہوگا امریکہ نے اگر اس خطے کی نگرانی کرنی ہے تو پھر کشمیران کے پاس ہونا چاہئے۔

سوال: پیر صاحب! آپ کی عالمی حالات پر بھی نظر ہے آپ پاکستان کی معاشی صورتحال سے بھی آگاہ ہیں کیا آپ کے خیال میں پاکستان میں دفاعی بجٹ میں کمی کی ضرورت ہے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! اب پیسہ ہی کم ہے اس لئے بجٹ کم کرنا پڑے گا یہ فیصلہ بہت ہی مشکل ہوگا کیونکہ آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ کیا آپ نے سارے ماضی کو بھلانا ہے یا پھر ماضی کی روشنی میں آگے چلنا ہے۔

سوال: ویسے فلسفیانہ حوالے سے کیا آپ دفاعی بجٹ میں کمی کے حمایتی ہیں؟

پیر صاحب: بالکل نہیں! میں سمجھتا ہوں کہ جو مسائل پیدا ہو چکے ہیں ان کے حل کے لئے فوج ضروری ہے اس لئے دفاعی بجٹ بھی ضروری ہے۔

سوال: نواز شریف کا سیاسی مستقبل کیا ہے؟

پیر صاحب: کچھ نہیں! وہ تو اصل میں لوہا کوٹنے والا تھا اب پھر وہی کام کرے گا اس کو تو لایا گیا تھا اب وہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا جائے گا۔

سوال: آپ نے بھی تو پنجاب کی وزارت اعلیٰ کیلئے حسن محمود مرحوم کی بجائے نواز شریف کی حمایت کی تھی؟

پیر صاحب: میں نے پنجاب کی بات ہی نہیں کی تھی فیصلہ تو ضیاء الحق نے کرنا تھا پنجاب اور سرحد کے لئے میں نے کوئی نام نہیں دیا تھا بلوچستان کے لئے میں نے کہا تھا کہ سرداروں میں سے کسی کو بنا دو جام آف لسبیلہ ٹھیک رہے گا سندھ کے لئے میں نے کہا کہ میرا بیٹا ابھی نوجوان ہے میں اسے پورے طور پر سیاست میں نہیں دھکیلنا چاہتا تو ضیاء الحق نے مجھے کہا کہ غوث علی شاہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے کہا بالکل

ٹھیک ہے بعد میں ضیاء الحق نے کہا کہ غوث علی شاہ کو رہنے دیں وہ تو جج ہے میں نے کہا کہ وہ کنفرم جج نہیں ہے پھر ضیاء الحق نے کہا کہ وہ تو اسمبلی کا رکن نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ آئین میں چھ ماہ میں رکن منتخب ہونے کی گنجائش موجود ہے۔

سوال: غوث علی شاہ کو بھی آپ نے وزیراعلیٰ بنوایا؟

پیر صاحب: بالکل ہم نے بنوایا۔

سوال: وہ بھی نظریہ پاکستان کے بڑے حامی ہیں؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! برٹش ایمپائر نے تمام ہندوستانی نوابوں باعزت افراد اور اہم افراد کو الگ ملک بنانے کا راستہ دکھایا۔ ان لوگوں میں سرسید احمد خان بھی شامل تھے وہ چاہتے تھے کہ ہندوستان کے ساتھ ایک توازن قائم رہے۔

سوال: آپ کو تو برطانوی سلطنت نے کوئی راستہ نہیں دکھایا؟

پیر صاحب: ہم تو ان کو مانتے ہی نہیں تھے دیکھو بھئی! برطانوی دور میں صرف ایک مارشل لا لگا وہ حروں کے خلاف تھا ہمارے کتنے افراد قتل ہوئے کیا ہوا اس کا کوئی حساب نہیں رکھا گیا۔

سوال: طنزیہ طور پر کہا جاتا ہے اس مارشل لا کے بعد سے پیر پگارا اور ان کے حر فوج سے ڈر گئے ہیں۔ اس لئے اب وہ فوج کی حمایت کرتے ہیں؟

پیر صاحب: ڈرنے کی بات نہیں تم ملک میں دو فوجیں بناؤ پھر دیکھو ہم ڈرتے ہیں کہ نہیں پھر جو فوج مجھے سوٹ کرے گی میں اس کا ساتھ دوں گا (قہقہہ) جب ہے ہی ایک فوج تو پھر اس کے ساتھ ہی رہنا ہے پاکستان تو ہمارا اپنا ملک ہے ہم جس علاقے میں رہتے ہیں ہم ہر معاملے میں فوج کا ساتھ دیتے ہیں۔

سوال: اعجاز الحق کا سیاسی مستقبل کیا دیکھتے ہیں؟

پیر صاحب: وہ ارائیں برادری میں سے ہے وہاں سے منتخب ہو جائے گا جو بھی رکن منتخب ہوتا ہے اس کا سیاسی مستقبل تو ہوتا ہے بہرحال اعجاز الحق بڑا آلو ہے جب کہ اصغر خان چھوٹا آلو ہے (قہقہہ)۔

سوال: پنجاب میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ جب تک مخدوم زادہ حسن محمود زندہ رہے آپ سیاست میں متحرک رہے۔ لیکن اس کے بعد آپ غیر متحرک ہو گئے اگر آپ اجازت دیں تو عرض کروں کہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کی سیاست حسن محمود چلاتے تھے؟

پیر صاحب: نہیں نہیں! میں اس دور میں لاہور جاتا تھا تو حسن محمود کے گھر میں رہتا تھا ان کا ڈرائنگ روم میرا دفتر ہوتا تھا۔

سوال: حسن محمود جینئس تھے اس لئے؟

پیر صاحب: حسن محمود جینئس تھا لیکن وہ صرف سرکاری کرسی میں طاقتور محسوس کرتا تھا وہ جب کرسی میں

نہیں ہوتا تو پھر طاقتور لوگ اس سے مشورے کر کے اپنی کرسی مضبوط کرتے تھے۔

سوال: پیر صاحب! آپ کو سب سے زیادہ دکھ کب ہوا؟

پیر صاحب: پاکستان ٹوٹنے کے موقعہ پر بہت دکھ ہوا ہم نے اپنے بزرگوں اور ہندوستان کے مسلمانوں سے غداری کی ہے۔

سوال: آپ سانحہ مشرقی پاکستان کا ذمہ دار بھٹو کو سمجھتے ہیں؟

پیر صاحب: سب ذمہ دار تھے مجیب کے چھ نکات لاہور میں ہی تو دیئے گئے تھے الطاف گوہر تھا شعیب تھا لاہور جمخانہ میں میٹنگز ہوتی تھیں کچھ قادیانی بھی شامل تھے۔ مرحوم زیڈ اے سلہری ان لوگوں میں سے تھے جو کہتے تھے کہ انگریزوں سے نجات پائی تو کالے انگریزوں کی غلامی میں آ گئے۔

سوال: پاکستان کے قیام کے بعد سب سے زیادہ خوشی ہوئی؟

پیر صاحب: کوئی ایسا واقعہ ہی خوشی والا نہیں ہوا۔

سوال: دوسری شادی پر تو خوشی ہوئی ہوگی؟

پیر صاحب: نہیں یہ ایک نارمل واقعہ تھا گھر کی ضرورت تھی کہ کوئی دیکھ بھال کرنے والا ہو۔

سوال: آپ کی ابتدائی تعلیم کہاں ہوئی؟

پیر صاحب: ہمیں لندن میں غیر ملکی طالب علموں کے ایک پرائیویٹ اسکول میں پڑھایا گیا جب ہم وہاں گئے تو میری عمر 18 سال تھی اس وقت ہم (HARROW) ہیرو تو جا نہیں سکتے تھے کیونکہ 18 سال کی عمر میں تو بچے وہاں فارغ ہو جاتے ہیں میرے بھائی نادر علی اور ڈاکٹر محبوب الحق کلاس فیلو تھے میرا بھائی ذہین تھا۔

سوال: پیر صاحب! آپ کو ستاروں سے دلچسپی ہے؟

پیر صاحب: میں نے اس موضوع پر پڑھا ہے میں ہندو کی طرح ستاروں کی چال کو مذہب کا حصہ نہیں سمجھتا یہ میری سماجی گپ شپ کا حصہ ہے۔

سوال: کس حد تک ستاروں کی پیشنگوئی درست ہوتی ہے؟

پیر صاحب: یہ کبھی صحیح ہوتی ہیں کبھی غلط ہوتی ہیں۔

سوال: کیا پتھر انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں آپ نے بھی پتھر پہن رکھے ہیں؟

پیر صاحب: پتھر اثر انداز ہوتے ہیں اگر یہ آپ کے جسم کیساتھ مَس کریں میں نے جو پتھر پہنے ہوئے ہیں وہ میرے جسم کو مس نہیں کرتے۔ میں تو خود لوگوں کو اثر دیتا ہوں مجھے پتھروں کے اثر کی ضرورت نہیں۔

سوال: آپ نے اپنے مریدوں کو کیا تلقین کرتے ہیں؟

پیر صاحب: میرے بزرگ تو عالم تھے وہ علمی تقریر کیا کرتے تھے میں چند باتیں اپنے مریدوں کو سمجھا

دیتا ہوں۔

سوال: آپ عالم کیوں نہیں بنے؟

پیر صاحب: ہر انسان کا اپنا رجحان ہوتا ہے میں نے ارد گرد نظر دوڑائی تو (اپنے) آپ کو عالموں سے بہتر پایا۔

سوال: معجزوں پر یقین رکھتے ہیں؟

پیر صاحب: معجزے تو انبیاء کے ہاتھوں ہوتے ہیں البتہ بزرگوں کے ہاتھوں کرامتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

سوال: آپ کا مشغلہ کیا ہے؟

پیر صاحب: پہلے شکار تھا، پھر فوٹو گرافی رہی، موسیقی بھی مشغلہ رہا اب ان چیزوں میں دلچسپی نہیں رہی نئے مشغلے کی تلاش میں ہوں۔

سوال: کوئی ایسی خوبصورت عمارت جس نے متاثر کیا؟

پیر صاحب: تاج محل اچھا لگا اس وقت آرکی ٹیکچر (معمار) کا تو علم نہیں تھا کہ اس کے فن کو سراہا سکتا ہوں۔

سوال: آپ کے والد کی پھانسی کے بعد آپ کے دن کیسے گزرے؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! میں ہندوستانی مسلمانوں کا شکر گزار ہوں کہ وہ وائسرائے سے ملے اور ہم دونوں بھائیوں کے بارے میں مطالبہ کیا کہ ہمیں لندن بھیجا جائے تو اس طرح سے ہمیں برطانوی حکومت نے لندن بھیجا تو اس حوالے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

سوال: کیا آپ کے والد کی سبھاش چندر بوس کے ساتھ کوئی وابستگی تھی؟

پیر صاحب: میں نے سنا ہے کہ ہندوستان کی آزادی کیلئے ان کے آپس میں رابطے تھے۔

سوال: آپ کی گدی کیسے بحال ہوئی؟

پیر صاحب: 1952ء میں، میں لندن میں تھا وہاں لیاقت علی خان آئے تو ہماری ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے اور میرے بھائی کو پاکستان آنے کو کہا اور کہا کہ قابلیت کی بنا پر آپ دونوں بھائیوں میں سے ایک کو پیر پگارا چن لیا جائے۔ ہم واپس آئے تو مجھے پیر پگارا بنا دیا گیا۔

سوال: ایک طرف گاندھی اور جناح اسمبلیوں میں بیٹھ کر آزادی کی لڑائی لڑ رہے تھے آپ کے والد نے مسلح بغاوت کیوں کی؟

پیر صاحب: اصل میں ہمارے بزرگوں نے انگریزوں کے اقتدار کو مانا ہی نہیں۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ آپ کے والد سندھ کا بادشاہ بننا چاہتے تھے؟

پیر صاحب: ایسی کوئی بات میرے علم میں نہیں۔

سوال: کیا پاکستان کیلئے ایٹمی دھماکہ ضروری تھا؟

پیر صاحب: بھارت نے کیا تو ہمیں بھی کرنا تھا۔

سوال: کیا سیاستدانوں کے بارے میں عمومی رائے درست ہے کہ یہ کرپٹ ہیں؟

پیر صاحب: بات اس سے بھی آگے چلے گی ولی خان کے بیٹے نے تو جرنیلوں کے احتساب کی بات ہے کل کو میں بھی یہ کہوں گا۔

سوال: عدلیہ کی کارکردگی کے بارے میں کیا رائے ہے؟

پیر صاحب: یا تو عدلیہ ہونی نہیں چاہئے اگر عدلیہ ہو تو پھر سب کو اس کے فیصلے ماننے چاہئیں۔

سوال: آپ بہت امیر ہیں آپ کی بڑی کوٹھیاں ہیں کیا آپ بھی مہنگائی سے متاثر ہوتے ہیں؟

پیر صاحب: بالکل متاثر ہوتا ہوں۔

سوال: موسیقی سنتے ہیں؟

پیر صاحب: انگریزی موسیقی اور ہندوستانی موسیقی دونوں سنتا ہوں۔

سوال: سنا ہے آپ خواتین کی آزادی کے خلاف ہیں؟

پیر صاحب: میں مولوی صاحبان سے اتفاق نہیں رکھتا میں خواتین کے کام کاج کا قائل ہوں۔

سوال: سندھ کے پیروں اور وڈیروں کے بارے میں خیال ہے کہ آپ کے خاندان کی عورتوں کو بالکل آزادی نہیں؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! ہماری کچھ روایات ہے ہم انہیں نبھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ نئے زمانے کے ساتھ ساتھ کچھ تبدیلیاں بھی آ رہی ہیں ہماری جو روایتیں ہیں ان میں یک لخت تبدیلی نہیں آ سکتی۔ شہروں میں کوئی روایات ہیں ہی نہیں اور شہر میں جن چند لوگوں کی روایات ہیں وہ ان کو نبھا رہے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! سنا ہے کہ آپ کا مزاج کافی سخت ہے آپ کسی سے ناراض ہوں تو آپ راضی کرتے ہیں یا دوسرا؟

پیر صاحب: میں اس معاملے میں کافی ۔۔۔۔(ادباً لفظ نہیں لکھا) ہوں نہ کسی سے امید رکھتا ہوں اگر میرا آپ کا اختلاف ہے تو جب بھی ملوں گا آپ کا احترام کروں گا میں اپنے ذاتی مقصد پر کسی سے ناراض نہیں ہوتا۔

سوال: سکون کب محسوس کرتے ہیں؟

پیر صاحب: ہر وقت سکون میں رہتا ہوں۔

سوال: سب سے مشکل مرحلہ کب آتا ہے؟

پیر صاحب: جب کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہو۔

سوال: آپ طبیعتاً انتقام پسند ہے؟

پیر صاحب: معافی صرف اللہ کے پاس ہے میں معاف نہیں کرتا۔

سوال: کامیابی میں قسمت کے قائل ہیں؟

پیر صاحب: انسان کو مرضی کی آزادی ہے اللہ نے نواز شریف اور بھٹو کو بہت کچھ دیا اللہ ایک مقام پر تو لے جاتا ہے وہاں رہنے کیلئے آپ کو جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

سوال: پیر صاحب! آپ کبھی روتے بھی ہیں؟

پیر صاحب: بچپن میں زیادہ روتا تھا اب کم۔

سوال: سب سے زیادہ کس بات پر روئے؟

پیر صاحب: ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔

سوال: کوئی کام کر کے پشیمانی ہوتی ہے؟

پیر صاحب: بعض اوقات کوئی کام کر کے سیکنڈ تھاٹ آتی ہے لیکن بعد کے تجزیئے میں یہ بات ہی درست نکلتی ہے کہ پہلی تھاٹ (سوچ) اور پہلا ردعمل ہی درست تھا آدمی کے پاس جو معلومات ہوتی ہے اس کی بنیاد پر ہی وہ فیصلہ کرتا ہے۔

سوال: کبھی جھوٹ بولتے ہیں چاہے مصلحتاً ہی سہی؟

پیر صاحب: گھر بیٹھے آدمی کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں، کسی کو بچانے کیلئے جھوٹ بول سکتا ہوں۔

سوال: پیر صاحب! کیا آپ ضدی واقع ہوئے ہیں؟

پیر صاحب: ایک فیصلہ کرنے کے بعد اس پر عملدرآمد کی ہر صورت کوشش کرتا ہوں۔

سوال: خوف کب محسوس کرتے ہیں؟

پیر صاحب: UNKNOWN (انجانے) آدمی سے خوف محسوس کرتا ہوں جب معلومات ہو جاتی ہے تو خوف کم ہو جاتا ہے۔

سوال: کس بات پر غصہ آتا ہے؟

پیر صاحب: جو فیصلہ ہو جائے اس پر عملدرآمد نہ ہو تو غصہ آتا ہے۔

سوال: کسی شخص پر کبھی اتنا غصہ آیا ہے کہ اسے قتل کرنے کو جی چاہا ہو؟

پیر صاحب: قتل کرنے سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ اور بڑھ جاتے ہیں۔

سوال: شکار کرتے ہیں؟

پیر صاحب: بالکل کرتا ہوں۔

سوال: شکار پر رحم نہیں آتا؟

پیر صاحب: نہیں! شکار کو کھاتا ہوں۔

سوال: حسن کے بارے میں آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

پیر صاحب: جو چیز آنکھ کو اچھی لگے۔

سوال: کیا کوئی ایسا واقعہ یاد ہے جب حسن نے آپ کو مبہوت کر دیا ہو؟

پیر صاحب: نہیں، گوری شکل دیکھ کر مبہوت نہیں ہوتا۔ کیونکہ بچپن سے ہی باہر چلے گئے تھے دنیا دیکھ لی۔

سوال: آپ کی آئیڈیل شخصیت کون ہے؟

پیر صاحب: کوئی نہیں آپ اس سے یہ سوال پوچھیں جس کو آپ نے کسی کو نقل کرتے دیکھا ہو، میرا اسٹائل اور بولنے کا اسٹائل اور سوچنے کا اسٹائل اور آئیڈیل کی تو انسان ہمیشہ نقل کرتا ہے۔

سوال: روحانی حوالے سے؟

پیر صاحب: دیکھیں میں دنیاداری کی بات کر رہا ہوں میں سلسلہ قادریہ میں جس سے بیعت ہوں۔ اس معاملے کو چھوڑ دیں دنیاداری کی بات کریں۔

سوال: قائداعظم اور علامہ اقبال بھی نہیں؟

پیر صاحب: یہ اپنی جگہ پر بہت بڑے لوگ تھے بہت پڑھے لکھے تھے بڑے خوش نصیب تھے مگر میرے آئیڈیل نہیں ہیں۔

سوال: کیسی کتابیں پڑھتے ہیں؟

پیر صاحب: میرے پاس مختلف موضوعات کی کتابیں ہیں زیادہ کتابیں انگریزی میں ہوتی ہیں۔

سوال: تعلیمی زندگی کا کوئی واقعہ سنائیں؟

پیر صاحب: دیکھو بھئی! میں زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہوں جو تعلیم میں نے کلاس روم میں حاصل کی وہ تو میرے کام آئی نہیں جو تعلیم میں نے گلیوں اور سڑکوں میں حاصل کی وہ ضیاء الحق کے دور میں بہت کام آئی علی گڑھ میں تعلیم ہوئی باقی تو تفریح تھی۔

سوال: اگر وقت ملے تو کہاں جانا پسند کریں گے؟

پیر صاحب: ایسی جگہ جہاں مجھے کوئی پہچانتا نہ ہو۔

سوال: ٹی وی کا کونسا ڈرامہ پسند ہے؟

پیر صاحب: پہلے ''وارث'' دیکھا تھا اچھا لگا تھا۔

سوال: کیا یہ درست ہے کہ تاریخ خود کو دہراتی ہے؟

پیر صاحب: دہراتی ہے لیکن اس کا ''اسپرٹ'' (روح) ایک جیسا نہیں ہوتا۔

سوال: کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپ کے الفاظ کے ساتھ کسی کی دل آزاری ہوئی ہو؟

پیر صاحب: ہوئی ہوگی۔

سوال: بعد میں نادم ہوتے ہیں؟

پیر صاحب: بالکل ایک بار ایسا ہوا۔

سوال: کب؟

پیر صاحب: میں نے مولانا مودودی کے بارے میں کچھ کہا تو پروفیسر غفور نے کہا کہ آپ مولانا مودودی کے بارے میں کچھ کہتے ہیں تو ہماری دل آزاری ہوتی ہے آپ میاں طفیل کو یا جماعت کو کہہ لیا کریں اس پر میں نے معذرت کی اور اس کے بعد کبھی بھی مولانا مودودی کے خلاف کچھ نہیں کہا۔

سوال: اچھا تو آپ میاں طفیل محمد کے بارے میں جو کچھ بولتے ہیں آپ پروفیسر غفور کے کہنے پر بولتے ہیں؟

پیر صاحب: (قہقہے) اس کے بعد میں نے مولانا مودودی کا ذاتی نام لینا بند کر دیا بلکہ جماعت اسلامی کا نام لینا شروع کر دیا۔

سوال: آپ کی کئی قریبی شخصیات کا انتقال ہوا۔ لیکن آپ کسی کے جنازے میں شریک نہیں ہوتے اس کی کیا وجہ ہے؟

پیر صاحب: دیکھیں ہمارے بزرگوں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے پیر پگارا یا تو سب کے جنازے میں شریک ہو یا پھر کسی کے جنازے میں بھی شریک نہ ہوں میں نارمل آدمی ہوتا تو ضرور جاتا۔

سوال: زندگی میں کسی چیز کی کمی محسوس ہوتی ہے؟

پیر صاحب: بہت محسوس ہوئی ہوگی بتا نہیں سکتا (قہقہے)۔

یہ انٹرویو 16 جولائی 2000 کو جنگ کے سنڈے میگزین میں شائع ہوا تھا۔ ملاقات: سہیل وڑائچ، زاہد حسین

☆☆☆☆☆

بابا میں تو بہت دنوں سے

حروں کے روحانی پیشوا اور پاکستان مسلم لیگ فنکشنل کے سربراہ شاہ مرادن شاہ پیر صاحب پگارا کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، پاکستان کی سیاست پر گزشتہ کئی دہائیوں سے ان کی چھاپ بہت گہری رہی ہے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانے مشہور تھا کہ ملک وقوم کے فیصلے جی ایچ کیو کے ساتھ پیر پگارا کی رہائش گاہ کنگری ہاؤس میں ہوتے تھے۔ اس دور میں انہوں نے اپنے ایک سادہ سے مرید محمد خان جونیجو کے اوپر ہاتھ رکھا تو ملک کا وزیر اعظم بن گیا حالانکہ جنرل ضیاء الحق الٰہی بخش سومرو کو وزیر اعظم بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ پیر صاحب پگارا کے پاس پاکستان کی شاید سب سے بڑی روحانی گدی ہے ان کے حر مریدوں کی تعداد لاکھوں میں ہے جو سرحد کے دونوں پار موجود ہیں اور اپنے مرشد کے ایک اشارے پر سب کچھ کر گزرنے پر تیار رہتے ہیں۔ لیکن! پیر پگارا نے اپنے مریدوں کی اس طاقت کو کبھی منفی انداز میں استعمال نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ اپنے مریدوں کو قانون کے احترام اور پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے استحکام کیلئے کام کرنے کا درس دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سندھ کے صحرائی علاقوں میں جہاں ہندوستان کے ساتھ پاکستان کی سرحد ملتی ہے پیر پگارا کے حر مجاہد پاک فوج کے شانہ بشانہ وطن عزیز کی سرحدوں کی حفاظت کا مقدس فریضہ انجام دیتے ہیں۔ پاکستان قومی اتحاد کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں بھی پیر پگارا کا کردار بڑا کلیدی رہا۔ پیر صاحب پگارا نے بھٹو دور میں انتخابی سیاست میں بھی حصہ لیا۔ وہ سینٹ آف پاکستان کے ممبر بھی رہے لیکن اب انتخابی اور سیاسی اتحادوں کی سیاست ترک کر کے اپنی ذاتی اور شخصی حیثیت میں سیاست کر رہے ہیں۔ پیر پگارا کا شمار ملک کے انتہائی باخبر سیاستدانوں میں ہوتا ہے جو حالات اور وقت پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! پاکستان کی موجودہ سیاسی حالات کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

جواب: بابا میں تو بہت دنوں سے میز کے نیچے چھپا بیٹھا تھا اب باہر آیا ہوں، حالات کا جائزہ لے رہا ہوں۔ صورتحال کا اندازہ کر کے اظہار خیال کروں گا۔ ویسے پاکستان میں سیاست ہو کب رہی ہے جو اس پر کوئی تبصرہ کروں۔

سوال: پاکستان کی سیاست میں آپ کو بادشاہ گر کے طور پر جانا جاتا ہے ملک کی سیاسی صورتحال میں

آپ کی فنکشنل مسلم لیگ کا کیا کردار ہوگا؟

جواب: یہ باری تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ جسے چاہے بازیگر اور جسے چاہے بادشاہ گر بنادے۔ہم پر اللہ کی بڑے مہربانی رہی ہے جس کسی کو ہم نے آگے بڑھانے کی کوشش کی، اس نے بھی اسے آگے بڑھادیا۔ جہاں تک فنکشنل مسلم لیگ کا تعلق ہے یہ کالعدم جماعت تھی جسے سپریم کورٹ آف پاکستان نے فنکشنل کیا۔ ہماری ہی جماعت اصلی مسلم لیگ ہے باقی لیگیں ایجنسیوں کی پیداوار ہیں جن کا نہ کوئی حال ہے، نہ کوئی مستقبل ہے آئندہ حالات میں ہماری جماعت ہی میدان میں ہوگی۔

سوال: مسلم لیگ (نواز) کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

جواب: نواز لیگ کو ہم نے کبھی مسلم لیگ تسلیم ہی نہیں کیا۔ یہ ایجنسیوں کی بنائی ہوئی جماعت تھی۔نواز لیگ کے اقتدار کے دنوں میں ہی میں نے واضح کردیا تھا کہ یہ بہت جلد رواجی سیاسی جماعت بن جائے گی اس کا اس وقت جو حشر ہے وہ سب کے سامنے ہیں۔ایجنسیوں کی بنائی ہوئی سیاسی جماعتیں حکومت چلانے کے لیے ہوتی ہیں اپوزیشن کے طور پر کام کرنے کیلئے نہیں ہوتی۔

سوال: نواز شریف کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب: آپ کا کیا خیال ہے کہ نواز شریف کو سیاست میں، میں نے متعارف کرایا، بھئی ایک جنرل صاحب نے ایک مرتبہ خود مجھ سے کہا تھا کہ یہ جی ایچ کیو کا فخر، ہمارا نشان اور راجہ پورس کا بدل ہے، جس کی دس سال تک ہم نے تربیت کی، لیکن ''ساڈے بندے'' کو بعد میں عبرت کا نشان کس نے بنایا، یہ تمام صورتحال آپ کے اور میرے سامنے ہیں۔

سوال: ان کی جلاوطنی کے بارے میں آپ کیا کہیں گئے؟

جواب: مجھے نہیں معلوم کہ نواز شریف کو جلاوطن کیا گیا ہے یا وہ بیرون ملک اپنے بزنس پارٹنرز کے ساتھ بزنس کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ یہ اس ملک کی بدقسمتی ہے اس ملک میں کون غیر ملکی سرمایہ کاری کرے گا جہاں کا وزیراعظم خود دوسرے مما لک میں سرمایہ کاری کررہا ہو۔نواز شریف کو جن لوگوں نے مسند اقتدار پر بٹھایا تھا انہوں نے ہٹا کر اب خود اقتدار کے وارث بن بیٹھے ہیں۔ نواز شریف کاروباری آدمی ہیں اور کاروباری آدمی کا کسی ایک ملک سے واسطہ نہیں ہوتا۔اسے جہاں فائدہ نظر آتا ہے وہ وہیں اپنے آپ کو ترجیح دیتا ہے۔

سوال: سنا ہے کہ نواز شریف کو رہائی کا نسخہ آپ نے دیا تھا جس کی بدولت وہ اس وقت جیل کی سختیوں سے چھٹکارا پاکر سعودی عرب میں اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کررہے ہیں؟

جواب: ابھی طیارہ سازش کیس کا فیصلہ نہیں آیا تھا۔ جب میں نے عرض کردیا تھا کہ نواز شریف کو پھانسی نہیں ہوگی جب خصوصی عدالت نے انہیں عمر قید کی سزا سنادی تو میں پریس والوں سے گفتگو میں کہا کہ

نواز شریف کو 50 فیصد ریلیف مل گیا ہے اور مزید 50 فیصد ریلیف بھی مل جائے گا۔ نواز شریف کی لانڈھی جیل میں موجودگی کے زمانے میں ان کے ایک قریبی ساتھی میاں اعجاز شفیع میرے پاس ان کی رہائی کا نسخہ پوچھنے آئے، جو میں نے انہیں دے دیا۔ یہ باری تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ وہ ضرورت مند کے لیے فائدہ مند ثابت ہوا البتہ یہ اور بات ہے کہ نواز شریف نے اپنی رہائی اور سعودی عرب جانے کے بعد مجھے ''THANK YOU'' کے دو لفظ بھی نہیں کہے۔

سوال: پیر صاحب! ماضی میں آپ جی ایچ کیو کے ساتھ اپنے تعلق کا اعلانیہ اظہار کرتے تھے، اب جی ایچ کیو کے ساتھ آپ کے تعلقات کی کیا نوعیت ہے؟

جواب: ہم پہلے بھی جی ایچ کیو ساتھ تھے اب بھی اس کے ساتھ ہیں البتہ یہ مجھے معلوم نہیں ہے جی ایچ کیو بھی ہمارے ساتھ ہے یا نہیں۔

سوال: جنرل ضیاء الحق مرحوم اور موجودہ آرمی چیف جنرل پرویز مشرف کا موازنہ کس طرح کریں گے؟

جواب: جنرل ضیاء الحق تن تنہا فیصلے کرتے تھے اور جنرل پرویز مشرف جنہیں میں اپنا ''ماما'' کہتا ہوں اپنے ساتھیوں اور ٹیم سے مشورہ کرتے ہیں۔

سوال: سندھی قوم پرستوں کے بارے میں آپ کی رائے؟

جواب: یہ قوم پرست نہیں بلکہ ''پیٹ پرست'' ہیں۔ جنہیں قوم کی نسبت اپنی روٹی، کپڑے اور مکان کی زیادہ فکر رہتی ہے اسی لئے مختلف مواقع پر میں نے کہا ہے کہ سندھی قوم پرست جن کے پیرول پر ہیں انہی کی بولی بولتے ہیں۔ ان کا عالم یہ ہے کہ پانی کے مسئلے پر تو خوب شور شرابہ کرتے ہیں حالانکہ بارشوں کا نہ ہونا وفاقی حکومت کا قصور نہیں بلکہ یہ تو قدرتی امر ہے لیکن پنجاب نے کئی ارب روپے کی خراب اور کیڑے والی گندم زبردستی سندھ کو فروخت کر دی ہے اس پر کوئی سندھی قوم پرست بات نہیں کرتا۔ ہمارے قوم پرست صاحبان خشک دریا کے بیچ میں بیٹھے صرف پانی کا رونا ہی روتے رہے۔ پنجاب کی ناکارہ گندم کے حوالے سے میں زیادہ شور شرابہ نہیں کرتا تو کم از کم لوگوں کو یہ ضرور بتا رہا ہوں کہ پنجاب کی خراب گندم کے آٹے کی روٹی کھا کر میرا پیٹ خراب ہو گیا ہے۔

سوال: جنرل پرویز مشرف جب سیاستدانوں سے ملاقاتیں کر رہے تھے اس وقت آپ نے بھی ان سے ملاقات کی تھی؟

جواب: جی ہاں! اسلام آباد میں ان سے ملا تھا۔ وہ زیادہ تر اختیارات کی نچلی سطح پر تقسیم اور اپنی حکومت کے اقتصادی اقدامات پر اظہار خیال فرماتے رہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک سال کے اندر ہم سب کچھ ٹھیک کر لیں گے اور تمام بیرونی قرضے بھی اتار دیئے جائیں گے۔ لیکن میں نے ان سے کہا کہ مجھے ایسا ہوتا نظر نہیں آتا جس پر جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ یہ کام کرنے کے بعد میں خود جنوری میں آپ سے ملاقات کرنے

آؤں گا اور بتاؤں گا کہ ہم نے جو کہا تھا وہ کر دیا ہے۔ جنوری کا مہینہ تو کب کا گزر چکا مجھے جنرل پرویز مشرف کا انتظار ہے۔ میں اس وقت ان سے یہ پوچھنا بھول گیا تھا کہ وہ کس سال کے جنوری کی بات کر رہے ہیں۔

سوال: پیر سائیں! ملک کی موجودہ معاشی صورتحال کے حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

جواب: میں اکنامسٹ (ماہر معاشیات) نہیں ہوں لیکن کسی زمانے میں ''ویلتھ آف نیشن'' نامی کتاب ضرور پڑھی تھی۔ اگر کوئی گھر کا فنانس منسٹر ہوتا تو اسے یہاں کے معاملات اور مسائل کا علم ہوتا۔ اس وقت ملک کی اقتصادی پالیسیاں اور معاشی معاملات اور ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ ان لوگوں کی اولادوں کا مرنا جینا بھی وہیں ہے۔ باہر سے آئے ہوئے یہ لوگ جس کا کھائیں گے اسی کا گائیں گے۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف سے پاکستان آنے والے لوگوں کو اس ملک کی کیا پرواہ۔ وہ پاکستان کی نہیں بلکہ اپنے ان اداروں کی ہی خیر اندیشی کر سکتے ہیں جہاں سے آئے ہیں اور جہاں انہیں پھر لوٹ کر جانا ہے۔ جہاں تک ملک کی معیشت کا معاملہ ہے وہ تباہ حال ہے کوئی نئی صنعت لگ نہیں رہی ہے جو پہلے سے موجودہ ہیں وہ بند ہو رہی ہیں۔ کاشتکاری کے لیے پانی نہیں ہے۔ تجارت کے حوالے سے چند دن پہلے ہی میں نے عرض کیا تھا کہ تاجر کی سیاست تو ختم ہوگئی اب تجارت کا جنازہ نکلنے والا ہے۔

سوال: پیر صاحب! آپ کی پیش گوئیاں بڑی دلچسپی سے اخبارات میں پڑھتے ہیں کیا علم نجوم یا کسی دوسرے خفیہ ذرائع سے آپ یہ پیش گوئیاں کرتے ہیں؟

جواب: بابا میں کوئی نجومی ہوں نہ پیشنگوئیاں کرتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ میں سیاسی حالات اور دوسرے تمام معاملات کا کامن سنس کی بنیاد پر تجزیہ کرتا ہوں اور جو نتیجہ سامنے آتا ہے اسے آپ حضرات (صحافیوں) کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس معلومات کا کوئی خفیہ ذریعہ نہیں ہے نہ ہی کوئی خفیہ ایجنسی مجھے کچھ بتاتی ہے۔ میری معلومات کا سب سے بڑا ذریعہ میرے پاس آنے والا ہر قسم کے ملاقاتی ہوتے ہیں جن سے میں معلومات حاصل کرتا ہوں۔ میرے پاس جب اخبار نویس آتے ہیں تو ان کے کسی سوال کا جواب دینے سے پہلے میرا یہی کہنا ہوتا ہے کہ کوئی نئی معلومات یا کام کی کوئی بات مجھے بتائیں۔

سوال: آپ جن باتوں کی قبل از وقت نشاندہی کر دیتے ہیں وہ جلد یا بدیر پوری ہو جاتی ہیں؟

جواب: بھئی یہ تو باری تعالیٰ کا کرم ہے میری زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں وہ مہربانی فرما کر انہیں درجہ قبولیت عطا کرتا ہے۔ آپ کو بتاؤں کہ نواز شریف جب بہت اونچے اڑ رہے تھے اس وقت میں نے کہا تھا کہ بھاری مینڈیٹ کا مسافر پرائم منسٹر ہاؤس سے سیدھا سرکاری مسافر خانہ جائے گا۔ 12 اکتوبر 1999ء کی شام کو جو ہوا وہ آپ کے سامنے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! آئندہ حالات کے بارے میں آپ کی کوئی پیش گوئی؟

جواب: بابا! میں تو بہت دنوں سے کہتا چلا آ رہا ہوں کہ آئندہ جو بچے گا وہی سیاست کرے گا۔ اگر ہم حالات سے بچ گئے تو لوگوں کو کم از کم سبز باغ ضرور دکھائیں گے یہ لوگوں پر منحصر ہے کہ وہ سبز باغ تک پہنچنے کیلئے کتنی جدوجہد کرتے ہیں۔ میں نے لوگوں کو سبز باغ دکھانے کی بات اس لئے کی ہے کیونکہ اس ملک میں لوگوں کو اب تک صرف کالا باغ ہی دکھایا جاتا رہا ہے۔

سوال: کالا باغ کے ذکر پر یاد آیا، آپ کے خیال میں کالا باغ ڈیم بننا چاہئے؟

جواب: دیکھو بھئی! جس ملک کے پاس بیرونی قرضوں کا سود ادا کرنے کے لیے پیسہ نہیں وہ اتنا بڑا منصوبہ مکمل کس طرح کریگا؟

سوال: پیر صاحب! آپ نے اپنے سر پر بال اگانے کا تجربہ کیا ہے؟

جواب: ہاں بابا! (اپنا سر دکھاتے ہوئے) ہمارے سر پر بالوں کی فصل آنا شروع ہوگئی ہے، سندھ میں پانی کے بغیر کاشت کاری تو ہو نہیں رہی سوچا کہ سر پر ہی فصل اگالی جائے۔

سوال: سنا ہے کہ آپ بڑے دولت مند انسان ہیں؟

جواب: (ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے) ارے بھائی وہ دولت ہے کہاں مجھے بھی تو اس کا پتہ چلے میں تو خود کو ہمیشہ کنگلا کروڑ پتی کہتا چلا آ رہا ہوں اور ابھی تک اسی حال میں ہوں۔

سوال: پیر صاحب! اخبارات میں آپ کے اکثر کارٹون شائع ہوتے ہیں آپ نے کبھی کسی کارٹون کا برا بھی منایا؟

جواب: بالکل نہیں میں تو اس وقت بڑا انجوائے کرتا ہوں جب میرا کوئی دلچسپ کارٹون کسی اخبار میں شائع ہوتا ہے۔ پیر جو گوٹھ میں میرے گھر اور دفتر کی دیواروں پر بہت سے ایسے کارٹون فریم میں آویزاں ہیں جو مجھے پسند آئے۔ میرا جب کبھی کوئی اچھا کارٹون شائع ہوتا ہے تو میں دوستوں سے کہتا ہوں کہ اسے بڑا کر کے مجھے دے دیں تا کہ فریم کر کے اسے گھر یا دفتر میں سجا سکوں۔ کراچی میں اکثر ڈاکٹر مختار عاقل اور الیاس شاکر اپنے اخبارات میں شائع ہونے والے کارٹون مجھے بھجواتے رہتے ہیں اور میں انہیں سنبھال کر رکھتا ہوں۔

سوال: آپ کو کبھی اپنے سیاسی تجربات اور مشاہدات پر کتاب لکھنے کا خیال آیا؟

جواب: دیکھو بھئی! مجھے اپنے منہ میاں مٹھو بننے کا شوق نہیں۔ میں کیا کہوں اور میری سیاست کیا رہی ہے اس کا فیصلہ مؤرخ زیادہ بہتر انداز میں کر سکتا ہے۔ بہر حال میری شخصیت کے بارے میں میرے دوست صحافی مرحوم اظہر سہیل نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اس وقت بھی کراچی میں، میں اپنے ایک دوست صحافی سے جو اکثر میرے پاس آ کر سنتا اور سمجھتا ہے۔ اسے کہہ رکھا ہے کہ وہ اگر چاہے اور اسے شوق ہو تو اس بارے میں کچھ کر لے میں اعتراض نہیں کروں گا۔

سوال: آپ اخبارات کو کتنی اہمیت دیتے ہیں؟

جواب: میں نے پریس کو ہمیشہ اہمیت دی ہے میں اگر چہ خود صرف انگریزی اخبار ''ڈان'' پڑھتا ہوں لیکن سب سے زیادہ اہمیت اردو اخبارات کو دیتا ہوں کیونکہ پاکستان میں سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ ابلاغ کا اردو پریس ہی ہے یہی رائے عامہ بناتا اور بگاڑتا ہے۔ لوگوں پر اردو اخبارات بہت زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔

سوال: نیوز ایجنسیوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: نیوز ایجنسیوں اور خفیہ ایجنسیوں سے دور ہی رہنا بہتر ہے پاکستان میں اس وقت اردو کی جو نیوز ایجنسیاں کام کر رہی ہیں ان میں بیشتر کا عجیب حال ہے۔ آئے دن ڈیسک اسٹوریاں گھڑ کر چلا دیتی ہیں میں بیٹھا پیر جو گوٹھ میں ہوتا ہوں میرا جعلی بیان بھائی پھیرو سے چلا دیا جاتا ہے۔ صحافی دوست ہیں بیان کی صداقت کیلئے فون پر رابطہ کرتے ہیں تو انہیں بتاتا ہوں کہ یہ میرا بیان نہیں ہے اور کسی نیوز ایجنسی سے تو میں کبھی بات ہی نہیں کرتا پاکستان کی صحافت میں من گھڑت خبریں شائع کرنے کا رجحان مناسب نہیں ہے۔

سوال: پیر صاحب! آپ کے روزانہ کے معمولات اور دلچسپیاں کیا ہیں، ایک جیسے معمولات سے آپ کو اکتاہٹ نہیں ہوتی؟

جواب: میں اکثر رات کو دیر سے سوتا ہوں لیکن جلد ہی بیدار ہو جاتا ہوں کموڈ کانفرنس (واش روم) سے فارغ ہونے کے بعد اور ناشتہ کر کے اخبار پر نظر ڈالتا ہوں اور دفتر آ کر بیٹھ جاتا ہوں میں کراچی، لاہور، اسلام آباد یا پیر جو گوٹھ جہاں ہوں میں عموماً صبح دس بجے سے دوپہر ایک بجے تک ملاقاتیوں سے ملتا ہوں۔ دوپہر کے بعد عام طور پر ملاقات کیلئے وقت نہیں دیتا۔ نیشنل جغرافک چینل پر کوئی اچھی دستاویزی فلم آ رہی ہو تو یہ بھی شوق سے دیکھ لیتا ہوں کبھی کبھی چینل وی یا ایم بھی دیکھ لیتا ہوں میرے ٹی وی پر ایک سو سے زیادہ چینل آتے ہیں لیکن کس چینل سے کون سا پروگرام اور کب آتا ہے مجھے خبر نہیں ہے۔ سیاست اور علم نجوم سمیت دوسرے بہت سے موضاعات پر میں اکثر کتابیں پڑھتا ہوں میرے پاس کمپیوٹر موجود ہے لیکن انٹر نیٹ کبھی استعمال نہیں کیا نہ اس کے استعمال سے مجھے کوئی دلچسپی ہے۔ روزانہ کے جو معلومات ہیں ان کا عادی ہو چکا ہوں۔ کراچی یا لاہور میں ہوتا ہوں تو کبھی کبھار خود گاڑی ڈرائیو کر کے اپنی بچیوں کے گھر یا دوستوں کے ہاں چلا جاتا ہوں۔

یہ انٹرویو 17 جون 2001ء کو جرأت میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆

سندھ کے لوگ......راجستھان کے لوگ......

سوال: پیر صاحب! سب سے پہلے میں آپ کو السلام علیکم کہوں گا۔

جواب: وعلیکم السلام۔

سوال: آپ ایسے Tribe (قبیلہ) کے، ایک ایسی جگہ کے پیر ہیں جو خیر پور ڈسٹرکٹ میں ہے تو اس کا Back ground کیا ہے؟

جواب: اس کا Back ground very simple (پس منظر انتہائی سادہ) ہے۔ کہ I am pir pagara and followed the last pir pagara that was six (میں پیر پگارا ہوں اور میں پیش رو ہوں آخری پیر پگارا کا جو چھٹا تھا) اور یہ خاندان برسوں سے چلی آ رہی ہے۔

سوال: اور اگر یہ آپ کہہ رہے ہیں Followed (پیش رو) یہ کون سے لوگ ہیں جو آپ کو Follow (پیروی) کرتے ہیں؟

جواب: Follow کرتے ہیں سندھ کے ہی لوگ ہیں، راجستھان کے لوگ ہیں۔ وہ سب کرتے ہیں Tribes۔

سوال: اور یہ وجہ کیا ہے کہ آپ کو Follow کیوں کرتے ہیں؟

جواب: ہمارے بڑے متقی پرہیزگار لوگ تھے اور انہوں نے بہتوں کو مسلمان کیا اور دوسرے جیسے ہوتے ہیں Religious (مذہبی) کسی کے پیچھے کسی کو ساتھ اپنا بنا لیتے ہیں Thats it (اتنا ہی ہے)۔

سوال: ہم نے دیکھا ہے جب آپ کہہ رہے ہیں اسلام کی اور مسلمان کی بات کرتے ہیں تو آپ کا یہ جو ایک گروپ ہے آپ کا جو ایک فورس ہے اس نے انگریزوں کی کافی مخالفت کی؟

جواب: یہ اس وقت کی سوچ اور اس وقت کا پروگرام تھا۔

سوال: اور اب؟

جواب: اب اپنا ملک ہے ملک کی حفاظت کرنی ہے ساتھ دینا ہے۔

سوال: آپ جیسا میں نے پہلے کہا آپ ایک پیر پگارا ہیں ایک گروپ آپ کو فالو کرتا ہے۔ آپ کو کبھی ایسا کوئی شوق تھا یا آپ کی کوئی ایسی Ambition (آرزو) ہے کہ آپ پاکستان کو بھی لیڈ کریں؟

جواب: نہیں! میں نے تو شروعات میں ہی اس کی Permission (اجازت) دے دی تھی۔ یہ Decide (فیصلہ) کرلیا تھا 77ء میں بتادیا تھا کہ I am not for any force (میں کسی قوت کے لیے نہیں ہوں)۔

سوال: اچھا آپ کی Introduction (پہچان) کافی سیاستدانوں کے ساتھ رہی ہے آپ نے ذوالفقار علی بھٹو کو بھی دیکھا، آپ نے ایوب خان کو بھی دیکھا، ضیاء الحق کافی لوگوں کو آپ نے دیکھا ہے حکومت کے اندر، میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا آپ ایک ایسی شخصیت ہیں جنھوں نے Overall (مجموعی طور پر) ایک Peace (اطمینان) سے سب کو Analyse (تجزیہ) کیا، دیکھا تو آپ کیا کہیں گے ذوالفقار علی بھٹو کیسے انسان تھے؟

جواب: Complicated (پیچیدہ) شخصیت تھی اور کامپلیکس (احساس) میں Superiority (برتری) میں ساری عمر گزاری اس نے اور یہی ثابت کرتا تھا کہ He is a very strong man (وہ ایک انتہائی مضبوط آدمی ہے) جوکہ وہ نہیں تھا۔

سوال: ملک کے لیے کیسے تھے وہ؟

جواب: ملک کے لیے تو اب! یہاں کا اخلاق، یہاں کی رسم، ختم کردی، کروائی، بداخلاقی اور بے ہودگی کو فروغ دیا۔ میں تو یہی کہہ سکتا ہوں، اور لوگ باہر کے point of view (نقطہ نظر) سے انٹرنیشنل point of view سے کچھ بھی کہیں۔ میں تو یہ دیکھوں گا کہ گھر میں وہ کیسا تھا۔

سوال: تو Actually (درحقیقت) یہ Complicated جو آپ نے کہا ہے کہ کافی Complicated تھے تو گھر میں کیا بہت Complicated (پیچیدہ) تھے؟

جواب: تھے بہت فیملی میٹر Complicated تھے۔

سوال: پیر صاحب! اس کے علاوہ بھی آپ نے کافی لوگوں کو دیکھا جنرل ضیاء کو دیکھا اور In fact (حقیقت میں) آپ نے جنرل ضیاء کی کافی Opposition (مخالفت) بھی ایک زمانے میں کی، پھر ان کے ساتھ آپ مل بھی گئے تو آپ نے جنرل ضیاء کو کیسے پایا؟

جواب: جنرل ضیاء کی مخالفت کی یا مل گئے؟ ہم کبھی اس کے مخالف تھے نہیں وہ، وہ ٹائم تھا جب ہم نے سمجھا تھا کہ گورنمنٹ کی اپوزیشن میں جب کہ کوئی نہیں تھی۔ اپوزیشن پہلی ایم آر ڈی آئی کوئی اپوزیشن تھی نہیں، کہ وہ اپوزیشن کا رول (کردار) بھی Play (ادا) کرتے رہے کہ کوئی اور اپوزیشن آنہ پائے۔ ہم اس کے ساتھ تھے ضیاء الحق کے۔ He was a sincere (وہ مخلص تھا) کچھ کمزوریوں کے ساتھ جس کا اور لیگیوں نے Highlight (ظاہر) کیا تھا میرے لیے۔ مرے ہوئے شخص کے لیے کیا Highlight کروں۔ But he was a good man (پر وہ ایک اچھا آدمی تھا)۔

سوال: اچھا یہ کیا صحیح بات ہے کہ جب ضیاء نے الیکشن اناؤنس کیے اور Promise (وعدہ) کیا کہ الیکشن کریں گے، کئی لوگوں، کہنا ہے سیاسی لیڈروں کا کہ آپ ضیاء کے پاس گئے اور کہا کہ یہ الیکشن نہ کروائیں؟

جواب: نہیں ایسے کوئی نہیں۔

سوال: یہ سب Rumors (افواہیں) ہیں؟

جواب: یہ سارے Rumors ہیں۔لیکن، جب پہلی بار کراچی میں ملے تھے پریزیڈنٹ (صدر) بننے کے بعد چیف ایڈمنسٹریٹر بننے کے بعد اسی وقت پہلی میٹنگ میں Decide (فیصلہ) کیا گیا تھا کہ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا ہے اس میں میرا رول ان کا رول Decided (طے شدہ) تھا۔اس میں الیکشن ہونا ہی نہیں تھا۔ یہ الیکشن 89 والا ہونا ہی نہیں تھا۔

سوال: پیر صاحب! ہم نے دیکھا ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے ہمیشہ ایک یہی ''اسٹرگل'' (کوشش) رہی ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ میں نے وزیر اعظم بننا ہے، کوئی کہتا ہے میں نے صدر بننا ہے یا گورنر میں کہیں پھنسا رہتا ہے یا پھر چیف منسٹر میں پھنسا رہتا ہے۔آپ کے ساتھ Alliances (اتحاد) جب ہوئی ہیں جی یو آئی، جماعت اسلامی اس کے ساتھ دوسرے جو گروپس ہیں سارے Faction (دھڑے) بنتے ہیں ایک حکومت کے خلاف جاتے ہیں ااور پھر ایک ڈیل کے بعد کچھ اور چیز نکلتی ہے تو یہ پاکستان میں اس طرح کا سسٹم کیوں ہے؟

جواب: دیکھیں یہاں کوئی کسی کو برداشت کرتا نہیں، سب امیدوار ہوتے ہیں اور امیدیں اپنی ظاہر نہیں کرتے اور Pray (دعا) کرتے ہیں کہ کوئی ان کا نام آگے بڑھادے اور میں نے ہمیشہ اس کو Resist (روکنا) کیا ہے کیوں کہ میں Minority (اقلیت) میں تھا وہ Majority (اکثریت) میں تھے، میں کہتا تھا کہ کسی پر انگلی رکھو کہ کس کو بٹھانا ہے آپ ہمیشہ سب کو نکالنے کے لیے بات تو کرتے ہیں بٹھانے کے وقت تو فیوریٹ کوئی اور بن جاتا ہے آپ تو ویسے ہی ویسے خالی رہ جاتے ہیں یہ ابھی تک چلا آیا ہے۔

سوال: تو آپ کا کیا خیال ہے چلتا رہے گا یہ؟

جواب: یہ جب تک ایسے ہوں گے تو چلتا رہے گا۔دو سے زیادہ پارٹیاں ہیں یا ایک سے زیادہ پارٹیاں ہیں تو بھئی یہاں کسی Principle (اصول) پر کوئی اپوزیشن نہیں ہے۔سب کیا ملے گا دو پارٹیوں سے زیادہ ملا ہی نہیں ہے کسی کو۔جیسے اصغر خان اور نورانی میاں میں سمجھوتہ ہوا تھا کہ ایک پریزیڈنٹ ہونا تھا ایک پرائم منسٹر (وزیر اعظم) ہونا تھا اور ہمیشہ دو ہی پارٹیوں کا اتحاد رہا۔

سوال: تو پیر صاحب! یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ اگر اصغر خان نے کہا کہ میں نے پرائم منسٹر بننا ہے دوسرا کہہ رہا کہ مجھے پریزیڈنٹ بننا ہے یا پرائم منسٹر بننا ہے تو یہ کیا پاکستان میں اس طرح ہی یہ لیڈر بن جاتے ہیں

اور لوگوں کی Destiny (تقدیر) Decide (فیصلہ) کرتے ہیں؟

جواب: خواہش تو اتنے میں ہی ہے اور وقت نے گواہی دی ہے کہ خواہشیں کن کن کی پوری ہوئی ہیں کن کن کی نہیں ہوئی ہیں۔

سوال: تو آپ کا کیا خیال ہے کہ ایسے لیڈروں کو لیڈ کرنا چاہیے اور ایسے لوگوں کو لیڈ کرنا چاہیے؟

جواب: لیڈ کرنا تو نہیں چاہیے لیکن ہر ٹائم لیڈر اسی قسم کا آ جاتا ہے جس کے خلاف سب اٹھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

سوال: ہم نے دیکھا ہے کہ جب آپ پریزیڈنٹ تھے PML کے پاکستان مسلم لیگ کے پھر اس کے بعد محمد خان جونیجو آئے ان کا ایک اپنا گروپ بنا وہ بھی آپ کے ایک Follower (مرید) تھے اور پرائم منسٹر بنے؟

جواب: دیکھیں حقیقت میں وہ گروپ بنوایا گیا ضیاء الحق صاحب نے بنوایا۔ اس مسلم لیگ سے ہٹ کے گروپ بنایا۔ تو میں پریزیڈنٹ ضیاء الحق کے پاس اس وقت گیا تھا کہ اگر آپ مسلم لیگ نام نہیں رکھیں گے کوئی اور نام رکھیں گے تو پھر Provinces (صوبوں) کا الحاق جو ہے فیڈریشن میں وہ قائم نہیں رہے گا اور ہر ایک Region (علاقے) نئی پارٹی میں جائے گا اور ساری پراونسز کی جماعتیں اپنی بنیں گی Provincially affair (صوبائی معاملہ) ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے مسلم لیگ کا نام دیا۔ لیکن نیشنل اسمبلی کے اندر وہ مسلم لیگ نہیں جو اصل تھی اور اب تک تھا ایسے ہی چلا آتا ہے۔

سوال: تو پھر ابھی آپ نے کہا کہ جنرل ضیاء کافی Sincere (مخلص) تھے، تو پھر وہ Sincerity (سچائی) کہاں تھی؟

جواب: وہ Sincere اپنے آپ کے ساتھ بھی تھے اور پرانی مسلم لیگ میں، کیوں کہ وہ میرے قبضے میں تھی اور حالات ایسے بتاتے ہیں کہ جو بھی ایڈمنسٹریشن میں آتا ہے وہ میرے خلاف ہی ہوتا ہے۔

سوال: اگر وہ آپ کے خلاف ہوتا ہے کوئی وجہ تو ہوگی؟

جواب: وجہ جو بھی ہے فائل اوپر ہے۔ انگریز کیا چھوڑ گئے اور اس ارادے کو کتنا پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔

سوال: یہ کیا بات ہے کہ جب ہم نے دیکھا کہ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت تھی اور ضیاء نے ٹیک اوور (حکومت گرائی) کیا تو کافی لوگوں کو حفیظ پیرزادہ، مصطفیٰ کھر اور جتنے بھی یہ سب لوگ تھے ان سب کو جب Arrest (گرفتار) کیا آپ کو بھی انہوں نے Arrest کیا شیر باز مزاری کے ساتھ پھر آپ جب گئے سب کو تو بند رکھا لیکن آپ کو اسی دن چھوڑ دیا یہ کیوں؟

جواب: بات فائل اوپر ہوگی لیکن یہ تھا کہ میں سب سے زیادہ Peace loving (امن پسند) تھا اور

میرے بند رکھنے سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ جیسے ثابت ہوا کہ کچھ باہر رہا۔

سوال: تو پیر صاحب! آپ کی اگر اتنی Neutrality (غیر جانبداری) ہے یا تھی آج ہم دیکھ رہے ہیں آج ایک PML فنکشنل ہے یہ PML کا کیا رول ہے پاکستان کی آج کی پالیٹکس میں؟

جواب: مسلم لیگ کونسل اور کنونشن (مجلس) ہوئی دو ایک میں سے۔ پھر قیوم لیگ بنی، پھر تینوں مرج (انضمام) ہوئے تو میں وہ مرج مسلم لیگ کا پریذیڈنٹ تھا۔ مارشل لا لگی پارٹیاں Defunct (غیر فعال) ہوئیں۔ میں کورٹ تو نہیں گیا لیکن بیگم نصرت گئیں اور بیگم نصرت بھٹو کے پٹیشن (درخواست) پر پارٹیاں Revive (بحال) ہوئیں ''ری فنکشنل'' (دوبارہ فعال) ہوئیں۔ تو نام مسلم لیگیوں نے کہا کہ اس کا مسلم لیگ رکھیں تو میں نے کہا فنکشنل کریں کہ یہ آگے کام آئے، کہ یہ وہ مسلم لیگ ہے جو کونسل، کنونشن اور قیوم لیگ سے بنی تھی، جو بین (بند) ہوئی جو بحال ہوئی۔ ضیاء الحق کے وقت میں بین تھی یہ جب بحال ہوئی، تو اس وقت ایک مسلم لیگ نیشنل اسمبلی کے ممبروں کی تھی جو جونیجو لیگ کہلانے لگی۔ اس کا میں نے Claim (دعویٰ) کیا کہ بھائی ہم لوگ Defunct (غیر فعال) تھے اب فنکشنل ہو گئے مجھ یاد ہے۔

سوال: تو آج آپ کہیں گے کہ یہ جو مسلم لیگ فنکشنل ہے اس کا کوئی Actual creative political role (حقیقی تخلیقی کردار سیاست میں) ہے کوئی؟

جواب: رول نہیں ہے کیوں کہ ہمیشہ ایجنسیاں چاہتی ہیں جماعتیں بنانا اور ان کو مسلم لیگ کا نام دینا۔ اور جماعتوں میں یک جہتی ہوتی نہیں ہے، ان جماعتوں مں یک جہتی ہوتی ہے وہ جماعت اس حاکم کے لائف ٹائم تک رہتی ہے، اس کے بعد ٹکڑے ہو جاتی ہے، پتہ ہی نہیں پڑتا کہ وہ تھیں یا نہیں تھیں مگر یہ مسلم لیگ جو ہے رہے گی اس واسطے کہ جو قائداعظم کے وقت سے اب تک، Constitution (آئین) چلی آرہی ہے وہ ثابت ہے وہ آرڈر ثابت ہے وہ لوگ ہیں۔

سوال: تو یہ جو مسلم لیگ آپ کہہ رہے ہیں قائداعظم کی ہے اور فنکشنل ہے اور قائداعظم کے چارٹر (منشور) پر چل رہی ہے تو پھر PML(Q) جو ہے، PML(N) ہے پھر PML(J) بھی بن گئی اور ہم نے PML(Z) بھی دیکھی تو یہ جو سارے فیکشن (گروہ) بن جاتے ہیں مسلم لیگ کے یہ کیوں ہے؟

جواب: ہر ایک اپنی لیڈری چمکانے کی فکر کرتا ہے۔ ہر ایک اپنی جماعت بناتا ہے۔ نام مسلم لیگ کے بغیر وہ بکے گا نہیں لہٰذا اس کو مسلم لیگ کہتے ہیں۔ اب آپ نے دیکھا کہ میں پریذیڈنسی (صدارت) سے علیحدہ ہو گیا۔ یہ اس کا ایک سبب ہے کہ پارٹی پہلے سے موجود تھی میں نے کوئی نہیں بنائی تھی، انہوں نے مجھے الیکٹ کیا تھا میں نے ریزائن (استعفیٰ) کیا تو پارٹی پھر بھی اپنی جگہ پر قائم ہے۔ لیکن وہ صاحب! ان کو ایجنسیاں پارٹیاں بنا کے دیتے ہیں اور پارٹیاں باقیات ہوتی ہیں اب ان کو ارینج (مرتب) کیا کہ مسلم لیگ بنے جو بن نہیں پاتی چل نہیں سکتے۔

سوال: تو یہ جو آپ کی پارٹی، یہ بھی کسی ایجنسی نے بنائی ہے کے آپ نے بنائی ہے؟

جواب: نہیں وہ پہلے سے بنی آتی ہے۔ اگر میں نے بنائی ہوتی تو میری رہتی نا، مجھے استعفیٰ کیوں دینی پڑتی۔ استعفیٰ کے بعد فنکشنل کا باقی رہنے کا مطلب کیا ہوتا اگر میری ہوتی تو۔

سوال: اچھا ہم نے پاکستان میں دیکھا ہے ہر پارٹی میں کوئی نہ کوئی کبھی نا کبھی گروپ بن ہی جاتا ہے؟

جواب: (سوال کے بیچ میں فرمایا) گروپس بنائے جاتے ہیں۔

سوال: تو پھر آج آپ کی پارٹی میں شیخ سراج کا جو یہ گروپ ہے بن گیا ہے یا آپ نے ان کو نکالا ہے یا خود نکل گئے؟

جواب: نہیں وہ میرا نامی تھا، اس کا پارٹی سے اور کوئی واسطہ نہیں ہے، Basically وہ قیوم لیگ کا تھا۔

سوال: اچھا پیر صاحب! ہم نے دیکھا ہے کہ آپ کے پولیٹکل کیریر (سیاسی زندگی) کے اندر یا پولیٹکل رجحان کے اندر ہم نے دیکھا ہے کہ آپ کے ساتھ کافی لوگ رہے۔ جام صادق علی ایک زمانے میں آپ کے بہت قریب تھے پھر وہ خلاف ہوگئے، پھر اس کے بعد آپ کے بہت کلوز (قریبی) دوست بن گئے In fact (درحقیقت) اس وقت اس سے پہلے اگر تھوڑا جائیں تو چھُر کا مرڈر (قتل) کیس بھی ان کے اوپر بنا ہوا تھا تو یہ جو آپ کے ساتھ اس طرح کی چیزیں ہوتی ہیں اور پھر اس کے بعد آپ ان کو معاف بھی کر دیتے ہیں تو یہ کیا چیز ہے؟

جواب: ان کا قصور کم ہوتا ہے شوآف (دکھاوا) زیادہ ہوتا ہے۔ قصور تو اس کا ہے جہاں سے حکم آتا ہے کہ یہ ہونا ہے۔

سوال: پاکستان کی سیاست میں ہم نے اور ایک نام بہت سنا دیکھا اور وہ تھے نواب زادہ نصر اللہ خان اللہ جل جلالہ ان کو جنت نصیب کرے۔ لیکن نواب زادہ نصر اللہ خان کی سیاست کو کئی لوگوں نے بڑے Negative (منفی) طریقے سے Observe (دیکھا) کیا۔ آپ کیسے Observe کرتے ہیں ان کو؟

جواب: میں نے تو As a friend observe (ایک دوست کی طرح دیکھا) کیا اور ان کو مشورہ بھی دیا کہ کسی پر نام رکھیں اور پھر اس کو لیکے آگے چلیں۔ اس نے کبھی نام کسی کا نہیں رکھا، پھر نہ رکھوایا۔ بس یہی تھا کہ چلتے رہو، ایک کو نکلے پھر دوسرا نکلے پھر تیسرا نکلے، یہ تھا ان کا رول۔ اسی کمرے میں 77ء یا 78ء میں 78ء میں بھی نہیں اس کے کچھ بعد میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا، میں نے Suggest (تجویز) کیا کہ آپ پیپلز پارٹی کو Associate (نائب) ممبر کریں اور وہ ڈیموکریسی چاہتے ہیں آپ بھی ڈیموکریسی (جمہوریت) چاہتے ہیں۔ Let it fight together (مل کر لڑو) کہا کہ نہیں نہیں مجھ پر بہت خفا ہو گئے اور کہا نہیں نہیں یہ پیر پگارو اور بھٹو دونوں سندھی تھے جو مل گئے ہیں آپس میں، میں نے کہا ٹھیک ہے لیکن کچھ دنوں کے بعد ہم

روکتے رہے کہ بھائی جس کو Associated میمبر پسند کرتے نہیں تھے اب آپ ایم آر ڈی میں اس کے ساتھ کیوں جا رہے ہیں مستقل مزاجی یا مستقل Opinion (رائے) نہیں تھی۔

سوال: آپ کیا کہیں گے پاکستان کا یہ جو پولیٹکل سسٹم ہے کیا یہ Complicated (پیچیدہ) ہے؟

جواب: Complicated بن گیا ہے جو عوام کے بلبوتے پر کم جیسا کہ پاور (طاقت) پر زیادہ چلتا ہے جو ہے wish is desire (چاہت ہی خواہش ہو) کوئی Respect (احترام) Law (قانون) کی ہی نہ ہو۔ قانون اپنی ضرورت کے حساب سے بنا کے اور چلے عام آدمی اس کا یہ ہے۔

سوال: اچھا یہ کیا بات ہے کہ ہم نے دیکھا ہے کے مسلم لیگ کے جو لیڈر ہوتے ہیں نارملی (عموماً) یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ بالکل ہی آؤٹ ہو جاتے ہیں یا وہ ٹوٹلی Exile (جلاوطنی) میں چلے جاتے ہیں یا باہر بھیجے جاتے ہیں۔ آپ بھی پانچ سال باہر رہے ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ یہ بہت Trend (رجحان) رہا ہے مسلم لیگ کے اندر یہ کیوں ہے کیا کہیں گے؟

جواب: کیسے میں پورا فالو (سمجھ) نہ کر سکا ہوں آپ کو۔ مجھے ان لوگوں تو نہیں بھیجا تھا پانچ، سوا سال انگریزوں نے بھیجا تھا لندن میں یہ سمجھ کے میں Wild (سرکش) آدمی ہوں Let me. They want to domesticate then send back (مجھ کو۔ سدھارنے کے بعد واپس بھیجنا چاہتے تھے)

سوال: دلیپ سنگھ کی طرح؟

جواب: میں تو یہ نہیں کہتا کہ دلیپ سنگھ کی طرح ان کا ارادہ تو تھا ہی نہیں بھیجنے کا یہ تو پاکستان گورنمنٹ لے آئی۔

سوال: لیکن ابھی بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مسلم لیگ کے جو لیڈر ہیں وہ باہر بیٹھے ہیں؟

جواب: باہر پناہ لیے ہوئے ہیں جو کیوں کہ Let us not forget one thing (ہمیں ایک بات نہیں بھولنی چاہیے) کہ میں کہتا رہتا ہوں کہ ہم مفاد پرست ہیں جس نے زیادہ پرستش کی وہ باہر بیٹھے ہیں جس نے کم کی ہے وہ باقی دن پورے کر کے باہر چلیں جائیں گے۔

سوال: آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ Again in a way (دوبارہ اسی راہ پر) ایک ملٹری لیڈر ہیں جو پریذیڈنٹ ہیں اور ان کی جو Intention (ارادہ) بڑی کلیئر ہے۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ میں رہنا نہیں چاہتا ہوں ایک سیاسی نظام آ جائے ایک Concrete (مضبوط) اور Positive (مثبت) سیاسی نظام آ جائے اور پھر میں وردی اتار دوں گا تو آپ کا کیا خیال ہے پریذیڈنٹ پرویز مشرف کو اپنی وردی اتارنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: وردی تو اتر سکتی ہے اور اتاریں گے بھی سہی اگر رہے تو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ نظام رہے گا یا نہیں رہے گا، وہ اس کے سر پر ہے۔ پھر جو آئے گا وہ نظام ویسا ہی چلے گا۔

سوال: تو کیا آپ کوHope(امید) نہیں ہے کہ نظام رہے گا؟

جواب: نہیں! ان پریکٹیکل (غیر عملی)۔

سوال: یہ آپ کس بنا پے کہتے ہیں؟

جواب: آپ کے سامنے ناظم لے لیجئے، ناظمس کہاں اتحاد ہے۔ اتحاد، یونٹی (اتحاد) یا Uniformity of action (اعمال کی یکسانیت) ہے They are directly under the control of central government's responsible Center (وہ مرکزی گورنمنٹ کے مجاز ادارے کے زیر اثر ہیں)۔ Provinces (صوبوں) اور ان میں ٹسل (جھگڑا) چل رہا ہے یہ کونسی ہے۔ آفس آپ نے پولیس کو تین فرقوں میں کر دیا ہے، ایک رپوٹ لکھیں، دوسرا انکوائری کریں، تیسرا کورٹ میں فالو کریں۔ Three payments (تین ادائیگیاں) انسان کے اوپر آ گئے ہیں۔ جسٹس (انصاف) اور مہنگا ہو گیا ہے یہ سب۔ انگریز جب گئے یا شروعات میں جب نظام اچھا تھا They used be district magistrate .One man answerable for judiciary for police administration for revenue work. Now there are three four (اس وقت ضلعی ماجسٹریٹ تھے۔ ایک آدمی جوابدہ ہوتا تھا عدلیہ کے لیے، پولیس انتظامیہ کے لیے محصولات کے لیے۔ اب تو تین، چار) پولیس تین حصوں میں جوڈیشری علیحدہ، لینڈ ریونیو علیحدہ جتنی آفیسز بڑھی ہیں اتنی نا اتفاقی بڑھی ہے ڈسپلن (نظم وضبط) ٹوٹا ہے۔ اب آپ دیکھیں ون یونٹ (وفاقی حکومت کا ایسا منصوبہ جس میں مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں کو ایک اکائی میں ضم کیا گیا۔) کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے بجائے ڈی سی لگا وہاں سے شروع ہوا۔ بی ڈی والے لائے گئے تھے corruption (بدعنوانی) اور corrosion (خوردگی) اور crime (جرم) وہاں سے شروع ہوئی۔ بڑھتی جا رہی ہے۔

سوال: تو یہ جو ہم کہہ رہے ہیں ایک مایوسی اور آپ کی بات میں سے بھی ایک مایوسی نظر آ رہی ہے؟

جواب: مایوسی نہیں ہے۔

سوال: پھر کیا ہے؟

جواب: یہ After results (بعد کے نتائج) ہیں۔ فیوچر (مستقبل) سے ہم مایوس ہے نہیں۔ کوئی سیانہ آدمی آئیگا جو ساری چیزوں کو سمجھے گا۔

سوال: پیر صاحب! سمجھے گا تو صحیح لیکن! دیکھیں نا آپ اس وقت ایسے ایک رول میں ہیں، آپ کے ساتھ جیسے اور بھی کافی پولیٹیکل لیڈرز ہیں، دانشور ہیں پاکستان میں بیٹھے ہوئے ہیں آئیگا کون آئیگا اس وقت تو آپ ہی لوگوں کو کام کرنا ہے؟

جواب: ضرور ہم لوگ کام کرنے کو پولیٹیشن (سیاستدان) کا کتنا وقت چلے ہیں اور باقی وقت آرمی چلی

ہے، آرمی کا رول ہے نا۔ ہمارا تو کوئی رول پولیٹیشن کا نہیں۔ پولیٹیشن تو 58ء میں بننا بند ہو گئے اس کے بعد تو "ساڈے بندے" چاہئیں تو ساڈے بندے رہے ہیں۔ جب فیلڈ مارشل جیسا آدمی کہے اس قوم کو Scoundrels (بدمعاشوں) کی ضرورت ہے شریفوں کی ضرورت نہیں ہے۔ That was the beginning. Everyone wants to be a scoundrel (یہی شروعات تھی کہ ہر کوئی بدمعاش بننا چاہتا ہے) اب مہا Scoundrel کی کوشش ہو رہی ہے یہی ہو گا۔

سوال: لیکن یہ unfair (نامناسب) نہیں ہے کہ جب آپ کہہ رہے ہیں 58ء کے بعد؟

جواب: میں تھوڑی کہتا ہوں unfair یا fair جو آدمی آتا ہے فیئر اس کے لیے وہ ہے کہ وہ کیا کرے کہ وہ کرسی پر بیٹھا رہے۔ جو اس کو کرسی میں رکھے وہ ہی فیئر ہے جو آپ کو اور Bader (بدتر) قسم کا گھٹیا قسم کا آدمی بنائے وہ فیئر ہے۔ We are thinking and acting wrong way and expecting results to come right way, not possible (ہم سوچتے اور کرتے غلط ہیں اور امید کرتے ہیں کہ نتائج درست ہوں۔ یہ ممکن نہیں)۔

سوال: لیکن پیر صاحب! دیکھیے نا آپ آج یہاں بیٹھ کے آرمی کو Criticize (تنقید) کرتے ہیں؟

جواب: میں Criticize نہیں کرتا جو بھی آئیگا حالات دوسرے ہو جائیں گے "آٹومیٹکلی"۔

سوال: جب ہم اتنی باتیں کرتے ہیں اب آپ نے 58ء کا ذکر کیا 58ء سے پہلے اگر لے لیں دولتانہ محمد علی سے لڑ رہا ہے، چندریگر کسی اور کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ لیاقت علی کو کوئی Accept (تسلیم) کرتا نہیں تھا۔ اب بات یہ ہے کہ 58 سے پہلے تو پولیٹکل سسٹم تھا وہ تو خود کرسیوں پر لڑے ہوئے تھے؟

جواب: دیکھو بھئی! پولیٹکس میں Opinion (رائے) کا تصادم تو ہوتا رہتا ہے۔ He had a one opinion. Somebody had other opinion (اس کا ایک نظریہ ہے کسی کا کچھ اور) کوئی پیسے کے چکر میں تو نہیں لڑے تھے And it was their right to fight for thought of theirs (اور یہ ان کا حق ہے کہ وہ اپنی سوچ کے لیے لڑیں۔)

سوال: At the expense of people (عوام کی قیمت پر)؟

جواب: ان کو مارشل لا سے پہلے جیسے پاکستان چل رہا تھا مارشل لا کے بعد کیا ویسے ہی چلا۔ تبھی تو میں کہتا ہوں۔ Let us go back to 55,54-55 (آؤ واپس چلیں 54,55 کی طرف)۔ وہاں سے آپ Will (ہمت) کریں اور سارے ills (بیماریوں) کو ختم کریں۔

سوال: آپ یہ مجھے بتائیں اب آپ کی کیا Prediction (پیش گوئی) ہے پاکستان کے فیوچر اور پاکستان کے پولیٹکل سسٹم کے لیے؟

جواب: دیکھو بھئی! Prediction نہیں ہوتا ہے کہ میں کوئی جا کے عرش کو بناتا ہوں یہ کرتا ہوں وہ

کرتا ہوں یہ Assessment (اندازہ) ہے کہ How you are going to things togethr (کہ آپ چیزوں کو کس طرح جوڑتے ہیں) اور اس کا کیا Answer (جواب) ہے۔

میں وہ کہتا رہا ہوں اس وقت جو انٹرنیشنل حالات ہیں، جو ملک کے اندر کشیدگی ہے۔ پارٹی کو ایجنسیاں بنائے ہوئے ہیں۔ ادھر پھر بھی نہیں بنتی ویک (کمزور) نظر آتا ہے۔

سوال: یہ آپ کس Basis (بنیاد) پہ کہہ رہے ہیں آپ کی کیا Assessment (اندازہ) ہے یہ؟

جواب: بھئی باہر والے ناراض ہیں۔ اندر والے ناراض ہیں آپ کا ایڈمنسٹریشن کہیں نہیں ہے۔ تو وہ پھر کیا Expect (توقع) کرنا چاہیے۔ کونسا سونے کی برسات ہوگی یا کونسے زیور، دریا دودھ کے بہیں گے۔ ابھی تو چھ سال کے Doubts (شکوک) سے آئے ہیں، نکلے باہر۔

سوال: اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں کہ پریذیڈنٹ پرویز مشرف جو کہ لیڈر ہیں لیڈ کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ پرائم منسٹر جمالی ہیں۔ پھر ایک اور بات ہو رہی ہے کہ آپ بھی PML کہ ہیں، جمالی صاحب بھی PML(Q) گروپ کے ہیں۔ ایک یونیفکیشن (الحاق) آف مسلم لیگ کی بات ہو رہی ہے آپ اس سے ایگری (اتفاق) کریں گے ابھی؟

جواب: کوئی یونیفکشن (اتحاد) چاہتے ہیں مرجر (ضم) نہیں چاہتے ہم۔ آپ ہم ایگری یونیفکیشن کے ہوئے تھے اور وہ مرجر کی لائن بجا رہے ہیں۔ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں تو Naturally difference of opinion (فطرتاً اختلاف رائے) تو ہوگا۔ ان لوگوں کا جتنا Rampantly (شدت سے) وہ اپنی Opinion کو فالو کریں گے، تو ہر ایک Rampantly اپنی Opinion (رائے) کو فالو کرے گا۔

سوال: تو آپ کو کیا چیز چاہیے کہ اگر آپ مرج کرتے ہیں مسلم لیگ کے اندر آپ کی کیا کنڈیشنس (شرائط) ہوں گی؟

جواب: یونیفائی کرتے ہیں مرج نہیں کنڈیشن میری کیا ہونی ہے میری تو جماعت ہی نہیں ہے۔ جماعت نے مجھے پریذیڈنٹ بنایا تھا۔ Hire and fire (رکھنے اور نکالنے) ان کا رائٹ (حق) تھا استعفیٰ کا مجھے سمجھیں۔ جماعت اپنی جگہ پر ہے، جماعت کیا کریگی That I can't say (وہ میں کہہ نہیں سکتا) But! unify not merger (پر اتحاد نا کہ انضمام)۔

سوال: لیکن پیر صاحب! بات تو یہ ہے جو Fact is fact (سچ سچ ہے) جماعت جس جماعت کی بات کرتے ہیں اس کے تو آپ لیڈر ہیں؟

جواب: دیکھو بھئی! بہت سے Facts (سچ) ہیں آپ تو بول سکتے ہیں۔ آپ کے ان سب Facts کو میں سامنے تو نہیں لا سکتا۔ لیکن یہ کہتا ہوں اتنا فیکشن ہے بتا دوں Q لیگ Inherent (اصلی) مسلم لیگرز نہیں ہے۔ کٹھے چلنے والے لوگ نہیں ہے چل نہیں رہے اکٹھے۔ ایجنسیوں نے اکٹھے کر کے Q لیگ بنائی ہے۔

سوال: پیر صاحب! اگر آپ مسلم لیگ کی بات کرتے ہیں یا پیپلز پارٹی کی بات کریں یا کوئی اور پولیٹکل کسی پارٹی کی بات کریں۔ ہیں تو سب پاکستانی اور سارے پاکستان کے لیے اچھا کام کرنا چاہتے ہیں تو یہ کیا بات ہے کہ یہ جتنی بھی پارٹیز ہیں یہ کیوں نہیں Deliver (تقسیم) کرتیں ووٹس تو لے جاتی ہیں لیکن Deliver نہیں کرتیں؟

جواب: ان کے اپنے Interests (فائدے) ہیں۔ ہر ایک اپنے فائدے کے لیے کرتا ہے۔ اگر پارٹی ہو جیسے فنکشنل ہے تو فائدے کے لیے یہ کام کرے گی کیوں کی کسی آدمی کی پارٹی نہیں ہوگی پارٹی کو وہ آدمی ہوں گے۔ یہاں آدمیوں کی پارٹیاں ہیں دو چار اپنے لنگوٹیے یار اکٹھے کر لیے پارٹی بنالی اب آپ نے دیکھا کہ اس Galaxy of leadership (قیادت کے کہکشاں) میں اعجاز (الحق) صاحب اکیلا آدمی ادھر سے نکلا ادھر سے رجسٹر ہوا کیسے نکلا اور کیسے رجسٹر ہوا وہ بھی سب کو پتہ ہے۔ کہاں سے آفس بیئر رتھرو پاکستان آئے۔

سوال: لیکن وہ تو ہیں ایک سنسیئر (مخلص) آدمی کے بیٹے ہیں؟

جواب: کون کس کا بیٹا ہے؟ کون کتنا سنسیئر ہے؟ وہ سوال نہیں ہے۔ سوال ہے کہ کس طریقے سے سب کچھ ہو گیا۔ کچھ صاحبان کے لیے ہے یہ ہے کہ When there is a will there is a way (جو ارادہ کرے گا وہی منزل پائے گا) But (پر) اوروں کے لیے یہ Will (ارادہ) بھی ہے But way (پر راستہ) نہیں ہے کیوں؟

سوال: آپ جیسے میں نے پہلے کہا آپ Prediction تو نہیں لیکن اگر Assess کرتے ہیں تو آج کی Situation (حالت) میں آپ پریذیڈنٹ پرویز مشرف کا کیا فیوچر Assess (اندازہ) کرتے ہیں؟

جواب: بھئی! میں بہت دور یہاں بیٹھا ہوا ہوں۔ وہ وہاں بیٹھا ہے Well gaurded (اچھی طرح سے محفوظ) ہے دیکھو! فوج حکومتیں بدلتی آئی ہے۔ اب تک ووٹر نے ووٹ سے کسی پرائم منسٹر یا چیف منسٹر کو نہیں نکالا، خود نہیں نکالا ہے یہ جب نکلیں گے، جب نکلیں دس سال کے بعد نکلیں پندرہ سال کے بعد نکلیں فوج ہی نکالے گی میں یا آپ یا کوئی اور لیڈر نہیں نکالے گا۔

سوال: یہ تو نکالے گا جو نکالے گا وہ وقت ہی بتائے گا یا خود جاتے ہیں لیکن آپ As an individual as a human being as a citizen of paksitan (بحیثیت ایک فرد، ایک انسان، ایک پاکستانی) آپ کیا Assess (تعین) کریں گے؟

جواب: بھئی میں یہی کہتا ہوں کہ نکالے گا اس کا گھر، کوئی ہم نہیں نکالیں گے۔ یونیفارم بھی اس کا گھر اتروائے گا اگر اتروانا ہوا۔

سوال: لیکن آپ نے تو پہلے کہا تھا کہ اتارے گا یونیفارم؟

جواب: بھئی! وہ کہتا ہے تو اب تک تو الٹا یا سیدھا جو بھی کہا ہے کیا ہے اس کے Results (نتائج) کتنے مہنگے پڑے ہیں اس کو، ایڈمنسٹریشن کو۔ٹھیک ہے۔

سوال: آپ ملے ہیں پریذیڈنٹ پرویز مشرف سے؟

جواب: میں دو تین بار ملا ہوں۔

سوال: آپ کو ان کی باتوں میں جب آپ نے ان سے بات کی تو آپ کو کیا سنسیرٹی یا کیا چیز نظر آتی ہے پاکستان کے لیے؟

جواب: دیکھو پریذیڈنٹ صاحب کے کسی بھی حاکم کی بات میں سنسیرٹی آپ کو دکھے گی لیکن Implementation (تعمیل) کی بات ہے۔ میں نے ایک پرویز مشرف پریذیڈنٹ صاحب سے سوال پوچھا تھا۔ ہم بہت چھوٹے آٹھ ہزار یونٹس کے فوڈز انڈسٹریز کے زمیندار ہیں۔ ہم ایک فیصلہ کرتے ہیں اور آرڈر دیتے ہیں کام دار اس کو فلی (بھرپور) طریقے سے Implement (تعمیل) نہیں کرتا لیکن اور Ordinary (عام) طریقے سے تو ہم اس کو Move over (تنبیہ) کرتے ہیں اور پھر پچھاڑتے ہیں پوچھتے ہیں۔ کبھی آپ نے معلوم کیا کہ آپ نے ایک آرڈر دیا اور اس کی کوئی بات ہوئی تو جواب کچھ نہیں دیا۔

سوال: تو آپ جو کہہ رہے ہیں Basically (بنیادی طور) یہ جو ہماری جو ایڈمنسٹریشن ہے یہ Effective (کارآمد) نہیں ہے؟

جواب: کہیں ہے ایسے نہیں ہے۔ آپ بھی سوال! آپ بے دردی سے پوچھتے ہیں کہ میں ایسے جواب دوں کہ میں اندر جیل میں ہوں اور آپ باہر رہیں۔ میں جواب ایسے دوں گا کہ آپ اندر رہیں جیل میں، میں باہر رہوں۔ (قہقہہ)

سوال: لیکن پیر صاحب! میرا تو کام ہے آپ سے پوچھنا اور یہ پوچھنا کہ آپ ایسا جواب دیں کم از کم لوگ اس کو؟

جواب: لوگوں کو کامن سینس سے کام لینا چاہیے، سمجھنا چاہیے کہ We are living in the control democracy (ہم محکوم جمہوریت میں رہ رہے ہیں) اور یہ کنٹرول اور ڈسپلن ڈیموکریسی کے ریچ (پہنچ) میں ہے۔

سوال: Controled democracy (اختیاری جمہوریت) یا Elected democracy (چنی جمہوریت) یا Selected democray (منتخب جمہوریت) پاکستان کو کیا چاہیے؟

جواب: پاکستان کو اس وقت Dictatorship (آمریت) چاہئے کچھ عرصے کے لیے یہ بدمعاشوں سے نجات مل جائے۔ اس کے بعد پارٹی بنا کے، پارٹیاں بنا کے یا آدمیوں کو کہا جائے پارٹیاں بنائیں۔

میدان میں چھوڑا جائے۔ مولویوں کو کہا جائے کہ وہ صرف خدمت خلق اور تبلیغ کا کام رکھیں۔ سیاست نہ ان کا کام تھا نہ اس میں جائیں اور پھر کوئی بات بنے گی۔ ہمارے لیے قرآنی ایک مثال ہے 'قرآنک' حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب جب آئے تھے تو قوم کی حالت کیا تھی اور کیا ہوا؟ قتل عام ہوا موچڑے لگے، جوتے لگے اس کے بعد جو بچے وہ سدھرے ڈسپلینڈ (منظّم) ہوئے۔ حال فی الحال Accountability (احتساب) ہو جو برے لوگ ہیں جو ثابت ہوں کہ برے ہیں ان سے نجات One way or the other (کسی بھی حالت) ملے۔ باقی کو ہراساں کر کے Obedient (فرمانبردار) کیا جائے فرمانبردار کیا جائے Disciplined (منظّم) کیا جائے جو کام بھٹو صاحب کر گیا Undisciplined (بے اصول) جاہل آدمی کو بے لگام کر گیا اس کو پھر لگام آئے۔

سوال: پیر صاحب! اسلام میں کوئی Clergy (ملائیت) نہیں ہے۔ لیکن پھر ہم دیکھتے ہیں یہ بڑی بڑی چیزیں یہ نکل آتی ہیں کہ کوئی ایک پیر ہے ہیں، کوئی کچھ ہے کوئی ایک Saint (صوفی) بن جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ آج ہم ایک مولوی کو دیکھتے ہیں اور ایک مولانا کو وہ بھی بڑی کوشش کر رہا ہے کہ آج وہ ایک Governance (حکومت) میں آئے اور حکومت چلائے تو آپ کا کیا خیال ہے یہ جو ملاں Element (عنصر) ہے۔ کیا یہ چلا سکتا ہے؟ کیا اس کا رول ہے پولیٹکس میں؟

جواب: دیکھو بھئی! اب میں اگر کچھ کہوں گا تو مولوی صاحب ہم پہ خفا ہو جائیں گے۔ عرض یہ ہے کہ مولوی صاحب Is not trained to govern (حکومت کے لیے تیار نہیں کیا گیا) He is trained to (وہ تیار کیا گیا ہے) پڑھاؤ، لکھاؤ، میت کو دیکھو، شادی کراؤ، جمعہ کی نماز پڑھاؤ، فتویٰ دو۔ اس کی تو ٹریننگ تو وہ ہے Not a rule (نا کہ حکومت) وہ Rule کرنا چاہتے ہیں کہ وہ پڑوس کے کھانے پر رہنے کے بجائے خود روٹی، کپڑا اور مکان کی تیاری کریں۔ ویسے اس کو پڑوس کے کھانے پر رکھا جائے یا وہ کام چھوڑ دے ملاں ازم چھوڑ دے اگر پولیٹکس میں آتا ہے۔

سوال: so basically (تو بنیادی طور) آپ کی Opinion (رائے) یہ ہے کہ ملاں کو ایک اسلامی تعلیم دینی چاہیے اور پولیٹکس میں نہیں؟

جواب: جس کام کے لیے ملاں تھا جو کام تھا اس کا وہی ہے۔

سوال: تو آپ کیا سمجھتے ہیں یہ جو پھر ملاں ہے یہ لوگوں کو کیا Exploit (استعمال) کرتے ہیں؟

جواب: نہیں تو کیا ملاں کیا سب کو مسلمان کر رہا ہے۔ مسلمان کو مسلمان کے خلاف لڑاتے ہیں ہر بے قانونی کام کرتے ہیں۔ اب جو گڑبڑ ہو رہی ہے پریشان ہیں ہم بھی۔ باہر کا بھی اتنا پریشر ہے وہ ملاؤں کی وجہ سے ہی ہے۔ ان کا کیا کام لڑائی کرنا بھائی تم کلک، قلم سے لکھو، پڑھو، پڑھاؤ یا لڑائیاں لڑنے جاؤ۔

سوال: تو یہ جو پھر ہم وانا میں دیکھ رہے ہیں، پاکستان پہ ایک یہ جو مصیبت آئی ہے؟

جواب: وہ بلائی ہوئی ہے، وہ مصیبت خود ملاں نے بلائی ہے اور وہ ملاں سب آرام سے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ کوئی لندن میں بیٹھا ہے کوئی ادھر بیٹھا ہے اور آدمی مر رہے ہیں پٹ رہے ہیں۔

سوال: تو پھر آپ کیا کہیں گے یہ جو ہماری قوم ہے پاکستان کی سٹیزن (شہری) جو ہیں کیا ان کی آنکھیں کھلنی نہیں چاہئیں ابھی؟

جواب: معلوم نہیں کیا کھلنا چاہیے پر کھل رہا ہے کچھ۔

سوال: اچھا فائنلی (آخر) میں آپ سے پوچھوں گا کہ آپ جو ہیں خود پرسنلی (ذاتی) بڑے Hospitable (مہمان نواز) انسان اور آپ کی Hospitality (مہمان نوازی) کافی سنی ہوئی ہے۔ کافی مانی ہوئی ہے۔ آپ کے دل میں کیا یہ Hospitality ہے؟

جواب: دیکھو Hospitality میں آپ کا سوال بیچ میں روکتا ہوں اب تک میں نے آپ میں سے کسی کو، آپ کی پوری ٹیم میں کسی کو چائے بھی آفر (پیش) نہیں کی ہے۔ Hospitality اتنی ہے میری۔

سوال: نہیں پیر صاحب! وہ تو آپ میرا خیال ہے مجھ کو تو آفر کریں گے انٹرویو ٹھیک گیا تو آپ دیں گے۔ نہیں دیں گے تو (قہقہہ) یہ تو انٹرویو کے بعد پتہ چلے گا کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ لیکن یہ مجھے بتایئے کہ آپ کے دل میں یہ Hospitality ہے اور یہ ایک چیز ہے کہ ''فارگونیس'' (درگزری) ہونی چاہئے۔ پاکستان میں Reconciliation (تجدید تعلقات) کا وقت ہے کہ نہیں ہے؟

جواب: ہے، لیکن کوئی Forgive (معاف) نہیں کرے گا، کوئی Reconcile اس Idea (خیال) کو نہیں کرے گا۔ کہ بھائی بھائی چلیں Live and let live (جیو اور جینے دو) کہ میں چلیں۔ جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام والا کام نہیں ہو اس کے بعد چلیں گے۔ کیوں کہ ایک ہوتی Desire (آرزو) To be alive (زندہ رہنے کی) دوسرا ہوتا ہے خوف۔ Desire ہے نہیں خواہش بھی نہیں ہے کسی قسم کی۔ تو خوف چاہیے خوف پیدا کرو سدھر جائیں گے۔

سوال: پیر صاحب! جیسے میں نے پہلے بھی کہا پورے انٹرویو میں کہ آپ نے کافی سیاستدانوں کو دیکھا ہے observe (مشاہدہ) کیا ہے اور کر رہے ہیں آپ observe۔ اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں کہ دو لیڈرز ہیں۔ پیپلز پارٹی کی بینظیر بھٹو اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے نواز شریف ان کا کوئی Political future (سیاسی مستقبل) آپ دیکھتے ہیں پاکستان میں؟

جواب: کچھ نہیں۔

سوال: اگر یہ پھر پاکستان آجاتے ہیں پھر؟

جواب: میرے حساب سے کچھ نہیں کریں گے۔ یہ جو کیسز پڑے ہیں ان کے، وہ ہی فائل ہو جائیں گے ان کے خلاف تو وہ حاضریوں میں لگے رہیں گے۔

سوال: تو کیا ان کو آنا چاہیے پاکستان میں؟
جواب: بھئی! ضرور آنا چاہیے۔ کورٹ کو فیس کرنا چاہیے اپنے آپ کو Full citizen (مکمل شہری) بنانا چاہیے۔
سوال: میں آپ سے ایک آخری سوال کرتا ہوں کہ مجھے بتائیں کہ۔۔۔؟
جواب: بھئی! آخری نہیں سوال کرتے رہیں آپ لیکن بہر حال پوچھ لیں سوال۔
سوال: لیکن جب میں کرتا ہوں پھر آپ کہتے ہیں کہ میں اندر ہو جاؤں گا؟
جواب: نہیں نہیں۔ ایسا نہ کہ میں اندر ہوں لیکن ایسا جلدی بھی میں اندر نہیں ہو سکتا۔
سوال: اگر آپ جلدی سے اندر نہیں ہو سکتے تو کوئی Deal (سمجھوتہ) ہوئی ہوگی۔
جواب: نہیں Deal کی کوئی بات نہیں۔ میرے ساتھ Deal اگر ہو۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ آج دن تک جو بھی گورنمنٹ تھی۔ Elected (چنی ہوئی) تھی یا آئی گورنمنٹ تھی، میرے خلاف رہی ہے یہ پہلی گورنمنٹ ہے کہ So So (کچھ کچھ)۔
سوال: لیکن پیر صاحب! یہ جو آپ بات کر رہے ہیں۔ اگر آپ کے خلاف رہی ہیں لیکن! آپ نے ایسی کوئی حرکت کی ہوگی تو آپ کے خلاف ہیں؟
جواب: ہمارے بڑے حرکتی بھی تھے، میں نے تو ابھی کوئی حرکت نہیں کی، ہمارے بڑے بہت حرکتی تھے۔

سوال: پاکستان میں ہم ایک اور چیز دیکھتے ہیں یہ Trible system (قبیلائی نظام) اور Trible system میں جیسے اب ہم وانا میں بھی دیکھ رہے ہیں، اور یہ جو Trible system ہے، کیا ہم اس کو Cultivate (ترقی) کر کے ایک ماڈرن سسٹم میں لا سکتے ہیں؟
جواب: ایک سسٹم ہے، ایک نظام ہے۔ جب آپ Law (قانون) لائیں گے سب کے لیے ایک جیسا قانون ہوگا۔ یہ نہیں کہ بنگالیوں کی پرائم منسٹری کے لیے دوسرا قانون تو باہر کہ دوسرا قانون۔ ایک قانون ہو سب کے لیے۔

سوال: پیر صاحب! ہم نے دیکھا ہے کہ پاکستان میں ہمیشہ ایک Politic vendetta (سیاسی لڑائیاں) رہا ہے پچھلی حکومت جو آئی پھر اس سے اگلی آئی اس نے پچھلی حکومت کا رونج (انتقام) لیا اس پے ظلم کیے ان کے لوگ اندر کر رہے۔ آج کی حکومت کوئی Different (مختلف) نہیں ہے۔ یہ Fact of life (زندگی کی حقیقت) ہے کہ کل اگر یہ حکومت جاتی ہے تو جو نئی حکومت آتی ہے وہ بھی پاکستان کے ہی لوگ ہوں گے۔ آپ یہ مجھے بتائیں کیا ان کو آج کی حکومت کہ جو لوگ ہیں کیا ان پے کیسز بنانے چاہئیں یا بالکل یہ کہنا چاہیے کہ نہیں انہوں نے حکومت کی ہم اور گورننس (حکومت) کرتے ہیں؟

جواب: دیکھو بھئی! سوال یہ ہے، جو آپ نے رانگ (غلط) کیا کسی نے تو پوچھنا ہے نا۔ آنے والے نے تو کوئی رانگ نہیں کیا ہے نا تو رانگ ڈور کو ضرور چینج (تبدیل) کریں گے۔ وہ اس کو vendetta کیوں سمجھا جاتا ہے۔ vendetta، vendetta ہوگا Wrong doing (غلط کرنے) سے سوال جواب یا حساب لینا وہ علیحدہ دو چیزیں ہے ظاہر ہو جائیں گی کس کا کس کو vendetta ہے۔ سب کے خلاف کسی نئے آنے والے کا vendetta نہیں ہوا۔ ایک یا دو کے خلاف ہوگا۔ فرض کریں باقی جو ہیں، ہم سب Answerable (جوابدہ) ہیں۔ ہم میں سے کوئی کلین (صاف) نہیں ہے کوئی تھوڑا کوئی بڑا۔

سوال: آپ حروں کو لیڈ کرتے ہیں آپ کے کافی حر ہیں جو ایک مجاہد فورس ہے اور جیسے آپ نے کہا ہے کہ پاکستان آرمی کے انڈر پے کبھی بھی پاکستان آرمی کو ضرورت پڑے آپ ہمیشہ ان کے ساتھ ہیں۔ 65,71 میں آپ نے ساتھ دیا۔ آپ کا کیا امیج (تصور) ہے۔ As a gain a citizen (ایک کارآمد شہری) پاکستان آرمی کا؟

جواب: میری امیج کیا ہے؟ میں نے کبھی پوچھا ہی نہیں، مجھے ضرورت ہی نہیں پوچھنے کی۔ You like me. You don't like me (یا تو آپ مجھے چاہتے ہو یا نہیں)۔

سوال: نہیں آپ آرمی کو کیسے دیکھتے ہیں؟

جواب: آرمی ٹھیک آرمی ہے وہ کسی کی نہیں وہ اپنی ہے۔ ان کا اپنا ڈسپلن ہے، اپنا آرڈر ہے اور ان کے کمانڈ میں لاجک (منطق) تو ہوتی نہیں ہے اور ڈے ٹو ڈے ورک (روزانہ کام) کی پالیسی ہوتی ہے۔ Long term policies (طویل المیعاد پالیسی) آرمی کرتی نہیں ہے۔ ٹارگٹ یہ Rightly wrongly (غلط ہو یا صحیح) اس پر پہنچنا چاہیے اور Rightly wrongly اس پر پہنچنے کی کوشش پوری کرتے ہیں۔ آپ نے خود سنا ہے کہ ہم ڈنڈے سے ٹھیک کر دیں گے۔ ڈنڈے سے سب کو ایک کر دیں گے اکثر سنا ہے ڈنڈے سے تو چیزیں ٹوٹتی ہیں ڈنڈے سے چیزیں بنتی نہیں ہیں۔

سوال: پیر صاحب! آپ کا شکریہ آپ کے ساتھ سوال بہت Diplomatic (مناسب) اور Tactful (معنیٰ خیز) رہے۔

جواب: لیکن آپ نے سوال بہت کم پوچھے ایسے نہیں پوچھے جو، جن کا جواب میں نہ دے سکا آپ کو۔ (مسکراتے ہوئے) مہربانی مہربانی۔

یہ انٹرویو ARY کے پروگرام ''کیوانیڈ اے وتھ پی جے میر'' میں غالباً 2003 یا 2004 میں نشر ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

کبھی کبھی کر جاتا ہوں استادی کا کام

سوال: آپ کی صبح کا آغاز عام لوگوں سے مختلف انداز میں ہوتا ہے یا اسی طرح؟

جواب: میں کہہ نہیں سکتا کون کیسے جاگتا ہے؟ لیکن میں جاگنے کے بجائے پہلے میں سگریٹ سلگاتا ہوں، پھر میں چائے پیتا ہوں، پھر ہاتھ منہ دھوتا ہوں، پھر ساڑھے دس (10:30) کے قریب ٹوش کھاتا ہوں۔

سوال: دن میں کتنے سگریٹ اور کتنی چائے کی پیالیاں پیتے ہیں؟

جواب: گنتی دونوں کی میں نہیں کرتا، لیکن آج کل راشنگ ہی ہوگئی ہے میرے لیے۔ بیگم صاحب دو پیکٹ ہی دیتی ہے، لیکن کبھی کبھی کر جاتا ہوں استادی کا کام۔

سوال: آپ نے اپنے سامنے جنتری رکھی ہوئی ہے؟

جواب: وہ میں دیکھ رہا تھا کوئی کہ کل رات کو میرے Stud (اصطبل) میں بچہ پیدا ہوا ہے گھوڑے کا۔ تو اس کا دیکھ رہا تھا کہ Aspect (مختلف پہلو) کیا تھی۔

سوال: دن میں کتنے لوگ آپ سے ملتے ہیں؟

جواب: کبھی زیادہ کبھی کم Depends (منحصر) کون سا دن ہے۔ ریس ڈے پہ میں ملنے کے لیے تیار کسی سے نہیں ہوں، ملتا نہیں ہوں اور منڈے (پیر) اور فرائی ڈے (جمعہ) سب کے لیے کھلا ہوا ہے۔ ویسے باہر کھڑے کھڑے تو دو تین سو مل جاتے ہیں۔ یہاں اندر بیس پچیس، بیس پچیس۔

سوال: کیا آپ پاکستان کے حالات پر پریشان ہوتے ہیں؟

جواب: پریشان آدمی ان میں ہوتا ہے جب ایک یا دو بار ہو۔ پریشانی، صبح سے شام تک پریشانی ہے شام سے صبح تک تو پھر کیا سوچیں۔

سوال: اکثر لوگوں کا خیال ہے آپ کا تعلق بھی اہل اقتدار سے ہے؟

جواب: نہیں نہیں نہیں۔۔ غلط بولتے ہیں ایک کا اب خیال ہے، اب اس خیال کو ہم ختم تھوڑی کر سکتے ہیں۔

سوال: آپ کا تعلق اہل سیاست سے ہے، لیکن آپ اپنے آپ کو جی ایچ کیو کا آدمی کہتے ہیں؟

جواب: نہیں جی ایچ کیو کے ساتھ ہیں۔ میں نے کبھی نہیں کہا میں ان کے ''پیرول'' (تنخواہ دار) پے ہوں یا ان کا آدمی ہوں، ان کے ساتھ ہوں۔

سوال: تو آپ اہل سیاست کے ساتھ نہیں ہیں؟

جواب: سیاست ہے کونسی اور کیا میں اس سیاست کا حصہ ہوں کیا؟ میری اپنی سیاست ہے، اپنے پرابلمز (مسئلے) ہیں، اپنا آؤٹ لک (نظریہ) ہے۔ انہوں کا اپنا آؤٹ لک ہے۔

سوال: کہیں ایسا تو نہیں آپ طنزیہ طور پر اپنے آپ کو جی ایچ کیو کا آدمی کہتے ہیں؟

جواب: نہیں نہیں کوئی نہیں ہم سب، سب جی ایچ کیو کے ساتھ ہیں۔ کوئی ایڈمٹ (اعتراف) کرتا ہے کوئی نہیں کرتا، کرتے تو وہی ہیں جو جی ایچ کیو آرڈر دیتا ہے۔ جو نہیں مانتا وہ ملک سے باہر چلا جاتا ہے۔

سوال: آپ فوج کے بارے میں کہتے ہیں کہ پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے؟

جواب: بھٹو صاحب کہہ گئے ہیں۔ میں کیا کہوں؟

سوال: کیا فوج کو سیاست میں حصہ لینا چاہیے؟

جواب: لینا تو نہیں چاہیے۔ اب آ گئے ہیں تو اتنا جلدی نکلیں گے بھی نہیں۔ یہ پرابلمز جو بھی اس ملک میں پیدا ہوئے ہیں سب فوجی دور میں ہوئے ہیں۔

سوال: تو پھر فوج کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

جواب: بیرکوں میں واپس جانا چاہیے اور ملک کی دفاع کرنی چاہیے۔

سوال: ہیرے جواہرات اور آپ جیسا عوامی پیر یہ تو بڑا تضاد ہے؟

جواب: بزرگ عوام بھی شوق رکھتا ہے، بیوی کے ساتھ دو چار داشتائیں بھی ہوتی ہیں۔ ہم نے تو صرف انگوٹھی پہنی ہے (قہقہہ) یا مختلف انگوٹھیاں پہنتا ہوں۔

سوال: پاکستان جیسے غریب ملک میں گھڑ دوڑ اور ریسنگ کو عیاشی سمجھا جاتا ہے۔ آپ اسے کیسے جائز قرار دیتے ہیں؟

جواب: دیکھیے گھوڑے پالنا، گھوڑے دوڑانا امیر آدمیوں کا کام ہے، بادشاہوں کا کام ہے غریبوں کا کام نہیں ہے۔ ہر ایک اپنا کام کرے جو وہ ہے۔ پر بیسائیڈ (ساتھ ہی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا قول ہے کہ ان ہی کا فرمان ہے ''گھوڑا پالنا چاہیے بہشتی جانور ہے''۔

سوال: سیاسی گھوڑے پٹنے پر غمزدہ نہیں ہوتے؟

جواب: نہیں نہیں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ ٹرائے اگین (دوبارہ کوشش) والی بات ہو جاتی ہے۔

سوال: آج کل سیاست میں آپ کا گھوڑا کون سا ہے؟

جواب: جو گھوڑے لگام ڈال لیتے ہیں۔ وہ میرا گھوڑا۔

سوال: آپ کی شکار میں بھی دلچسپی رہی ہے، شکار کو تو غیر انسانی فعل سمجھا جاتا ہے؟

جواب: نہیں! یہ بھی گھوڑوں کی طرح امیروں کا اور مالدار لوگوں کا یا بڑے زمین داروں کا فعل رہا ہے۔

سوال: ہر انسان میں حس لطیف ضرور موجود ہوتی ہے۔ آپ کو کس طرح کی موسیقی پسند ہے؟

جواب: میں تو کلاسیکل میوزک کو پسند کرتا ہوں انگریزی میں۔

سوال: پاکستانی اداکارہ کون سی پسند ہیں؟

جواب: میں نے فلم کو اتنے غور سے دیکھا ہی نہیں ہے۔ تعریف سنی ہے، بس ساتھ ہی میں ہم خوش ہو جاتے ہیں۔

سوال: آپ کو فوٹو گرافی کا بھی شوق رہا؟

جواب: شوق تھا۔

سوال: اس کو بھی غیر اسلامی چیز سمجھا جاتا ہے؟

جواب: ہم پوجنے کے لیے فوٹو تھوڑی نکالتے ہیں اور فوٹو، فوٹو ہوتا ہے، بت، بت ہوتا ہے۔

سوال: آپ کی شخصیت اور آپ کے لباس میں ایک خاص انفرادیت ہے۔ کیا آپ نے لباس خود ڈیزائن کرواتے ہیں؟

جواب: نہیں۔ ایک ڈیزائن بن گئی، اتفاقاً! اسی پر جمے ڈٹے رہے۔ ویسے پہلے میں عام سب پہنتا تھا لیکن ایک خاص ہو گیا۔

سوال: پہلی شادی کے 43 سال گزارنے کے بعد دوسری شادی کا تجربہ کیسا رہا؟

جواب: بتایا نہیں دو سگریٹ پر ہے راشنگ ہو گئی۔ پہلے میں ٹیبل کے نیچے چھپا ہوا تھا مارشل لا لگی ہوئی تھی اب یہ کہ سگریٹ راشن ہو گئے۔

سوال: پہلے آپ کہتے تھے میرے گھر میں مارشل لا نافذ ہے۔ کیا اب جمہوریت آ گئی ہے؟

جواب: ہاں جمہوریت آ گئی ہے۔

سوال: چودھری شجاعت سے آپ کے اختلافات کی نوعیت کیا ہے؟

جواب: میرے اختلافات کی نوعیت اس کی بدنیتی ہے۔ اصل میں جو مسلم لیگ تھی اس کو مسلم لیگ میں شامل ہی نہیں کیا۔ جو نان مسلم لیگرز تھے وہ سارے اس میں ڈال دیئے۔ تو ہم نے کہا چلو بھائی، اور ہم نے تو پہلے Publicly (کھلم کھلا) کہا تھا کہ ان کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔

سوال: کیا صلح ہو سکتی ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: آپ نے مرکزی حکومت سے اختلاف کے باوجود اپنے وزراء کو صوبائی حکومت میں قائم رکھا

ہے یہ تضاد نہیں؟

جواب: نہیں وہ فوج کے ساتھ تھے۔ جب وہ نکال دے تو ہمیں ضرورت ہی نہیں پڑی ہے جوان کے پاس جائیں اور یہ جو گورنمنٹ ہے اگر ہم چھوڑ دیں تو گر جائے گی۔ ہم ساتھ رہیں گے۔

سوال: فوج سے تعلق کے دعووں کے باوجود آپ کی جنرل مشرف سے جنرل ضیاء الحق جیسی دوستی نہیں ہوسکی۔اس کی کیا خاص وجہ ہے؟

جواب: دومختلف قسم کے آدمی تھے، آدمی ہیں۔

سوال: آپ کی شخصیت اور سیاست میں کافی سنجیدگی ہے۔لیکن! آپ کے بیانات کافی مزاحیہ ہوتے ہیں۔اس تضاد کی وجہ کیا ہے؟

جواب: آدمی رونا، پٹنا سن کے تھک گئے ہیں۔ان کو رلانا، پٹانا نہیں ہے۔ان کو بہلانا، کھلانا، بتادینا دوسرے انداز سے اور وہ زیادہ دیرنشین بھی ہوتا ہے، حالانکہ وہ بھول جلدی جاتے ہیں۔

سوال: آپ کی باز سیاسی ٹرمیں (اصطلاحیں) بڑی مشہور ہوئی۔ جیسے ریگستانی کوا اور بلی چوہے کا کھیل۔کیا آپ بڑی سوچ سمجھ کر یہ اصطلاحات بناتے ہیں؟

جواب: بھئی، یہ کوئی Sayings (کہاوتیں) ہیں۔بلی چوہے کا کھیل، ریگستانی کوے کو چھوڑ دیں اب وہ البیلا ہوگیا ہے۔ضیاء الحق صاحب ہم سیاست دانوں سے کھیلتے تھے تو ہم چوہے تھے وہ بلا تھا۔

سوال: آپ کی سیاست کی نمایاں بات سندھ کے وزراء اعلیٰ سے دوستی اور پنجاب کے وزراء اعلیٰ سے ناراضگی رہی ہے اس کی کیا خاص وجہ ہے؟

جواب: پنجاب کے وزراء اعلیٰ سے تو نہیں کہا ہے۔ہم نے تو پاکستان کے وزراء اعلیٰ کے خلاف بات کی ہے۔وہ ہمارا صوبہ ہی نہیں ہے۔ہم تو وہاں Migratory (مہاجر) ہیں، ان ٹرانزٹ (مسافر) ہیں.

سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ عوامی عہدے وزیر اعظم کے بجائے صدر پاکستان بننے کی خواہش رکھتے ہیں۔کیا واقعی ایسا ہے؟

جواب: نہیں غلط ہے، غلط ہے۔ میں اس قوم، جس میں Accountability (احتساب) کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے اور یہ ملک جس میں Accountability ہوتی نہیں ہے۔اس میں تو کچھ بھی نہیں بننا چاہتا۔

سوال: کیوں؟

جواب: کیا ضرورت ہے جب اور سر دینے کیلئے تیار تھے۔ہم منصور تھوڑی بنیں گے۔

سوال: ملک میں دہشت گردی میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔اس دہشت گردی میں مذہبی انتہا پسندوں کا نام لیا جاتا ہے۔ایک پیر کی حیثیت سے آپ کے خیال میں دہشت گردی کو کیسے روکا جاسکتا ہے؟

جواب: یہ دہشت گردی اب رکے گی نہیں، تاوقتیکہ اس کو اسی لائن پر فیس کیا جائے اور آخری دہشت گرد تک تو ختم کیا جائے۔

سوال: آپ اس دہشت گردی کے خلاف جنگ میں حصہ لینے کے لیے تیار ہیں؟

جواب: ہم اپنی طرف سے تو لیتے ہیں، بولتے ہیں اور کرتے ہیں۔

سوال: صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ میں کالاباغ ڈیم کی بہت مخالفت ہو رہی ہے۔ آپ کی اس ڈیم کے حوالے سے کیا رائے ہے؟

جواب: ہم نہ بنا سکتے ہیں نہ بنوا سکتے ہیں۔ فرنٹیئر ڈوبنے کے لیے تیار نہیں ہے اگر بنا سکتے ہو تو بناؤ۔ کیوں روکیں آپ کو۔

سوال: کیا پاکستان کو اپنی فوج عراق بھجوانی چاہیے؟

جواب: مسلمان ملک ہے، نیت صاف ہے۔ مسلمان مددگار ہو سکتا ہے دشمن تو نہیں ہوگا اور ہم ویسے ہی تنگ دستی سے گزر رہے ہیں تو کچھ پیسہ بھی مل جائے گا۔

سوال: عام تصور ہے کہ سندھ اور پنجاب کے پیر عورتوں کی آزادی کے خلاف ہیں۔ آپ اس حوالے سے کیا رائے رکھتے ہیں؟

جواب: چار دیواری کے اندر بیہودہ بننے کی پوری اجازت ہونی چاہیے اور اس وقت ہمارے ہاں بیہودگی جو بھی ہے وہ چار دیواری کہ باہر ہے۔

سوال: آپ عوامی سیاست میں کیوں حصہ نہیں لیتے؟

جواب: عوامی سیاست ہوتی ہے جھوٹ بولنا اور آدمی کو وہ باتیں کہنا جو ہو نہیں سکتی وہ مجھے نہیں آتا۔

سوال: پاکستان کے آغاز ہی سے صوبائی خودمختیاری کا مسئلہ بہت اہم رہا ہے۔ آپ اس حوالے سے کیا رائے دیں گے؟

جواب: بھئی صوبائی خودمختیاری کہیں یا رائٹ کہیں جو آپ کو 35 ایکٹ آف انڈی پینڈینس (خود مختار) نے دیا ہے وہ آپ نے 55 میں ختم کر دیا۔

سوال: 1973ء کا آئین آپ کو قابل قبول نہیں؟

جواب: اس نے رائٹ (حق) سارے سلب کر لیے Provinces (صوبوں) کے۔

سوال: لیکن یہ تو اتفاق رائے سے بنایا گیا تھا؟

جواب: اتفاق رائے ہم نے نہیں کیا تھا۔

سوال: کیا پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ ہونا چاہیے؟

جواب: کس قسم کا اسلامی نظام؟ ملاں کا اسلام، عربوں کا اسلام یا ہمارا اسلام؟

سوال: کیا پاکستان اور بھارت کے تعلقات بحال ہونے چاہئیں؟

جواب: بحال تو ضرور ہونے چاہئیں لیکن Honorably (باعزت) برابری کے لحاظ سے۔

سوال: 1977ء کے بعد آپ نے کسی بھی تحریک میں سرگرمی سے حصہ نہیں لیا۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کسی بھی سیاستدان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے؟

جواب: نہیں۔ بیٹھنے کے لیے تو کسی کی ساتھ بیٹھ جائیں لیکن اس کے نتیجے کو دیکھا کہ تحریک میں جانے سے کیا حاصل ہوا۔ تحریک کرنے والوں کو کیا بولا گیا، تحریک کو چلانے والوں نے کیا، کیا، لیا اور کس کس پر خوش ہوگئے اور وہ کیسے Failured (ناکام) ہوگئی تحریک۔

سوال: کشمیر کے مسئلے کا کیا حل ہے؟

جواب: یہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ نہ تھا، نہ ہے، نہ ہوگا۔

سوال: آپ کی رائے میں کشمیر کے مسئلے کا حل کیا ہے؟

جواب: حل یہ ہے کہ کشمیر فار کشمیریز (کشمیر، کشمیریوں کے لیے)

سوال: یعنی آپ تھرڈ آپشن کے حامی ہیں۔

جواب: Third option is only sensible option (تیسرا رستہ ہی فقط معقول رستہ ہے) اور کامن سینس یہی کہتی ہے۔

سوال: پاکستان میں کسی بات پر آپ خوش بھی ہیں؟

جواب: خوش ہونے کی کوئی بات تو ہے نہیں۔ کرکٹ کے میچ جیتتے نہیں ہیں۔ ہاکی ہارتے رہتے ہیں۔

سوال: پاکستان میں بہت سے سیاستدان قائداعظم اور علامہ اقبال کو اپنا آئیڈیل قرار دیتے ہیں؟ آپ کا آئیڈیل کون ہیں؟

جواب: شعر اور شاعری میں مجھے اتنی دلچسپی اور اتنی Seriousness (سنجیدگی) ہے نہیں، جو ان کی اتنی Serious کو سمجھوں۔ قائداعظم تو ہمارا، میرے باپ کا وکیل تھا، ملک بنانے والا تھا۔ استعمال کیا گیا تھا مسلمانوں کی بھلائی کے لیے استعمال کیا تھا۔ ان کے ہندو Lawyers (وکلاء) کو صرف قائداعظم فیس کرسکتا تھا اور کوئی نہیں۔

یہ انٹرویو 21 ستمبر 2004ء کو جیو نیوز کے پروگرام ایک دن جیو کے ساتھ میں نشر ہوا تھا۔ ملاقات سہیل وڑائچ

☆☆☆☆☆

میں بھی فوجی عہدے کا امیدوار ہوں

سوال: مخدوم صاحب کے بارے میں؟

جواب: مخدوم صاحب اگر ایسی باتیں کرنے لگے، سخت سخت باتیں جو اکثر میں کرتا تھا یا قاضی صاحب فرماتے تھے۔ ایسی باتیں کرنے لگے تو پھر باقی اہمیت کیا رہی۔ عام ہوگئی۔

سوال: آپ سمجھتے ہیں کہ مخدوم صاحب اتنی سخت بات نہیں کر سکتے؟

جواب: مخدوم صاحب، نرم دل آدمی، شاعروں کی اولاد شاعر، وہ کیسے ایسے ہاتھا پائی کر سکتے ہیں۔

سوال: آپ بھی امیدوار ہیں۔ کسی فوجی عہدے کے؟

جواب: بھئی میں فوجی عہدے کا امیدوار ہوں جو اس عہدے سے بڑا ہو۔ جہاں میٹرک کا کوئی ضروری نہیں ہے۔ بس بڑا آدمی ہونا چاہئے۔

سوال: پیر صاحب! پروفیسر غفور احمد صاحب نے پریس کلب میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ (سوال مکمل نہیں)

جواب: بھئی، ایک کتاب شائع ہوا ہے، امریکہ میں جو یہاں معلوم نہیں آیا ہے یا نہ آیا ہے، جو آئیگا۔ اس کو پڑھنے کے بعد دیکھے گا کہ اب پیدا ہو رہے ہیں یا کئی سال پہلے فیصلہ کیا گیا تھا وہ عمل میں آ رہا ہے۔

سوال: پیر صاحب! ہمارے بارے میں فیصلہ کون کرتا ہے؟

جواب: فیصلے بڑے آدمی کرتے ہیں چھوٹے آدمیوں کیلئے۔ فیلڈ مارشل نے کہا تھا وہی Pity little nation (بیچاری چھوٹی قوم) ہے دباؤ دو سپر پاورز تو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔ میں فیلڈ مارشل کی بات کر رہا ہوں۔

سوال: مگر پیر صاحب! مخدوم امین فہیم اس موقع پر کچھ سخت باتیں کی؟

جواب: دیکھو بھئی! فیلڈ مارشل کے ساتھ مخدوم امین فہیم کیسے لے آئے۔ تم بھی ایسے ہی ہو۔ مخدوم صاحب بولنے کیلئے بول گیا وہ آپ کیلئے راستہ کھول گیا ہے۔

سوال: اچھا سر! اگر تین رکنی کمیٹی آپ سے ملاقات کرے اور آپ کو راضی کر دے واپس آنے کیلئے تو

راضی ہو جائیں گے؟

جواب: دیکھو بھئی! راضی کوئی لڑکی تھوڑی ہے کہ میں اپنے تین رکن لیکے جاؤں گا اس کے پاس (ہنسی)۔

سوال: سر اگر وہ تھوڑی دیر کیلئے آپ کو سمجھ لیں لڑکی اور تین رکنی بھیج دیں آپ کو راضی کرنے کیلئے؟

جواب: بھئی، میں سنوں گا سمجھوں گا۔ میں مسلم لیگی ہوں مسلم لیگرز سے میرا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن! مسلم لیگ سے ہے جو جو کہ مسلم لیگ کے نام میں ہے۔ آپ نے دیکھا جب ہمارا الیکا صاحب فوت ہوا تو اس کے ستر سال کو اس مسلم لیگ نے زیرو کر دیا۔ اس کی خدمات ستر سال کی زیرو کر دی۔ لہٰذا وہ ستر سال کی خدمات کو زیرو کرنے والا اس کو ہم کیسے مسلم لیگی سمجھیں اور تو میں نے پریذیڈنٹ صاحب کو پہلے دن ہی کہہ دیا تھا کہ جناب مسلم لیگ بنے ان کے برادری کی جماعت نہ بنے نام یاد کر ہی لیا۔ یاد رکھنا برادری کا۔

سوال: سر آپ کا اخبار میں بیان چھپا تھا کہ یہ جاٹ کے حوالے سے میں نے ایک جاٹ کیلئے کہا تھا؟

جواب: میں نے وہ ذات کہا کہ اس کی برادری۔ میں نے جاٹ کیلئے کہا تھا لیکن! ایسے نہیں ہے اس کی برادری۔

سوال: سر اب تو کہتے ہیں جانے والوں سے کیا جھگڑا وہ بیمار بھی ہیں۔ باہر بھی گئے ہیں اور۔؟

جواب: لیکن! ابھی ان کے نشانات باقی ہیں۔

سوال: آپ ان کی باقیات کو بھی؟

جواب: بھئی، باتیں اور یادیں سب کو ختم کرنا چاہئے۔ غلام محمد کو اس کے داماد کے گھر چھوڑا گیا ہے اس کے کسی کے گھر نہیں چھوڑا گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے۔

سوال: پیر صاحب! یہ کہتے ہیں کہ جو Mediator (تیسری پارٹی) ہے وہ مشاہد حسین کو صدر بنانا چاہتے ہیں شاید نیا مسلم لیگ کا؟

جواب: مجھے پتہ نہیں ہے میں نے تو ابھی ایک بھی نہیں دیکھا ہے۔ لیکن! میں دیکھوں گا۔ میں ویلکم کروں گا۔ آئیں بات کریں۔ مسلم لیگ بنائیں تو لائق Mandate (منشور) لوگوں کی بنائیں اور لائق مینڈیٹ آپس میں یہ نہیں کہ آئے سوالوں کے ساتھ یا کسی اور کے ساتھ، لائق ''مینڈیٹ'' ہوں۔

سوال: سر آپ کیا سمجھتے ہیں صدر جنرل پرویز مشرف صدر کا اور آرمی چیف کا عہدہ باقی کتنا عرصہ اپنے پاس رکھیں گے؟

جواب: یہ میرا سر کا درد نہیں۔ یہ درد ہے جنرل صاحب کا خود فیصلہ کرے۔

سوال: نئے سال میں نئے عام انتخابات دیکھ رہے ہیں؟

جواب: میں نے تو آپ کو کہا تھا اگر الیکشن ہوئے تو 4 میں نہیں ہونگے 5 میں ہونگے اگر ہوئے

تو۔But (پر) مجھے الیکشن نظر دور دور نہیں آ رہے اب۔

سوال: سر کیا سبب ہے آپ کو الیکشن دور دور تک نظر نہیں آ رہے؟

جواب: اس لیے کہ آپ بھی مجھ سے دور دور گھوم رہے ہیں۔(KTN والے نمائندے سے)

سوال: پیر صاحب! آصف علی زرداری کا ایک سلسلہ چلا ہوا ہے؟

جواب: ایک سلسلہ ابھی چلتا ہے اس کا جواب دے دیتے ہیں۔

سوال: سر چودھری شجاعت سے آپ کے کیا اختلافات ہیں؟

جواب: کس سے؟

سوال: چودھری شجاعت سے؟

جواب: ابھی یہ چیپٹر ختم ہو گیا، وہ کیا۔اس کے باپ کے ساتھ تھے یہ تو بیٹا ہے۔

سوال: کیا ایسے اختلافات ہیں جو ابھی تک چلے آ رہے ہیں؟

جواب: بھئی، وہ سیدھی چلنے والا آدمی نہیں ہے اور جو بھی تھا وہ بیچارہ اب تو گیا اور لوٹنا ہی نہیں ہے۔سو فکر کیا کرتے ہو۔

سوال: اچھا اگر مسلم لیگ کا صدر دوسرا ہو جائے چودھری کی جگہ تو کیا پھر واپس مسلم لیگ۔۔؟

جواب: بھئی، مسلم لیگ بنے تو اس کا صدر ہو نہ، بنے گی تو صدر ہوگا۔

سوال: پیر صاحب! KTN کے ارباب کا نہیں، سندھ کے ارباب کا مستقبل کیا ہے؟

جواب: ارباب کا؟

سوال: ہاں۔KTN والا نہیں۔

جواب: بھئی، وہ تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ، کیا ارباب کا یا پرائم منسٹر کا مستقبل ہوگا۔جب الیکشن ہوا تھا میں نے اسی وقت ہی بول دیا تھا، اگر آپ لوگوں کا حافظہ کمزور ہے تو میں کیا کروں۔

سوال: آیا کہ مسلم لیگ کو آپ متحد نہیں ہونے دے رہے؟

جواب: آیا متحد، ہے مسلم لیگ۔آپ کسی سے متحد نہیں ہیں۔جاؤ جاؤ جاؤ۔

سوال: پیر صاحب! آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ارباب غلام رحیم اور وزیر اعظم شوکت عزیز دونوں ایک کشتی میں ہیں کیا؟

جواب: اپنی اپنی کشتی میں ہیں پر اسی منجھدار میں ہیں۔

سوال: بھلا، کشتی ٹوٹی تو دونوں کی ٹوٹے گی؟

جواب: ضروری نہیں ہیں۔

سوال: بھلا پہلے کس کی ٹوٹے گی؟

جواب: پہلے ضرور جو چھوٹی ہوگی وہی ٹوٹے گی۔

سوال: پھر بھی خطرہ ارباب کو زیادہ ہے؟

جواب: نہیں میں نے تو چھوٹی کشتی کے حساب سے کہا ہے۔ خطرہ تو سب کو خطرہ ہے۔ (بیچ کی گپ شپ میں: خطرہ KTN کے ارباب کو زیادہ ہے۔ قہقہہ)

سوال: سر آصف علی زرداری کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ، کافی ڈیلیں ہو رہی ہیں اور پکڑ دھکڑ لگی پڑی ہے؟

جواب: بھئی، یہ ڈیل اب تیسرا سال ہے۔ ہم تو ڈیل ہی سنتے ہیں، ابھی تک آفس پہنچے ہی نہیں ہے ڈیل ہی کر رہے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! آپ کے پاس کوئی تعویذ ہے۔ آصف زرداری کی رہائی کیلئے، نواز شریف کی رہائی کیلئے؟

جواب: بھئی، اس نے کبھی مانگا ہی نہیں ہے۔ میں اتنا اللہ کے کلام میں بخل رکھتا ہی نہیں ہوں۔ سب کو دیا ہوا ہے جس کو جو چیز مل جائے۔

سوال: سر کہا جا رہا ہے کہ، بش کے جیتنے کے بعد پاکستان کی ترقی ہوگی؟

جواب: ترقی سے مراد کہ، کسی طرف چل پڑے گا، ترقی سے یہ مراد کہ، کسی طرف چل پڑے گا۔ جو آپ ڈگمگا رہے تھے کہ، تو کیا ہوگا؟ وہ اب پتہ پڑے گا آپ کو تو کیا ہوگا۔

سوال: پیر صاحب! یہ جو انتخابات دور دور تک نظر نہیں آ رہے۔ بش کے دوبارہ منتخب ہونے پر۔۔؟

جواب: نہیں نہیں۔ بش کا، آپ کے الیکشن سے بش کے الیکشن کا کیا واسطہ۔

سوال: پیر صاحب! یہ تحریک چلانے کا اعلان کر رہے ہیں تو کیا چانس ہے تیاریاں پکڑ لے، انہوں نے پہلا جلسہ بھی رکھا ہے؟

جواب: کس نے؟

سوال: ایم ایم اے نے اپوزیشن نے؟

جواب: آئے تو پھر ٹھیک ہے۔ آخر، میں نے تو عرض کچھ اور کیا تھا۔ مجھے نزدیک آ رہے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! یہ حکومت کے مخالف تحریک چل سکتی ہے۔ یہ جو دعویٰ کر رہی اپوزیشن؟

جواب: ہمت چاہئے اور سمجھ چاہئے۔

سوال: پیر صاحب! یہ بلدیاتی الیکشن کا انعقاد ہو رہا ہے ہو جائیں گے؟

جواب: مجھے پتہ نہیں ہے۔ بھئی، میں تو ان کے شروعات سے خلاف تھا۔

سوال: وزیر اعظم نے اعلان کیا (ہے)؟

جواب: بھئی، میں شروعات سے خلاف تھا۔ جب یہ جائیں گے تو سب جائے گا۔

سوال: پچھلے بلدیاتی الیکشن میں پیر صاحب، آپ کا امیدوار نائب ناظم کا الیکشن لڑا؟

جواب: کس نے؟

سوال: آپ کا امیدوار تھا بوستان علی ہوتی۔ پچھلے بلدیاتی الیکشن میں؟

جواب: ہاں۔ وہ بلدیاتی الیکشن کا ابھی کچھ کہا نہیں۔ ابھی تو ایڈمنسٹریٹر کا ہوگا۔ ایڈمنسٹریٹر ہونے کے بعد فیصلے ہوں گے۔ جو بھی ہوئے دیکھا جائے گا۔

سوال: ایڈمنسٹریٹر ہو رہے ہیں پیر صاحب؟

جواب: مجھے کوئی پتہ نہیں۔

سوال: سر آپ نے کہا کہ، اس کے جانے سے سب جائیں گے۔ کس کے جانے سے سب جائیں گے؟

جواب: بابا! جن کے جانے سے سب جاتے ہیں۔ ان کے جانے سے سب جائیں گے۔

سوال: مطلب کہ صدر مشرف کے جانے سے سب جائیں گے؟

جواب: وہ بھیجے گا، جیسے فٹ بال بنا دیا، ہمارے، ضیاء الحق قوم کے نمائندوں کو یہاں تو یہ بھی فٹ بال بنا سکتا ہے۔

سوال: سر کہتے ہیں کہ یہ فٹ بال سیالکوٹ میں بنتے ہیں؟

جواب: پر سیالکوٹ زیادہ نزدیک ہے پنڈی کو بہ نسبت کراچی کے۔

سوال: پیر صاحب! یہ نواز شریف صاحب کا جو اس کے والد کا وہاں انتقال ہوا۔ تو لوگ کہتے ہیں کہ وہاں لوگوں کی تمنا ہوتی ہے کہ مکہ اور مدینہ میں تدفین ہو۔ لیکن! انہوں نے اپنے والد کی باڈی پاکستان بھجوائی؟

جواب: جہاں مناسب سمجھا۔ پر یوں سمجھو کہ ان کو وہ مدینہ نصیب ہی نہ تھا، مدینہ نصیب ہی نہ تھا۔

سوال: لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ بڑے بدقسمت ہیں کہ اتنے قریب سے۔۔؟

جواب: اب میں کہہ نہیں سکتا کہ بدقسمت یا خوش قسمت۔

سوال: پیر صاحب! آپ اپوزیشن میں ہیں یا گورنمنٹ کے ساتھ ہیں؟

جواب: میں گورنمنٹ کے ساتھ ہوں۔ لیکن مسلم لیگ کے اس مسلم لیگ کے اپوزیشن میں ہوں۔

سوال: سر پھر آپ ایک ہی وقت میں سرکار اور مخالف پارٹی کے دونوں مزے لے رہے ہیں؟

جواب: نہیں۔ مخالفت جماعت کی ہے موافقت سرکار کی ہے۔

سوال: پیر صاحب! وہ جو چودھری شجاعت صاحب کو تبدیل کرنے کی باتیں چل رہی ہیں؟

جواب: بھائی میرے، چودھری صاحب کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس کی جگہ پر اور اپائنٹ (مقرر) ہوگا۔ ری آرگنائزڈ مسلم لیگ کا پریذیڈنٹ ہوگا۔

سوال: Automatic (خود بخود) تبدیل ہو جائے گا؟

جواب: Automatic کوئی پوچھے گا ہی نہیں اس سے، وہ ہے کہاں۔

سوال: بے نظیر بھٹو آ رہی ہیں۔ کب آ رہی ہیں؟

جواب: اس کے میاں سے پوچھو تیری بیوی کب آ رہی ہے تیرے لیے۔ مجھ سے کیا پوچھتے ہو (ہنسی)۔

سوال: زرداری صاحب آٹھ سال سے جیل میں ہیں اور اپنی بیوی سے نہیں ملے تو ایسے شوہر اور بیوی کا رشتہ رہ سکتا ہے قائم۔ جو آٹھ سال سے نہ ملا ہو؟

جواب: بھئی، میں امیدوار ہوتا تو فتویٰ کوئی دیتا۔ میں تو امیدوار ہوں ہی نہیں میں کیا فتویٰ دوں۔

سوال: اور بہت سارے تو امیدوار ہیں؟

جواب: وہ اپنے لیے آپ کسی دارالعلوم میں جائیں اور فتویٰ لیں۔

سوال: پیر صاحب! امیدوار اور بہت سارے بہت ہیں؟

جواب: بھئی، وہ سب دارالعلوم میں جائیں، فتویٰ لیں۔

سوال: کشمیر پر کیا Opinion (رائے) ہے؟

جواب: Opinion کشمیر کیلئے جو تھی۔ وہ میں نے پبلک (عام) کر دی تھی۔ جس پر کافی گالیاں پڑی تھی۔ میں ابھی تک اسی بات پر ہوں۔ نہ تھا، نہ ہے، نہ ہوگا۔

سوال: ....(وڈیو میں کٹا ہوا)

جواب: گورنر سے پوچھیں کہ وہ کیسا ہے۔

سوال: وہ کہتے ہیں بہت اچھا ہے۔

جواب: وہ کہے گا اچھا ہے تو اچھا ہی ہوگا۔ لیکن جب فیصلے کوئی اور کر رہا ہے کہ، الطاف کہاں جاتا ہے کس سے بات کرتا ہے بے معنیٰ ہے۔

سوال: اس کی تردید کی ہے گورنر کے بیان کی؟

جواب: یہ سب سرکاری نمائندے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! کھوکراپار سرحد کھلنی چاہیئے؟

جواب: بالکل کھلنا چاہیئے۔

سوال: نثار کھوڑو نے کہا ہے کہ (اگر سرحد کھلی تو) ہم اقلیت میں ہو جائیں گے؟

جواب: کس نے کہا ہے؟

سوال: نثار کھوڑ و کہتا ہے؟

جواب: کوئی بنگالی ادھر سے آئیں گے کیا؟ کوئی بنگالی تھوڑی آئے گا اگر آیا کوئی تو حر ہی آئے گا نہ۔

سوال: سرحد اس وقت کیوں کھلنی چاہئے کھوکراپار؟

جواب: ہمیشہ بند رہی ہے۔ کھلے کیوں وا ہگہ جائیں، اتنا خرچ کریں انہوں کو رشوتیں دیں، وہ سامان لوٹیں۔

سوال: آپ کے سرحد پار کتنے حر ہیں؟

جواب: میں نے تو کبھی سرحد کے اس طرف ہی نہیں گنے تو میں اُس طرف کیا گنوں گا۔

سوال: آپ کہتے ہیں کہ حر آئیں گے؟

جواب: اُس طرف تو حر ہیں سب کو پتہ ہے۔ تجھے بھی پتہ ہے تمہارے بڑوں کو بھی پتہ ہے۔

سوال: سر! اگر راستے کھل گئے تو آپ بھی جائیں گے بھارت؟

جواب: نہیں۔ میرا کیا ہے، وہاں کون میرا بیٹھا ہے، نہیں نہیں کچھ نہیں، نہیں نہیں، پونم بڈھی ہوگئی ہے اب میں کیا جا کے کروں گا۔

سوال: دوقومی نظریہ کے بارے میں آپ کیا فرمائیں؟

جواب: جب تک ہندو گئو ماتا کی پوجا کریں گے اور مسلمان گائیں کو کھائیں گے تو دوقومی نظریہ رہتا ہی آئیگا۔ یہ ہے دوقومی نظریہ۔

یہ انٹرویو اکتوبر یا نومبر 2004ء کو افطار پارٹی کے موقع پر لیا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

مسلم لیگ وہی ہے جسے سپریم کورٹ نے فنکشنل کیا

پیر صاحب پگارا کے کسی Witty (حس مزاح) یا پر مزاح جملے کی تہہ میں اتر کر دیکھا جائے تو اس میں دردمندی، دکھ اور شدت احساس کی لہریں واضح طور پر نظر آئیں گی۔ ان کے بظاہر عجیب و دلچسپ پر مزاح اور علامتی جملوں کی معنیٰ خیزی اور معنیٰ آفرینی تھوڑے سے غور فکر کے بعد کھلنے لگتی ہے۔ پیر صاحب ایک مختلف اور منفرد سیاستدان ہیں۔ اپنے خاندان کی شاندار روایات، انگریز کیخلاف جدوجہد کی پوری تاریخ اور جدوجہد آزادی کے لئے جانی و مالی قربانیاں ان کا ایسا ورثہ ہے جس کے وہ پاسبان ہیں اور جوان کے سراپا اور رگ وپے میں موج زن ہیں۔

پیر پگارا نہایت سنجیدہ اور منفرد سیاستدان ہیں انہوں نے خود کبھی اقتدار حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی لیکن بادشاہ گر رہے ہیں ان کے بعد منفرد اور مختلف فیصلوں سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ لیکن! وہ ان کے مدلل تاویلات اور جواز پیش کرتے ہیں جو یقیناً فکر انگیز ہوتے ہیں اور ان میں ہماری سیاست وحکمرانی کی پوری تاریخ چھپی ہوتی ہے۔

سوال: آپ یہ کہتے ہیں کہ ق لیگ اصلی مسلم لیگ نہیں اور دوسری جانب صدر صاحب چودھری شجاعت کو نامزد کرتے ہیں اور انکی حمایت کرتے ہیں تو اب یہ بتائیے کہ اصلی مسلم لیگ کون سی ہے؟

جواب: اصلی مسلم لیگ وہی ہے جسے سپریم کورٹ نے فنکشنل کیا۔

سوال: لیکن حکمران جماعت ق لیگ ہے؟

جواب: سرکار لوگوں کو اکٹھا کر لے تو کیا ہے۔

سوال: آپ برسوں سے بہت مقبول لیڈر رہے ہیں اور جمہوری عمل میں بھی حصہ لیتے رہے ہیں لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ ہمیشہ فوج کو آگے بڑھانے اور اسے سپورٹ کرنے کا خیال ظاہر کرتے ہیں؟

جواب: میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جس سے لڑ نہیں سکتے تو اس کے بن جاؤ، کامن سینس کی بات ہے۔

سوال: سیاستدانوں کا تو کام ہی یہ ہے کہ اس طرح کی غیر جمہوری قوتوں سے لڑیں؟

جواب: اس طرح کی قوتیں جب ملک کو ہی اپنا بنالیں اور وہ آپ کا نہ رہے تو پھر سوال ہی نہیں ہے۔

سوال: تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان قوتوں سے لڑنا نہیں چاہئے۔ سیاستدانوں کا تو منصب یہی ہے کہ

وہ ہمیشہ جمہوریت کے لئے کام کرتے ہیں۔لیکن آپ کے اس نظریے کے پیچھے فلسفہ کیا ہے؟

جواب: بھئی سیاستداں بنائے کس نے ہیں۔ اسکونڈرز (بدمعاش) بنے ہیں سیاستداں۔ باقی سب ان کے آگے ستونگڑے ہیں۔

سوال: یعنی ہم آرمی کے ساتھ چل کر کوئی ڈیموکریٹک سیٹ اپ بنا سکتے ہیں؟

جواب: ہمارے لیڈر ایسے ہیں جو کوئی سیٹ اپ بننے ہی نہیں دیتے۔

سوال: کیا اصولی طور پر آپ جمہوریت کے حق میں ہیں؟

جواب: ہاں، میں اس کے حق میں ہوں۔

سوال: آپ اصولی طور پر اس بات کے حق میں ہیں کہ فوج کو حکمرانی نہیں کرنی چاہئے؟

جواب: میں اس کے بارے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ فوج کا کام ملک کا دفاع کرنا ہے اور اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو حکومت کی مدد کرے۔

سوال: جب سیاستداں خود ہی فوج کو دعوت دیں اور جب فوج آئے تو اس کا خیر مقدم کریں تو آپ کے خیال میں پھر فوج کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے؟

جواب: حکومت ہی فوج کی ہے تو تعاون کس سے کریں گے۔ کیا اپوزیشن سے کریں گے؟ جو منقسم ہے اور کئی لوگ ہیں، ہر ایک کی اپنی پالیسی ہے، ہر ایک خود ہی بڑا بننا چاہتا ہے اور اگر بن نہیں سکتا تو راستے میں روڑے اٹکاتا ہے۔

سوال: سوال یہ ہے کہ حکمراں جماعت جو فوج کا ساتھ دے رہی ہے وہ بھی تو متحد نہیں بلکہ منقسم ہے۔ ق لیگ میں کتنی ساری مسلم لیگیں ہیں۔ آپ ہر روز علیحدہ بیان دیتے ہیں؟

جواب: دیکھیں بھئی! یہ ساری مسلم لیگیں ایجنسیوں نے بنوائی ہیں، حاکموں نے بنائی ہیں۔

سوال: یعنی تمام مسلم لیگیں۔؟

جواب: تمام مسلم لیگیں۔

سوال: کیا اس میں فنکشنل لیگ بھی شامل ہے؟

جواب: نہیں، وہ تو سپریم کورٹ نے بحال کی تھی۔

سوال: ایسی سیاسی صورتحال میں جہاں سیاستداں فوج کے ساتھ گٹھ جوڑ کرتے ہیں تو کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ فوج کا ساتھ دینے کے بجائے ان کے خلاف کام کیا جائے جو غیر جمہوری راستے پر جانا چاہتے ہیں یا غیر جمہوری روایت قائم کر رہے ہیں؟

جواب: نہیں۔ جو کرسی پر بیٹھا ہے ساتھ اس کا دینا چاہئے۔ کیونکہ حکومت چلانے اور دفاع کرنے کی ذمہ داری ان پر ہے۔ ان پر نہیں ہے جو باہر بڑے ہوئے بیٹھے ہیں۔

سوال: تو اس بات کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے کہ فوج کا باقاعدگی سے کوئی کردار متعین کر دیا جائے؟

جواب: دیکھو بھئی! فوج کی ٹریننگ ہے۔ Kill to live and live to kill, not for ruling. (اپنی جان بچانے کیلئے کسی کی جان لینا، نہ کہ اقتدار کیلئے) ملک کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ آپ 58ء سے دیکھیں، اب فیڈریشن ہی باقی ہے، اس کو بھی توڑ کر رکھ دیں گے۔ وہ خود تنگ اور بیزار ہو کر سیاستدانوں کو دعوت دیں گے، لیکن اگر ان کے پاس کامن سینس ہوگا تو اس سے پہلے اپنی کوئی پارٹی بنا کر پھر انہیں دعوت دیں گے۔

سوال: کیا اس پارٹی کا نام بھی مسلم لیگ ہی ہوگا؟

جواب: آجکل یہ فیشن ہے کہ جو بھی پارٹی بنے اسے مسلم لیگ کہہ دو اور یہ جانتے ہوئے کہ اصل مسلم لیگ کوئی اور ہے۔

سوال: آپ نے بھی تو صدر صاحب کو اشاروں میں اور ویسے بھی یہ تجویز کیا تھا کہ انہی کو مسلم لیگ کا صدر بن جانا چاہئے؟

جواب: دیکھو بھئی! قائداعظم اور لیاقت علی خان کے بیچ میں کیا ہوا تھا؟ قائداعظم (پارٹی کی) صدارت سے ہٹ گئے اور لیاقت علی (پارٹی کے) صدر بن گئے، جو چیف ایگزیکٹو ہے اسے ہی پارٹی کا سربراہ ہونا چاہئے۔ ورنہ پارٹی کے سربراہ اور چیف ایگزیکٹو میں مسلسل لڑائی ہوتی رہے گی۔ پارٹی کا سربراہ چیف ایگزیکٹو کو بلیک میل کرتا رہے گا۔

سوال: تو آپ کے خیال میں اگر یہ تعلق قائم ہو جائے تو ملک میں استحکام آئے گا؟

جواب: ہاں!

سوال: اس میں کوئی چپقلش اور تصادم نہیں ہوگا اور ملک ترقی کرے گا؟

جواب: دیکھو بھئی! اس وقت تو پارٹی تھی لیکن اب تو پارٹی (مسلم لیگ) نہیں ہے۔ اب اگر ملک کا سربراہ، پارٹی کا سربراہ بھی ہوگا تو پارٹی میں مضبوطی آئے گی، ورنہ پارٹی کو کون پوچھتا ہے۔

سوال: اس بات کا کتنا امکان ہے کہ صدر صاحب مسلم لیگ کے صدر بن جائیں گے؟

جواب: مجھے معلوم نہیں ہے۔ آئین کی پوزیشن کیا ہے، فوجی روایات اور قانون اس بارے میں کیا کہتے ہیں، مجھے اس بارے میں کچھ پتا نہیں ہے۔

سوال: یوں بھی تو صدر صاحب مسلم لیگ کے ڈی فیکٹو صدر کا ہی کردار ادا کر رہے ہیں کیونکہ جب پارٹی میں کوئی اختلاف ہوتا ہے تو وہ لوگوں کو بلا کر سمجھاتے ہیں؟

جواب: یہ سرکاری مسلم لیگ ہے تو جب کوئی نااتفاقی کھل کر سامنے آئے گی تو صدر ہی تو بات کرینگے۔

سوال: آپ کی سیاست کی منفرد بات یہ ہے کہ آپ خود کبھی اقتدار میں نہیں آتے اور نہ کوئی عہدہ لیتے

ہیں۔آپ کہ آشیرواد سے محمد خان جونیجو اور بلخ شیر مزاری کے علاوہ بہت سے لوگ اقتدار میں آئے ہیں تو آپ نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ میں خود اقتدار میں آؤں؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیوں، سیاست تو اسی لئے ہوتی ہے؟

جواب: میں نے 72ء سے 77ء تک یوڈی ایف اور پی این اے میں دیکھا ہے کہ مسلم لیگ کے ہمارے لیڈرز قابل بھروسہ نہیں ہیں۔آپ نے دیکھا کہ ان سیاستدانوں نے میرے اوپر نو کانفیڈنس (عدم اعتماد) شو کیا اور بعد میں جب ووٹرز نے میرے حق میں ووٹ دیا تو ہم نے انہیں ورکنگ کمیٹی سے باہر کر دیا۔

سوال: ان میں کون کون لوگ شامل تھے؟

جواب: ان لوگوں میں چودھری ظہور الٰہی، زاہد سرفراز، خواجہ صفدر، اقبال احمد خان اور فدا محمد خان شامل تھے۔

سوال: سندھ سے کون تھا؟

جواب: سندھ سے کوئی نہیں تھا۔

سوال: گزشتہ دنوں اخبار میں شائع ہونے والا آپ کا بیان "میرے پاس چالیس چور ہیں اور علی بابا کی تلاش ہے" خاصا موضوع بحث بنا؟

جواب: اخبار والوں نے غلط لکھا ہے۔میں نے کہا تھا کہ "میرے پاس چالیسواں چور ہے۔"

سوال: یعنی تمام اخبارات نے غلط شائع کیا ہے۔تو یہ فرمایئے کہ یہ چالیسواں چور کون ہے؟

جواب: (ہنستے ہوئے)۔یہ میرا گھوڑا ہے۔

سوال: اچھا تو اب بتایئے کہ علی بابا آپ کو کہاں سے ملے گا؟

جواب: (مسکراتے ہوئے) جو لوگ قرضے لیتے ہیں، پھر معاف کراتے ہیں اور پھر اس نیت سے دوبارہ قرضے لیتے ہیں کہ وہ پھر اپنے قرضے معاف کرالیں گے، تو وہی لوگ علی بابا ہیں۔

سوال: اب آئین کی پوزیشن یہ ہے کہ 16 اکتوبر 2007ء کو موجودہ سیٹ اپ ختم ہو رہا ہے اور ستمبر سے نومبر کے درمیان نیا صدر منتخب کرنا ہے کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ سیٹ اپ میں صدر کی وردی کے مسئلے پر معاملہ طے ہو جائے گا؟

جواب: دیکھو بابا! میں نے تو اپنی رائے پہلے ہی دے دی ہے کہ صدر کو اگر صدر رہنا ہے یا ہم لوگوں کو انہیں صدر برقرار رکھنا ہے تو پھر انہیں باوردی صدر ہی رکھنا ہوگا ورنہ کوئی یحییٰ خان پیدا ہو جائے گا۔

سوال: یعنی کوئی اور جنرل اقتدار میں آ جائیگا؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آرمی بڑی قوت ہے، وہ طاقت میں رہے اور اس کے ساتھ رہو؟

جواب: نہ صرف ساتھ رہو بلکہ اس کی مدد کرو۔

سوال: آپ یہ فرمائیے کہ ملک اس طرح کب تک چل سکتا ہے، ایک بار تو ملک ٹوٹ چکا ہے؟

جواب: آگے راستہ ہی کیا رہا ہے۔ آخری چیز تو فیڈریشن ہی ہے نا جو ٹوٹے گی۔ تو اور کیا بچا ہے۔

سوال: ایسے میں سیاستدان ایسا کوئی کردار ادا نہیں کر سکتے کہ وہ ملک بچانے کے لئے کسی نکتے پر متفق ہو جائیں کیونکہ آرمی کا مسلسل اقتدار تو بہرحال ملک کو توڑ سکتا ہے؟

جواب: دیکھو بھئی! 70ء سے پہلے لندن پلان تھا اور اب بھی لندن پلان ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فیڈریشن ٹوٹتی ہے یا پلان ٹوٹتا ہے۔ دیکھتے ہیں۔

سوال: آپ نے میثاق جمہوریت کی جانب اشارہ کیا آپ یہ بتائیے کہ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کا بحیثیت سیاستداں اور لیڈر، ملک میں کوئی مستقبل ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیوں؟

جواب: بھئی دونوں ہی بے بھروسہ ہیں۔

سوال: یعنی ناقابل اعتبار ہیں؟

جواب: دونوں ہی نے ہمیشہ وعدہ خلافی کی ہے اور ایک دوسرے کو دھوکہ دیا ہے۔

سوال: آپ اس بات کو تو تسلیم کریں گے کہ دونوں ہی مین اسٹریم کی جماعتیں ہیں اور دونوں کے پاس سب سے زیادہ ووٹ بینک ہے؟

جواب: ہاں تسلیم تو کروں گا۔ پیپلز پارٹی کو زندہ رکھ کر الیکٹ بھی تو کسی ایجنسی نے ہی کرایا تھا۔

سوال: یعنی پیپلز پارٹی کی طاقت کے پیچھے بھی ایجنسیز ہی ہیں؟

جواب: ہاں، کیوں کہ جب بے نظیر بھٹو نے ان سے سمجھوتہ نہیں کیا تو انہوں نے جلدی جلدی میں مسلم لیگ بنائی۔

سوال: پیپلز پارٹی انتخابات کے بعد اسمبلی میں ایک بڑے گروپ کے طور پر ابھری ہے لیکن کئی بار ایسا ہوا کہ سندھ کی دوسری جماعتوں نے اسے حکومت بنانے سے روک دیا۔ آپ کے خیال میں ایسا کیوں کیا گیا؟

جواب: اس بارے میں مجھے پتہ نہیں ہے۔ ہم تو شروع ہی سے پیپلز پارٹی کے خلاف ہیں اور ہماری سیاسی مخالفت ہے۔

سوال: حال ہی میں امریکا کی جانب سے ایسے اشارے ملے ہیں کہ وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ

کے لئے صدر پرویز مشرف کے اقدامات سے مطمئن نہیں ہے۔تو کیا آپ کے خیال میں امریکا پرویز مشرف پر سے اپنا ہاتھ ہٹا رہا ہے اور بے نظیر بھٹو کو لانے کی تیاری کر رہا ہے؟

جواب: امریکا بے نظیر بھٹو کو تو مشکل ہی سے اقتدار میں لائے گا اور ہاتھ ہٹانا کوئی نئی بات نہیں ہے کیونکہ اس نے جس کو نوازا ہے پھر اس کی پگڑی اتاری ہے اور جو ایک بار اس کیمپ میں گیا ہے، وہ بعد میں بری طرح سے ذلیل ہوا ہے۔

سوال: یہ پاکستان کی تاریخ ہے؟

جواب: ہاں۔

سوال: آپ کے خیال میں بے نظیر بھٹو اور نواز شریف اقتدار میں نہیں آسکتے اور صدر سے بھی امریکا مطمئن نہیں ہے تو ایسی صورت میں متبادل کیا رہ جاتا ہے؟

جواب: متبادل۔آپ یہ دیکھئے کہ بے نظیر کو یا اس کے والد کو بنانے والے کون لوگ تھے؟ آرمی تھی اور نواز شریف کو بنانے والے بھی وہی تھے۔پھر کسی اور کو بنا سکتے ہیں۔

سوال: آپ سیاستدانوں سے اتنے مایوس کیوں ہیں؟

جواب: میں نہیں ہوں، وہ خود اپنے آپ سے مایوس ہیں۔خود ہی محسوس نہیں کرتے، نہ کھل کر آتے ہیں، نہ دوسرے کو بننے دیتے ہیں نہ بناتے ہیں۔لہٰذا جیسی بھی جمہوریت ہے، وہ جڑیں نہیں پکڑتی۔

سوال: آپ نے کچھ عرصہ پہلے کہا تھا کہ ملک صدارتی نظام کی جانب بڑھ رہا ہے؟

جواب: اس کے علاوہ کوئی اور راستہ ہی نہیں ہے۔

سوال: تو کیا اس سے کوئی نیا بحران پیدا نہیں ہوگا اور کیا سیاسی قوتیں صدارتی نظام کے لئے مان جائیں گی؟

جواب: دیکھو، یہ ہے کہ بحران ہے۔اس سے زیادہ بحران اور کونسا ہوسکتا ہے۔جب بحران ہی ممبران اسمبلی نے پیدا کیا ہے اور جب دوسرا الیکشن ہوگا وہ بھی ایسا ہی ہوگا بلکہ ان سے بدتر لوگ (اسمبلیوں میں) آئیں گے۔

سوال: جب چودھری شجاعت اور میر ظفر اللہ خان جمالی کے مابین کشیدگی ہوئی تھی تو ظفر اللہ جمالی صاحب کو فارغ ہونا پڑا تھا۔اب آپ کو شوکت عزیز صاحب کا مستقبل کیا نظر آتا ہے؟

جواب: وہ بینکر ہیں، ماہر معیشت بھی نہیں ہیں۔اس بات کا دارومدار تو صدر پر ہے کہ وہ کس کو رکھتے ہیں اور کس کو نکالتے ہیں۔

سوال: تو کیا جمالی صاحب اچھی چوائس نہیں تھے؟

جواب: بھئی وہ چھوٹے صوبے کے آدمی تھے، بڑے صوبے سے تھوڑا ہی مقابلہ کرتے۔اس کے علاوہ

یہ کہ جب صدر صاحب کو جمالی صاحب کی ضرورت نہیں رہی تو دوسرا آ گیا۔

سوال: آپ نے صدر صاحب کو مشورہ دیا ہے کہ تمام مسلم لیگوں کو ملا کر ایک مسلم لیگ بنا دی جائے، اگر تمام مسلم لیگیں مل جاتی ہیں تو اس کا سربراہ کون ہوگا یا آپ اپنے آپ کو اس نئے سیٹ اپ میں کہاں دیکھتے ہیں؟

جواب: کہیں نہیں۔

سوال: تو کیا چودھری شجاعت نئی مسلم لیگ بنانے پر راضی ہو جائیں گے؟

جواب: دیکھو بھئی! چودھری صاحب کیلئے زیادہ سوچنا ضروری نہیں ہے۔ سیاست میں بالآخر انجام وہی ہوگا جو غلام محمد کا ہوا تھا جسے گھر چھوڑ آئے تھے۔

سوال: تین چار سال پہلے آپ نے کہا تھا کہ 73ء کے آئین کی جگہ نیا آئین ہونا چاہئے اور اب الطاف حسین صاحب نے بھی یہی بات کہی ہے۔

جواب: (مسکراتے ہوئے) دیکھو بھئی وہ تو میرے انکل ہیں، جب کہیں تب کہیں، میں نے تو پہلے سے کہا ہے۔ 54ء سے کہہ رہا ہوں۔ جب پیریٹی (مساوات) کا کام شروع کیا گیا تھا اور 60ء میں ون یونٹ بنا دیا گیا تھا۔ اس میں صوبوں کی آزادی کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمام قانونی اختیارات صوبوں کے پاس ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں صوبائی خودمختاری کے مسئلے کا حل بھی یہی ہے؟

جواب: حل یہی ہے اور کوئی نہیں ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں صوبوں کو کتنی خودمختاری ملنی چاہئے؟

جواب: جتنی تھی اس وقت۔

سوال: تو کیا آپ کے خیال میں اس وقت زیادہ تھی یا اب زیادہ ہے؟

جواب: اس وقت زیادہ خودمختاری تھی، اب تو صوبائی خودمختاری ہے ہی نہیں۔ 55ء میں پیریٹی ہوئی اور ون یونٹ بنا تو سندھ آباد تھا، بہاولپور آباد تھا، ضلع خیرپور آباد تھا اور پنجاب بہت خسارے میں تھا۔ اب سندھ اور خیرپور بھاری خسارے میں ہیں، بہاولپور کا کہا نہیں جا سکتا اور پنجاب سرسبز اور آباد ہے۔

سوال: کیا بلوچستان کے حالات ویسے ہی ہیں جو قوم پرست لیڈرز کہہ رہے ہیں۔ کیا وہاں واقعی آگ لگی ہوئی ہے، آپ کیا سمجھتے ہیں؟

جواب: سنتے ہیں۔ سمجھنے کی تو بات ہی نہیں ہے۔ یہ تو سننے کی بات ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں یہ تشویشناک بات ہے؟

جواب: میں نے کہا نا، کہ اگر یہ فوج کا ہی پاکستان رہا تو ڈنڈے سے تو چیزیں ٹوٹتی ہیں بنتی یا جڑتی نہیں

ہیں۔اس ملک میں فیڈریشن باقی بچی ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں ملک میں کون ایسا شخص ہوگا جو بلوچوں سے جاری کشیدگی کو ختم کرا کے مسئلہ حل کرا سکے؟

جواب: میں نے تو اس وقت کہا تھا کہ جو آفیسر بھیجے جاتے ہیں وہ وہاں غلط اطلاعات دیتے ہیں اور جو وہاں سے بات ہوتی ہے وہ اوپر غلط پہنچاتے ہیں۔صدر صاحب کو براہ راست بلوچ لیڈروں سے ملنا چاہئے۔بلوچستان کے مسئلے کا حل نکلنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

سوال: بلوچستان میں جو کشیدگی چل رہی ہے، وہ جلد ہی ختم ہوسکتی ہے؟

جواب: جو غلط فہمی ہے یا مس ٹریٹمنٹ ختم ہوسکتا ہے تو پھر اس کے بعد حالات ایسے ہی کیسے رہ سکتے ہیں۔کسی سردار کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ پہاڑوں میں جا کر بیٹھے۔

سوال: اخبار میں جنرل پرویز مشرف کا بیان شائع ہوا ہے کہ ہم نے بلوچستان میں دہشت گردوں کو ختم کر دیا ہے اور اب وہاں امن اور چین ہے۔آپ کے خیال میں صدر کے اس بیان میں کس حد تک صداقت ہے؟

جواب: اگر سندھ حکومت کا کوئی وزیر کہے کہ یہاں تمام ٹیلیفون چھیننے والے ختم کر دیئے تو کیا آپ یہ باتیں مانیں گے؟ صدر صاحب کے پاس تو جو رپورٹ نیچے سے آئے گی تو وہ اس پر وہی بولیں گے۔تمہارے یا میرے کہنے پر بھروسہ نہیں کریں گے۔

سوال: صدر صاحب کہتے ہیں کہ صرف تین سرداروں نے مسئلہ پیدا کیا ہے ورنہ پورے بلوچستان کے لوگ ہمارے ساتھ ہیں؟

جواب: دیکھو بھئی! یہ تین وہ سردار ہیں جن کے ساتھ بھٹو کی دوستی تھی اور بھٹو نے ان کو ذلیل کر کے احسان کرنا چاہا جس پر انہوں نے بغاوت کی۔وہ ریکارڈ بنتا گیا بھٹو والا۔اسی پر آپ چل رہے ہیں۔سرداری نظام کا اپنا ایک قانون ہے اور وہ تمام اس قانون کی پاسداری کرتے ہیں تو قانون کی پاسداری کرنے والا برا تو نہیں ہوسکتا۔

سوال: کیا صوبائی خودمختاری چھوٹے صوبوں کی پسماندگی دور اور مسائل حل کر سکتی ہے؟

جواب: خودمختاری کے سوال پر کیوں جائیں کیونکہ صوبائی خودمختاری علیحدگی کا ایک نمونہ ہے۔انڈیپنڈنس ایکٹ کے تحت جیسے پاکستان میں حکومت چل رہی تھی، ویسی ہی حکومت ہونی چاہئے۔

سوال: آپ فیڈریشن اور کنفیڈریشن میں سے کس کے حامی ہیں؟

جواب: فیڈریشن جانا بوجھا اور سمجھا ہوا نظام ہے جبکہ کنفیڈریشن ایک تجربہ ہوگا۔

سوال: تو آپ فیڈریشن کے جانے بوجھے راستے پر چلنے کے حامی ہیں؟

جواب: یہ راستہ اکاؤنٹ بلیٹی کا نہیں ہے۔اس میں برابری اور حق نہیں ہے۔

سوال: گویا کنفیڈریشن کے راستے پر تب جائیں جب حق اور مساوات کی بات ہو؟

جواب: دیکھو، اب یورپ کے بعد جس طرف دنیا جا رہی ہے اس کے تحت سارک کنفیڈریشن ہو جائے گی۔یعنی جیسے یورپی یونین ہے، سارک بھی ویسے ہی بن جائے گی۔جیسے یونائیٹڈ یورپ۔

سوال: گویا اب بھارت کیساتھ جو معاملات چل رہے ہیں تو کیا ہم کنفیڈریشن کی جانب بڑھ رہے ہیں؟

جواب: نہیں۔آپ معاشی اور عسکری لحاظ سے عرب ورلڈ سے یونائٹ کریں گے۔خارجہ پالیسی، کرنسی اور دفاع کو ملا دیا جائے گا۔

سوال: گویا مستقبل میں پاک بھارت تعلقات بڑھ کر کنفیڈریشن تک پہنچ سکتے ہیں اور یہ تعلقات کی شروعات ہے؟

جواب: ہاں۔

سوال: ہمارے تقریباً تمام لیڈرز کالا باغ ڈیم اور گریٹر تھل کینال کی مخالفت کرتے رہے ہیں لیکن آپ نے کالا باغ ڈیم اور گریٹر تھل کینال کی حمایت کی ہے تو آپ کی اس حمایت کے پیچھے کیا فلسفہ ہے؟

جواب: دیکھو بھئی! میں نے کالا باغ ڈیم کی حمایت اسی وجہ سے کی ہے کہ آج خشک سالی ہوتی ہے اور پانی کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اب اگر پانی ہوگا تو ملے گا، لیکن ویسے کبھی پانی کم ہے تو کبھی زیادہ ہے۔کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرنے والے لوگ وہ ہیں جن کے پاس ایک ایکڑ بھی زرعی زمین نہیں ہے۔اب کہیں جا کر قادر مگسی اور دوسروں نے کچے کے علاقے میں قبضہ کیا ہے ورنہ کسی کے پاس ایک ایکڑ زمین بھی نہیں ہے۔

سوال: یعنی کالا باغ ڈیم کے مخالفین خود زمیندار نہیں ہیں اور نہ ہی زمینداری جانتے ہیں؟

جواب: ان کے پاس تو ہل چلانے کے لئے بھی زمین نہیں ہے۔

سوال: یعنی کالا باغ ڈیم کے مخالفین صحیح صورتحال کو سمجھتے نہیں ہیں؟

جواب: یہ لوگ صحیح صورتحال کو سمجھنا نہیں چاہتے۔آج تک ان قوم پرستوں نے کون سا کام سندھ کی بھلائی کیلئے کیا ہے۔ہمیشہ سندھ کی برائی کیلئے کچھ نہ کچھ کیا ہے۔

سوال: سندھ اسمبلی میں تو بڑے بڑے زمیندار بیٹھے ہیں اور سندھ اسمبلی میں کئی بار متفقہ قرارداد کے ذریعے کالا باغ دیم کی مخالفت کی گئی ہے؟

جواب: دیکھو بھئی! پولیٹکل اپوزیشن کی تو مخالفت ہی کرنا ہے کیونکہ حکومت کہے گی کہ یہ کرنا ہے تو اپوزیشن کہے گی کہ نہیں۔

سوال: اپوزیشن نے تو مخالفت کر دی لیکن حکومت کے جو لوگ ہیں، ان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: ان کا کام حکومت کے پروگرام کو فالو کرنا ہے۔

سوال: ویسے تو سندھ اور بلوچستان کے قوم پرست لیڈر بہت پُر زور آواز اٹھاتے ہیں لیکن آپ کے خیال میں کیا قوم پرستی کی سیاست کا کچھ فائدہ بھی ہوا؟

جواب: یہ فائدہ نہ لینے کیلئے بنائے گئے ہیں۔

سوال: یہ بنائے کس نے ہیں؟

جواب: کچھ بااثر لوگوں نے بنائے ہیں۔

سوال: سیاستدان اکثر یہ بیانات دیتے رہے ہیں کہ کالا باغ ڈیم بنا تو پاکستان ٹوٹ جائے گا۔ کیا ان کے اس دعوے میں کوئی حقیقت ہے؟

جواب: کوئی نہیں۔

سوال: وزیر اعلیٰ سندھ ڈاکٹر ارباب غلام رحیم نے بھی تو کالا باغ ڈیم کی سخت مخالفت کی ہے؟

جواب: وہ سمجھتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم کی مخالفت کر کے سندھ میں پاپولر ہو جائیں گے یا اپنی حمایت پیدا کر لیں گے، جو ہونی نہیں ہے۔ زمینداری سے تعلق رکھنے والے لوگ پانی کی کمی کو محسوس کرتے ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں کالا باغ ڈیم کی حمایت کے نظریے کا اور کون سیاستدان حامی ہے؟

جواب: ہر وہ آدمی حامی ہے جو ہل چلاتا ہے۔ زمینداری کرتا ہے۔

سوال: تو لیڈرز یا اسمبلی کے ارکان کو کالا باغ ڈیم کی حمایت کرنے سے کون روکتا ہے؟

جواب: لوگ سمجھتے ہیں کہ جاہل عوام کو الٹی سیدھی بات بتا کر اپنا فالوئر بنانا ٹھیک ہے۔

سوال: اپ کا ایک بیان شائع ہوا تھا کہ "پہلے میں ارباب رحیم کو دور کی نظر سے دیکھتا تھا، وہ اور رنگ کے نظر آتے تھے، اب قریب کی نظر سے وہ اور رنگ کے نظر آتے ہیں۔" اور آپ نے کہا تھا کہ "میری دور کی نظر خراب ہے۔" آپ کا حالیہ بیان شائع ہوا ہے، جس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ ارباب رحیم کو بہت زیادہ فیور کر رہے ہیں۔

جواب: میں فیور نہیں کر رہا۔ میں نے اس علاقے کے لوگوں کی حقیقت بیان کی ہے۔

سوال: حال ہی میں متحدہ قومی موومنٹ اور ارباب رحیم میں ایک سیاسی مخالفت تھی جو شاید اب بھی کہیں موجود ہے۔ تو آپ کے خیال میں کیا صوبائی حکومت اس طرح چل سکتی ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: دو حکومتیں ہے۔ متحدہ قومی موومنٹ کی حکومت علیحدہ ہے اور یہ (ارباب رحیم کی حکومت) علیحدہ ہے۔ دونوں الگ رول ریگولیشن (قاعدہ) کرتے ہیں۔

سوال: آپ سے دونوں ملتے رہے ہیں تو آپ یہ بتائیے کہ متحدہ قومی موومنٹ اور ارباب رحیم میں اصل اختلاف کیا ہے؟

جواب: ظاہری اختلاف جو ہم سنتے ہیں وہ زمین کا ہے۔

سوال: زمین پر اختلاف ہے؟

جواب: ہاں زمین پر ہے۔ یہ ہل چلانے والی زمین نہیں، بلکہ یہ شہری زمین پر ہے۔

سوال: صوبے میں شہری اور دیہی کا فرق بہت نمایاں ہے اور یہ مسئلہ بہت پرانا ہے تو ایسے میں صوبائی حکومت کو مستحکم اور پر امن طریقے سے کیسے چلایا جا سکتا ہے؟

جواب: ون یونٹ توڑ کر کراچی کو سندھ میں لانے کی کوشش اسی وجہ سے کی گئی تھی کہ سندھی اور مہاجر لڑتے رہیں۔

سوال: تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کراچی کو سندھ میں شامل نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اسے دارالحکومت رہنا چاہیئے تھا۔

جواب: جو فیصلہ قائداعظم نے لیاقت علی خان کے وقت کیا تھا، وہ قائم رہنا چاہیئے تھا۔ کراچی میں جو بھی آبادی ہے وہ زراعت پیشہ نہیں ہے بلکہ وہ دکاندار ہے۔ ملازمت پیشہ یا کاروباری ہے۔ اس کی کوئی ہمدردی سندھ والے سے نہیں ہے اور نہ ہی اندرون سندھ والے کی شہری سے کوئی ہمدردی ہے۔ حکومت اندرون کے لوگ بناتے ہیں اور شہروں کے لوگ اس حکومت کو گراتے ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں کیا اس مسئلے کا حل یہ ہو سکتا ہے کہ مزید صوبے بنا دیئے جائیں؟

جواب: کراچی کو (سندھ سے) علیحدہ کیا جائے، جیسے فیلڈ مارشل ایوب خان کے وقت میں تھا۔

سوال: یعنی اب دارالحکومت تو نہیں بن سکتا، لیکن اسے وفاق کے زیر انتظام علاقہ بنا دیں؟

جواب: وفاق کے زیر انتظام تو نہیں بنے گا بلکہ چیف کمشنریٹ ہوگا۔

سوال: یعنی چیف کمشنریٹ کے ذریعے کراچی کو وفاق کے تحت لے آئیں گے۔ لیکن کیا کراچی کو سندھ سے علیحدہ کرنا سیاسی طور پر ممکن ہے؟

جواب: کیا پہلے ممکن نہیں تھا؟ وہ تو بدنیتی سے یہ ختم کیا گیا تھا تاکہ آپس میں لڑتے رہیں۔

سوال: اب خود سندھ کے مفاد میں ہے کہ کراچی صوبے کے ساتھ رہے۔

جواب: کس حساب سے صوبے کے مفاد میں ہے؟

سوال: اس لحاظ سے مفاد میں ہے کہ کراچی ریونیو کماتا ہے۔

جواب: تو وہ ریونیو سینٹر کے پاس جاتا ہے۔ سندھ کو کون سا ملتا ہے۔

سوال: وہ ریونیو سندھ کی حکومت کو بھی ملتا ہے؟

جواب: سندھ کی حکومت کو وہ ریونیو نہیں ملتا، وہ سینٹر کے پاس جاتا ہے۔

سوال: حکومت سندھ جو ریونیو حاصل کرتی ہے؟

جواب: حکومت سندھ کو زراعت سے ریونیو حاصل ہوتا ہے۔ شہر سے کچھ نہیں ملتا۔

سوال: کیا یہ ممکن ہے کہ آج کے حقائق میں کراچی کی سندھ سے علیحدگی کو قوم پرست قبول کر لیں گے؟

جواب: پہلے حقائق اور آج کے حقائق میں کوئی فرق نہیں ہے۔ شہر کی آبادی کو ہم سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور شہر سے باہر والے کسان کو شہر والوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور اس کے علاوہ کراچی میں دوسرے علاقوں سے لوگ آ کر آباد ہوتے رہیں گے۔ آبادی بڑھتی رہے گی لیکن سندھ کی آبادی اس طرح سے تو نہیں بڑھے گی بلکہ نارمل ریشو سے بڑھے گی۔ تو (کراچی کو سندھ سے علیحدہ رکھنے کا) وہ فیصلہ صحیح تھا اور یہ غلط ہوا ہے۔

سوال: ایک زمانے میں متحدہ قومی موومنٹ نے بھی کراچی کو سندھ سے علیحدہ کرنے کی بات کہی تھی، جس کی اب وہ تردید کرتے ہیں؟

جواب: وہ کراچی کو صوبہ بنانا چاہتے تھے، لیکن ہم کہتے ہیں کہ کراچی کو دوبارہ کیپٹل ایریا بنایا جائے اور آگے چل کر ویسے ہی کراچی کو کیپٹل ایریا بنایا جائے گا۔

سوال: یہ آپ کی اکلوتی آواز معلوم ہوتی ہے کیا اس سوچ کے دوسرے حامی بھی ہیں؟

جواب: بھئی ہر ایک اپنی سوچ اور کامن سنس کے مطابق چلتا ہے۔ میری اپنی سوچ ہے۔

سوال: پاکستان کی آزادی میں حر موومنٹ کی بڑی قربانیاں ہیں جنہوں نے انگریزوں کے خلاف مسلح لڑائی شروع کی تو آپ یہ بتائیے کہ جب آپ کے والد پیر سید صبغت اللہ راشدی کو شہید کیا گیا تو آپ کو ان کی شہادت کی اطلاع کب اور کیسے ملی اور اس وقت آپ کی عمر کیا تھی اور یہ خبر سن کر آپ کے جذبات و احساسات کیا تھے؟

جواب: میں نومبر 1928ء میں پیدا ہوا تھا اور پیر سید صبغت اللہ راشدی کی شہادت کا واقعہ 1943ء میں رونما ہوا تھا۔ اس واقعے کی اطلاعات ہمیں اس وقت ملی جب ہم کراچی میں نظر بند تھے۔ تو ہمارے پاس بازار سے کچھ سودا ایک اخبار میں بندھ کر آیا تھا جس میں پیر سید صبغت اللہ راشدی کی شہادت کے بارے میں خبر چھپی ہوئی تھی۔

سوال: اس وقت اتفاق سے یہ خبر سامنے آ گئی تھی تو اس وقت آپ نے کیا محسوس کیا تھا؟

جواب: کچھ نہیں۔

سوال: اس وقت کوئی پلان نہیں بنایا؟

جواب: نہیں۔

سوال: اس وقت آپ کراچی میں کہاں نظر بند تھے؟

جواب: بندر روڈ پر ماما پارسی اسکول کے سامنے میر خدا بخش کا بنگلہ تھا، جسے میں نے ایک لیڈی ڈاکٹر کو خرید وا کر دیا تھا۔

سوال: تصوف کے چند معروف سلسلے قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ وغیرہ میں سے کس سلسلے میں آپ اپنے مریدوں کو بیعت کراتے ہیں؟

جواب: ہمارے بزرگ سنوسی سلسلے کے تھے۔ پھر آگے چل کر نقشبندی ہو گئے تھے۔ اب سات آٹھ پشت پہلے قادریہ سلسلے سے منسوب ہو گئے۔ اب قادریہ سلسلہ ہے۔

سوال: آپ کے آباؤ اجداد سندھ میں کب آئے تھے؟

جواب: پانچ سو کچھ ہجری میں۔

سوال: پہلے کہاں قیام کیا؟

جواب: شاہ صدر رادو میں قیام کیا۔ لکیاری۔

سوال: ایک انسان کے طور پر آپ کی زندگی میں سب سے زیادہ دکھ دینے والا لمحہ کونسا آیا تھا؟

جواب: بچپن میں ہمیشہ کیئر فری لائف (بے نیاز زندگی) رہی اور بعد میں بھی کیئر فری لائف گزاری۔ ایونٹ فل زندگی رہی ہے اور بہت انجوائے کیا ہے۔

سوال: آپ کی زندگی میں کون سا ایسا بڑا ایونٹ (واقعہ) تھا جو اہم موڑ ثابت ہوا؟

جواب: مجھے سوچنا پڑتا ہے۔ 65ء کی جنگ اور یو ڈی ایف کا بننا میری زندگی کے بڑے موڑ تھے۔

سوال: مخدوم الملک غلام میراں شاہ اور مخدوم زادہ حسن محمود آپ کے قریبی رشتے دار تھے۔ ان کی سیاست اور روحانیت کے بارے میں آپ کا تجزیہ کیا ہے؟

جواب: مخدوم صاحب عزت والے آدمی تھے اور سیاست میں اگر وہ کرسی پر ہوتے تو اچھے تھے۔

سوال: علم نجوم آپ نے کس سے سیکھا اور آپ کے استاد کون تھے؟

جواب: حیدرآباد دکھن کے ایک مولوی صاحب تھے۔ وہ ایک کاروباری شخص تھے۔ انہیں ہم مولوی بولتے تھے۔ شروع میں تو ان سے سیکھا۔ پھر کتابوں وغیرہ سے سیکھا۔ لیکن ویسے میری علوم نجوم میں دلچسپی پاک آرمری سکھر کے مالک مرزا افضل حسین کی وجہ سے شروع ہوئی۔ وہ اچھے پامسٹ تھے اور تھوڑا بہت نجوم جانتے تھے۔

سوال: سیاست میں آپ کا جو ظریفانہ اسٹائل اور بذلہ سنجی ہے (خوش طبعی)، وہ شروع ہی سے ہے

یا آپ نے کوشش کر کے اپنایا ہے؟ کہ آپ کوئی ایسی علامتی بات کرتے ہیں کہ جسے پڑھ کر لوگ خوش بھی ہوتے ہیں؟

جواب: دیکھو بھئی! مغرب میں یہ سمجھا جاتا ہے اور سمجھدار لوگوں کی رائے ہے کہ وہی آدمی پر مزاح اور ہنس مکھ ہوتا ہے جس کی گھریلو زندگی سخت اور تکلیف دہ ہوتی ہے۔ سارے پس منظر میں یہی ہوتا ہے۔

سوال: آپ کی اپنے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بات صحیح ہے۔

سوال: آپ جو پیشگوئیاں کرتے ہیں، وہ علم نجوم کی روشنی میں کرتے ہیں یا۔۔؟

جواب: نہیں۔ یہ کامن سنس سے کرتا ہوں۔ میں یہ محسوس کر لیتا ہوں کہ حالات کدھر جا رہے ہیں۔

سوال: آپ کے ساتھ کراچی میں اور کون سے لوگ نظر بند تھے اور بعد میں آپ لوگوں کیساتھ کیا ہوا؟

جواب: خاندان کے پورے لوگ تھے اور ہمارے والد کی بیگمات اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ میری ماں بھی نظر بند تھیں۔ ہمیں ڈاکٹر ضیاء الدین اور دوسرے مسلم لیگیوں نے کوشش کر کے علی گڑھ بلا لیا تھا۔ سندھ کے ہمارے سارے سیاستدانوں نے بہت مخالفت کی۔

سوال: وہ کون لوگ تھے؟

جواب: پیر الٰہی بخش اور کچھ، اور لوگ تھے۔ اس کے بعد میں علی گڑھ سے لندن چلا گیا۔

سوال: لندن میں آپ نے کتنا عرصہ گزارا؟

جواب: 46ء میں گیا تھا اور 1951ء میں لیاقت علی خان کے انتقال کے بعد واپس آیا تھا۔ پھر 40 برس بعد 91ء میں لندن گیا۔

سوال: تو کیا لندن سے فوراً واپسی کے بعد آپ نے سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا؟

جواب: میں نے بطور پیر پگارو 4 فروری 1952ء سے میں نے سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔

سوال: تو آپ نے کونسی پارٹی میں شمولیت اختیار کی تھی؟

جواب: ہم نے اپنی پارٹی بنائی تھی۔ پھر ہمیں نیشنل پارٹی میں شامل ہونا پڑا تھا کیونکہ ہماری ساری واسطہ داری اینٹی دولتانہ اور اینٹی کھوڑو گروپ سے تھی۔ نواب ممدوٹ ہمارے دوست تھے تو میں ان کے گروپ میں چلا گیا تھا۔

سوال: آپ کچھ عرصہ عوامی لیگ میں بھی تو رہے تھے؟

جواب: عوامی لیگ میں نے اپنے مطلب سے جوائن کی تھی۔

سوال: یعنی سیاستداں اپنے مطلب سے بھی جماعتیں تبدیل کرتا ہے؟

جواب: بدلنا پڑتی ہیں۔ جب یونائیٹڈ سندھ فرنٹ بنا تو اس ٹیبل پر سب تھے سوائے میرے۔ کیونکہ

میرے لئے کرسی تو درکنار ایک اسٹول تک نہیں رکھا گیا تھا۔ پھر میں نے سوچا اور عوامی لیگ کے سربراہ شیخ مجیب کو دعوت دی اور اسے یہاں بلا کر عوامی لیگ جوائن کی جس دن میں نے عوامی لیگ جوائن کی اس کے دوسرے دن یونائیٹڈ سندھ فرنٹ ٹوٹ گیا اور جسٹس لاری اور دوسرے لوگ سب علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ پھر میری ٹیبل پر سب بیٹھنے لگے۔ پھر چیئرمین کے ایکشن سے پہلے میں نے عوامی لیگ سے استعفیٰ دے دیا کیونکہ ہمارا مطلب سندھ یونائیٹڈ فرنٹ کو ختم کرنا تھا۔ کیونکہ پہلے میری کوشش تھی کہ سندھ میں میری پوزیشن رہے پھر چاہوں گا کہ مغربی پاکستان میں رہے اور پھر میں پورے پاکستان میں اپنی پوزیشن حاصل کرنا چاہوں گا۔

سوال: آپ اس میں کامیاب رہے؟

جواب: ہسٹری بدل گئی۔

سوال: اب آپ یہ بتائیے کہ آپ کو پاکستان کا مستقبل کیا نظر آتا ہے اور پاکستان کی تاریخ میں کی جانے والی سب سے بڑی غلطی کیا نظر آتی ہے؟

جواب: دیکھو بھئی! جہاں تک مجھے یاد ہے، میں نے جتنے بھی فیصلے کیے وہ اپنے کامن سنس سے کیے۔ اس وقت میری سوچ وہی تھی اور اتنی ہی سطح تھی میری سوچ کی۔ میں نے جو بھی فیصلہ خود کیا وہ آگے چل کر میرے لئے بہتر رہا اور جو فیصلہ کسی دوسرے کے کہنے پر کیا، وہ میرے گلے میں پڑا کیونکہ وہ اس کی سوچ تھی میری تو نہیں تھی۔ دوسرے کی سوچ کا جواب دینا مشکل ہوتا ہے۔

سوال: پیر صاحب! میں پاکستان کی بات کر رہا تھا کہ آپ کو اس کا مستقبل کیا نظر آتا ہے؟

جواب: دیکھو بھئی! ان حالات میں پاکستان بطور پاکستان نہیں چل سکتا۔ کیونکہ فوج کی حکمرانی کرنے کی تربیت ہی نہیں ہے۔ اس کی تربیت مار دھاڑ کرنے کی ہے۔

سوال: اور سب سے بڑی غلطی کیا گئی ہے جس کی وجہ سے ہم یہاں تک پہنچے ہیں؟

جواب: پیریٹی، سب سے بڑی غلطی تھی۔ کیا کامن سنس آپ کو کہتا ہے کہ آپ اکثریت کو مساوات (پیریٹی) میں لائیں۔

سوال: یعنی ہم نے مشرقی پاکستان کے ساتھ زیادتی کی؟

جواب: ہاں۔

سوال: یہ سب سے بڑی غلطی ہے؟

جواب: ہاں۔

سوال: کیا اب بھی وہی غلطی دہرائی جارہی ہے یا صورتحال کچھ تبدیل ہوئی ہے؟

جواب: اب بھی وہی صورت ہے۔

سوال: حالات بدل گئے ہیں۔ پہلے مسئلہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان تھا؟

جواب: ہاں۔

سوال: جب حکومت سندھ میں متحدہ قومی موومنٹ اور وزیراعلیٰ کا تنازع چل رہا تھا۔ ان دنوں آپ کا بیان آیا تھا کہ سندھ کا مقدر گورنر راج ہے۔ پھر ان میں صلح ہوگئی تو آپ کے خیال میں کیا اب بھی سندھ کا مقدر گورنر راج ہے؟

جواب: جب بھی ہوگا، گورنر شپ ہونا چاہیے۔

سوال: کیا گورنر یہی رہیں گے؟

جواب: کوئی بھی رہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سرونگ یا ریٹائرڈ فوجی گورنر ہونا چاہیے۔

سوال: متحدہ قومی موومنٹ اور وزیراعلیٰ میں تو صلح ہوگئی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ مقدر گورنر راج ہے؟

جواب: میں نے تو اپنے کامن سنس کی بات کی ہے۔ میں اپنے کامن سینس کی بات کو اوور رول نہیں کر سکتا۔

سوال: پیر صاحب! آپ کے روحانی اور سیاسی وارث کون ہے؟

جواب: اس بارے میں فیصلہ جماعت کرتی ہے۔

سوال: تو ابھی وہ فیصلہ نہیں ہوا؟

جواب: (مسکراتے ہوئے) میں ابھی ۔۔۔۔(یہ لفظ ادباً نہیں لکھا) کہاں ہوں۔

سوال: یعنی آپ کی جماعت میں جمہوریت ہے؟

جواب: یہ پرانا دستور ہے۔ یہ انہیں فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کسے پیر ماننے کیلئے تیار ہیں۔

سوال: یہ اتفاق رائے سے ہوتا ہے یا اکثریتی رائے سے ہوتا ہے؟

جواب: یہ فیصلہ کمیٹی کرتی ہے۔

سوال: اچھا یہ روایت رہی ہے جو فیصلہ ہوجائے اسے سب مانتے ہیں؟

جواب: ہاں۔

سوال: آپ کی حر فورس آرمی کا حصہ ہے تو اس سلسلے میں آپ کا جی ایچ کیو سے رابطہ رہتا ہے؟

جواب: میرا رابطہ نہیں ہوتا حروں کا واسطہ ہے۔ ان کی ڈائریکٹ پوزیشن ہے۔

سوال: حالانکہ سندھ میں پیروں کی گدی پر بڑے خونریز تصادم بھی ہو چکے ہیں؟

جواب: میرے دادا کے وقت میں یہ ہوا تھا کہ برادری نے کسی اور کو پیر پگارو منتخب کیا لیکن جماعت نے میرے دادا کو منتخب کیا اور وہی فیصلہ چلا۔ اس معاملے میں برادری کے ماننے یا نہ ماننے کی تو کوئی ضرورت ہی

نہیں ہے۔(مسکراتے ہوئے) وہ تو خدا کے فضل سے کبھی ایک رہی نہیں ہے۔اس لئے جماعت نے جس کو پیر مانا وہی رہا کیونکہ پیر تو جماعت کا ہوتا ہے اور سیاست تو جماعت کی ہے۔پیر پگارو کی ذاتی نہیں ہے۔

سوال: راجہ سائیں کی سیاسی تربیت تو آپ نے کی ہوگی؟

جواب: راجہ سائیں کی کوئی سیاسی فالوئنگ نہیں ہے۔ان کے کچھ ذاتی دوست ہوں گے۔باقی رہی جماعت تو وہ درگاہ کی فالوئنگ ہے۔

سوال: کیا جماعت آپ کے بیٹوں کے علاوہ کسی اور کو منتخب کرنے کا فیصلہ کر سکتی ہے؟

جواب: نہیں۔اگر بیٹے نہ ہوں تو پھر کرے گی۔

سوال: پیر صاحب! ساری دنیا میں سیاست عوام کی بھلائی کیلئے ہوتی ہے لیکن، یہاں گرانی اور بیروزگاری، جیسے بے شمار مسائل ہیں آپ کے خیال میں یہاں کبھی کوئی عوام کا پرسان حال بھی پیدا ہو سکتا ہے اور ایسی سیاست بھی ہو سکتی ہے جو عوامی مسائل پر بحث کرتی ہو؟

جواب: جب پبلک کی حکومت ہوئی تو کچھ بہتر ہوگا۔

سوال: جناب یہ تو سب منتخب ہو رہے ہیں۔بے نظیر، نواز شریف اور بھٹو بھی تو عوام کے لیڈر تھے؟

جواب: نام تو سب پبلک کا ہی لیتے ہیں۔اب دیکھو بھئی حکومت کس کی بنتی ہے۔وہ سوال نہیں ہے۔آپ کماتے کتنا ہیں۔اس کے حساب سے ہی کھائیں گے نا۔آپ کے ملک کی پوزیشن نہ ہو اور پرائے پیسے کو اپنا پیسہ ڈکلیئر کرنے لگیں تو پاکستان میں تو اوروں کا پیسہ ہے۔ہم جتنا کمائیں گے اتنا ہی کھلائیں گے۔

سوال: تو یہ جو نعرے لگائے جا رہے ہیں کہ معیشت بہتر ہوئی ہے اور ایک ماہر معیشت بینکر آ کر بیٹھا ہوا ہے؟

جواب: معیشت کوئی بہتر نہیں ہوئی ہے۔اب تک حکومت کسان کو سبسڈائز نہیں کرتی تھی بلکہ شہر والوں کو کرتی تھی۔جس پر میں کہتا تھا کہ To eat more not to grow more (کھانہ زیادہ پیدائش کچھ نہیں) اب وہ سبسڈی شہریوں کیلئے کم یا شاید ختم کر دی ہے جس کی وجہ سے لوگ شاید زیادہ محسوس کرتے ہیں۔

سوال: پیر صاحب! نوجوانی میں آپ کو فلموں اور موسیقی کا شوق رہا ہے؟

جواب: (مسکراتے ہوئے) میں ابھی بھی نوجوان ہوں۔فلموں میں میری دلچسپی نہیں رہی بلکہ موسیقی میں رہی ہے۔میں انگلش کلاسیکل اور لائٹ میوزک اور اپنی کلاسیکل لائٹ میوزک سنتا ہوں۔مجھے جب بھی وقت ملتا ہے، میں ڈش پر فرانسیسی اسٹیشن سے کلاسیکل میوزک سنتا رہتا ہوں اور جب میں اوپر ہوتا ہوں بیگم صاحبہ ٹی وی چلائے ہوتی ہیں تو میں میوزک سنتا ہوں اور انجوائے کرتا ہوں۔

سوال: فرصت کے لمحات میں جب آرام کرتے ہیں تو وہ وقت آپ کیسے گزارتے ہیں؟

جواب: میوزک سنتا ہوں یا کوئی کام ہوتا ہے۔ گزشتہ تین سال سے میں نے کتاب پڑھنا چھوڑ دی ہے اور میوزک ہی سنتا ہوں۔

سوال: کتاب پڑھنا آپ نے کیوں چھوڑ دیا؟

جواب: میں بیمار رہا، مجھے فالج ہوا اور پھر یہ دوسرا جھٹکا لگا، اس وجہ سے پڑھ نہیں سکتا۔

یہ انٹرویو 3 تا 9 جولائی 2006ء کو اخبار جہاں میں شائع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

پرویز مشرف اور پیپلز پارٹی

پیر صاحب پگارو بڑی کھل کر بات کرتے ہیں اور بات نہ کرنی ہو تو کتنی ہی بڑی شخصیت آ جائے وہ بات نہیں کرتے ملک میں چاہے کوئی فوجی حکمران ہو یا فوج کے کاندھے پر سوار ہو کر جمہوریت کی کرسی پر آ بیٹھا ہو یہ ہر کسی کی خواہش ہوتی ہے کہ پیر صاحب پگارو کی اسے حمایت حاصل ہو جائے، پیر پگارو سے اسی ملاقات اور بات چیت کے بعد احساس ہوا کہ اب اس ملک میں اس قدر محب وطن دور اندیش اور حالات کی گہری نظر سے ادراک کرنے والوں کا بڑا فقدان ہے۔ پیر پگارو کے بارے میں مختلف باتیں کی جاتی ہیں کوئی ان کے بیان پڑھ کر کہتا ہے کہ، یہ تو مزاحیہ بیانات دیتے ہیں، اکثر لوگ کہتے ہیں کہ پیر پگارو تو فوج کے آدمی ہیں۔ یہ بات اس لئے کی جاتی ہیں کہ پیر صاحب پگارو اپنے آپ کو خود جی ایچ کیو کا آدمی قرار دیتے ہیں۔ لیکن! پیر پگارو کیا ہیں اس حقیقت کا ادراک کو اسی وقت ہو سکتا ہے جب آپ کو پیر صاحب کی قربت حاصل ہو جائے تو اس وقت میں اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

صدر پرویز مشرف کے بارے میں سوال کیا گیا تو پیر صاحب پگارو نے ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے دوٹوک انداز میں کہا کہ ''صدر جنرل پرویز مشرف کی جگہ اگر کوئی نیا آدمی آئے گا وہ تو ان سے زیادہ کمزور اور خراب ہوگا۔ آئندہ جو آئے گا اس کے لئے بڑا مشکل ہوگا کہ ملک کے اندرونی معاملات کیلئے اور عالمی صورتحال کا مقابلہ کرے۔ صدر جنرل پرویز مشرف یہ کردار بہت بہتر انداز میں ادا کر رہے ہیں۔ پیر پگارو نے کہا کہ جہاں تک تبدیلی کا معاملہ ہے تو جو حلقہ صدر پرویز مشرف کو لایا ہے وہی فیصلہ کرے گا۔ البتہ یہ بات واضح ہے کہ موجودہ صورتحال میں صدر پرویز مشرف سے بہتر اور کوئی شخص نہیں ہو سکتا ہے البتہ اگر پرویز مشرف اپنے ساتھی مشیروں کو تبدیل کر دیں تو بہتر ہوگا۔ صدر پرویز مشرف اور پیپلز پارٹی کے درمیان جاری مذاکرات کے حوالے سے پیر صاحب کا کہنا ہے کہ ان کے درمیان بات کی اصلیت چھپی ہوئی ہے اور جہاں تک ان دنوں مذاکرات بات چیت کی تشہیر (شہرت) کا معاملہ ہے تو یہ پارٹی اپنے کارکنوں کو خوش کرنے اور انہیں اطمینان دلانے کیلئے خود اس کی پبلسٹی کر رہے ہے جبکہ حقیقت کچھ اور ہے جہاں تک پیپلز پارٹی کا تعلق ہے تو یہ ماضی میں دوبار برسر اقتدار رہ چکی ہے اور دونوں وزیر اعظم نے کھل کر کرپشن کی تھی اور اب ایک بار پھر ان کی کوشش ہے کہ تیسری مرتبہ برسر اقتدار آ کر مزید کرپشن کی جائے ان کی یہ بھی

خواہش ہے کہ کرپشن کے حوالے سے ان کے خلاف جو مقدمات ہیں وہ ختم کر دیئے جائیں لیکن اب کون ان کو کرپشن کرنے دے گا۔''

پیپلز پارٹی پارلیمنٹرین کے صدر مخدوم امین فہیم کو موجودہ حکومت کی جانب سے وزیراعظم بنانے کی پیش کش کے حوالے سے پیر صاحب پگارو نے بتایا کہ ''مخدوم امین فہیم کو وزیراعظم بنا دیا جاتا ہے لیکن، ان کی مخالفت بے نظیر نے ہی کی تھی۔ بینظیر نے مخدوم امین فہیم کو وزیراعظم بنانے سے منع کیا تھا یہاں تک کہ اپنے شوہر آصف زرداری کو بھی وزیراعظم بنایا جانا بے نظیر کیلئے قابل قبول نہیں ہے۔ دراصل وہ خود وزیراعظم بننا چاہتی ہیں۔ان کا حساب یہ ہے کہ میں اور صرف میں۔ پیر صاحب پگارو نے کہا کہ دراصل بے نظیر کے سامنے ایک مثال ہے کہ جب ماضی میں سندھ کے وزیراعلیٰ ایوب کھوڑو نے اپنا چارج قاضی فضل اللہ کو دیا تھا تو بعد میں جب ایوب کھوڑو نے دوبارہ وزیراعلیٰ بننا چاہا تو قاضی فضل اللہ نے وزارت اعلیٰ کا عہدہ چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا یہ الگ بات ہے کہ ایوب کھوڑو اپنی کوششوں سے دوبارہ سندھ کے وزیراعلیٰ بن گئے تھے۔ پیر صاحب نے کہا کہ بے نظیر کو عوام کا کوئی خیال نہیں ہے ان کو صرف اپنا ہی خیال ہے۔''

ملک میں تبدیلی کے حوالے سے کی جانے والی باتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ''آپ صحافی ہیں سمجھدار ہیں یہ سمجھ لیں کہ ایک فوجی جنرل چارج فوجی جنرل میں لے گا جہاں تک امریکہ کی جانب سے پاکستان میں جمہوریت کے حوالے سے دباؤ کا تعلق ہے تو اس کا مجھے علم نہیں کہ دباؤ ہے یا نہیں۔البتہ ایک بات ضرور کرسکتا ہوں کہ اس خطہ میں اس وقت جو صورتحال ہے اس میں امریکہ کو یہاں سے تعاون کی اشد ضرورت ہے اور یہ سپورٹ جنرل پرویز مشرف ہی امریکہ کو دے سکتے ہیں اور ماضی گواہ ہے کہ پرویز مشرف امریکہ سے تعاون کرتے رہے ہیں ظاہر ہے کہ اس حوالے سے بھی امریکہ کے پاس کوئی متبادل نہیں ہے۔اگر خفیہ طور پر امریکہ نے متبادل کی تیاری کی ہو تو مجھے علم نہیں۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ امریکی صدر بش کی خواہش تھی کہ پاکستان میں پرویز مشرف کا کوئی متبادل تیار کیا جائے۔لیکن اس سطح پر متبادل دو چار مہینوں میں تیار نہیں ہوتا نہ کیا جا سکتا ہے جو عوام کیلئے بھی کام کرسکتے ہیں۔ پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں پیر صاحب نے کہا کہ ''فوج اور ہم'' یہ ہیں۔ ہمارا البتہ فوج اور ہم کے علاوہ Dominated by journalist (صحافتی غلبہ) نظام ہے یہ کہہ کر پیر صاحب نے زوردار قہقہہ لگایا ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ پیر صاحب کس حقیقت کی جانب اشارہ کررہے ہیں یا ازراہ مذاق انہوں نے یہ بات کہی ہے۔''

ملک میں آئندہ عام انتخابات کے حوالے سے پیر صاحب پگارو نے کہا ہے کہ ''میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ مجھے یہاں الیکشن ہوتے نظر نہیں آرہا ہے۔ ملک میں کوئی پارٹی نہیں ہے مسلم لیگ (ق) کوئی چیز یا پارٹی نہیں ہے اگر انتخابات ہوئے تو یہ پارٹی کامیاب نہیں ہوسکتی تو پھر موجودہ حکومت کا کیا ہوگا جو (ق) لیگ

پر تکیہ کرتی ہے۔''

پیر پگارو نے کہا کہ ''جب وزیراعظم کی حلف برادری ہو رہی ہے تھی تو میں نے اس سے قبل کہا تھا کہ ملک میں مارشل لا لگے گا لیکن ضد کر کے صدر صاحب نے اسے چلایا ہے۔ کشمیر کے مستقبل اور پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے پیر صاحب نے کہا یہ دراصل ہندوستان پاکستان کی ملی بھگت ہے بھارت کے وزیراعظم پنڈت جواہر لعل نہرو تو بہت بڑے آدمی تھے انہوں نے کشمیر کے حوالے سے اقوام متحدہ کو قراردادوں کے باوجود کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ بنالیا۔ آخر بھارت نے کشمیر کو اٹوٹ انگ کیوں بنایا اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھارت کا اٹوٹ انگ ہوسکتا ہے کہ تو یہ نا سمجھی کی بات ہے اس لئے کے اقوام متحدہ کی کشمیر کے بارے میں قراردادوں کی موجودگی میں کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ نہیں ہوسکتا۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ کشمیر کا مسئلہ ہونے کے قریب ہے۔ چاہے یہ مسئلہ آج کل میں حل ہو یا حکومتوں کی تبدیلی کے بعد حل ہولیں۔ اب یہ مسئلہ حل ہونے کے قریب ہے یہ بات الگ ہے کہ آگے چل کر یہ معاملہ کوئی اور رخ اختیار کرلے یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ کشمیر میں پہلے کون آتا ہے پھر سوچنا ہے کہ بھارت کا یہ اٹوٹ انگ ٹوٹنے کے بعد اور کتنے اٹوٹ انگ ٹوٹتے ہیں۔'' کیا مزید اٹوٹ انگ ٹوٹ جائیں گے اس موقع پر پیر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا کہ، ''فارسی کے شاعر فردوس نے اپنے معشوق کے چہرے کے تل کے عیوض سمرقند و بخارا دینے کو تیار ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے آنے والے بھی کیا یہ ہی کریں گے۔''

پیر صاحب سے سوال کیا گیا کہ ملک کے اندرونی و بیرونی معاملات پر صدر جنرل پرویز مشرف آپ سے مشورہ کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ''صدر پرویز مشرف مشورے ان سے کرتے ہیں کہ جو آپ کو چھپاتے ہیں۔ جبکہ مشورے ان سے کرنا چاہئے جو آپ کو سمجھاتے ہیں۔ مشورے دینے کیلئے تو پڑھا لکھا اور سمجھدار آدمی ہونا چاہئے جو میں تو نہیں ہوں۔''

اس خطہّ میں صورتحال جغرافیہ کی تبدیلی کے حوالے سے پیر صاحب سے پوچھا گیا کہ آج کل بڑی باتیں ہو رہی ہیں کہ اس خطہ میں تبدیلیاں رونما ہونے والی ہیں۔ پیر صاحب نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ''آج کل تو لوگ اس حوالے سے تھنک ٹینک امریکہ کی جانب سے جاری کئے گئے نقشے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن میرے بھائی پیر سید نادر (شاہ) نے روس میں 1969ء میں ایک نقشہ دیکھا تھا جس میں پاکستان، افغانستان اور ایران کے مستقبل کی نشاندہی کی گئی تھی جس میں خراسان، پختونستان، بلوچستان، پنجاب کو ملک کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ جب کہ صوبہ سندھ کو اس نقشے میں بھارت میں دکھایا گیا تھا اب دیکھیں آئندہ کیا ہوتا ہے۔ پیر صاحب نے کہا کہ میں افغانستان کو ملا عمر کی نظر سے دیکھتا ہوں۔

ڈوائیڈر کون تھا یا کون نہیں تھا۔ ڈوائیڈر لائن کیا ہے میں اس حوالے سے بھی افغانستان کو دیکھتا ہوں۔''

ایران پر امریکہ کے حوالے سے انہوں نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ''اگر امریکہ ایران

پر حملہ کرے گا تو افغانستان زیادہ تکلیف ومسائل کا شکار ہوگا پاکستان کا الگ معاملہ ہے۔''

اس خطہ کے مستقبل کے حوالے سے مزید اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ'' آئندہ مجھے نظر آتا ہے کہ جس طرح یورپ میں یورپی ممالک ہونگے ان ممالک کی یورپی یونین قائم کی گئی ہے اس طرح سارک کے تمام ممالک ہونگے ان ممالک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کردیئے جائیں گے اور اس طرح کا انتظام ہوگا جس طرح یورپی یونین کا مستقبل نظر کر دیا ہے۔ پیر صاحب نے ماضی کے ممتاز تجزیہ نگار کے حوالے سے تذکرہ کرتے ہوئے کہا انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ جب وہ 1954ء میں لندن گئے تو ان کی ملاقات لارڈ اٹیلی سے ہوئی تھی جو برطانیہ کے وزیراعظم تھے، پیر علی محمد راشدی نے لارڈ اٹیلی سے باتوں باتوں میں پوچھا تھا کہ آپ نے برصغیر کو کیوں چھوڑا تھا یعنی برصغیر کو برطانیہ نے اپنے تسلط میں کیوں نہیں رکھا تھا، لارڈ اٹیلی نے جواب دیا کہ ہمیں ہندوستان کی سپاہ پر بھروسہ نہیں تھا اور اس سلسلے میں امریکہ برطانیہ پر بہت دباؤ تھا۔ لارڈ اٹیلی نے پیر علی (محمد) راشدی سے مزید کہا کہ مستقبل میں پاکستان اور بھارت ویسے ہی ہوجائیں گے جیسا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے دیکھا اور سوچا تھا ان باتوں سے جو چیز سمجھ میں آرہی ہے وہ یہ ہے کہ اس خطہ میں مختلف ممالک چھوٹے چھوٹے ریاستوں میں تبدیل ہوجائیں گے۔

پیر صاحب نے کہا کہ دراصل بات یہ ہے کہ (منصوبہ) کون بناتا ہے کیا سوچتا ہے اور آخر میں کیا ہوجاتا ہے یہ سب باتیں غور کرنے اور تجزیہ کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ پیر صاحب نے روس کے حوالے سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ روس بکھر گیا ہے لیکن زرا غور کر بس سفید روس آج بھی متحد ہے۔ کلرڈ روس بکھر گیا ہے لیکن روس کی فوج آج بھی ہر جگہ موجود ہے۔''

یہ انٹرویو 30 اپریل 2007ء کو الشرق میں شائع ہوا تھا۔ جس کا خلاصہ قارئین کی نظر ہے۔

☆☆☆☆☆

بھٹو صاحب نے دھوکا کھایا

ذوالفقار علی بھٹو کی دوستی کے بعد سیاسی اختلاف کے بارے میں پوچھے گے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ،''بھٹو صاحب نے دھوکا کھایا۔ جام صادق علی اور دوسرے جو تھے وہ کہتے تھے پیر صاحب ڈرپوک ہے یہ ہے وہ ہے۔اس واسطے وہ کچھ تھا کہیں۔جب فارن پریس والے آئے اسلام آباد میں تو میں نے پی این اے والوں کو کہا بھئی کل پیشی ہے کیا جواب دینا ہے ان کو۔انہوں نے کہا ہم آپ کو کل دیں گے۔جب میں کل گیا تو کوئی چیز نہیں دی۔پروفیسر (غفور) زندہ ہے اس سے پوچھو یہ اٹھ کے جا کے لکھ کے کچھ دے آیا۔ یہ ریلیز کر دیں۔

بھٹو صاحب نے، میں ہارڈلے ہاؤس میں تھا تو خط لکھا کوئی ڈیڑھ پیج کا پھر میں جب یہ چھ منسٹرز نکالے گئے سندھ کی منسٹری میں چینج آیا پھر میں ادھر چلا گیا۔54ء میں ادھر چلا گیا نا اس گھر میں۔باہر تو نہیں ہے کراچی میں گھر تھا۔تو یہ (ذوالفقار علی بھٹو) وہاں ملنے آیا تھا سکندر مرزا سے۔وہ آیا کہ وہ مجھے ٹائم ہی نہیں دیتا۔ایک دفعہ پہلے ٹائم دیا تھا۔دوسری بار اس نے مانگا، دیتا نہیں۔میں نے کہا کہ میرا نام اپنے ساتھ ملا کر درخواست دے دو۔ٹائم دیا تو پھر میں اس کو اپنے ساتھ لے گیا۔میری طرف سے اس کی انٹروڈکشن تھا۔بگنگ (شروعات) وہ آپ ہی کرتا تھا۔میرے اس کے اوپر احسان، دوستی میں تو (انسان) احسان گنتا نہیں ہے۔لیکن اس کو یونائیٹڈ نیشن جانے کیلئے چندریگر نے خط لکھا کھوڑے صاحب کو، تو مجھے دیں۔کھوڑو اور پیر علی محمد راشدی نے چندریگر کو انکار کر دیا۔کیوں کہ اس وقت قانون یہ تھا کہ صوبہ Recommend (تجویز) کرے گا۔پرائم منسٹر نہیں مانگے گا، صوبہ کرے گا۔صوبے نے انکار کر دیا۔جب ون یونٹ بنا 56ء میں مجھے پھر اس نے کہا مجھے دلاؤ۔میں نے حسن محمود اور کرنل عابد کو کہا انہوں نے اس کو یونائیٹڈ نیشن میں بھیجا۔''

ذوالفقار علی بھٹو کی باڈی کے بارے میں جنرل ضیاء نے جب پیر صاحب سے مشورہ لیا تو آپ نے کہا کہ،''مجھے ایک دن بلوایا گیا کہ پیر صاحب کیا کریں؟ کیا کریں؟ پشاور کے نزدیک کہیں دفن کرانا چاہتے تھے۔میں نے کہا ویری سمپل (تمام آسان)۔ پولیٹکل Exclusion (مثال) دو تھیں بھگت سنگھ And my father (اور میرے والد) انہوں کی باڈیاں نہیں ہیں یہاں کہیں بھی۔میں نے کہا یہ نارمل کرائم ہے،

کورٹ کی سزا ہے اس کی باڈی کو چھپانے کی ضرورت کیا ہے۔ آپ بھلے اس کا فوٹو لیں کے بعد میں یہ نہ کہیں کہ یہاں چھپا بیٹھا ہے وہاں چھپا بیٹھا ہے سب کو خبر ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ بھلا کہاں بھجوائیں میں نے کہا ویری سمپل اپنے گھر اپنے گاؤں میں گڑھی خدا بخش۔ میں یہ مشورہ دے کے یہاں آیا تو کچھ دنوں کے بعد الٰہی بخش سومرو نے مجھے کہا، بھیا! آپ نے کیا مشورہ دیا ہے۔ یہ روز یہاں سے ہنگامہ کرتے جائیں گے پھر وہاں سے ہنگامہ کرتے یہاں سے واپس لوٹیں گے۔ میں نے کہا مناسب یہی تھا جو میں نے کہا۔''

شکار کے حوالے سے آپ نے فرمایا کہ ''جبلوں پر چڑھ کر اوپر جا کر سرہن (جابلو ہرن) کا شکار کرتے تھے۔ استاد ایک کتابچہ مل گیا اس میں، میں نے دیکھا، پڑھا نہیں، دیکھا، کہ اس میں انسٹرکشن (ہدایات) میں یہ آتا ہے کہ پرندہ یہاں ہو تو اس کو نشانہ ایسے لیا جائے۔ (فاصلہ کتنا رکھا جائے) ہاں۔ بس وہ میں نے دیکھا اور پریکٹس کی پیر محفوظ مرحوم کے پاس۔ بچپن میں وہ جو ایئر گن ہوتی ہے اس سے گلہری جو گندم خراب کرتی تھی۔'' (اس کا شکار)

عشق کے بارے میں پوچھے ہوئے سوال میں آپ نے فرمایا کہ ''لائف میں میرا عشق ایک ہوا وہ انگلینڈ میں ہوا۔ اس کے بعد کوئی نہیں ہوا۔ ختم ہو گیا وہ اسی وقت ہی ختم ہو گیا تھا۔''

ملکی سیاسی قیادت کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ ''ہماری قیادتیں جو 58ء تک آئیں وہ حادثاتی نہیں آئی ہیں۔ 58ء کے بعد سب حادثہ ہی حادثہ ہے۔ لیڈرز وہ ہیں جن کیلئے گل حمید صاحب میں اور مجھ میں بات ہوئی تھی تو اس نے کہا تھا۔ ہم نے بہت ڈھونڈا ایک مشکل سے ملا اس کو ہم نے دس سال ٹرین کیا۔ اب وہ (راجہ) پورس کا بدل ہے۔ ہمارا فخر ہے ہمارا نشان ہے، نواز شریف۔ کتنا نشان ہے کتنا پورس کا بدل ہے وہ آپ سب جانتے ہیں۔ کوئی خدا کے طرف سے رحمت پاکستانیوں پر ہو تو اور بات ہے ورنہ جیسے جا رہے ہیں وہ ڈوب جائیں گے۔''

سندھ کے قوم پرستوں کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ ''جی ایم سید نے ایک غلط رستہ بتایا اور دکھایا یہ اسی پر چل کر درخت بنے ہیں۔ ان کا بھی مستقبل وہی ہے جو میں نواز شریف کیلئے بھی کہتا ہوں بلیک۔ سندھ کے ہمیشہ وہ باتیں کرتے ہیں سندھ کی، جو سندھ کو پیچھے کر جاتی ہے۔ آگے قوم نہیں بڑھ رہی۔ جی ایم سید کیا بھی تھا پاکستان بننے کے بعد الٹا چلا نہ۔ یہ آپ کے Nationalist (قوم پرست) سب پیرول پر۔ سندھ کی خدمت کر رہے ہیں، پانی، برسات نہ پڑے سندھیوں کو لے جائیں گولیاں رستے میں ملیں کھائیں لوگ جوتے کھائیں دھرنا بنے۔ فائدہ کوئی ہوا ہے Nationalist کو صرف لیڈرز پیسے بناتے رہیں ہے۔ جماعت کو کیا سروکار کراچی والوں سے۔ جماعت وہاں اپنی جگہ پر رہے نہ کراچی والے بھلے آپس میں لڑیں۔''

اپنی پہلی شادی کے کے بارے میں پوچھے ہوئے سوال کہ جواب میں آپ نے فرمایا کہ ''یہاں

مارشل لاتھی تو کچھ آدمی لاڑ (زیریں) سندھ میں چلے گئے۔ تو یہ رحیم یار خان میں اور صادق آباد میں جا کے بیٹھے ان کی عورتیں مخدوم صاحب کے گھر جاتی تھیں تو ان کو بیگم صاحب نے کہا کہ میں یہ رشتہ پیر صاحب سے کرنا چاہتی ہوں۔ ایک عورت آئی ہمارے گھر پیر جو گوٹھ بتایا کہ یہ یوں قصہ ہے۔ میں نے پیر علی محمد راشدی اور موسیٰ وسان سے بات کی انہوں نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ کوشش چل رہی ہے کہ خان بہادر کھوڑو کی بیٹیوں سے آپ کی شادی ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ مخدوم صاحب کی بیٹی سے شادی کریں پھر مخدوم صاحب کے پاس ہم لوگ رشتہ لینے کیلئے گئے۔ پھر (رشتہ) لیکر (شادی) وہاں ہوئی۔''

دوسری شادی کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ'' وہ (رشتہ) میں نے اپنے رشتہ داروں میں سے کیا۔ مریدوں میں سے نہیں، دوسرے خاندانوں سے بھی نہیں، اپنی رشتہ دار لڑکی سے، برعکس پہلی شادی کے۔''

ان کے بچوں کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ'' پہلے پہلے پیدا ہوئی بڑی لڑکی پھر راجہ سائیں پھر علی گوہر پھر (دوسری لڑکی) پھر یونس ایسے اولاد ہوا۔

کراچی میں شادی ہوئی۔ پہلے دو سال تو ٹھیک رہا معاملہ۔ پھر بات بڑھنا شروع ہوئی ون یونٹ ہوا تو حسن محمود مرحوم کا کچھ امپارٹنس (اہمیت) کم ہوا ہمارا بڑھا یہ بات پسند نہ آئی۔ پھر 65ء کی لڑائی ہوئی اس میں تمام زیادہ ہوا انہوں کا کچھ نہیں ہوا۔ پہلی بچی سے میری بہت دل تھی دوسروں کے بعد کم ہوتی گئی۔ پہلے بچے کی پیدائش پر بیگم صاحب نے کہا کہ آپ، مجھے بیٹی ہوئی ہے آپ ضرور دوسری شادی کریں گے۔ میں نے کہا نہیں مجھے دکان نہیں کھولنا۔ (قہقہہ)

میرے بچے چھوٹے تھے تو میرے ساتھ تھے۔ تھوڑے بڑے ہوئے تو میں ''یو ڈی ایف'' اور ''پی این اے'' میں جُٹ گیا بچے ایک طرف میں دوسری طرف۔ یونس، صدرالدین شاہ میں لکی شاہ گیا تو وہاں انہوں نے کہا کہ اب جو بچہ ہوگا وہ کام کا ہوگا۔

روحانی دوَروں کے بارے میں پوچھے گئے سوال میں آپ نے فرمایا کہ'' یہ حادثاتی مجھے Stroke (فالج) ہوا میں کہیں نہیں نکلتا۔''

میری ہمیشہ عادت ہے مختصر لکھتا ہوں۔ فون پر بھی مختصر بات کرتا ہوں۔ فون میرے ٹیپ ہوتے ہیں میں زیادہ بات کر کے کیا کروں گا۔ کام کی بات کہی (سامنے والے نے) اس کا جواب ملا۔

کچھ باتیں Not knowingly اتفاقاً بحث مباحثے میں یا Public gathering (عوامی اجتماع) میں نکل جاتی ہیں وہ بھی ہوتی ہیں۔ کچھ باتیں کلکیولیٹ کرتے ہیں 70ء کی پوزیشن سے اور اس کے Effects (اسباب) سے اور حالتوں سے وہ بھی پوری ہو جاتی ہیں۔''

مولویوں کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ'' 2 Nations theory (دو قومی نظریہ) بالکل صحیح

ہے۔لیکن یہ ملاں لوگ اور ہمارے سیاستداں جو کہتے ہیں وہ غلط ہے۔Nation as Indians (قوم بمثل انڈین) سب کو ڈیوائڈ (تقسیم) کرے تو آدھا ایک طرف ہے آدھا دوسری طرف ہے۔آدھا گئو (گائے) ماتا کو پوجتے ہیں آدھا گئو ماتا کو نہیں پوجتے۔جو پوجتے ہیں وہ ایک نیشن ہے جو نہیں پوجتے وہ دوسرا نیشن ہے۔پاکستان کو اگر سنبھالنا ہے، چلانا ہے تو ملاؤں کو ختم کرنا ہے، ان کو پھر بھیجنا ہے واپس جہاں سے وہ شروع ہوئے تھے۔ہاں۔نماز پڑھاؤ، جنازے کی نماز پڑھاؤ، نکاح پڑھاؤ، اذان دو، کان میں۔شریعت کا فیصلہ کچھ لوگ کرتے تھے۔اگر اللہ کی رحمت برسی عنقریب میں، تو پاکستان کا مستقبل زیادہ روشن ہے۔

پاکستان کے مستقبل کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ، ''مستقبل کی سیاست میں عمل دخل ان سیاستدانوں کے بعد ہوگا۔اکاؤنٹ بلیٹی ہو پھر جو بچیں وہ پالیٹکس کریں۔ادھر آپ سدھارنا چاہتے ہیں اور اکاؤنٹبلٹو (جوابدہ) والوں سے سدھارنا چاہتے ہو تو کہاں سدھرے گا۔''

کھانے پینے کے شوق میں آپ نے فرمایا کہ ''اب تو شوق نہیں رہے۔بہت کچھ پسند کرتا تھا۔''

آرام کرنے سلسلے میں پوچھے گئے سوال میں آپ نے فرمایا کہ ''پہلے کم کرتا تھا اب زیادہ کرتا ہوں۔ وقت بھی ایسا تھا کم زیادہ، فکر کم ہو گیا ہے۔اس وقت ''ایف ایس ایف'' یہ تھا وہ تھا بہت سلسلے تھے۔اب Out of the way (الگ سے) کوئی گڑبڑ ہوتی نہیں ہے۔گناہ مجھ سے خدا کے فضل سے ہوتا نہیں ہے۔''

یہ انٹرویو 2010ء میں مہران ٹی وی پر نشر ہوا۔جس کا خلاصہ قارئین کی نظر ہے۔



آنے والوں کو ویلکم کروں گا

سوال: السلام علیکم؛ پیر صاحب!

جواب: وعلیکم السلام۔

سوال: آپ کی صحت کیسی ہے؟

جواب: اللہ کا کرم ہے۔آپ کی دعائیں۔

سوال: مشرف صاحب اگر واپس آتے ہیں پاکستان میں تو کیا آپ کی پارٹی کے لوگ ان کا استقبال کرنے جائیں گے؟

جواب: نہیں۔

سوال: نہیں جائیں گے؟

جواب: نہیں۔

سوال: اچھا، تو کیا آپ ان کو ویلکم کریں گے؟

جواب: اگر کوئی بھی آدمی پارٹی کو جوائن کرسکتا ہے۔آپ بھی کرسکتے ہیں۔

سوال: چلیں مجھے بھی آپ نے دعوت دیدی۔لیکن کیا آپ ان کو ویلکم کریں گے اگر وہ پاکستان میں آئیں؟

جواب: میں ہر آنے والوں کو ویلکم کروں گا۔ ہر جانے والوں کو شکریہ کہوں گا۔

سوال: اچھا کیا آپ کی پارٹی ان کو سپورٹ کرے گی؟

جواب: وہ پارٹی کیا کرے گی اس کا میں کہہ نہیں سکتا۔

سوال: نہیں میں فنکشنل کی بات کررہا ہوں۔ فنکشنل لیگ کی؟

جواب: بھائی، فنکشنل لیگ کیا کرے گی تو اور بھی تو لوگ جماعت میں ہیں۔ میں اکیلا تو نہیں ہوں۔ فیصلا تو میجارٹی کا ہوتا ہے۔

سوال: اچھا، آپ اپنے پارٹی کے لوگوں سے مشورہ کرنے کی بات کررہے ہیں یا آپ ساری پارٹیز کی بات کررہے ہیں؟

جواب: مشورہ (کی) ابھی ضرورت ہی نہیں۔کوئی آدمی جوائن کرتا ہے اس کے لیے مشورہ تو نہیں ہوتا ہے۔

سوال: کہنے کا مقصد یہ ہے آپ کا کہ مشرف صاحب کی مسلم لیگ ہے۔وہ بھی اگر جوائن کر لے فنکشنل لیگ کو تو آپ اس کا استقبال کریں گے۔

جواب: استقبال میں نے نہیں کہا۔ویلکم کریں گے۔

سوال: وزیراعظم گیلانی صاحب کے بارے میں پیر صاحب آپ نے کہا کہ وہ غلط ہاتھوں میں پھنس گئے ہیں۔

جواب: وہ میں نے خود بھیجا ہے۔

سوال: نہیں۔آپ نے تو خود بھیجا تھا۔

جواب: ہاں۔

سوال: لیکن وہ غلطی نہیں کی آپ نے؟

جواب: نہیں۔غلطی نہیں کی میں نے اس وقت صحیح فیصلہ کیا تھا۔

سوال: اس وقت صحیح فیصلہ کیا ہے؟

جواب: ہاں۔

سوال: وہ وہاں پے جا کے پھر کیا خراب ہو گئے ہیں یا غلط ہاتھوں میں چلے گئے ہیں؟

جواب: نہیں۔خراب نہیں ہو گئے، غلط ہاتھوں میں بھی نہیں آئے پر غلط لوگوں میں آئے۔

سوال: غلط لوگوں میں آ گئے؟

جواب: ہاں۔

سوال: تو ان کا فیوچر کیا ہے؟

جواب: ان کا فیوچر جو اللہ میاں نے لکھا ہو گا وہی ہے۔

سوال: تو حکومت اس کا مطلب ہے رہے گی؟

جواب: حکومت رہے نہ رہے وہ تو میروں کے مشورے پے دارومدار رکھتا ہے۔میرے اوپر تو نہیں۔

سوال: حکومت کے کرتوت ایسے دکھائی دیتے ہیں کہ وہ رہ جائے؟

جواب: جس طرح کام چل رہا ہے مجھے مشکل نظر آتا ہے کہ زیادہ دیر نہ رہے۔

سوال: اچھا آپ کو مشکل نظر آتا ہے کہ زیادہ وقت رہے؟

جواب: ہاں۔

سوال: اس حکومت کو چلنے کا کتنا ٹائم دیں گے؟

جواب: بھئی ٹائم تو میں نہیں دے سکتا۔لیکن! حالات پر منحصر ہے۔

سوال: نہیں۔حالات تو کافی خراب ہیں پیر صاحب؟

جواب: تو اور بھی خراب ہونے ہیں۔

سوال: ابھی اور ہوں گے خراب؟

جواب: ہُوں؟

سوال: اگلا ایک سال نکالے گی حکومت؟

جواب: میں یہ کہہ نہیں سکتا۔

سوال: تو حالات اور مزید کیسے خراب ہوں گے؟ آپ کہہ رہے ہیں۔

جواب: بہت خراب ہوں گے۔Rehabilitation(بحالی)Reconstruction(تعمیرنو) میں سارے پیسے ہڑپ ہوجائیں گے۔

سوال: یہ سب ہڑپ کر جائیں گے؟

جواب: ہاں۔

سوال: حکومت والے؟

جواب: نہیں۔جو بیوروکریٹس ہیں۔

سوال: بیوروکریٹس جو ہیں وہ ہڑپ کر جائیں گے؟

جواب: ہڑپ کر جائیں گے۔

سوال: اچھا تو الزام پیپلز پارٹی پر آجائے گا؟

جواب: الزام تو گورنمنٹ پر آئے گا۔

سوال: وہی نا گورنمنٹ پر آ گیا نہ الزام سارا۔تو بیوروکریٹس کی وجہ سے گورنمنٹ جو ہے وہSuffer (متاثر) کرے گی؟

جواب: Suffer تو ضرور، بدنامی تو گورنمنٹ کی ہوگی۔

سوال: اس حکومت کے بعد کیا پھر فوج آئیگی یا سیمی گورنمنٹ؟

جواب: یہ میں کہہ نہیں سکتا۔

سوال: تو پھر کیاPredict(پیشگوئی) کریں گے پیر صاحب؟ پولیٹکل Scenario (منظر نامہ) کیا بنے گا؟

جواب: اس وقت تو، جب تک سیٹلمنٹ (حل) نہیں ہوگا۔تب تک کچھ Prediction (پیشگوئی) نہیں ہوسکتا۔

سوال: تو یہ حکومت کے جو اتحادی ہیں۔ کیا وہ ساتھ دیں گے ان کا حکومت کا پیپلز پارٹی کی حکومت کا؟

جواب: میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ ہر ایک کہ Commitments (ذمہ داری)۔ وہ کمٹمنٹ کے ساتھ ہیں۔

سوال: مشرف صاحب کی جو پارٹی ہے جو فرسٹ اکتوبر کو Announce (اعلان) کرنے جا رہے ہیں۔اس کا کوئی فیوچر دکھائی دیتا ہے آپ کو؟

جواب: فیوچر ہمارے ساتھ ہوں گے تو برائٹ (چمکدار) ہوگا۔

سوال: لیکن چودھری شجاعت وغیرہ بھی آپ کے ساتھ ہوں گے؟

جواب: وہ بھی میرے ساتھ ہوں گے۔

سوال: وہ بھی آپ کے ساتھ ہوں گے؟

جواب: ہاں۔

سوال: ظفر اللہ جمالی صاحب بھی آپ کے ساتھ ہوں گے؟

جواب: دوست تو ہے، لیکن! وہ ساتھ رہے یا نہ رہے میں کہہ نہیں سکتا۔

سوال: سنا ہے کوئی Confusion (غلط فہمی) Create (پیدا) کرنے کی کوشش کی مشاہد حسین صاحب نے؟

جواب: کیا کیا کیا؟

سوال: آپ سے جب ملاقات ہوئی مشاہد حسین سید صاحب کی اور چودھری شجاعت حسین صاحب کی تو کوئی Confusion create کرنے کی کوشش کی گئی ہے Against (خلاف) پریذیڈنٹ پرویز مشرف؟

جواب: دیکھو بھئی! Fusion (ضم) پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ فیصلہ صرف یونیفکیشن پر ہوا ہے Assimilation (ہم آہنگی) پر ہوا ہے۔

سوال: میں پوچھنا یہ چاہ رہا ہوں مشاہد حسین سید اور چودھری شجاعت حسین آپ سے ملنے آئے تھے۔ تو انہوں نے کوئی بات ایسی کہہ دی کہ جو مشرف کے خلاف تھی آپ کے سامنے؟

جواب: نہ، کوئی مشرف صاحب کا ذکر ہی نہیں ہوا۔

سوال: ابھی آپ نے کہا جی کہ اس وقت آپ کو کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جو حرف آخر ہو بتا دی جائے۔ اب نواز شریف اور شہباز شریف اتحاد کریں گے آپ کے ساتھ؟

جواب: مجھے پتہ نہیں ہے۔

سوال: آپ چاہئیں گے کہ وہ بھی مسلم لیگ آپ میں ضم ہو جائے؟

جواب: میں تو ہر مسلم لیگیوں کو چاہتا ہوں کہ ایک ہو جائے۔

سوال: اچھا آپ چاہتے ہیں کہ سب لوگ ایک ہو جائیں جی؟

جواب: ہاں۔

سوال: آپ نے کہا ہے جی کہ آپ پرویز مشرف کو صدر منتخب کریں گے؟

جواب: نہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا ہے۔ پارٹی پر ہے۔ ورک کونسل پر ہے۔ وہ کسی کو بہ (بھی) الیکٹ کر سکتی ہے۔

سوال: کسی کو بھی کر سکتی ہے۔ چاہے اس میں مشرف بھی ہو؟

جواب: کیر (کوئی) بہ (بھی) ہو۔ وہ ان کی مرضی۔

سوال: تو ابھی آپ پیر صاحب، ساری آپ کے خیال میں ساری مسلم لیگیں جو ہیں وہ کیا آپ کے ساتھ اکٹھے ہونا پسند کر لیں گی؟

جواب: بھئی، ملک کے حالات کو دیکھ کر ہم سب کو اکٹھا ہونا ہے۔

سوال: ملک کے حالات کو!

جواب: دیکھ کر ہم سب کو اکٹھا ہونا ہے۔

سوال: تو پیر صاحب آپ کہہ رہے ہیں کہ ملک کے حالات ایسے ہیں کہ اب ساری مسلم لیگیوں کو چاہئے کہ وہ مسلم لیگ فنکشنل کے ساتھ وہ اکٹھے ہو جائیں؟

جواب: ہاں۔

سوال: تو اس میں آپ یہ بھی چاہئیں گے کہ میاں نواز شریف صاحب کی بھی آپ کی پارٹی کے ساتھ ان کی بھی شمولیت ہو جائے؟

جواب: وہ اس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ ہم Invite (دعوت) ضرور کریں گے۔

سوال: کب تک Invite کریں گے پیر صاحب؟

جواب: تھوڑے دنوں میں۔

سوال: تو مشرف صاحب کو بھی Invite کریں گے آپ؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیوں؟

جواب: بھئی، مشرف صاحب مسلم لیگی ہے نہیں۔ تو میں کہاں سے Invite کروں۔

سوال: لیکن پارٹی تو ان کی بھی مسلم لیگ ہے۔ آل پاکستان (مسلم لیگ)۔؟

جواب: دیکھو بھئی! پارٹی اور پارٹی لیڈر میں فرق ہے۔ پارٹی آ رہی ہے، پارٹی لیڈر جب آئیگا جوائن کرے گا تو ہم Considered (غور) کریں گے اس کو اور اس کے علاوہ تو ہر ایک کی مرضی جوائن کرے یا نہ کرے۔

سوال: میں صرف پوچھنا یہ چاہ رہا ہوں پیر صاحب، کہ پہلی اکتوبر کو مشرف صاحب اپنی پارٹی کا اناؤنس منٹ کر رہے ہیں لندن میں۔ تو وہ اگر پارٹی آپ سے رابطہ کرے اور آپ کی پارٹی فنکشنل کے ساتھ وہ بھی شامل ہونا چاہے تو آپ اس کو Appreciate (ستائش) کریں گے؟

جواب: پارٹی شامل ہونا چاہے۔ ہاں تو ہم لے لیں گے۔

سوال: آپ خیر مقدم کریں گا اس کا؟

جواب: کس کو؟

سوال: جو مشرف صاحب کی مسلم لیگ اس کو؟

جواب: بھئی وہ مسلم لیگ میں نے کہا کہ سب کو اکٹھا کرے سب کو ویلکم کریں گے۔

سوال: ان کی پارٹی کو سپورٹ (حمایت) بھی کریں گے آپ؟

جواب: ان کی پارٹی ہمیں سپورٹ کرے یا نہ کرے، دیکھا جائے گا۔

سوال: نہیں۔ آپ ان کی پارٹی کو سپورٹ کریں گے؟

جواب: ان کی پارٹی کو اپوز (مخالفت) نہیں کروں گا۔

سوال: نہیں۔ سپورٹ کریں گے آپ اس کو؟

جواب: بھئی، جماعت مسلم لیگ میں شامل ہو جاتا ہے۔ تو وہ مسلم لیگی ہوتا ہے اور ہم سب مسلم لیگیوں کو سپورٹ کرتے ہیں۔

سوال: بہت بہت شکریہ ہم سے بات کرنے کا پیر صاحب۔

جواب: آپ کی بڑی بڑی مہربانی جو آپ نے کال کی۔

سوال: نہیں نہیں بہت بہت شکریہ آپ کا۔

جواب: Thank you

یہ انٹرویو 22 ستمبر 2010ء کو 'ٹی وی ون' کے پروگرام 'رانا مبشر @ پرائم ٹائم' میں نشر ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

ایمانداری سے سب کو دیا جائے

سوال: السلام علیکم پیر صاحب!

جواب: وعلیکم السلام۔

سوال: آپ کا بہت بہت شکریہ، سب سے پہلے کہ آپ نے ہمیں یہ Opportunity (موقعہ) دی آپ سے گفتگو کرنے کی۔ آپ سے یہی سوال ہو گا کہ بہت زیادہ ایک تبدیلی کی فضا جیسے پاکستان میں ابھی محسوس ہو رہی ہے اور لوگ یہی جاننا چاہتے ہیں کہ آنے والے دنوں میں کس قسم کی تبدیلی آنے والی ہے۔ آپ سے پہلا سوال تو یہی ہو گا کہ آپ کو کیا نیڈ (ضرورت) مطلب کہ آپ کو کیا محسوس ہوا کہ جو آپ نے یہ Step (قدم) لیا کہ سارے جو پاکستان کی مسلم لیگ کی جماعتیں ہیں وہ اکٹھا ہو جائیں؟

جواب: مسلم لیگ کو تو بہر حال اکٹھا ہونا چاہیے۔ میں نے پہلے بھی کوشش کی تھی اور اب دوبارہ کوشش کی ہے۔ کیوں کہ ہم سب ضرورت مند ہیں اکٹھے ہونے کے اور آنے والے الیکشن کے لیے اگر ہوتا ہے، وین، جب بھی ہوتا ہے اس کے لیے تیاری کریں۔

سوال: اگر مسلم لیگ مکمل طور پر پے اکٹھا ہو گئی، آپ کو لگتا ہے وہ ڈلیور (دے) کر پائے گی؟

جواب: ہاں۔

سوال: کیا ڈلیور کریگی ایسی کون سی چیز ہے جو مسلم لیگ اکٹھا ہو کے ڈلیور کر پائے گی جو ابھی نہیں ڈلیور ہو رہی؟

جواب: کم سے کم ایمانداری سے سب کو دیا جائے گا، دیکھا جائے گا، ڈیل کیا جائے گا Nepotism (خویش پروری) نہیں ہو گا۔

سوال: ابھی آپ کو Nepotism اس گورنمنٹ میں نظر آ رہا ہے۔ آپ نے یہ کہا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی جو جماعت ہے اس کا آگے جاکے کوئی فیوچر نہیں ہے اور جو کچھ بھی تھا وہ سیلاب میں ہی بہ گیا۔ آگے جاکے آپ کو پیپلز پارٹی کا کیا رول نظر آ رہا ہے؟

جواب: میں نے ابھی نہیں اس سے پہلے بھی کہا تھا کہ پیپلز پارٹی ختم ہو جائے گی۔

سوال: آپ کو آگے جاکے کوئی رول نہیں نظر آ رہا؟

جواب: کوئی نہیں، کوئی نہیں۔

سوال: آپ کو بلاول بھٹو زرداری صاحب کا تو رول نظر آ رہا ہوگا؟

جواب: اس کے لیے میں نے پہلے کہا تھا جب پیدا ہوا تھا کہ یہ ہمارا ہے اور پھر کہا تھا کہ یہ مسلم لیگ کا اپنے نانا کی طرح سیکرٹری جنرل ہوگا۔

سوال: تو کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنے والے دنوں میں پاکستان پیپلز پارٹی بھی آپ کے ساتھ، ایک (اتحاد کرے)؟

جواب: ممکن نہیں ہے۔

سوال: ممکن نہیں ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی آپ کے ساتھ اتحادی نہیں بن سکتی؟

جواب: ہماری سوچ ایک جیسی نہیں ہے۔

سوال: آپ نے یوسف رضا گیلانی صاحب کو تو یہ ایڈوائس (مشورہ) دی تھی کہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے رینک (عہدہ) جوائن (شمولیت) کریں۔ یہ آپ نے ان سے کیوں کہا تھا؟ آپ کو کیا تب نظر آیا تھا پیپلز پارٹی میں؟

جواب: اس وقت نواز شریف صاحب ان کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ تو اس کو میں نے کہا آپ پیپلز پارٹی (میں) جاؤ۔

سوال: نواز شریف کا رول آپ کو اور آپ نے کہا ان کی سیاست پنجاب میں چلتی ہوئی آگے نظر نہیں آ رہی ان کی جگہ؟

جواب: میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ آگے نظر نہیں آتی ''بٹ'' جب چینج آتی ہے Severe (شدید) چینج آتی ہے تو یہ کہا نہیں جا سکتا کہ کون رہے گا کون نہ رہے گا۔

سوال: کس نوعیت کی چینج آنے والی ہے؟

جواب: بہر حال پولیٹیشن نے اور فلڈ (سیلاب) نے اتنا قوم کو تنگ کیا ہے اور مصیبت میں ڈالا ہے کہ وہ سوچ رہے ہیں چینج کا۔

سوال: آپ کس قسم کی چینج دیکھ رہے ہیں اور کتنی جلدی یہ چینج آنے والی ہے؟

جواب: میں دیکھ نہیں رہا ہوں لوگوں نے ابھی فیصلہ کیا نہیں ہے فلڈ والے واپس نہیں گئے ہیں اور Resettle (آباد کرنا) اور Reconstruction (تعمیر نو) ہوا نہیں ہے اور ہوگا بھی نہیں سب کے بعد ان کی کیا سوچ ہوئی ہے اس کے لیے میں کہہ نہیں سکتا۔

سوال: تو آپ کو لگ رہا ہے کہ یہ چینج تبھی آئے گا جب لوگ ایک دفعہ فلڈ کا پانی واپس چلا جائے گا اور لوگ اپنے گھروں کی طرف واپس جائیں گے تب جا کے ہمیں شاید لوگوں کی طرف سے کوئی چینج نظر آئے؟

جواب: چینج اس وقت جب کہ Suffering (اذیت) زیادہ ہوگی اور جو دوسرے Suffer (برداشت) نہیں کرر ہے وہ زیادہ توجہ ان کے Suffering کو دیں گے تو پھر رزلٹ (نتیجہ) یہی ہوگا۔

سوال: کہتے ہیں جب بھی کوئی Crisis (بحران) ہوتی ہے پاکستان میں تو جو ہماری اسٹیبلشمنٹ ہے وہ مسلم لیگ کا رخ کرتی ہے ان کی طرف دیکھتی ہے کہ وہ کچھ آگے بڑھ کے کچھ کریں۔اس میں کتنی سچائی ہے اس بات میں؟

جواب: اسٹیبلشمنٹ کو نظر مسلم لیگ پر ہمیشہ رکھنی چاہیے اور رکھتی ہے۔

سوال: کیا یہ اس لیے ہے کہ، کیوں کہ مسلم لیگ ایک انڈوں کی آملیٹ کی طرح ہے فوراً تیار ہو جاتا ہے؟

جواب: نہیں ہمارے پاس مسلم لیگ میں مطلب پرست زیادہ ہیں۔ وہ مطلب جو ہوتا ہے اس کو حل کرتے ہیں طے کرتے ہیں۔

سوال: تو آپ کو لگتا ہے باقی جماعتوں کے مقابلے میں مسلم لیگ میں Self-interest (خودغرض) کہ زیادہ لوگ ہیں؟

جواب: ہر جماعت میں ہیں۔لوگ گورنمنٹ میں رولنگ پارٹی (حکومتی جماعت) میں جانا چاہتے ہیں۔سب کے ساتھ ہی ہے۔

سوال: تو یہ سب اقتدار کی ریس ہے۔آپ کو لوگ کنگ میکر (بادشاہ گر) کہتے ہیں؟

جواب: ہاں۔

سوال: جیسے کہ جونیجو صاحب آپ ہی کہ مرید تھے وہ پاکستان کے ایک بڑے عہدے پر آ کے بیٹھے آپ کو کبھی خواہش ہوئی ہے کہ آپ بھی کبھی پاکستان کے؟

جواب: میں نے 77ء میں کہہ دیا تھا کہ میں کسی آفس کے لیے نہیں ہوں۔

سوال: اچھا آپ یہ بتائیں کہ آپ پاکستان کے سب سے سینئر موسٹ پولیٹیشن (زیادہ بزرگ سیاستدان) ہیں آپ کو لگتا ہے کہ آپ کو جیسے آل پارٹیز کانفرنس ملک اتنی کرائسس (بحرانوں) میں ہے اگر آپ آل پارٹیز کانفرنس بلائیں تو شاید اس سے کوئی حل نکل سکے؟

جواب: اور پارٹی کوئی نہیں بنا سکتا۔

سوال: آل پارٹیز کانفرنس اگر بلوائیں۔ساری جماعتیں اپنے اختلاف ایک طرف رکھ کے پاکستان کی بہتری کے لیے سوچیں ایسی کانفرنس کال کرنا چاہئیں گے؟

جواب: بہت سی جماعتیں ہیں جو ایک دوسرے کی طرح نہیں سوچتی۔ہم صرف مسلم لیگرز کو بلا سکتے ہیں اور کو بلا سکتے ہیں لیکن آئیں گے نہیں؟

سوال: پاکستان کی بہتری کے لیے بھی آپ کو لگتا ہے لوگ Unite (متحد) نہیں ہو پائیں گے؟

جواب: پاکستان کی بہتری کے لیے اب تک Unite ہوئی ہیں؟

سوال: آپ بتائیے؟

جواب: نہیں ہوئی ہیں۔

سوال: تو ہر کوئی اپنے مفاد کے بارے میں سوچ رہا ہے۔ تو چلیں پھر بات یہ کرتے ہیں کہ آنے والے دنوں میں مشرف صاحب جو ہیں وہ پاکستان شاید واپس آئیں۔ آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر وہ پاکستان آئیں تو ان کا اپنا ڈسیشن (فیصلہ) ہے کہ وہ کورٹس کو فیس کریں یا نا کریں؟ مشرف صاحب کا رول دیکھ رہے ہیں پاکستان میں سیاسی رول؟

جواب: ابھی تو مجھے نظر نہیں آتا۔

سوال: کیا یہ بات بھی سچ ہے کہ کوئی بھی جو پاکستان کا جنرل فارمر (سابقہ) Dictator (آمر) یا جو بھی رہ چکا ہے وہ کبھی پھر اقتدار میں نہیں آیا ہے۔ آپ اس بات پر ڈٹے رہیں گے کہ آپ کو لگتا ہے شاید مشرف صاحب جب سیاست میں آجائیں ایک دفعہ، پاکستان آجائیں تو آگے جا کے ان کو کوئی ایسا پھر سے عہدہ مل سکے؟

جواب: میں، جب مشرف صاحب نے استعفیٰ دی تھی تو دوسرے دن میں نے پریس والوں کو کہا کہ چنگیز خان کی Biography (سوانح عمری) پڑھو۔ لیکن اس وقت حالات یہ ہیں کہ وہ اگر آئے تو تکلیف میں پڑے گا۔

سوال: تکلیف مطلب کہ جوڈیشری جو ہے وہ ان کے خلاف ہے؟

جواب: جوڈیشری اس کے خلاف ہے۔

سوال: آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ جوڈیشری کو کچھ ایسے Crucial (فیصلہ کن) ڈسیشن لینے پڑیں گے۔ جس کے لینے کے بعد جو ملک ہے وہ آگے بڑھ سکتا ہے۔ یہ کس قسم کے ڈسیشن، یہ کون سے ڈسیشن ہیں؟

جواب: یہ میں کہہ نہیں سکتا پر آپ دیکھ رہے ہیں سپریم کورٹ ڈسیشن لے رہی ہے اور ہم نے ماننا ہے۔

سوال: اگر جیسے کہ آپ کہہ رہے ہیں سپریم کورٹ نے یا جوڈیشری نے یہ Critical (مشکل) ڈسیشن لے لیے جن کو آپ نے کہا ہے۔ تو کیا آنے والے دنوں میں یہ ڈسیشن جو ہیں وہ بھی کیا ایک چینج کا حصہ آپ کو لگ رہا ہے آگے جاتے ہوئے یہ بھی ایک چینج کا حصہ بنیں گے۔ سپریم کورٹ کا آپ رول دیکھ رہے ہیں ایکٹیویٹ ہوا، ہوا؟

جواب: ہاں۔

سوال: آپ افتخار چودھری صاحب کا کیا رول دیکھ رہے ہیں؟

جواب: چیف جسٹس از (ہے) چیف جسٹس۔

سوال: مجھے یہ بتایئے گا آپ کو صدر صاحب کا رول پاکستان میں کیا نظر آرہا ہے آنے والے دنوں میں؟

جواب: اس صدر کا؟

سوال: جی۔

جواب: یہ صدر مختلف قسم کا ہے۔

سوال: مختلف قسم کا جیسے کہ؟

جواب: پاور نہیں ہے۔ سارا پاور پرائم منسٹر کے پاس ہے۔

سوال: اچھا تو پھر پرائم منسٹر کا رول آنے والے دنوں میں کیا نظر آرہا ہے یوسف رضا گیلانی صاحب کا؟

جواب: وہ پریذیڈنٹ صاحب اور ہاؤس کا Pleasure (خیر خواہ) ہے۔

سوال: آپ کہہ رہے ہیں آپ کو پرائم منسٹر صاحب کے پاس زیادہ پاور نظر آرہی ہے پریذیڈنٹ صاحب کے Comparison (مقابلہ) میں۔ لیکن گیلانی صاحب کا رول کیا ہوگا یہ پریذیڈنٹ صاحب ڈیسائیڈ (فیصلہ) کریں گے؟

جواب: اور اسمبلی

سوال: لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ شاید کوئی تبدیلی آجائے۔ پی پی کی جو Important (اہم) پوزیشن ہے ان میں شاید چہرے بدل جائیں۔ اگر یہ تبدیلیاں آگئی اگر کچھ چہرے بدل گئے تو کیا یہ جو ایک لوگوں میں فیلنگ (احساسیت) پائی جارہی ہے چینج کی تو کیا لوگ جو ہیں تھوڑے عرصے کے لیے اپ ایز (پرسکون) ہو جائیں گے؟

جواب: خوش فہمی میں اپ ایز ہو جائیں گے لیکن جو مشکلات ہیں وہ عام یا چھوٹی چینج سے کم نہیں ہوں گے۔

سوال: ان مشکلات کا حل پاکستان میں کون لا سکتا ہے؟

جواب: ہم لوگوں کی ہی لانے پڑیں گے۔ جو رہتے ہیں وہی حل کریں گے اپنی تکلیفوں کو۔

سوال: یہ بتایئے گا آپ کو پنجاب کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ آنے والے دنوں میں آپ نے یہ تو کہا ہے کہ نواز شریف صاحب کا رول آپ کو مختصر نظر آرہا ہے۔ شہباز شریف کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: بھئی میں نے پریس میں کہا تھا۔ شہباز شریف بلیک ہے اور نواز شریف بلیک ہے۔

سوال: آپ کہہ رہے ہیں کہ نواز شریف صاحب کا رول مختصر ہو جائے گا اور شہباز شریف صاحب کا بھی رول بلیک آپ کو نظر آرہا ہے۔ ان کی بجائے پنجاب میں آپ کو کون Dominant (غالب) فورس پھر نظر آرہی ہے؟

جواب: آگے کے حالات پر منحصر ہے۔

سوال: کوئی لیڈر آپ کو لگ رہا ہے پنجاب میں؟

جواب: پنجاب میں اس وقت تو کوئی نہیں۔ نواز شریف بھی لیڈر بنایا ہوا تھا۔

سوال: پیر صاحب! آپ دعوت دینا چاہئیں گے نواز شریف صاحب کو شہباز شریف صاحب کو وہ بھی آگے آ کے آپ کی الائنس کو جوائن کریں؟

جواب: دعوت ضرور بھیجیں گے میں ان فیکٹ (درحقیقت) یہ سوچ رہا تھا میں نے اپنے بیٹے کو، جمالی صاحب کو اور چودھری شجاعت کو اس کے پاس بھیجوں۔

سوال: آپ آنے والے دنوں میں بھیجنے کا سوچ رہے ہیں؟

جواب: ہاں۔

سوال: آپ کو لگتا ہے کہ یہ آپ کی دعوت قبول کریں گے؟

جواب: یہ بہت مغرور ہو گیا ہے اور دعوت وہ دینا چاہے گا، قبول نہیں کرے گا۔

سوال: دعوت دینا چاہئیں گے قبول نہیں کریں گے؟ لیکن پھر بھی آپ دعوت ضرور دیں گے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ چودھری شجاعت صاحب کے ساتھ آپ کے کچھ ماضی میں اختلاف بھی تھے۔ جو کہ اس لیے تھے چودھری شجاعت صاحب نے نواز شریف صاحب کو بیک کیا تھا۔ لیکن ان اختلاف کو ایک طرف چھوڑ کر آپ لوگ پاکستان کی یونٹی کے لیے آپ لوگ مل گئے ہیں۔ تو یہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ پاکستان کی بہتری کے لیے آپ اور جو موجودہ سیٹ اپ ہے جو آپ لوگوں کا ہے وہ ساتھ ۔اتھ چل سکیں؟

جواب: دیکھو چل صرف مسلم لیگی، مسلم لیگی کے ساتھ سکتے ہیں اور جماعتوں کے ساتھ ہم بھی نہیں چل سکتے وہ بھی ہم سے نہیں چل سکتے۔

سوال: یہ بتائیے گا جو سیلاب ابھی پاکستان میں آیا ہے اس میں بہت جانی اور مالی نقصان ہوا ہے۔ لیکن لوگ یہ کہہ رہے ہیں بجائے کے آگے بڑھ چڑھ کے ان لوگوں کی مدد کی جائے۔ ایک کرپشن نظر آ رہی ہے سسٹم کے اندر یہ کس قسم کی کرپشن ہے آپ ذرا اس پے وضاحت کر سکتے ہیں؟

جواب: کرپشن پہلے تو Embankments پر ہے۔ زمینداروں نے Embankments (بندوں) کو محفوظ کیا ہے اور سنا ہے تو ناپ کر رہے ہیں اس کے بل ڈپارٹمنٹ میں دیئے ہیں اور کھانے میں جو ہے بیس سیر آدھے من کی اس میں پندرہ سیر، بارہ سیر کھانا جاتا ہے اور سب کے لیے پورا بھی نہیں ہے۔ کوئی شخص بتا رہا تھا کہ ہم اتنے ہیں اور کھانا اتنا بھیجا گیا ہے۔ ہم ساٹھ ہزار ہیں اور کھانا دو سو دیگیں بھیجی گئی ہیں۔

سوال: کیا اسی وجہ سے آپ کو لگ رہا ہے کہ اس کرپشن کی وجہ سے پاکستان میں جو لوگ ریلیف کے لیے پیسے بھیجنا چاہتے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک Transparency (شفافیت) نہیں ہے۔ یہ Transparency اور حکومت کہتی ہے ہم جو ہیں Transparent (شفاف) ہیں۔ ہمارے سارے جو

بھی ایکشن ہیں آپ دیکھ سکتے ہیں۔اس وقت پاکستان کو یونا ئیٹڈ ہونے کی ضرورت ہے۔اگر کرپشن کے الزامات لوگ لگاتے رہیں گے تو لوگوں کی مدد کی طرف ہم نہیں بڑھ سکیں گے۔آپ کو حکومت کی بات میں کچھ نظر آ رہا ہے؟ الزامات لگتے رہے تو پیسہ نہیں ملے گا پیسہ نہیں ملے گا تو متاثرین کی مدد کیسے ہوگی؟

جواب: دستوری جو عمل ہے وہ رائج ہی رہے گا۔دستوری عمل یہ ہے کہ جو بیوروکریٹ نیچے ہیں جو آفیسر ہیں بہت کچھ کھا جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے تو میں نے کہا تھا کہ یہ کام فوج کے حوالے کیا جائے Rehabilitation (بحالی) اور Reconstruction (تعمیر نو) کا۔

سوال: لیکن! لوگ یہ کہتے ہیں اتنی بڑی جو Catastrophe (قدرتی آفت) ہے جو سیلاب آیا ہے کہ حکومت کے اکیلے، فوج اکیلے، عوام اکیلے کوئی کچھ نہیں کر پائے گا۔سب کو ایک ساتھ یونائٹ ہو کے یہ کرنا پڑے گا تو فوج اکیلے کیسے ہینڈل کر پائے گی؟

جواب: فوج کے ساتھ ایڈمنسٹریشن لوئر لیول پہ اور دوسرے آدمی Cooperate (مدد) کریں گے۔

سوال: تو یہ جو چیز فوج کو ہینڈ اوور کر دینی چاہیے؟

جواب: ریسکیو کس نے کیا؟ فوج نے کیا نا۔

سوال: نہیں فوج کے ساتھ ساتھ سیاستدان بھی آگے بڑھے؟

جواب: سیاستدانوں نے تو ڈبو یا۔

سوال: سیاستدانوں کے کہنے پر تو سیلاب نہیں آیا تھا وہ تو ایک قدرتی (تھا)؟

جواب: سیلاب آیا تو تھا پر اس کو پراپر (باقاعدہ) کنٹرول لائن پر، کنٹرول پر نہیں جانے دیا اور اِدھر اُدھر توڑتے رہے۔ایک دوسرے کو ڈبوتے رہے۔

سوال: تو آپ کو لگتا ہے Rehabilitation (بحالی) میں فوج کو ٹوٹل ہینڈ اوور کر دیا جائے؟

جواب: ہاں۔Reconstruction اور Rehabilitation فوج کرے۔

سوال: آپ نے یہ کہا ہے کہ جو اگلا پرائم منسٹر ہوگا وہ آپ کی پارٹی کا ہوگا۔کوئی ایسا آپ نے منتخب کیا ہے؟

جواب: نہیں۔پارٹی والے منتخب کریں گے۔

سوال: کوئی نام Suggest (تجویز) کیا؟

جواب: پارٹی والے کریں گے میں تو نہیں کر سکتا۔

سوال: آنے والے دنوں میں آپ کو مڈ ٹرم الیکشن نظر آ رہے ہیں؟

جواب: نہیں۔

سوال: تو کیسے چینج آئے گا؟

جواب: Eventually (بالآخر) جب الیکشن آئے گا۔

سوال: مڈٹرم الیکشن آپ کو نہیں نظر آ رہے جیسا سسٹم ہے ویسا ہی چلتا رہے گا؟

جواب: نہیں۔

سوال: تو پھر کیا چینج ہو گا پیر صاحب؟ آپ اگر Explain (وضاحت) کر دیں؟

جواب: چینج اس قسم کی آئیگی جس قسم کی ہم Expect (توقع) نہیں کرتے، بول بھی نہیں سکتے۔

سوال: اس کا مطلب ہے کافی بڑی چینج ہو گی؟

جواب: ہاں۔

سوال: اور حکومت جیسے ہے ویسے ہی رہے گی اور مڈٹرم الیکشن نہیں ہوں گے؟

جواب: دیکھیں حکومت ویسے ہی رہتی ہے۔ لیکن! کارندے بدل جاتے ہیں۔

سوال: یہ چینج ہونا کس کے فیور (حق) میں ہے؟ Who will be beneficiary? (فائدہ لینے والا کون ہو گا؟)

جواب: پبلک۔

سوال: پبلک Beneficiary (فائدہ لینے والی) ہو گی۔ اس کا مطلب ہے کہ مثبت چینج ہو گا۔ اس چینج میں ایسے کون سے سیاسی کھلاڑی ہیں جو منظر عام سے ہٹ جائیں گے؟

جواب: جن کے دن پورے ہو گئے باری تعالیٰ کے ہاں۔

سوال: آپ کوئی نام بتانا چاہئیں گے؟

جواب: نام نہیں نہیں نہیں۔ میں ان کو ابھی سے ڈرانا شروع نہیں کرتا۔

سوال: کون سے ایسی سیاسی لوگ ہیں جو کہ ابھر کر اس چینج میں آگے آئیں گے؟

جواب: ابھر کر۔ دیکھیں موسٹ آف (زیادہ تر جو) Accountability (احتساب) کے بعد دیکھا جائے گا۔ جب Accountability ہو گی تو پھر دیکھا جائے گا۔

سوال: تو چینج سے پہلے Accountability ہو گی؟

جواب: نہیں نہیں۔ یہ نہیں کہا کہ چینج سے پہلے ہو گی یہ لوگ تو Accountability تو نہیں کریں گے جو موجود لوگ ہیں۔ وہ Accountability ایک دوسرے کی کیسے کریں گے۔

سوال: نہیں نہیں۔ یہ تو ہم نے Decide (فیصلہ) کر لیا کہ جب چینج آئے گا کچھ ایسے لوگ ہیں جو سین (منظر) سے ہٹ جائیں گے اور کچھ ایسے لوگ ہیں جو پاکستان میں آپ کو تھوڑے اور ایک Higher پلیٹ فارم پر نظر آئیں گے۔ میں ان لوگوں کو Identify (ظاہر) کرنا چاہ رہی ہوں؟

جواب: دیکھیں جب ٹاپ خالی ہوتا ہے تو پھر نیچے سے لوگ ابھرتے ہیں۔

سوال: تو آپ کو نظر آ رہا ہے کہ ٹاپ خالی ہو گا؟

جواب: بھئی، Accountable (جوابدہ) سب ہیں۔

سوال: تو ٹاپ خالی ہوگا پھر نیچے سے؟

جواب: ابھرے گا۔

سوال: اس میں تو کافی ٹائم لگے گا؟

جواب: دیکھو بھئی! پاکستان بننے سے اب تک ہم سچ بولتے آئے ہیں۔ اپنے قوم کو گمراہ رکھتے آئے ہیں، ان کو بیوقوف بناتے رہے ہیں، ان کو مختلف ایسے دلاسے دیتے رہے ہیں۔

سوال: آپ کی نظر میں ایسے کون سے لیڈران ہیں ہمارے جو قوم کے ساتھ سچائی کے ساتھ بات کر سکتے ہیں اور ان کی نمائندگی سچے دل کے ساتھ کریں جوان کے انٹریسٹ (فائدے) دیکھیں جوان کو گمراہ نہ کریں؟

جواب: یہ میرے لیے مشکل ہے حالانکہ میں نے ان کو پی این اے میں دیکھا کون کتنا سچا تھا اور اب بھی دیکھ رہا ہوں کون کتنا سچا ہے۔ ہر ایک اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتا ہے۔

سوال: کوئی تو ایک ایسا ہوگا پاکستان کا انٹریسٹ اپنے سے پہلے رکھے؟

جواب: بھئی اللہ میاں نے سمجھ سب کو دیا ہے پہلے خویش پھر درویش۔

سوال: اچھا یہ بتائیے گا کہ لوگ بہت سارے فارمولاز Discuss (بحث) کر رہے ہیں کہ ایک Technocrats (ماہر) کی حکومت آسکتی ہے۔چینج آئے گا تو وہ پارلیمان کے ذریعے آسکتا ہے۔ جوڈیشری ایکٹیویٹ (حرکت میں) ہوگی تو کس قسم کا اور فارمولا آئیگا۔ آپ کو کیا فارمولا نظر آرہا ہے؟

جواب: Necessity (ضرورت) آدمیوں سے وہ کام کراتی ہے جو نارملی (عام طور پے) نہیں سوچ سکتے۔

سوال: Necessity؟

جواب: اب Necessity آئیگی۔

سوال: تو جتنے بھی یہ فارمولے Define (واضح) کیے جا رہے ہیں۔جن کے بارے میں بات چیت ہو رہی ہے فارمولا ای۔ بی۔ سی؟

جواب: فارمولے وہ Define کر رہے ہیں جن کے پاس تجربہ نہیں ہے وہ صرف زبان چلاتے ہیں۔

سوال: تو آپ یہ کہہ رہے ہیں یہ جو سارے فارمولاز ہیں ایک طرف۔ جو چینج آئیگا وہ؟

جواب: یہ جو فارمولے دے رہے ہیں ہر ایک اپنا مقصد اس میں رکھ کے اس کے نمونے سے دے رہے ہیں۔ان میں ان کی انٹریسٹ (فائدہ) ہے فارمولاز میں۔

سوال: یہ جو چینج آئیگا یہ کون کرے گا؟

جواب: دیکھو بھئی! انقلاب اپنا لیڈر خود لاتا ہے۔ میں نے کافی سالوں سے کہا ہے کہ زیردست بالا دست، بالا دست دربدر خاک بسر۔ تو ہم لوگ نیچے ہیں وہ اوپر والے کی گردن اڑائیں گے۔

سوال: اب اس قسم کا انقلاب؟

جواب: میں یہ کہہ رہا ہوں زیردست بالا دست، بالا دست دربدر خاک بسر۔ اگر گورنمنٹ اکاؤنٹی بلٹی نہیں کرے گی تو ہم جو چھوٹے نیچے ہیں وہ پھر خود لا (قانون) اپنے ہاتھ میں لیں گے اکاؤنٹی بلٹی (احتساب) کریں گے۔

سوال: تو آپ کیا یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو پاکستان پیپلز پارٹی Isolate (تنہا) ہوتی ہوئی آنے والے دنوں میں؟

جواب: وہ اپنے آپ کو خود Isolate کر رہی ہے۔

سوال: آپ نشاندہی کر سکتے ہیں انہوں نے کیسے ایکشن لیے ہیں جو ان کو Isolation (علیحدگی) کی طرف لے کے جا رہے ہیں؟

جواب: سارے ملک میں بدامنی ان کی بڑھائی ہوئی ہے۔

سوال: ساری؟

جواب: سارے ملک میں۔ میں تو سندھی ہوں میں سندھ کی بات کروں گا۔ پنجاب میں کیا ہے کتنی بڑھائی ہوئی ہے میں نہیں کہہ سکتا۔ سندھ میں سب ان کی بڑھائی ہوئی ہے۔ بین (بندش) نظام کوئی نہیں ہے۔ وہ بھی انہی کی گورنمنٹ ہے۔ باہر ایسے دیکھا جاتا ہے کہ گورنمنٹ ہے ہی نہیں جس کو جو جی چاہتا ہے کرتا ہے۔

سوال: لیکن میں ابھی Interior (اندرون) سندھ گئی ہوئی تھی سیلاب والے علاقوں میں اور میں نے جو جہاں جتنے لوگوں سے سکھر، دادو کے آس پاس کے علاقوں میں۔ میں نے جو بات چیت کی انہوں نے تو یہی کہا کہ ہمارا ووٹ پی پی پی کو جائے گا چاہے کچھ بھی ہو جائے، کیوں کہ ان کی ایک رغبت ہے ایک Relationship (تعلق) ہے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے ساتھ۔ تو یہ آپ کا کہنا وہاں حکومت کا رول نہیں نظر آ رہا لوگ جو ہیں وہ انقلاب کی طرف جائیں گے۔ یہ چینج لوگوں کی بات چیت میں تو نظر نہیں آ رہا؟

جواب: دیکھو! Hungary man is just as bad as hungry dog (ایک بھوکا آدمی اتنا ہی برا ہوتا ہے جتنا ایک بھوکا کتا) ایک دوسرے کو کھائیں گے۔ دوسروں کو کھائیں گے۔

سوال: تو یہ انقلاب ہوگا یا انارکی ہوگی؟

جواب: انارکی تو ہے، انقلاب Eventually آئے گا۔ جو اٹھ کھڑے ہوں گے قانون کو اپنے ہاتھ

میں لے گیں۔

سوال: اور انہی میں سے آپ کو ایک لیڈر؟

جواب: بھئی! انقلاب ہمیشہ اپنا لیڈر آپ لاتا ہے۔

سوال: یہ جو ابھی Statusquo (موجودہ حالت) جو رولنگ (حکومت) Elite (اکابر) کا Statusquo کہا جاتا ہے۔ انقلاب آنے کے بعد یہ Statusquo پھر بھی برقرار رہے گا؟

جواب: انقلاب تو الٹا کرتا ہے ہر چیز کو۔

سوال: یہ بہت Serious (سنجیدہ) قسم کا آپ چینج کہہ رہے ہیں۔

جواب: ہاں۔ میں وہی کہتا ہوں کہ انقلاب تو الٹا کرتا ہے، ٹیبل ٹرن کرتا ہے۔

سوال: اور کیا اس انقلاب کے بعد پاکستان کی جو عوام ہے وہ کیا بہتری کی طرف چلے گی؟

جواب: میں سمجھتا ہوں جو گنہگار کرپٹ اور یوں کہیں کے پبلک کے خیر خواہ نہیں ہیں صرف اپنے سر کے لیے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ تو باقی جو بچیں گے تو ویسے ہی پاکستان کو اوپر اٹھائیں گے نا۔

سوال: لیکن پاکستان کے مسئلے، اکنامک مسئلہ آپ کا ایک طرف یہ جو وار آن ٹیرر (دہشت گردوں کے خلاف جنگ) یہ مسئلہ ایک طرف تو یہ سارے مسئلے غائب تو نہیں ہو جائیں گے؟

جواب: نہیں۔ وہ رہیں گے اپنے۔ میں تو جنرل گورنمنٹ کی بات کرتا ہوں ان مسائل کو جو بھی آیگا فیس کرے گا۔

سوال: اگلے چھ مہینے میں آپ کو پاکستان کی پولیٹکل Scenario (منظر نامہ) وہ ایسا ہی نظر آ رہا ہے؟

جواب: حال فی الحال تو ایسا ہی نظر آ رہا ہے جب تک کہ کچھ ہو نہیں۔

سوال: آپ کو کوئی ٹائم لائن نظر آ رہا ہے؟

جواب: دیکھیں جی! ہوگا کیا اس کا اندازہ ہم کر سکتے ہیں۔ لیکن کب ہوگا وہ یہ فیصلہ تو ہم نہیں کر سکتے۔

سوال: لیکن! جیسا کہ آپ نے کہا لوگوں کے حالات ابھی اچھے نہیں ہیں؟

جواب: نہیں۔ خراب ہیں اور خراب ہونگے۔

سوال: تو یہ کب تک چلے گا؟

جواب: جب تک لوگ ہیں اور جب تک خرابیاں حل نہیں کی گئی ہیں۔

سوال: تو پھر آپ الطاف حسین صاحب کی بیان سے ایگری (اتفاق) کریں گے۔ جو انہوں نے پچھلے دنوں میں دیا ہے۔ انہوں نے بھی یہی بات کی ہے چینج کی کہ تبدیلی عوام کی بہتری کے لیے تبدیلی؟

جواب: انہوں نے تو فوج کو بلایا ہے۔

سوال: آپ نے فوج کو دعوت نہیں دی؟

جواب: میں فوج کو دعوت نہیں دوں گا۔لیکن! اگر فوج ضرورت کے تحت Law of necessity (ضرورت کے قانون) کے تحت کی وجہ سے آجاتی ہے۔تو میں انہیں برا بھی نہیں کہوں گا۔

سوال: فوج جو ابھی اتنے فرنٹس (محاذوں) پر لڑ رہی ہے۔ایک یہ ابھی ''وار آن ٹیرر''، سیلاب کے لیے ریسکیو میں، ابھی آپ نے کہا ہے ریلیف اور Rehabilitation (بحالی) یہ بھی فوج کے حوالے کر دیا جائے۔فوج کے پاس Resources (ذریعے) کہاں بچیں گے جو وہ آگے حکومت بھی چلائے؟

جواب: دیکھو حکومت چلانے کے لیے فوج نہیں چاہیے۔لیکن لوکل ایڈمنسٹریشن ہے وہ چاہیے اور اس فوج کو آرمی آف آکیوپیشن (قبضے والی فوج) تو نہیں بنانا ہے۔ وہ بارڈر بھی سنبھالے گی اور Construction (تعمیر) بھی کرے گی Rehabilitate (بحالی) بھی کرے گی۔

سوال: آپ کا بے نظیر بھٹو شہید کے ساتھ آپ کا کیسا Relationship (تعلق) تھا؟

جواب: ان کے ساتھ میرا Relationship کوئی نہیں تھا۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ میں اتنا دور نہیں ہوں جو بن نہیں سکتا اور اتنا نزدیک بھی نہیں ہوں جو دور نہیں ہو سکتا۔ایک دو بار ہم نے ان کو میسج بھیجے تھے وہ کام اس نے کر دیئے تھے۔

سوال: لیکن ان کے جو والد صاحب تھے وہ آپ کے ایک دوست تھے؟

جواب: ہاں۔

سوال: یہ بتایئے گا کہ آپ کو بے نظیر بھٹو شہید کا جو Stature (قدوقامت) تھا۔کوئی اور ایسا آپ کو پاکستان میں نظر آرہا ہے جو آنے والے دنوں میں جو اس Stature کا کوئی ایسا پولیٹیشن ہو؟

جواب: میں یہ تو نہیں کہتا کہ ایسا اس وقت نظر آتا ہے۔نظر تب آئیگا جب ہم کسی کو ٹرائے (آزمائیں) کریں گے اور دیکھیں گے۔

سوال: اور یہی بات تو حکومت کہہ رہی ہے نواز شریف اور گیلانی صاحب بھی سب یہی کہہ رہے ہیں کہ ڈیموکریسی جو ایک سسٹم ہمارا چل رہا ہے اس کو چلنے دیں لوگوں کو ٹرائے کرتے رہیں گے اگر وہ فیل ہو گئے تو ان کو ہٹا کے نئے لیکے آئیں گے مطلب یہ کہ Democratic process (جمہوری عمل) چلتا رہے۔یہ تو وہی بات ہوئی؟

جواب: دیکھو بھئی! نکالنے والے ہم نہیں ہیں۔حالات نکالتی ہے جیسے حالات عروج کریں گے وہی نتیجہ نکلے گا۔

یہ انٹرویو 2010ء کے اواخر میں چینل ''بی پلس'' کے پروگرام ''پولیٹکل جرنل'' میں نشر ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

انقلاب آنا ہی آنا ہے

سوال: السلام علیکم۔

جواب: وعلیکم السلام۔

سوال: آپ کو کیسا دکھائی دے رہا ہے ابھی تبدیلی جو پاکستان کی فضا میں ہو رہی ہے؟

جواب: انقلاب آنا ہی آنا ہے۔اب کس قسم کا انقلاب آتا ہے That's to be seen (وہ دیکھا جائے گا)۔امریکنز نے کہہ دیا ہے کہ Third world war we will start from Pakistan (تیسری عالمی جنگ ہم پاکستان سے شروع کریں گے) یہ بھی انقلاب ہوسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں اپنی will (مرضی سے) آئے اور اپنی گورنمنٹ بنائے۔

سوال: اور اگر دونوں ساتھ ساتھ آگئے؟

جواب: پھر انقلاب تو انقلاب ہی ہے نا۔

سوال: انقلاب کی طرف ہم بعد میں آئیں گے۔امریکہ کی طرف کچھ آجائیں۔آج جو ہمیں Relationship (تعلق) نظر آرہا ہے پاکستان اور امریکہ کے بیچ میں۔میری جب مشرف صاحب سے بات ہوئی تھی انہوں نے کہا تھا جو حالات ابھی ہیں اس Relationship میں کبھی اتنے خراب نہیں تھے؟

جواب: ہاں۔ہم یہی سنتے ہیں کہ خراب ہیں آپ کو جب Threat (دھمکی) دیتے ہیں ہر تین دن پہلے آج سے کہ Third world war we will be fought from Pakistan تو اس سے زیادہ Threat کیا ہوسکتی ہے۔

سوال: جو ایکشن امریکہ نے ابھی پاکستان میں لیا ہے۔جس قسم کے Incidents (واقعات) ہو رہے ہیں۔ایک یہ بھی سوچ ہے کہ امریکہ جان بوجھ کہ پاکستان کو Destabilize (غیر مستحکم) کر رہا ہے۔آپ کو اس میں کتنی سچائی نظر آتی ہے؟

جواب: جارج بش نے تو کہا تھا کہ Crusade will be fought (جنگ لڑی جائیگی) تو یہ Crusade (جنگ) کا اثر ہے۔

سوال: یہ جو Neocons (امریکی دشمنوں کے خلاف قائم کردہ ادارہ) نے against Crusade

muslim countries (مسلمان ممالک کے خلاف جنگ)۔

جواب: وہ شروع ہے۔

سوال: اس کا توڑ کیا ہے؟

جواب: توڑ کچھ نہیں۔قدرت کی طرف سے ہو تو ہو۔ باقی یہ آپ میں سے یا ہم میں سے کوئی بھی توڑ نہیں دے سکتا۔

سوال: اچھا امریکہ کے حوالے سے ہماری جب گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے میپس (نقشوں) کی بات کی تھی۔ پاکستان کا نقشہ آپ نے کہا تھا مختلف نظر آ رہا ہے وہ کیا تھا؟

جواب: یہاں اخباروں میں چھپا تھا میپ (نقشہ) مڈل ایسٹ اور انڈیا کی، وہ مختلف حکومتیں تھی۔

سوال: آپ کو لگ رہا واقعی امریکہ جو ہے یا ایسی Foreign (بیرونی) قوتیں جو ہیں پاکستان کا نقشہ بدلنا چاہتی ہیں؟

جواب: پاکستان کا صرف نہیں۔لیکن! ہندستان کا بھی نقشہ بدلنا چاہتی ہیں۔

سوال: پاکستان کے اندر تو ہم دیکھ رہے ہیں یہ Agitation (شورش) جو موومنٹس (تحریکیں) ہو رہی ہیں۔ ہندستان میں تو ہمیں نظر نہیں آ رہا کہ کوئی ہمیں امریکہ کا۔ وہ تو ان کے حمایتی ہیں اکنامک پارٹنرز ہیں؟

جواب: دیکھیں نا! پارٹنرز ہم بھی تھے۔لیکن! ہمارے ہاں بہ نااتفاقی تو پیدا ہونا شروع ہوگئی تھی نا انڈیا میں already (پہلے ہی سے) ساؤتھ انڈیا، ایسٹ انڈیا میں، ناگالینڈ ہو رہی نااتفاقی۔

سوال: تو امریکہ کسی کا لانگ ٹرم (طویل المیعاد) پارٹنر نہیں بنتا؟

جواب: وہ کبھی بھی انڈیا کو سپر پاور ہونے نہیں دے گا۔

سوال: اچھا مجھے یہ بتایئے گا امریکہ کا پاکستان میں۔ جب میری مشرف صاحب پھر جب میری بات ہوئی تھی انہوں نے کہا تھا کہ At least (کم سے کم) انہوں نے کہا تھا کہ ہم امریکہ کو روک نہیں سکتے چاہے ہم کتنا بھی چاہئیں۔ ہمارے دور حکومت میں یہ تھا کہ نو ڈرون اسٹرائک (حملے) ہوتی تھیں۔اب 260 ہوتی ہیں۔تو کیا آپ اس سے اتفاق کریں گے ہم نہیں روک سکتے جو مشرف صاحب نے بات کی ہے؟

جواب: (آپ نے ﷺ ہلا کے جواب دیا کہ ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں۔)

سوال: اس حکومت کی کتنی Responsibility (ذمیداری) ہوتی ہے جو امریکہ کا ابھی پاکستان میں ابھی ہمیں کردار نظر آ رہا ہے؟

جواب: اس حکومت یا کسی حکومت پے Responsibility نہیں آسکتی کیوں کہ ان کو اپنے ٹائم ٹیبل کو دیکھنا ہے اور بڑھنا ہے۔ہم نہ روک سکتے ہیں نہ اپنا اشو، ان سے منوا سکتے ہیں۔

سوال: پھر کیا لوگ کہتے ہیں کہ اوباما جب بن لادن کے بارے میں اسپیچ (خطاب) کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ صدر زرداری صاحب کو میں نے فون کر کے اطلاع دی اور ہم نے یہ Exchange (تبادلہ) کیا۔ تو لوگوں میں ایک سوچ ہے کہ شاید صدر زرداری کمزور صدر ہیں۔ کیا یہ سوچ صحیح ہے؟

جواب: ہاں یہ تو صحیح ہے کہ وہ کمزور صدر ہے۔

سوال: لیکن آپ یہ بھی پھر کہتے ہیں کہ چاہے کوئی بھی حکومت ہوتی ہے، ہم نہیں روک پاتے امریکہ کو؟

جواب: (آپ نے سر ہلا کے کہا نہیں) مشرف کی حکومت ہوتی تو بھی روک نہیں پاتا۔

سوال: تو پھر ہر صدر پاکستان کا ابھی جو بنے گا یا جو بھی پاکستان کے حکمران ہونگے؟

جواب: روک نہیں سکے گا، روک نہیں سکے گا۔

سوال: وہ سب کمزور پوزیشن میں ہونگے؟

جواب: کمزور نہیں۔ طاقتور ہمیشہ غریب کے لیے ہوتا ہے آدمی۔ ہم غریب ہیں طاقتور وہ ہے۔

سوال: اچھا ہم بات کرتے ہیں صدر مشرف کے حوالے سے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ پاکستان الیکشن سے پہلے واپس آجائیں گے۔ اگر مڈٹرم الیکشن ہونگے تو مڈل (بیچ) میں آؤں گا۔ اگر نارمل الیکشن ہونگے تو اس سے پہلے واپس آؤں گا۔ آپ کو کیا لگتا ہے جب وہ واپس آئیں گے تو ان کی بنائی ہوئی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ق) کے ممبران ہیں۔ کیا وہ مشرف صاحب کو جوائن کر لیں گے؟

جواب: دیکھیں میں نے آپ کو کہا تھا کہ ہم مسلم لیگی مطلب پرست ہیں۔ جب پرویز صاحب پاکستان میں آئے گا تو He will be riding our full country (جب وہ قدم رکھیں گے ملک میں ہماری مکمل اجارہ داری ہوگی) ان کا کیا ہوگا پھر جو ہیں سب بھاگیں گے ادھر۔

سوال: آپ کو لگتا ہے کہ پرویز مشرف صاحب بھی کسی ڈیل کے تھرو آئیں گے کیوں کہ بے نظیر بھٹو صاحبہ بھی ڈیل کے تھرو آئیں؟

جواب: یہاں جو بھی، جو بھی آتا ہے ڈیل کے تھرو آتا ہے۔

سوال: پرویز مشرف صاحب سے میں نے یہ سوال پوچھا۔ میں نے کہا کیا آپ پاکستان ڈیل کے تھرو آئیں گے؟ انہوں نے کہا نہیں میں کسی بھی ڈیل کے تھرو نہیں آؤں گا۔ مجھے کسی کے ڈیل کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں؟

جواب: Interested (دلچسپی رکھنے والی) پارٹیز سچ کم بولتی ہیں۔

سوال: آپ کی پیشنگوئی جو ہوتی ہے اس کو لوگ بہت Acutely (گہرائی کے ساتھ) دیکھتے ہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اب جب بات کرتیں مشرف کی تو آپ نے کہا جب وہ واپس آئیں گے، تو مسلم لیگ مفاد پرست ہوتے ہیں وہ جس ڈائریکشن (سمت) میں۔ مسلم لیگ (ق) جس کو زرداری نے قاتل لیگ کہا۔

کیا ہوا جوان لوگوں نے اپنا رخ بدل دیا؟

جواب: ان لوگوں کے مطلب ایسے تھے کہ ان کو جلدی وصول کرنے تھے۔

سوال: صبر نہیں تھا؟

جواب: ہم میں صبر کبھی ہوتا ہی نہیں ہے مسلم لیگرز میں۔آپ ان کی پاکستان بننے کے بعد ہسٹری (تاریخ) دیکھ لیں۔

سوال: تو مشرف صاحب نے بھی تو آل پاکستان مسلم لیگ ہی بنائی ہے۔اچھا آپ کی بات ہوئی چودھری شجاعت سے یا چودھری پرویز الٰہی سے ان کی حکومت میں شمولیت کرنے سے پہلے کوئی گفتگو ہوئی تھی؟

جواب: نہیں۔

سوال: انہوں نے آپ کو Consult (مشورہ) نہیں کیا؟

جواب: نہ انہوں نے Contact (رابطہ) کیا نہ میں نے Contact کیا۔

سوال: یہ جواب حکومت میں آچکے ہیں منسٹریز (وزارتیں) ملی ہیں Portfolios (قلمدان) ملے ہیں۔آپ کو لگتا ہے Fundamentally (بنیادی طور پر) کیا یہ حکومت میں اس لیے شامل ہوئے ہیں تا کہ ان کو یہ Portfolios ملیں یا یہ پھر کیا ''این آئی سی ایل'' اسکینڈل مونس الٰہی کیس کے حوالے سے یہ مجبور ہو گئے؟

جواب: یہ بھی سبب ہے، لیکن! منسٹریاں ضروری تھیں۔

سوال: زیادہ ضروری منسٹریاں تھیں وہ کیوں؟

جواب: ہم مطلب پرست ہیں۔مونس الٰہی دو چار سال میں نکل آئے گا۔دو چار سال ہم کیسے گزاریں گے۔

سوال: نہیں۔کوئی اپنے بیٹے کو جیل میں تو نہیں دیکھنا چاہتا نا؟ پیر صاحب!

جواب: کروڑوں کے معاملوں پر بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔بھائی بھائی کو مارتا ہے، بیٹا باپ کو مارتا ہے۔

سوال: آپ نے تو بہت بڑی بات کردی۔منسٹریز کے لیے آپ کو لگ رہا ہے؟

جواب: دیکھو بھئی! میں نے ان سے بات کوئی نہیں کی نہ ان نے مجھ سے کی ہے۔صحیح بات کیا ہے وہ نہیں ہے۔اب یہ ہے کہ اندھیرے میں لاٹھی چلانا جو ظاہری باتیں ہوتی ہیں ان کو آگے پیچھے کرنا۔

سوال: آپ کو لگ رہا ہے یہ حکومت کے اتحادی بن کے جب تک حکومت کا ٹرم نہیں ختم ہوتا یہ حکومت کا حصہ رہیں گے؟

جواب: حکومت کا ٹرم ختم جب ہوگا تو ووٹ سے نہیں ہوگا۔بلکہ بہت سی اور باتیں ہیں جن کی وجہ سے

ہوگا۔

سوال: کن کی وجہ سے جو معاشی حالات ہیں ملک کے، جو انقلابی سوچ، تو آپ کو لگ رہا ہے کہ ووٹ کی وجہ سے نہیں ختم ہوگا؟

جواب: ووٹ تک جائیں گے ہی نہیں۔

سوال: جب سے یہ حکومت آئی ہے ، ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ چھ مہینے میں حکومت جارہی ہے، سال میں حکومت جارہی ہے، دوسال میں لیکن؟

جواب: کوئی Sensible (عقل مند) آدمی سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتا ہے یہ جائیں گے اور آدمی جو حاکم ہے وہ پاکستان کو کتنا ڈبونا چاہتا ہے جانے سے پہلے۔

سوال: تو یہ کیسے Survive (بچ) کر گئے ہیں اتنی دیر تک؟

جواب: آپ کے سامنے Survive کر گئے ہیں۔ مانگ مونگ کے۔

سوال: صدر زرداری اچھے سیاستدان نکلے؟

جواب: جو کرسی پے بیٹھتا ہے وہ سیاستدان ہی ہو جاتا ہے۔

سوال: مشرف صاحب نے کہا کہ ابھی تک میں نے سیاست نہیں سیکھی ہے؟

جواب: لیکن وہ چلا گیا نو سال۔

سوال: لیکن کہہ رہے ہیں میں Straight forward (دوٹوک سامنے) ہوں۔ سیاست نہیں سیکھی ابھی سیکھ جاؤں گا؟

جواب: جو ٹرم تھا، جو وقت تھا وہ تو سیکھ نہیں سکا۔ اب اگر ٹرم ہو اور تو یہ حکومت کرے گا یا سیکھے گا۔

سوال: اس الائنس (اتحاد) کے مسلم لیگ نواز پر کیا اثرات ہوں گے؟

جواب: اس کے لیے میں نے بہت پہلے کہا تھا کہ نواز شریف از بلیک اور ان کے بھائی بلیک ہیں۔

سوال: بلیک نواز شریف ہیں یا شہباز شریف؟

جواب: شہباز شریف۔

سوال: اور نواز شریف بلیک؟

جواب: بلیک۔

سوال: So its over (تو بس)۔

جواب: ہاں۔ (سر کے اشارے سے)

سوال: آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر پاکستان کے مفاد میں یہ ہوگا تو آپ ضرور دعوت دیں گے۔ آپ بھیجیں گے چودھری شجاعت صاحب کو اور جمالی صاحب کو نواز شریف کے پاس دعوت کہ پارٹی جوائن کر لیں

لیکن ایسا نہیں (ہوا)؟

جواب: جمالی صاحب ان کے خدمت میں گئے اور انہوں نے بے رخی کا اظہار کیا کیوں کہ پریس کانفرنس میں خود نہیں بیٹھا کھوسے صاحب کو بٹھایا۔

سوال: تو یہ نواز شریف صاحب کے ساتھ سمجھ نہیں آتی کنیکشن ،مشرف صاحب کہتے ہیں میری ان سے نہیں بنی۔ جب آپ سے میں نے لاسٹ ٹائم (پچھلی بار) بات کی تھی۔آپ نے کہا تھا میں دعوت ضرور دوں گا لیکن یہ قبول نہیں کریں گے؟

جواب: میں نے اس وقت کہا تھا۔

سوال: جی۔تو یہ کیا کیوں؟ نواز شریف صاحب کہ، کیا؟

جواب: نواز شریف صاحب مغرور بہت ہو گئے ہیں اور بقول دوسرے آدمی کے جو ملا ہے۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ اس کے گردن میں سریا آ گیا ہے۔

سوال: یہ شیخ رشید صاحب نے کہا تھا کہ نواز شریف کی گردن میں سریا آ گیا ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ انشاءاللہ بہت جلد نکل جائے گا؟

جواب: امید یہی ہے۔

سوال: آپ بھی یہی کہہ رہے ہیں؟

جواب: میں تو شروعات سے کہتا ہوں۔نواز شریف کے تو میں بالکل خلاف تھا۔

سوال: کیا پیپلز پارٹی جو خود بھی الیکشن کی طرف جا رہی ہے۔آپ کو لگتا ہے کہ کیا پیپلز پارٹی ق لیگ والوں کو مارجن دے گی کھیلنے کا؟ (یعنی اپنے علاقوں میں کام وغیرہ کرانے کا۔)

جواب: نہیں۔

سوال: تو یہ کیا سوچ کے گئے ہیں۔صرف منسٹریز؟

جواب: اس وقت تو زرداری صاحب کا مشکل حل کرنے گئے ہیں۔جب ان کا وقت آئے گا کیا زرداری صاحب حل کرے گا ان کا مشکل؟

سوال: یہی تو آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔ جب مسلم لیگ (ق) پے برا وقت آئے گا کیا زرداری صاحب ان کی مشکل حل کریں گے؟

جواب: نہیں۔

سوال: زرداری صاحب نے کبھی کسی کی مشکل حل کی ہے؟

جواب: ہو سکتا ہے۔

سوال: ہو سکتا ہے۔کس کی؟

جواب: جو دنیوی مقصد ہوتے ہیں آدمیوں کے۔

سوال: لیکن مفاہمتی پالیسی جو ہے۔ مفاہمتی کم اینڈ (اور) Temperamental (عارضی) Necessity (ضرورت) پے چل رہے ہیں۔

جواب: مفاہمتی پالیسی ان کی نہیں ہے، ظاہری ہے Actually (حقیقی) نہیں ہے۔ دوسرے آدمی کی ضرورت مندی ہے جو مجبور ہو کے وہ اپنا خواہشات پورے کرنے کے لیے جاتے ہیں اور جب ٹرم ختم ہوا یا ضرورت ان کی نہ رہی، تو زرداری صاحب دوسرے ہوں گے۔

سوال: لیکن یہ کافی دفعہ ہو چکا ہے۔ اب تک تو ہمارے سیاستدان؟

جواب: آئندہ پھر نئی Situation (صورتحال) پیدا ہوئی اور آدمیوں نے نئی Situation میں امیدیں رکھی ہیں۔

سوال: امید پے سب کچھ چل رہا ہے؟

جواب: ہاں۔

سوال: پاکستان امید پے چل رہا ہے۔ سیاست امید پے چل رہی ہے؟

جواب: ہاں۔

سوال: مجھے یہ بتائیں کے آپ کی جو اپنی پارٹی ہے۔ اس میں کس طرح؟ آپ کی ایک پوزیشن ہے آپ کی اپنی Constituency (حلقہ انتخاب) میں کیا الیکشن پراسیس (عمل) ہوتا ہے کس طرح سلیکشن کیا جاتا ہے کسی کو آپ نامینٹ (نامزد) کرتے ہیں؟

جواب: میں نامینٹ کرتا ہوں۔

سوال: آپ نے Decide (فیصلہ) کیا ہے کس کو؟

جواب: نہیں۔ (سر ہلا کر)

سوال: اچھا آپ نامینٹ کرتے ہیں۔ اس کے بعد کیا ووٹنگ ہوتی ہے؟

جواب: اس کے بعد الیکشن ہوتا ہے۔

سوال: کیوں کہ آپ کا سندھ سے تعلق ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیے گا کہ آج کل بہت زیادہ سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں ایک جنگ کا سماں بنا ہوا ہے پنجاب میں تھوڑی کم۔ لیکن سندھ میں احساس محرومیت سی ہی لوگوں کے اندر۔ لوگوں کو امید نہیں رہی ہے اپنے سیاستدانوں سے چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے ہوں۔ یہ سندھ میں ایک دم سے تو نہیں پیدا ہوئی ہے۔ کافی عرصے سے یہ چلتی آئی ہے۔ سندھ میں آپ کو ایسے کون سے سیاستدان نظر آ رہے ہیں ابھرتے ہوئے۔ جو لوگوں کی صحیح طرح نمائندگی کر سکیں؟

جواب: ابھی تک تو کوئی خاص نہیں۔ دو تین ہیں جن میں، میں Interested (دلچسپی رکھتا) ہوں اور

سمجھتا ہوں کہ وہ لائق ہیں لیکن ہوسکتا ہے میرے Expectation (توقعات) سے ہٹ کے ہو جائے۔

سوال: یہ کون دو تین؟

جواب: ہیں! نام لیکے کیوں (ہنسی) میں ان کو پھنساؤں۔

سوال: اچھا پھنس جائیں گے اگر آپ ان کے نام لے لیں گے؟

جواب: ہاں۔

سوال: چلیں پھر آپ ان کے نام نہ لیں۔

جواب: دیکھیں نا میں سندھ میں ایک طرف ہوں۔ دو تہائی میرے خلاف ہے اور وہ دو تہائی میں سے ہیں ان کو میں سپورٹ کیسے کروں گا بتاؤں گا کیسے۔

سوال: پیر صاحب! ایک خبر چھپی تھی کہ چودھری شجاعت صاحب نے آپ سے اپیل کی ہے کہ آپ ان کے اتحاد کے لیے دعا کریں۔ کیا انہوں نے واقعی اپیل کی دعا کی؟

جواب: کوئی اپیل کے لیے کہا نہیں ہے اور دعا میں ایسے اتحادوں کے لیے مانگتا نہیں ہوں۔

سوال: لیکن پاکستان کے لیے تو آپ دعا گو ہیں؟

جواب: وہ ہیں دعا گو۔ لیکن یہ سب پاکستان کے انٹریسٹ (مفاد) میں تھوڑی کٹھے ہوئے ہیں۔ اپنے اپنے شخصی۔

سوال: لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کے بہت کلوز (نزدیکی) تعلقات رہے ہیں فوج کے ساتھ۔ آپ ان سیاستدانوں میں سے ہیں جو کہتے ہیں کہ افواج پاکستان، آپ پرزور طریقے سے کہتے ہیں کہ پاکستان کی سالمیت کے لیے کردار ہمیشہ انہوں نے پلے (ادا) کیا ہے۔ آپ کو لگ رہا ہے کہ امریکہ جان بوجھ کے ہماری فوج کی جو Perception (شعور) ہے پاور کی اس کو کم کر رہا ہے انٹنیشنلی؟

جواب: پاور کم کر رہے ہیں یا نہیں پاکستان کی ستیاناس کر رہے ہیں۔

سوال: ہماری فوج کا بھی ستیاناس کر رہے ہیں؟

جواب: اب میں کہہ نہیں سکتا۔ ہماری فوج ان کے کام کی ہے۔

سوال: آپ کو کیا لگتا ہے ہماری فوج ان کے کام کی ہے؟

جواب: فوج اپنے ساتھیوں کا ساتھ دے گی۔

سوال: اور کیا امریکہ فوج کا ساتھی ہے؟

جواب: یہ میں کہہ نہیں سکتا ساتھی ہونا چاہیے۔

سوال: کیا امریکہ پاکستان کا ساتھی ہے؟

جواب: پاکستان کا نہیں فوج کا۔

سوال: ابھی پلاننگ کیا ہو رہی ہے پاکستان میں؟

جواب: مجھے پتہ نہیں ہے، جو میرے ساتھ یا کوئی مجھ سے پوچھے یا مجھے بتائے یا میں ان میں بیٹھوں اور جو سنوں اس کو۔

سوال: اگر آپ پاکستان کی ہسٹری دیکھیں۔ برٹش حکومت گئی ان کی جگہ امریکہ آ گیا۔ اس پے تو آپ ایگری (اتفاق) کرتے ہیں۔ پہلے برٹش ہمارے Colonial master (قابض حکمران) تھے اب امریکہ ہے؟

جواب: ہاں وہ امریکہ برٹش کا وارث ہو کے آ گیا۔

سوال: اسی دوران ہم نے دیکھا ہے الیکشن ہوتیں ہے پھر ڈکٹیٹر شپ (آمریت) آتی ہے پھر الیکشن ہوتے ہیں۔ اب پاکستان میں کیا ہونے جا رہا ہے؟

جواب: دیکھو Publicly (کھلم کھلا) اس کا جواب دینا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

سوال: خطرے سے خالی نہیں ہے پاکستان کا اگلا تبصرہ کرنا؟

جواب: ہاں کرنا۔

سوال: یہ بڑی خوفناک بات ہے کیوں؟

جواب: ہم لوگوں نے خود حالت بگاڑی ہے۔

سوال: بگاڑتا تو انسان خود ہی ہے یہ تو ماننے والی بات ہے، لیکن اس سوال کا جواب خطرناک کیوں ہے؟

جواب: آپ سمجھ لیں۔

سوال: میں سمجھ لوں؟ میں تو شاید سمجھ لوں جو لوگ دیکھ رہے ہیں شاید ان کو نا سمجھ آئے؟

جواب: کن کو؟

سوال: جو ہماری آڈینس (ناظرین) دیکھ رہی ہے۔

جواب: دیکھو بھئی! آپ کی آڈینس نے اب تک کتنا سمجھا ہے۔ ہم ہسٹری بھی جھوٹی لکھتے ہیں اور بڑی بڑی باتیں بھی جھوٹی کرتے ہیں۔

سوال: لیکن ہر سیاستدان اب ایک نعرہ لگاتا ہے کہ پاکستان کی جو عوام ہے اس میں شعور آ گیا ہے اب وہ بدل گئی ہے۔ آپ نے خود کہا لوگ اب سمجھ رہے ہیں تو شعور تو ہے؟

جواب: شعور ہے لیکن کوئی سچ سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔

سوال: شاید ان سے کبھی سچ نہ بولا گیا ہو اس لیے۔ کوئی سچ بولے گا تو ضرور سنیں گے؟

جواب: دیکھو بھئی! تھوڑے سال پہلے میں نے کہا تھا۔ کشمیر نہ ہمارا تھا۔ نہ ہے، نہ ہو گا۔ میں نے تو سچ

بولا تھا کتنی گالیاں پڑی۔

سوال: ٹھیک ہے، کشمیری جو ہیں وہ میرے خیال میں خود ڈیسائید (فیصلہ) کریں گے ان کو کیا کرنا ہے؟

جواب: ان کے ڈیسائیڈ کرنے کو تو ہم مانتے ہی نہیں ہے نا۔ ہم یہ کہتے ہیں یہ ہمارا ہے۔

سوال: لیکن آپ نے سچ تو بولا؟

جواب: میں نے بولا پر آدمی کوئی مجھے تھوڑی مانیں گے۔ وہ گورنمنٹ کو مانیں گے اور ان کا جو برین واش کیا گیا ہے کہ ہمارا ہے ہمارا حق ہے نہ ہمارا Main nerve (شہ رگ) ہے، تو ایسے ہوتا ہے نا۔

سوال: پھر سے میں آجاؤں گی اسی سوال پے کہ آنے والے دنوں میں پاکستان میں کیا ہونے والا ہے؟

جواب: وہی ہونے والا ہے جو ساری دنیا میں ہوتا ہے۔

سوال: ساری دنیا میں ایک اچھی جمہوریت بھی چلتی ہے۔ ساری دنیا میں Healthcare (علاج) بھی ملتا ہے۔ تعلیم دی جاتی ہے بچوں کو۔ اسکولز ہوتے ہیں معاشی حالات ایسے نہیں ہوتے۔

جواب: اسکولوں میں بیل اور بکریاں ہیں۔ تعلیم درخت کے نیچے کچھ کرتے ہیں کچھ نہیں کرتے یہی تعلیم ہے، یہی اسکول ہے۔

سوال: میں نے آپ سے پوچھا کیا ہوگا۔ آپ نے کہا جو باقی دنیا میں ہو رہا ہے۔ باقی دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

جواب: باقی دنیا میں ابھی ہو نہیں رہا ہے۔ لیکن پہلے ہوتا تھا۔ ہم ابھی تک ماضی میں پھنسے ہوئے ہیں۔

سوال: ہم کس صدی میں پھنسے ہوئے ہیں؟ کیا ہم وہی ہیں جہاں ہمیں برٹش حکومت چھوڑ کے گئی تھی؟

جواب: دیکھیے آپ نے اپنی قوم کو خود جاہل رکھا ہے۔

سوال: ہم نے کیسے ہمارے لیڈران نے؟

جواب: ہمارے مولوی صاحبان نے، اردو میڈیم کر دیا ہے۔ صرف بڑے لوگ یا مولوی صاحب اپنے بچوں کو باہر بھیجتے ہیں تعلیم حاصل کرنے کے لیے۔

سوال: لیکن مولوی صاحب کو بھی ووٹ تو عوام دیتی ہے؟

جواب: پیسہ بھی عوام دیتا ہے۔

سوال: چندہ بھی عوام دیتی ہے اور ان کے بچے باہر پڑھتے ہیں اور عوام تختی کی اوپر درخت کے نیچے؟

جواب: ایک مولوی صاحب کی بیٹی بھی گئی ہوئی ہے باہر پڑھنے کے لیے۔ اب جوان لڑکی باہر جاتی ہے اس سے کون سوال پوچھے گا۔

سوال: کوئی نہیں۔ ایک طرف مولوی صاحب کی بچی باہر پڑھنے جاتی ہے۔ یہاں پے جو باقی بچیاں ہے ان کو اسکول کی شکل ہی نظر نہیں آتی؟ تو پھر تو سوال وہی ہے کہ پاکستان میں کیا ہوگا؟

جواب: جب علم نہیں ہوگا، سائنس نہیں ہوگی، انجینیئر نگ نہیں ہوگی، تباہ ہو گے۔ یہاں کوئی کام ہی نہ ہوگا جو کریں۔ ہم میں سے جو باہر پڑھنے جاتا ہے وہ لوٹ کے کتنے پرسنٹ آتا ہے۔

سوال: آپ واپس آئے؟

جواب: نہیں مجھے تو آنا تھا نا یہاں ، مجھے لایا گیا تھا مجھے بھیجا گیا تھا اور لایا گیا تھا۔

سوال: آپ کو تو الٹا بھیجا گیا تھا زبردستی؟

جواب: بھیجا گیا تھا اور لایا گیا تھا۔

سوال: یہ حالات بہتری کی طرف جائیں گے؟

جواب: نہیں۔ (سر کے اشارے سے)

سوال: انقلاب کے بعد؟

جواب: انقلاب اپنے لیڈرز خود پیدا کرتا ہے۔ انقلاب کے بعد جو انقلاب اسی کو کہتے ہیں ٹیبل ٹرن کو۔

سوال: انقلاب کے بعد شاید بہتری آجائے؟

جواب: ہاں۔

سوال: جب انقلاب آئے گا کیا جو ہم دیکھ رہے ہیں مسلم ممالک میں ویسا ہی ہوگا یا خونی انقلاب؟

جواب: نہیں۔ Accountability (احتساب) نہیں ہوئی ہے، Accountability ہوگی۔ کرائم Suppress (دب) نہیں ہو رہا ہے، بڑھ رہا ہے دن بدن، وہاں Suppression (دباؤ) آئے گا۔

سوال: آپ نے کہا تھا کہ زرداری صاحب کی حکومت ووٹوں سے نہیں جائے گی Assume (فرض) کرتے ہیں زرداری صاحب کی حکومت گئی۔ الیکشن ہوتے ہیں اس میں ایک نئی پارٹی نئے چہرے آتے ہیں عمران خان کی بھی ورک چل رہی ہے۔ مشرف صاحب واپس آرہے ہیں؟

جواب: مشرف صاحب کو امریکنز لائیں گے، مشرف صاحب خود نہیں آئے گا یہاں۔ یہاں آئے گا تو لٹک جائے گا۔

سوال: آپ کو لگ رہا ہے چہرے نہیں بدلیں گے، الیکشن کے بعد شاید کوئی ایسی پارٹی ابھر کے آئے۔ آپ نے ایک اور چیز کہی تھی آپ نے کہا تھا کہ موومنٹ۔ کوئی بھی سیاسی موومنٹ جو شروع ہوتی ہے وہ پنجاب سے ہوتی ہے۔

جواب: میں نے یہ نہیں کہا۔

سوال: آپ نے یہ نہیں کہا تھا؟

جواب: نہیں۔

سوال: میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ تبدیلی کہاں سے آئیگی؟ آپ نے کہا تھا کہ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے۔

جواب: میں نے کہا تھا وہ سب سے بڑا صوبہ ہے۔ وہ حقیقت ہے۔

سوال: اور ادھر سے ہی کوئی تبدیلی شروع ہوگی؟

جواب: دیکھیں میں نے اس Basis (بنیاد) پر کہا ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا گیا ہے مجھ سے تو بلوچستان چھوٹا ہے وہاں موومنٹ ہوئی مارا ماری ہو رہی ہے لوگ مر رہے ہیں اور لوگ مار رہے ہیں فرنٹیئر ہے دوسرا اس میں یہ Up evils (تباہیاں) آ رہے ہیں۔ وہ اس واسطے کچھ نہیں ہو رہا ہے کہ وہ چھوٹے صوبے ہیں اگر پنجاب میں کچھ ہو تو وہ ہمارا 60,70 پرسنٹ ہے۔

سوال: مشرف صاحب کہتے ہیں کہ ان کے خلاف صرف ایک کیس ہے جو ابھی ایکٹو (چل رہا) ہے اور ان کا یہ دعویٰ ہے کہ واپس آئیں گے۔ آپ کہہ رہے ہیں امریکنز ان کو لائیں گے۔ امریکنز لوگ کہہ رہے ہیں کہ زرداری صاحب کی بھی حمایت بھی کر رہے ہیں۔ امریکنز جو ہیں وہ فوج کے ساتھ بھی بات کر رہے ہیں۔ تو امریکہ بہادر کس کس کے ساتھ؟

جواب: وہ اپنے آفس کھلے رکھتے ہیں اور جتنا کام کرتے ہیں پیمنٹ (پیسہ) پہلے مل جاتا ہے وہ کام جتنا کر سکتے ہیں کرتے ہیں۔

سوال: تو America plays every one all the times (امریکہ ہر وقت سب سے کھیلتا رہتا ہے)؟

جواب: All the time, but you will see, all the time in every country

(ہر وقت، مگر آپ دیکھیں کہ ہر وقت ہر ملک میں۔)

سوال: لیکن میرے خیال سے پاکستانی لوگوں کی Appetite (بھوک) تھوڑی کم ہے۔ کیوں کہ باقی ملکوں کے مقابلے میں۔ ہمارے اندر جمہوریت کوٹ کوٹ کر بھری ہے ہمارے پاس کوئی ڈکٹیٹر (آمر) صاحب زیادہ عرصہ نہیں رہ پاتے۔ اگر آپ دیکھیں مصر کو۔ اگر آپ دیکھیں لیبیا کو یہاں پہ لوگ تیس تیس سال رہے ہیں۔ پاکستانی عوام نے اتنی کبھی گنجائش ہی نہیں دی؟

جواب: وہ نیشن (قوم) تھے ہم صوبے ہیں۔

سوال: نہیں۔ لیکن میں یہ کہہ رہی ہوں ان ملکوں میں تیس تیس سال ڈکٹیٹر رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں ہماری عوام نہیں برداشت کرتی۔ جمہوریت پسند تو ہے؟

جواب: وہ جمہوریت جس میں پیسے بنیں۔

سوال: عوام بھی؟

جواب: ہاں۔ ورکرز وغیرہ سب کیا مفت میں روٹی، کپڑا، مکان کہ دلاسے پر چل رہے ہیں۔

سوال: اور یہ دلاسہ پھر ووٹ بھی تو مل رہا ہے؟

جواب: بس وہ یہی تو کہتے ہیں کہ ایک آدمی بولتا تو ہے روٹی، کپڑا، مکان۔

سوال: کیا ہماری عوام اتنی ترسی ہوئی ہے کہ ان کے لیے لفظ ہی کافی ہیں؟ تو جو عوام اتنی ترسی ہوئی ہے جو اتنی بے بس ہے وہ کہاں سے انقلاب لائے گی؟

جواب: بے بس نہیں لالچی۔

سوال: ہماری عوام لالچی ہے؟

جواب: ہم بھی ہیں لیکن عوام ہم سے زیادہ ہے۔

سوال: پیر صاحب! یہ تو بڑی بلیک قسم کہ Scenario (منظر نامہ) آپ کہہ رہے ہیں نواز شریف بلیک شہباز شریف بلیک مجھے تو پوری پاکستان کا؟

جواب: دیکھیں بھئی! جو میں دیکھتا ہوں کامن سنس سے کہتا ہوں۔ میں کوئی پکی معلومات تو نہیں ہے۔ لگ جائے تکا لگ گیا نہیں لگے نہ لگے۔

سوال: تکا نہیں لوگ آپ کی بات کو بہت Seriously (سنجیدہ) سنا جاتا ہے مانا جاتا ہے جو آپ کہتے ہیں؟

جواب: میں سچ کے نزدیک بولتا ہوں۔ اور جھوٹ سے دور ہو کے نہیں بولتے۔

سوال: اور ہمارے سیاستدانوں کی سچائی کیا ہے؟

جواب: سب سیاستدانوں کی پہلے پیٹ۔ پہلے خویش پھر درویش والی پالیسی ہے۔

سوال: اگر آگے جا کے پاکستان کی بہتری کے لیے پھر سے چودھری شجاعت صاحب ق لیگ سے مفاہمت کی پالیسی کرنی پڑی آپ کریں گے؟ پاکستان کی بہتری کے لیے۔

جواب: دیکھیں، میری بات سنیں جو آدمی! اب میں پھر گالیاں کھاؤں گا۔ یہ ان کی اولاد ہے جن کو میں نے ٹھگوں کا ٹولا کہا۔ اب میں کیسے بھروسہ کر سکتا ہوں۔

سوال: یہ آپ کہہ رہے ہیں چودھری شجاعت کے حوالے سے؟

جواب: چودھری شجاعت ہی ہے وہ، چودھری ظہور الٰہی کی اولاد ہے نا اور اس کے بھائی کی۔ یہ اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلیں گے نا۔

سوال: لیکن آپ تو ان کے ساتھ مفاہمت کیلئے تیار تھے؟

جواب: وقت ضرورت پر گدھے کو بھی باپ کہتا ہے آدمی۔

سوال: پیر صاحب! آپ واقعی بہت سچ بول رہے ہیں۔ میں نے کسی بھی سیاستدان کو اتنا سچ اور سچائی

سے بولتے ہوئے نہیں سنا ہے۔تو اگر ضرورت پڑی پاکستان کی بہتری کے لیے آپ کسی سے بھی مفاہمت کرنے کے لیے تیار ہیں؟

جواب: ہاں میں مفاہمت کرنے کے لیے تیار ہوں وہ پاکستان کے لیے اپنے لیے کوئی امید نہیں ہوگی۔

سوال: چودھری شجاعت نے کہا تھا مجھ سے اگر پاکستان کی بہتری ہوگی،عوام کی بہتری ہوگی تو ہم مفاہمتی پالیسی کریں گے۔تو شاید اسی لیے انہوں نے پیپلز پارٹی جوائن کی پاکستان کی بہتری کے لیے؟

جواب: ہوسکتا ہے۔

سوال: امید کرسکتے ہیں پاکستانی کہ چیزیں بدل جائیں؟

جواب: امریکنز ضرور اسے لائیں گے۔

سوال: مشرف کو؟

جواب: مشرف کو ایز (بطور) ڈپٹی جو بھی ہو۔

سوال: As their deputy (بطور ان کا نائب) اور الیکشن بھی جتوا دینگے؟

جواب: الیکشن کی ایسے ماحول میں ضرورت کیا ہوگی؟

سوال: یہ آپ نے بات پتہ کی کہہ دی کہ ایسا ماحول پیدا کر دیا جائیگا شاید جس میں الیکشن کی ضرورت ہی نہ ہو۔جس میں امریکہ کہ ماتحت مشرف صاحب آئیں؟

جواب: ہمارے ہاں ان کا وائسرائے ہوگا، ہوسکتا ہے۔

سوال: وائسرائے ہوسکتا ہے۔وائسرائے مشرف؟

جواب: ہاں۔

سوال: آپ کا پوائنٹ آف ویو کیا ہے بن لادن کے حوالے سے؟

جواب: یہ یہاں سے نہیں پکڑا گیا ہے۔دو چار بار پاکستان میں اندر آ گئی ہے فوج ان کی وہ پکڑ کر لے گئے ہیں۔یہ پراپر (مناسب) ٹائم سمجھا کہ اس کو ظاہر کریں۔اب ظاہر کیا کوئی فوٹو تو ریلیز نہیں کیا، فوٹو تو انہوں نے ریلیز نہیں کیا۔

سوال: اچھا کوئی تصویر ریلیز نہیں کی؟

جواب: تصویر میں نے دیکھی ہے فوٹوگراف ٹیلی ویژن پہ بھیجا گیا وہ دیکھی ہے۔

سوال: کراچی میں ٹارگٹ کلنگ بڑھتی جا رہی ہیں اور جن جماعتوں کہ بیچ یہ اختلاف ہو رہا ہے یہ سب اتحادی ہیں۔پاکستان پیپلز پارٹی، اے این پی، ایم کیو ایم اور تینوں کی بیچ میں اختلاف اور اس میں کراچی کے شہری پس رہے ہیں اس کے لیے آپ کس کو بلیم (قصوروار) کریں گے؟

جواب: بھئی ایم کیو ایم بھی کرتی ہوگی، لیکن پیپلز پارٹی نہیں کرتی؟ وہ بھی کرتی ہے۔

سوال: ایم کیوایم کہتی ہے کے پیپلز پارٹی کرتے ہیں؟

جواب: ہاں۔

سوال: اور اے این پی سب ملوث ہیں؟

جواب: ہیں، این پی بھی کرتی ہوگی ایم کیوایم خود بھی ملوث ہے۔

سوال: جی پیر صاحب! تو کراچی کی صورتحال تشویش ناک پاکستان کی صورتحال؟

جواب: کامن سنس سے کوئی بھی ٹھیک نہیں ہے۔

سوال: کچھ تو پازیٹو (مثبت) ہوگا؟

جواب: میں گھر بیٹھا آدمی ہوں میں تو نیگیٹو نیگیٹو (منفی) دیکھتا ہوں، سنتا ہوں۔

سوال: لیکن امید ہے؟

جواب: اللہ سے امید رکھنا چاہیے اچھی امید۔

سوال: (جب آخر میں انٹرویو کا خلاصہ پیش کیا جارہا تھا اس وقت اس جملے پر آپ نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے فرمایا۔) تو آپ نے کہا کہ مشرف صاحب امریکہ کی ہدایات پے آئینگے؟

جواب: آسکتے ہیں، آسکتے ہیں، آئینگے نہیں۔ آسکتے ہیں۔

سوال: آسکتے ہیں؟

جواب: ان کو وہ Confident (پراعتماد) ہے۔

یہ انٹرویو 9 مئی 2011ء کو وقت ٹی وی کے پروگرام ’ہاٹ لائن‘ میں نشر ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

میری شروعات میری مجبوری

سوال: (ریکارڈنگ میں ہی کٹا ہوا ہے)

جواب: کسی طرح چلنا ہے۔ وہ ذرا ظلم کی طرف زیادہ تھے۔

سوال: پھر یہ تو ایک بہتری آئی وہ ظلم کی طرف زیادہ تھے اور یہ پیسوں کی طرف زیادہ ہیں تو تھوڑی سی بہتری ہے؟

جواب: نہیں ظلم کچھ پے ہوتا ہے، پیسہ زیادہ ہوتا ہے۔

سوال: تو دونوں سیاسی منظر ایک جیسے ہیں؟

جواب: نہیں۔ اب بہتر نہیں ہیں اب ورسٹ (بدترین) ہیں۔

سوال: پاکستان کی سیاست یہاں تک کیسے پہنچی؟

جواب: اب یہ آپ نے سوال ایسا پوچھا ہے، جس کا جواب کچھ آپ کے پروگرام کے ٹائم کے مطابق دیا نہیں جاسکتا۔ لیکن! میں نے جب سے انگلینڈ سے آیا 52ء سے میں نے جو بگاڑ دیکھا ہے وہ Systematically (بتدریج) بڑھتا گیا ہے اور کوئی بھی بھلائی نہیں آئی ہے۔

سوال: پیر صاحب! سسٹم میں ایسی کونسی خامیاں تھیں جو آپ نے 1952ء سے دیکھی ہیں۔ جن کی آپ نشاندہیاں کرسکیں تو ہم لوگوں کو سمجھ میں آئے کہ شاید ان ہی سسٹم فیلویرز کو ابھی کریکٹ کریں تو پھر بھی امید ہے؟

جواب: دیکھیں! میں نے آپ کو پہلے عرض کیا ہے کہ مختلف آپ سے نہیں لیکن! اور پروگراموں میں پہلے عرض کیا ہے کہ جب سے مارشل لا لگی ہے تب سے حالات بگڑے ہیں اور بگڑتے ہی گئے ہیں۔

سوال: تو حالات اس لیے بگڑے کہ فوج نے مداخلت کی ہے؟

جواب: نہیں فوج نے نہیں۔ نقطۂ نظر حکمرانی کے چینج ہوگئے۔

سوال: پر وہ تو پھر سیاسی قیادتوں نے بھی وہی غلطیاں کی ہیں؟

جواب: دیکھیں نا! جب حکومت کی پالیسی، سیاسی قیادت بدلتی ہے، پبلک نہیں بدلتی۔

سوال: مارشل لاز جب لگے ہیں تو کچھ Personalities (شخصیات) کی وجہ سے سسٹم میں پرابلمز

آئیں۔ پر ہم نے وہی پرابلمز Democratic forces (جمہوری قوتوں) میں بھی دیکھے جب وہ اقتدار میں آئے؟

جواب: لیکن! 58ء سے پہلے اقتدار میں جو Democratic forces لائی گئیں، آئی نہیں لائی گئیں وہ اس تھوڑے وقت میں پرائم منسٹر چینج کراتے رہے۔ پروگرام، پالیسی ایک ہی تھی۔

سوال: کیا ہے پروگرام، پالیسی جو ایک ہی تھی؟

جواب: بھئی دیکھیں نا! ایک تھی سب پالیٹیشن کو بدنام کریں اور خود حاکم ہو جائیں۔

سوال: پیپلز پارٹی کی حکومت ہے پہلی دفعہ یہ نظر آ رہا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ اس حکومت کو ڈی اسٹیبلائز (غیر مستحکم) نہیں کر رہی پھر بھی عوام پس رہی ہے۔ اب آپ کس کو بلیم کریں گے؟

جواب: دیکھیں نا! حاکموں نے جو پہلے تھے اور جواب ہیں انہوں نے حالات کو ایسے بگاڑیں ہے جو معیشت سدھر نہیں رہی ہے اور سدھرے گی بھی نہیں۔

سوال: آپ سیاست میں کیسے آئے؟

جواب: میری شروعات میری مجبوری تھی۔ مجھے سیاست سے اب تک کچھ حاصل نہیں ہوا کھویا ہی ہے پایا نہیں ہے۔ میری سیاست میں، Existence (وجود) کیلئے اور مریدوں کیلئے آنا ضروری (تھا)۔

سوال: پاکستان میں لوگوں کو لگتا ہے وکی لیکس کی انکشاف کی وجہ سے یہاں پے ہر چیز جو ہوتی ہے وہ امریکہ کے ماتحت ہوتی ہے اور اس میں ہم لوگ اپنی پرسنل اکاؤنٹی بیلٹی جو ہمارا پرسنل ہونا چاہئے ہم اس کو ایک طرف کر دیتے ہیں جو کہ بہت ضروری ہے۔ اگر چینج آئے؟

جواب: باہر والا جب ایکسپلائٹ (فائدہ لینے کو) کرتا ہے تو آدمی جتنا ہو سکے گنہگار ہو، جتنا ہو سکے غیر قانونی کام میں لگا ہوا ہو وہ ''سوٹ'' کرتا ہے وہ Pliable (دینے کے قابل) ہے۔

سوال: تو جب اندر سے ہی کمزوری ہوگی تو پھر ہی کوئی باہر سے آ کے مداخلت کرتا ہے؟

جواب: اندر سے کمزوری تھی یا نہ تھی، مجبوری تھی۔

سوال: کمزوری نہیں ہماری مجبوری تھی؟

جواب: اب مجبوری ہے۔

سوال: کوئی تو ایسا دوٗر ہوگا۔ پاکستان کی تاریخ آپ دیکھیں جس میں ہم کہہ سکیں ''ہاں یہ لیڈر مخلص تھا'' پاکستان ترقی کی طرف جا رہا تھا کوئی ایسا دوٗر؟

جواب: ایسا دوٗر دیکھیں آدمی کہتے فیلڈ مارشل نے ترقی کے راستے پر دوٗر شروع کیا۔ لیکن! یہ دوٗر شروع نہیں کیا Implement (تعمیل) کیا۔

سوال: لیکن اچھا دوٗر تھا؟

جواب: اچھا دوَر وہ پبلک والوں کا، مسلم لیگرز کا تھا۔

سوال: آپ ایوب خان کے دوَر کی بات کر رہے ہیں؟

جواب: ایوب خان کے دوَر سے پہلے کی بات کر رہا ہوں۔

سوال: ایوب خان سے پہلے کا دوَر۔۔؟

جواب: ایوب خان نے وہ پروگرام کمپلیٹ (پورا) کیا جو ہونا تھا۔

سوال: اور وہ پروگرام کس پارٹی نے پریزنٹ (پیش) کیا تھا؟

جواب: مسلم لیگ نے۔

سوال: مسلم لیگ کے دھڑے اب بھی ضم ہو سکتی ہیں؟

جواب: اگر خودی کو ختم کریں تو ہو سکتے ہیں۔

سوال: لیکن! ایک دھڑے (ق) لیگ والے یہ تو پیپلز پارٹی میں ضم ہو گئے حالانکہ نظریاتی اختلافات تو ہیں؟

جواب: دیکھیے، معاف فرمایئے، میں عرض کرتا ہوں یہ وہ پارٹی کے Remain ants (باقیات) ہیں۔ جو ٹھگوں کا ٹولا میں کہتا تھا۔

سوال: ان ہی لوگوں کے ساتھ کچھ عرصے تک گفتگو چل رہی تھی۔ اس امید میں کہ مسلم لیگ کے جو دھڑے ہیں وہ ضم ہو جائیں ملک کے مفاد کیلئے تو انہی ٹھگوں کے ٹولے کے ساتھ مذکرات تو ہو رہے تھے؟

جواب: دیکھیے! ضم ہونے کی کوشش ہوتی ہے وہ کون کرتے ہیں، جو پاور سے باہر ہیں اور پاور لینا بھی نہیں چاہتے۔ لیکن! جو پاور لینا چاہتے ہیں، کرسی اپنی استعمال کرنا چاہتے ہیں وہ تو نہیں ہیں۔ وہ فائدے اٹھانے کیلئے آتے ہیں اپنا عتاب دکھاتے ہیں اپنی ویلیو بڑھاتے ہیں اور پھر بھاگ جاتے ہیں۔

سوال: یہ الائنس (مسلم لیگز کا) جو ہے کیوں نہیں ہو سکا؟

جواب: خواہشات الائنس کی تھیں ہی نہیں۔

سوال: آپ کی یا ان کی؟

جواب: ان کی۔

سوال: تو یہ سب ایک ڈگڈگی تھی کے آ کے حاضری دینا پھر چلے جانا۔ آپ کو یہ لگتا ہے پاکستان مسلم لیگ (ق) کی شروع سے ہی Eventually (بالآخر) وہ جا کے؟

جواب: میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ، ہم مسلم لیگی مطلب پرست ہیں۔

سوال: سارے مسلم لیگی؟

جواب: سارے مسلم لیگی۔

سوال: نواز شریف صاحب اب بات کر رہے ہیں گرینڈ الائنس کی؟

جواب: نواز شریف صاحب مسلم لیگی تھے کب؟

سوال: پاکستان مسلم لیگ نواز؟

جواب: نواز تو وہ نواز کہاں ہے؟

سوال: نواز شریف صاحب ہیں نے ان کے نام سے؟

جواب: وہ صاحب ہیں، لیکن! نواز کہاں ہے؟ نوازش کہاں ہے؟

سوال: یہ تو میں آپ سے پوچھوں گی کہ نوازش یا گنجائش؟

جواب: دیکھیں نا! ان کے دور میں بہت کچھ ہوا صبح کو نوٹیس اشو ہوتا تھا ریونیو کا شام کو وہ رمو و، جب ان کا مال نکل آتا تھا ہو جاتا تھا ''فارین ایکس چینج'' کا۔

سوال: جو بینک اکاؤنٹس سیز (بند) کر لیے گئے تھے۔

جواب: اور اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں اور ہوتی رہیں، ہم صرف زرداری کی بات کرتے ہیں۔

سوال: زرداری کی کیا بات کرتے ہیں؟

جواب: کہ بینک اکاؤنٹس یہ، وہ، ''ففٹی پرسنٹ، ٹین پرسنٹ، اب ففٹی پرسنٹ'' اُن کی بات ہم کیوں نہیں کرتے۔

سوال: پیپلز پارٹی والے لوگ یہ سوال بہت زیادہ پوچھتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ جب کرپشن کی بات ہوتی ہے صرف ہماری پارٹی پر ہی کیوں انگلی اٹھائی جاتی ہے؟

جواب: وہ کہتے ہیں کہ، بھئی ہم سب حمام میں ننگے ہیں آپس میں پھر ہمارے اوپر اعتراض کیوں ہوتا ہے۔

سوال: نواز شریف صاحب پہ کیوں نہیں اعتراض ہوتا۔ ان کی کرپشن کی بات کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: دیکھو یہ مجبور کرتے ہیں آدمی کو، پاکستانیوں کو، کہ پنجاب کے کسی آدمی کا ذکر ہی نہیں ہوتا اب ہم برے سب سندھ میں ہیں، بلوچستان میں، فرنٹیئر میں ہیں۔ یہ تو پالیٹیشن نے جو قومیت کو بدل کے رکھتے ہیں۔

سوال: پنجاب کے کچھ پالیٹیشن جو قومیت کی بات کرتے ہیں۔ لیکن! سندھ کے اندر بھی پیپلز پارٹی کے کچھ ایسے لوگ ہیں جو سندھ کارڈ کو پلے کرتے ہیں؟

جواب: بھئی، سندھ کارڈ ان کے پاس ہو یا نہ ہو۔ پیپلز پارٹی بہر حال اپنے آپ کو ثابت کر رہی ہے کہ وہ قومی پارٹی ہے وہ ہر صوبے میں ہے کسی میں کم، کسی میں زیادہ۔

سوال: سیاستدان کتنی بھی تنقید کریں بیوروکریٹس کچھ بھی کہیں، لیکن! جو کشمیر کے الیکشن کا رزلٹ آیا ہے

وہ دیکھیں تو پیپلز پارٹی کو عوام نے پھر سے مینڈیٹ دیا ہے؟

جواب: ہر حکومت کا جو گزر جاتی ہے۔ اسی کو مثال بناتے ہیں اور اپنے آپ کو اسے بہتر بنانے کیلئے۔۔

سوال: آپ نے انقلاب کا ذکر کیا تھا؟

جواب: میں نے انقلاب کا ذکر اور نمونے سے کیا تھا۔ یہ رستہ جا رہا ہے انقلاب کی طرف۔

سوال: ابھی بھی رستہ جا رہا ہے انقلاب کی طرف؟

جواب: اسی راستے پے گامزن ہیں نا 52ء لیکر ''سلولی سلولی'' (آہستہ آہستہ)

سوال: انقلاب ہمیشہ مڈل کلاس سے آتا ہے۔ انقلاب کا جو لیڈر رہتا ہے وہ مڈل کلاس سے ہوتا ہے۔ ایک Educated (تعلیم یافتہ) طبقے سے ہوتا ہے۔ پاکستان میں تو مڈل کلاس ختم ہو رہی ہے پچلی جا رہی ہے۔

جواب: انقلاب Educated لیڈرز سے ہوتا رہے، طبقہ ایک ہی نیچے والا۔ جو Suffer (متاثر) کرتا ہے۔

سوال: اور جب انقلاب آتا ہے تو پھر خونی ہی ہوتا ہے؟

جواب: وہ لیڈرز اپنے لاتا ہے۔

سوال: اور خونی انقلاب ہوتا ہے؟

جواب: پہلی بار پاکستان میں خونی انقلاب آنے والا ہے۔ جس کیلئے میں کہتا رہتا ہوں اور کافی عرصے سے کہتا رہتا ہوں زیر دست بالا دست، بالا دست در بدر خاک بسر۔

سوال: پاکستان کے اندر ظاہر یا پس پردہ فوج کا ایک کنٹرول ہوتا ہے۔ کیا ابھی بھی یہ سچ ہے؟

جواب: دیکھیے جو قدرتی ''لاز'' (قانون) ہیں وہ چینج نہیں ہوتے، وہ ''ریپیٹ'' (دہراتے) ہی ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اور ''شیپ'' (صورت) میں نظر آتے ہیں۔ مقصد ایک ہی ہوتا ہے۔

سوال: تو مقصد کیا ہے؟

جواب: پاور جہاں ہے وہاں ہے۔

سوال: اور پاور جہاں پے ہے اور جس کے پاس ہے وہ وہیں پے رہے گا۔ پاکستان کی ہسٹری نے یہ دکھایا اور پاکستان کا فیوچر بھی یہ دکھا رہا ہے؟

جواب: دیکھیں، پاکستان کی ہسٹری میں آپ دیکھیں پاور سے آپ کیسے کم ہوتے گئے ہیں۔ پاورفل پبلک ہونی چاہئے وہ پاورلیس (کمزور) کیسے ہوتی گئی Systematically (ترتیب سے) ہوئی ہے۔ ٹرائے اکبر نے کیا کامیابی فیلڈ مارشل نے کی اور پھر اس میں بڑھاتے گئے، بڑھاتے گئے، بڑھاتے گئے۔

سوال: لیکن! جب پاکستان کی پبلک سڑکوں پے نکلتی ہے؟

جواب: اپنے مقصد کیلئے نکلتی ہے۔

سوال: چیف جسٹس کی موومنٹ کیلئے تو نکلی تھی پبلک اور جب تک بحال نہیں ہوا، سیاسی قوتیں بھی ساتھ تھیں؟

جواب: اب میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔ فیلڈ مارشل کے وقت، چینی میں مہنگائی کی تھی اب جانوں پے نکلتی ہے۔ روز مرتے ہیں، گھر سے باہر جاتا ہے پتہ نہیں شام کو لوٹ کے آئے گا۔

سوال: شاید پبلک جو ہے، یہ اس قسم کی امیجز (صورتحال) دیکھ دیکھ کے تھوڑی بے حس ہوگئی ہے۔ لیکن! ایک بریکنگ پوائنٹ آتا ہے پیر صاحب! جس طرح آپ نے انقلاب کا ذکر کیا۔ میں ذکر کر رہی ہوں کہ ہر چیز کے برداشت کی ایک حد ہوتی ہے؟

جواب: ان کی حد ہوتی ہے؟

سوال: ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔

جواب: ان کی حد ہوئی ہے؟

سوال: ابھی تک تو نہیں۔ لیکن! چیف جسٹس کی موومنٹ پر نکلی تھی پبلک اور جب تک بحال نہیں ہوئے تھے تب تک مارچ چلی تھی؟

جواب: نہیں نہیں۔ اور بات ہے، وہ سیاسی بات ہے۔

سوال: نہیں۔ پبلک نکلی تو تھی۔

جواب: پبلک نہیں۔ پڑھے لکھے مقصد والے لوگ نکالے گئے تھے اور حاکموں نے نہیں ان کے دوستوں نے فیصلہ کرایا۔

سوال: جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے۔ اب جو پاکستان مسلم لیگ (ق) کی الائنس ہوئی پیپلز پارٹی کے ساتھ ایک نکاتی ایجنڈا ہے۔۔؟

جواب: اس سے پہلے الائنس میرے ساتھ ہوئی تھی یہاں۔ مجھے آپ نے موو آوٹ (باہر نکلتے) ہوتے دیکھا گھر سے۔

سوال: میری جب بات ہوئی چودھری شجاعت سے انہوں نے کہا کہ ہماری سیٹ ایڈجسٹمنٹ ہوئی ہے پیپلز پارٹی کے ساتھ۔ کیا اس سے مسلم لیگ نواز کو نقصان پہنچ سکتا ہے؟

جواب: نواز کو ضرور نقصان ہو سکتا ہے۔ ہم لوگ کی ہسٹری کو دیکھو۔ ہم ہمیشہ گورنمنٹ کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں۔

سوال: نہیں۔ اتنے عرصے تک ق لیگ جو ہے حکومت سے باہر رہی ہے؟

جواب: باہر رہنا یا اندر رہنا سوال نہیں ہے۔ باہر رہی ہے تو بھی اپنے مطلب تو نکالتی رہی ہے، اندر رہے گی تو دگنا نکالے گی۔

سوال: ہر جماعت کو حکومت کے ساتھ رہنا کم از کم اس دور میں تو ہم نے نہیں دیکھا۔ متحدہ قومی موومنٹ نے علیحدگی اختیار کر لی ہے، مسلم لیگ نواز اپوزیشن میں بیٹھی ہے؟

جواب: آپ نے نہیں دیکھا، میں نے دیکھا ایک رات میں دوسری پارٹی بن جاتی ہے اور الیکشن جیت جاتی ہے، وہ چیف منسٹر بن جاتی ہے۔

سوال: پاکستان میں اب کیا ہوگا؟

جواب: آرمی آئے گی۔

سوال: لیکن! یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پیر صاحب! آرمی ہر جگہ پھنسی پڑی ہے، وار آن ٹیرر میں، بارڈر پر، وہ ان سب کو چھوڑ کے اب ادھر آئے گی؟

جواب: دیکھو! اس کو چھوڑ کے کوئی کدھر نہیں جائے گا اب بڑھ جائے گا۔ آپ ایک آدمی پر، ایک کمپنی پر، ایک سوسائٹی پر بوجھ بڑھاتی جاتی ہیں وہ اپنے آپ کو Stretch (کھینچتا) کرتا جاتا ہے۔

سوال: آرمی اگر آئیگی تو ان کا ڈیسیشن (فیصلہ) کون لے گا؟

جواب: ایک نیچرل طبقہ ہے۔

سوال: کیا بریگیڈیئر کے لیول پے؟

جواب: یہ لیول ان کی میں کوئی سروس میں رہا ہوں؟ مجھے پتہ نہیں ہے۔ ڈیسیشن بریگیڈیئر نہیں لیتا، جنرل لیتا ہے اور اگر زبردست بالا دست ہو تو کرنل ہوتا ہے۔

سوال: کرنل تک ہی ہوسکتا ہے؟

جواب: بھئی، ہسٹری دنیا میں کیا دیکھتی ہیں، کرنل قذافی، کرنل یہ، کرنل وہ، یہ گریس (یونان) میں کرنل کا Revolution (انقلاب) ایک ہی فرانس تھی جس میں Revolution پیٹرن (طریقے) کے خلاف لایا گیا۔

سوال: تو آپ کہہ رہے ہیں کہ ایک چینج یہ ہوسکتا ہے کہ آرمی جو ہے وہ پھر سے سیاسی 'سین'' میں پاکستان میں (نظر آئے گی)؟

جواب: نہیں۔ وہ تو آنا نہیں چاہتے۔ وہ آنا چاہتے ہوتے تو پہلے آجاتے۔ مجبوراً حالات ایسے ہوں گے کہ ملک بچاؤ یا ملک ختم کرو۔

سوال: تو اس موڑ تک چلے جائیں گے یا ملک بچاؤ یا ختم کرو؟

جواب: اب کدھر جا رہے ہیں ہم؟

سوال: انقلاب کی طرف جیسا کہ آپ نے کہا۔

جواب: انقلاب آئیگا، ہرایک کا ''ویو'' ہے انقلاب کا اور ہر ایک کی لمٹ (حد) ہے۔

سوال: اور یہ لمٹ کب ہم اس پر پہنچیں گے؟

جواب: آپ دیکھیں ہر ایک کی لمٹ، میری لمٹ اور ہے اور کی لمٹ اور ہے۔

سوال: آپ کی پیشنگوئی کیا ہے؟

جواب: برسوں پہلے، جب اس کے آثار نہیں تھے، میں نے عرض کیا تھا اور وہ پبلک میں عرض کیا تھا، کمرے میں عرض نہیں کیا تھا کہ زیردست بالادست۔

سوال: اگر فوج آ گئی؟

جواب: بھئی، آپ فوج کو کیوں کہتے ہیں، زیردست کون ہے بالادست کون ہے؟ میں زیردست ہوں میں بالادست نہیں ہوں۔

سوال: حالات چینج ہو گئے انقلاب آ گیا، فوج آ گئی؟

جواب: فوج کیوں آ گئی؟

سوال: ابھی آپ نے کہا کہ Intervention (مداخلت) ہوسکتی ہے؟

جواب: بھئی، انقلاب ایسے بھی ہوسکتا ہے، ویسے بھی ہوسکتا ہے۔

سوال: اگر چینج آتا ہے جو بھی سیاسی کردار ہیں وہ وہیں کہ وہیں رہیں گے یا تختے پلٹ جائیں گے؟

جواب: آدمی لوگ، ووٹرز Ignore (نظرانداز) کریں گے۔

سوال: جلاوطنی، پھانسی۔۔؟

جواب: ماردیں گے، نیچے والا طبقے میں رحم کی امید کم رکھے آدمی۔ جو اپنے اوپر رحم نہیں کرتا وہ اور پر رحم کیوں کرے۔

سوال: آپ نے ایک اور بیان بھی دیا تھا کہ آپ نے کہا تھا کہ کیپٹل کراچی دوبارہ کیا جائے؟

جواب: یہ برسوں پہلے کہا تھا۔ کامن سینس کی بات ہے، آپ اپنا کیپٹل Enemy country (دشمن ملک) سے، دس بارہ میل پر نہیں رکھ سکتے۔ آپ کا نیچرل کیپٹل ہے۔

سوال: اس کو ابھی موو ہونا چاہئے کراچی؟

جواب: موو ہوگا، موو ہوگا۔ اپنی مجبوریاں کریں گی کہ اتنا پھر گورنمنٹ کراچی میں واپس آئے۔

سوال: آپ ''لا اینڈ آرڈر'' کی حالت کو پاکستان میں سنبھلتے ہوئے دیکھتے ہیں؟

جواب: 'لا اینڈ آرڈر'' کون توڑتا ہے۔ جس کو ریسپکٹ (احترام) 'لا اینڈ آرڈر'' کی نہیں ہے۔ شہر میں سب ریسپکٹ کرتے ہیں 'لا اینڈ آرڈر'' کو۔

سوال: عوام کہاں سے ریسپکٹ کرے گی۔ جو"لا اینڈ آرڈر" کے انچارج وہ خود ہی نہیں کر رہے؟

جواب: زیادہ سے زیادہ عوام ہیں یا خاص ہیں۔

سوال: پولیس اہلکاروں کا کہنا ہے کہ ہم کو تو لگایا ہوا ہوتا ہے منسٹری کاموں میں، تو ہم عوام کی کیا خدمت کریں گے؟

جواب: عوام کی خدمت کرنے کیلئے، اس وقت نہ پولیس ہے، نہ ان کے Superior (بالا افسر) ہیں۔

سوال: عوام کی خدمت کرنے کیلئے کون حاضر ہے؟

جواب: عوام کی خدمت ہم نے کی، ان سے ووٹ لے لیا اب ہمیں جو چاہے ڈش آؤٹ کرے۔

سوال: پیر صاحب! سیاسی سرکل میں یہ بات بھی ہو رہی ہے۔ شاید یوسف رضا گیلانی صاحب کی قربانی دینا پڑے۔ کیوں کہ الیکشن سے پہلے شاید کوئی تبدیلی آجائے پرائم منسٹر کی پوزیشن میں؟

جواب: اس کا امکان ہے کہ ان کو قربانی دینی پڑے اور اور ہمیشہ کیلئے دینی پڑے۔ جب ایک بار آدمی پھسلتا ہے تو پھر اس مقام پر نہیں آتا۔

سوال: یوسف رضا گیلانی کی جو کرسی ہے وہ آپ کو اسٹیبل نہیں نظر آرہی ہے؟

جواب: مجھے؟ اسٹیبل ابھی تو نظر آتی ہے۔ لیکن! امکانات کم ہیں زیادہ Survival (بچنے) کے۔

سوال: آپ کو کیا لگتا ہے متحدہ قومی موومنٹ واپس آجائے گی یا پھر پیپلز پارٹی اپنا گورنر اور چیف منسٹر پھر سے؟

جواب: دیکھیں ایم کیو ایم، اب میں زیادہ حقیقت پر تو نہیں جاؤں گا۔ لیکن! مصلحتاً کہوں گا کہ وہ "ایزیلی" (آسانی) خفا ہو جاتی ہے، بہت جلدی مان جاتی ہے۔

سوال: اس دفعہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں مانیں گے؟

جواب: وہ کہتے تو ہر دفعہ ہی ہیں۔ میں علی گڑھ میں رہ کے آیا ہوں ساڑھے تین سال، چار سال وہاں میں نے دیکھا ہے۔ اسکول میں بچوں کو، اور کو، پڑوسیوں کو، شہر میں علی گڑھ میں۔ تو زبان دراز قوم ہے اور وہ پان خور جو پیکدان ساتھ لیکے نہیں پھرتا۔ (ہنسی)

یہ انٹرویو 6 جولائی 2011ء کو چینل ٹی وی ون کے پروگرام "اب کیا ہوگا" میں نشر ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

حضرت پیر سید شاہ مردان شاہ مدظلہ العالی ثانی عقیدت مندوں کی دعوت پر بقار جھیل میں سوار کشتی،
عقب میں مرحوم خلیفہ فقیر عبداللہ منگریو نظر آ رہے ہیں

فکشن ہاؤس
لاہور • حیدر آباد • کراچی •
e-mail: fictionhouse2004@hotmail.com

